تفہیم الاحادیث

تفہیم القرآن اور مولانا مودودیؒ کی دوسری تحریروں میں مذکور
احادیث اور فقہی احکام و مسائل کی ترتیب و تخریج

جلد پنجم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب و تخریج
مولانا عبدالوکیل علوی

فہرست عناوین

فصل:۵ محرم سے نکاح کا مسئلہ

فصل:۶ ممنوعات (وہ امور جن کی ممانعت ہے)

فصل:۷ تحدیدِ ازواج

فصل:۸ مہر

فصل:۹ طلاق

فصل:۱۰ خلع

فصل:۱۱ طلاق ثلاثہ در مجلس واحد

فصل:۱۲ عدت اور نان نفقہ

فصل:۱۳ ایلاء

فصل:۱۴ ظہار

فصل:۱۵ لعان

فصل:۱۶ اختیارات وحقوق

فصل:۱۷ ”عزل“ کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر-۲۵۳

فصل:۱۸ متعہ کی تاریخی اور شرعی حیثیت-۲۶۱

فصل:۵ قذف اور اس کی سزا

فصل:۶ تعزیرات

فصل:۷ سزائے رجم کے دو اہم واقعات

فصل:۸ شادی شدہ یہودی مرد و عورت کے لیے حد رجم - ۴۷۳

فصل:۹ آیت رجم کے بارے میں تحقیق - ۴۸۱

فصل:۱۰ قتل خطا

فصل:۱۱ مرتد کی سزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند باتیں

قارئین محترم کی خدمت میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے فکر وقلم کے شاہ کار تفہیم الاحادیث کا زیر نظر حصہ پیش کرتے ہوئے ہمیں یک گونہ خوشی و مسرت محسوس ہو رہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کے لیے اس کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اکیسویں صدی کے بالکل آغاز میں اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات وفرمودات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب پیش کرنے کی توفیق بخشی۔ ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ ہند کی طرف سے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس پیش کش کا خیر مقدم کیا جائے گا اور حدیث کے اس مبارک سلسلے کو تمام انسانوں تک پہنچانے اور انھیں پیغام رسولؐ سے روشناس کرانے میں مکتبے کے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ ہوگا۔

تفہیم الاحادیث مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں، بلکہ یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے، جو مولانا محترم نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر "تفہیم القرآن" اور بعض دوسری تصانیف میں حسب موقع نقل کی ہیں۔

صورت واقعہ یہ ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جس نہج پر اپنی مقبول عام تفسیر "تفہیم القرآن" کی چھے جلدیں تحریر کی تھیں، بالکل اسی نہج پر وہ احادیث پر بھی کام کرنے کا عزم مصمّم کر چکے تھے۔ نہ صرف عزم مصمم کر چکے تھے، بلکہ انھوں نے اس کام کے لیے ایک ابتدائی خاکہ بھی تیار کر لیا تھا۔۔۔۔ لیکن اچانک وہ بیمار ہو گئے، پھر بیماری کا یہ سلسلہ اتنا طویل ہوتا گیا کہ انھیں اس سے نجات ہی نہ مل سکی۔ اسی بیماری میں ان کی مہلتِ عمر بھی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد یہ کام التوا میں پڑ گیا۔ وفات کے کافی دنوں کے بعد مولانا محترم کے رفیق خاص مولانا خلیل احمد حامدیؒ ڈائریکٹر ادارۂ معارف اسلامی منصورہ کو اس کام کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے ذمے داروں اور دوسرے ارباب علم و دانش کے مشوروں سے علوم اسلامیہ اور عربی ادب کے فاضل مشہور عالم و محقق مولانا عبدالوکیل علوی کو یہ ذمّے داری تفویض کی کہ وہ تفہیم القرآن اور دوسری تصانیف کی مدد سے مولانا محترم کے بنائے ہوئے خاکے میں رنگ بھریں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے پورے کام کا از سر نو خاکہ تیار کیا اور ضروری کتب فراہم کر کے کام کا آغاز کر دیا۔

مولانا عبدالوکیل علوی کا نام تحریکی حلقے کے لیے غیر معروف واجنبی نہیں ہے۔ وہ عربی ادب کے مایۂ ناز فاضل، اسلامی علوم کے ذہین عالم اور صاحب طرز اہل قلم کی حیثیت سے تعارف رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے مولانا مودودیؒ کی تصانیف کی مدد سے وہ متعدد ترتیبی وتخریجی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ سیرت سرور عالم کی دو جلدیں ان کی ترتیبی وتخریجی صلاحیتوں کی بہترین نمایندگی کرتی ہیں۔

مولانا عبدالوکیل علوی نے اس کام میں کتنا وقت صرف کیا ہے اور انھوں نے احادیث کی چھان بین یا ترتیب و تخریج میں کتنی عرق ریزی اور دقّتِ نظر سے کام لیا ہے، یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں۔ پڑھنے والے خود ہی اس کا ادراک کرلیں گے۔ ''مشک آنست کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بگوید'' اصلی مشک خود اپنی مہک سے پہچان لیا جاتا ہے، اس کے لیے کسی عطار کی تعریف وتوصیف کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس کوشش کو شرفِ قبول سے نوازے، تمام انسانوں کے لیے اِسے نفع بخش بنائے اور اس کی تیاری میں جن رفقاء اور کارکنوں نے حصہ لیا ہے، انھیں حدیثِ رسولؐ کی خدمت کی برکات سے سرفراز کرے۔

ناشر

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی

عرض مرتب

الحمد للہ تفہیم الاحادیث کے جس کارِعظیم کو آج سے چند سال قبل شروع کیا تھا، اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ سعادت محض خالق ارض وسما کے فضل وکرم اور اس کی توفیق خاص کی مرہون منت ہے، ورنہ ایں سعادت بہ زور بازو نیست۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے کٹھن مراحل سے گزر کر ساحل تکمیل تک پہنچنے کی اپنی حد تک ایک کاوش کی ہے۔

جب یہ کام شروع کیا گیا تب اندازہ ہوا کہ ایک ٹھوس علمی وتحقیقی کتاب اپنی طرف سے مدون ومرتب کرنے کے مقابلے میں مولانا محترم رحمتہ اللہ علیہ کے پورے ذخیرۂ کتب میں سے عبارتیں نکال کر کوئی کتاب ترتیب دینے کا کام کتنا محنت طلب ہے۔ تفہیم القرآن کی چھے جلدوں کے ساتھ ساتھ مولانا کے وسیع لٹریچر کو ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھنا، تمام احادیث کے متون، تراجم، تشریحات اور فقہی مسائل کی الگ الگ نشان زدگی، پھر اس کی تشریح کے لیے مفید مطلب مناسب و موزوں عبارات پر نشان لگانا، ان کی نقول تیار کرنا اور سب سے آخر میں ان کی بہ اعتبارِ ابواب وفصول ترتیب اور ان کی عنوان بندی، یہ سارا کام اتنا صبر آزما تھا کہ بار بار دامن ہمت تار تار ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہوتا رہا۔ مگر ایسے مواقع پر فضل ایزدی نے ڈھارس بندھائی اور کام جاری رہا۔ الحمد للہ آج اس کاوش اور سعی وجہد کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔

تالیف وتدوین کا یہ کام اپنی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے جتنا اہم اور عظیم ہے، اپنے حجم کے لحاظ سے اُسی قدر ضخیم بھی۔ مولانا کی تصانیف میں سے انتخاب کر کے جو مواد نقل کیا گیا، وہ سیکڑوں نہیں بل کہ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ تمام احادیث جمع کی گئی ہیں، جنھیں مولانا محترم نے اپنے پورے لٹریچر میں استعمال کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اسے نقل کرنے سے پہلے پورے کا پورا لٹریچر ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھا گیا، مفید مطلب عبارات پر نشان لگایا گیا اور واضح کیا گیا کہ یہ حدیث کا متن ہے اور یہ اس کا ترجمہ وتشریح۔ جن احادیث سے فقہی مسائل استنباط کیے گئے، ان پر الگ نشان لگایا گیا، متنِ حدیث کی بجائے کہیں محض ترجمہ ملا تو اسے بھی نکال لیا گیا۔

اس کام کی تکمیل پر کس قدر محنت کی گئی یا کتنی عرق ریزی سے یہ کام انجام پایا؟ اس کا صحیح اندازہ صرف انھیں کو ہو سکتا ہے، جنھوں نے کبھی اس وادیٔ پر خار میں قدم رکھا ہو۔ مولانا محترم نے زیادہ تر مقامات پر احادیث نقل کرتے وقت صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ فلاں حدیث بخاری ومسلم میں ہے یا متفق علیہ یا ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔ اسی طرح احادیث کی دوسری کتب کے حوالے بھی دیے ہیں، مگر بخاری ومسلم نے اس حدیث کو کس کتاب میں، کس فصل یا باب میں اور کس عنوان کے تحت یا کتاب کے کس صفحے پر روایت کیا ہے؟ اس کا التزام کم ہی کیا جا سکا ہے۔ پھر مولانا محترم نے اکثر

مقامات پر حدیث کا صرف اتنا ہی جز نقل کیا ہے جتنا انہیں اس مقام کے لحاظ سے استشہاد کے لیے مطلوب تھا۔ پوری حدیث نقل نہیں کی اور پوری سند تو بہت ہی کم نقل ہو سکی ہے۔

اس نقل شدہ مواد کو ایک مفید کتاب کی صورت میں مرتب و مدون کرنے کے لیے ان تمام نقل شدہ احادیث کی سندیں شامل کی گئیں۔ جہاں حدیث کا ایک جزو استعمال کیا گیا، وہ پوری حدیث مع سند نقل کی گئی تا کہ قاری یہ جان سکے کہ یہ کس حدیث کا جزو ہے یا کس محدث نے اپنی کس کتاب اور اس کتاب کے کس باب یا فصل میں اور کس عنوان کے تحت روایت کیا ہے وغیرہ اور حدیث کے بارے میں محدث کی محدثانہ رائے کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے، صحیح، حسن یا ضعیف وغیرہ بھی درج کی گئی ہے۔ مزید برآں ایسی احادیث بھی شامل کی گئی ہیں، جو ان کے مفہوم کی تائید کرتی ہیں، جنہیں مویدات کہہ سکتے ہیں۔ اس مفید اضافے سے اصل مواد کی ضخامت تو واقعۃً بڑھ گئی مگر فوائد میں بے حساب اضافہ بھی ہوا ہے۔

حدیث کی تخریج کے لیے جو اصول پیش نظر رکھا گیا ہے وہ یہ ہے:

سب سے پہلے حدیث کو (بخاری و مسلم) میں تلاش کیا گیا۔ اگر وہ ان میں مل گئی اور دونوں کے الفاظ بھی یکساں ملے تو اس صورت میں سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا اور حوالے میں متفق علیہ درج کیا گیا ہے۔ اگر صحیحین کی روایت میں معنوی یکسانی تو موجود ہے مگر لفظی اختلاف ہے تو اس صورت میں بھی سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا ہے اور صحیح مسلم کا اختلاف اور فرق الگ سے واضح کر دیا گیا ہے۔ اگر مولانا محترم نے خود ہی صحیح مسلم کی روایت لی ہے تو پھر اصل متن اسی روایت کو قرار دیا گیا ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں جو اختلاف ہے، اسے واضح کر کے اس کا حوالہ دیا ہے اور اگر مولانا نے صحیحین کے علاوہ باقی کتب اربعہ یعنی سنن ابی داؤد، ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں سے کسی کا حوالہ دیا ہے اور وہ حدیث صحیحین میں سے کسی ایک میں بھی قدرے لفظی اختلاف یا فرق کے ساتھ موجود ہے تو اس صورت میں اصل ماخذ بیان کرنے کے بعد صحیحین کا حوالہ اور فرق و اختلاف بھی درج کرنے کی محتاط کوشش کی گئی ہے۔ اگر کوئی حدیث صحیحین میں نہ ملی تو پھر ابوداؤد کی روایت کو ترجیحاً نقل کیا گیا ہے۔ اگر ابوداؤد اور دیگر کتب میں بھی کوئی حدیث موجود ہے تو اصل متن کے طور پر ابوداؤد کی روایت درج کی گئی ہے اور باقی ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ اور دیگر کتب کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔ حوالوں کے بارے میں میری یہ کوشش رہی ہے کہ حتی الوسع ایک حدیث کے زیادہ سے زیادہ ممکن الحصول ماخذ و مصادر درج کیے جائیں۔ اصل کتب ماخذ جتنی مجھے دستیاب ہو سکیں، ان سب کے حوالے دینے کی بساط بھر کوشش کی ہے۔ تخریج مواد، اس کو نقل کرنے، عبارات پر اعراب لگانے اور اضافہ شدہ عربی عبارات کا ترجمہ کرنے کے بعد نقل شدہ مواد کی روشنی میں اسے ایک کتابی صورت میں لانے کے لیے اس کی پہلے ابواب بندی کی گئی اور پھر انہیں فصول اور مختلف عناوین کے تحت تقسیم کیا گیا، پھر ذیلی عنوانات قائم کیے گئے۔ بعد ازاں حوالے جات اور احادیث کے نمبر لگائے گئے اور ان حوالوں کو اپنے اپنے مقام پر درج کیا گیا تا کہ قاری کو اگر کسی عبارت کے اصل ماخذ کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بغیر کسی دشواری اور پریشانی کے اصل ماخذ سے رجوع کر سکے۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کام کو اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبول حاصل ہو اور یہ مولانا محترم کے لیے بلندی درجات کا باعث بنے۔

وما توفیقی الا باللہ

خاکسار

عبدالوکیل علوی

كتاب المعاشرة

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ

وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (الحشر:۷)

”جو کچھ رسُول ؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو

روک دے اس سے رُک جاؤ۔“

فصل:۱

نکاح کی ترغیب وتاکید

۱۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ.

''نکاح میری سنت ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ جَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ، ثَنَا آدَمُ، ثَنَا عِیْسٰی بْنُ مَیْمُوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ، وَتَزَوَّجُوْا، فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ، وَمَنْ کَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْیَنْکِحْ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَعَلَیْهِ بِالصِّیَامِ، فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَآءٌ.(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نکاح میری سنت ہے، پس جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ شادیاں کرو، میں (قیامت کے روز) تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔ اور جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کرنا چاہیے اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو اسے اپنے اوپر روزہ لازم کر لینا چاہیے (روزہ رکھنا چاہیے) اس لیے کہ روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے بچنے کا)۔

—— فِی الزَّوَائِدِ: اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ لِاِتِّفَاقِهِمْ عَلٰی ضُعْفِ عِیْسٰی بْنِ مَیْمُوْنِ الْمَدِیْنِیِّ، لٰکِنَّ لَهٗ شَاهِدٌ صَحِیْحٌ۔

﴿۲﴾ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ سَعْدٍ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ، وَمِنْ سُنَّتِی النِّکَاحُ.(۲)

ترجمہ: حضرت عبید بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری فطرت (عادت) کو پسند کیا تو اسے چاہیے میری سنت کو اپنی زندگی کا طریق بنالے، اور میری سنت نکاح ہے۔

حضرت ایوبؓ سے مروی ہے:

﴿۳﴾ عَنْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنِ اسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ فَهُوَ مِنِّیْ، وَمِنْ سُنَّتِی النِّکَاحُ.(۳)

ترجمہ: حضرت ایوبؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے میری سنت کو راہِ زندگی بنالیا پس وہ مجھ سے ہے، اور میری سنت نکاح ہے۔

لفظ نکاح کے لُغوی اور اصطلاحی معنی

علمائے لغت میں اس امر پر بہت کچھ اختلاف ہوا ہے کہ عربی زبان میں نکاح کے اصل معنی کیا ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ وطی اور عقد کے درمیان لفظ مشترک ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ ان دونوں میں معنیً مشترک ہے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کے اصل معنی عقد تزویج کے ہیں اور وطی کے لیے اس کو مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اس کے اصل معنی وطی کے ہیں اور عقد کے لیے مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن راغب اصفہانی نے پورے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''لفظ نکاح کے اصل معنی عقد ہی کے ہیں۔ پھر یہ لفظ استعارۃً جماع کے لیے استعمال کیا گیا ہے، اور یہ بات محال ہے کہ اس کے اصل معنی جماع کے ہوں اور استعارے کے طور پر اسے عقد کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔'' اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ جتنے الفاظ بھی جماع کے لیے عربی زبان میں، یا دنیا کی کسی زبان میں حقیقتاً وضع کیے گئے ہیں، وہ سب فحش ہیں۔ کوئی شریف آدمی کسی مہذب مجلس میں ان کو زبان پر لانا بھی پسند نہیں کرتا۔ اب آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لفظ حقیقتاً اس فعل کے لیے وضع کیا گیا ہو اسے کوئی معاشرہ شادی بیاہ کے لیے مجاز واستعارہ کے طور پر استعمال کرے۔ اس معنی کو ادا کرنے کے لیے تو دنیا کی ہر زبان میں مہذب الفاظ ہی استعمال کیے گئے ہیں نہ کہ فحش الفاظ۔

علمائے احناف بالعموم یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لفظ حقیقتاً وطی کے لیے اور مجازاً عقد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ احناف کی متفق علیہ رائے نہیں ہے۔ بعض مشائخ حنفیہ اس لفظ کو وطی اور عقد کے درمیان مشترک معنوی بھی قرار دیتے ہیں۔ پھر نکاح کی شرعی تعریف تو ان کے ہاں یہی ہے کہ هُوَ عَقْدٌ يُفِيدُ مِلْكَ الْمُتْعَةِ قَصْدًا يا عَقْدٌ وُضِعَ لِتَمْلِيْكِ مَنَافِعِ الْبِضْعِ۔

میرے نزدیک قرآن وسنت میں نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے، جس سے مراد لازماً عقد تزویج ہی ہے۔ اور جب یہ لفظ مطلقاً استعمال ہوگا تو اس سے مراد عقد ہی لیا جائے گا الا یہ کہ کوئی قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ یہاں مراد محض وطی یا عقد مع الوطی ہے۔ رہی وطی بلا عقد تو اس کے لیے لفظ نکاح کے استعمال کا جواز لغت میں تو ہوسکتا ہے لیکن قرآن وسنت میں اس کی کوئی مثال میرے علم میں نہیں ہے۔ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: لفظ نکاح...)

نکاح کی تاکید

۲۔ عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَ ةِ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ وَاَنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَآءٌ. (بخاری)

''تم کو نکاح کرنا چاہیے، کیونکہ وہ آنکھوں کو بدنظری سے روکنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی بہترین تدبیر ہے۔ اور جو شخص تم میں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ شہوت کو دبانے والا ہے۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَااَبُوْ اَحْمَدَ، نَاسُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ،

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَانَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَ: يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَ ةِ، فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ، فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَآءٌ.(٤) (هذا حديث حسن صحيح)

﴿۲﴾ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِىْ مَعْشَرٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَؓ فَقَالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فِتْيَةٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ: فَلَمْ اَفْهَمْ فِتْيَةً كَمَا اَرَدْتُّ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ، فَلْيَتَزَوَّجْ، فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا، فَالصَّوْمُ لَهٗ وِجَآءٌ.(٥)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ، فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ.(٦)

۳۔ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّىْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّىْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِىْ فَلَيْسَ مِنِّىْ. (بخاری)

''بخدا میں خدا سے ڈرنے اور اس کی ناراضی سے بچنے میں تم سب سے بڑھ کر ہوں۔ مگر مجھے دیکھو کہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور راتوں کو سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یہ میرا طریقہ ہے، اور جو میرے طریقے سے اجتناب کرے، اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔'' (پردہ، باب ۱۰: نکاح)

تخریج : حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَرْيَمَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ اَبِىْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْغُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ، قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا، فَاِنِّىْ اُصَلِّى اللَّيْلَ اَبَدًا، وَقَالَ اٰخَرُ: اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ: اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ، لٰكِنِّىْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّىْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِىْ، فَلَيْسَ مِنِّىْ.(٧)

تشریح : ان تمام احکامات وہدایات شریعت کا منشا یہ ہے کہ صنفی انتشار کے تمام دروازے مسدود کیے جائیں، زوجی تعلقات کو دائرہ ازدواج کے اندر محدود کیا جائے۔ اس دائرہ کے باہر جس حد تک ممکن ہو کسی قسم کی صنفی تحریکات نہ ہوں، اور جو

تحریکات خود طبیعت کے اقتضا یا اتفاقی حوادث سے پیدا ہوں ان کی تسکین کے لیے ایک مرکز بنا دیا جائے۔ عورت کے لیے اس کا شوہر اور مرد کے لیے اس کی بیوی۔ تاکہ انسان تمام غیر طبعی اور خود ساختہ ہیجانات اور انتشارِ عمل سے بچ کر اپنی مجتمع قوت (Conservated Energy) کے ساتھ نظامِ تمدن کی خدمت کرے اور وہ صنفی محبت اور کشش کا مادہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کارخانہ کو چلانے کے لیے ہر مرد و عورت میں پیدا کیا ہے، تمام تر ایک خاندان کی تخلیق اور اس کے استحکام میں صرف ہو۔ ازدواج ہر حیثیت سے پسندیدہ ہے، کیونکہ وہ فطرت انسانی اور فطرتِ حیوانی دونوں کے منشا اور قانونِ الٰہی کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ اور ترکِ ازدواج ہر حیثیت سے ناپسندیدہ، کیونکہ وہ دو برائیوں میں سے ایک برائی کا حامل ضرور ہو گا، یا تو انسان قانون فطرت کے منشا کو پورا ہی نہ کرے گا اور اپنی قوتوں کو فطرت سے لڑنے میں ضائع کر دے گا یا پھر وہ اقتضائے طبیعت سے مجبور ہو کر غلط اور ناجائز طریقوں سے اپنی خواہشات کو پورا کرے گا۔ (پردہ، باب ۱۰: نکاح)

رہبانیت اور قطع لذات کی ممانعت

٤۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض صحابیوں نے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے، راتوں کو بستر پر نہ سوئیں گے، بلکہ جاگ جاگ کر عبادت کرتے رہیں گے، گوشت اور چکنائی استعمال نہ کریں گے، عورتوں سے واسطہ نہ رکھیں گے۔ اس پر آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا مجھے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ تمہارے نفس کے بھی تم پر حقوق ہیں، روزہ بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی، راتوں کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔ مجھے دیکھو! میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں، روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا، گوشت بھی کھاتا ہوں اور گھی بھی پس جو میرے طریقے کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ فرمایا یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانوں کو اور خوشبو اور نیند اور دنیا کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔ میرے دین میں نہ عورتوں اور گوشت سے اجتناب اور نہ گوشہ گیری و عزلت نشینی ہے۔ ضبط نفس کے لیے میرے ہاں روزہ ہے۔ رہبانیت کے سارے فائدے یہاں جہاد سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج اور عمرہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو۔ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے اوپر سختی کی، اور جب انہوں نے خود اپنے اوپر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ یہ انہی کے بقایا ہیں جو تم کو صومعوں اور خانقاہوں میں نظر آتے ہیں۔

تخریج:〈۱〉 **فَقَدْ رُوِیَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ یَوْمًا، فَذَکَّرَ النَّاسَ وَوَصَفَ الْقِیَامَةَ فَرَقَّ النَّاسُ وَبَکَوْا، وَاجْتَمَعَ عَشَرَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِؓ فِیْ بَیْتِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ الْجُمَحِیِّ وَھُمْ: عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَاَبُوْبَکْرٍؓ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَاَبُوْذَرٍّ الْغِفَارِیُّ، وَسَالِمٌ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ، وَعَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُمَرَ، وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ، وَسَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ، وَمَعْقِلُ بْنُ مُقَرِّنٍ وَصَاحِبُ الْبَیْتِ، وَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنْ یَّصُوْمُوا النَّھَارَ وَیَقُوْمُوا اللَّیْلَ وَلَایَنَامُوْا عَلَی الْفُرُشِ، وَلَایَاْکُلُوا اللَّحْمَ، وَلَا الْوَدَکَ،**

وَلَایَقْرَبُوا النِّسَآءَ، وَالطِّیبَ، وَیَلْبَسُوا الْمُسُوحَ، وَیَرْفُضُوا الدُّنْیَا، وَیَسِیحُوا فِی الْاَرْضِ وَهَمَّ بَعْضُهُمْ اَنْ یَّجُبَّ مَذَاکِیرَهٗ فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَتٰی دَارَعُثْمَانَ فَلَمْ یُصَادِفْهُ، فَقَالَ لِاِمْرَأَتِهٖ اُمِّ حَکِیْمٍ:

اَحَقٌّ مَا بَلَغَنِیْ عَنْ زَوْجِکِ وَاَصْحَابِهٖ؟ فَکَرِهَتْ اَنْ تُنْکِرَ اِذْ سَأَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَکَرِهَتْ اَنْ تُبْدِیَ عَلٰی زَوْجِهَا، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ کَانَ اَخْبَرَکَ عُثْمَانُ فَقَدْ صَدَقَکَ، وَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّادَخَلَ عُثْمَانُ، فَاَخْبَرَتْهُ بِذٰلِکَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ وَ اَصْحَابُهٗ، فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَهُمْ: اُنْبِئْتُ اَنَّکُمْ اتَّفَقْتُمْ عَلٰی کَذَا وَکَذَا، قَالَ: نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَااَرَدْنَا اِلَّا الْخَیْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَمْ اُوْمَرْ بِذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ: اِنَّ لِاَنْفُسِکُمْ عَلَیْکُمْ حَقًّا فَصُوْمُوْا، وَاَفْطِرُوْا، وَقُوْمُوْا، وَنَامُوْا، فَاِنِّیْ اَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاٰکُلُ اللَّحْمَ وَالدَّسَمَ، وَاٰتِی النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ، ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ وَخَطَبَهُمْ، فَقَالَ: مَابَالُ اَقْوَامٍ حَرَّمُوْا النِّسَآءَ، وَالطَّعَامَ، وَالطِّیبَ، وَالنَّوْمَ، وَشَهَوَاتِ الدُّنْیَا، اَمَّا اِنِّیْ لَسْتُ آمُرُکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا، فَاِنَّهٗ لَیْسَ فِیْ دِیْنِیْ تَرْکُ اللَّحْمِ وَالنِّسَآءِ، وَلَا اتِّخَاذُ الصَّوَامِعِ، وَاِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِی الصَّوْمُ، وَرَهْبَانِیَّتَهُمُ الْجِهَادُ، اُعْبُدُوا اللّٰهَ تَعَالٰی وَلَاتُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا، وَحُجُّوْا، وَاعْتَمِرُوْا، وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ، وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ، وَاسْتَقِیْمُوْا یَسْتَقِمْ لَکُمْ، فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ قَبْلَکُمْ بِالتَّشْدِیْدِ شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ فَاُولٰٓئِکَ بَقَایَاهُمْ فِی الدِّیَارِ وَالصَّوَامِعِ.(۸)

﴿۲﴾حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ اَبِیْ حُمَیْدِ نِالطَّوِیْلُ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ، یَقُوْلُ: جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰی بُیُوْتِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا، کَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: وَاَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا، وَقَالَ اٰخَرُ: اَنَااَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَااُفْطِرُ، وَقَالَ اٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَیْهِمْ، فَقَالَ : اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا؟اَمَا وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاکُمْ لَهٗ، لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ، وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّیْ، وَاَرْقُدُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.(۹)

مسلم نے حضرت انسؓ سے مروی روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل نقل کیے ہیں:

﴿۳﴾ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ سَاَلُوْا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهٖ فِی السِّرِّ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ:لَااَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَاآکُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَااَنَامُ عَلٰی فِرَاشٍ،

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ : مَابَالُ اَقْوَامٍ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا؟ لٰكِنِّىْ اُصَلِّىْ، وَاَنَامُ، وَاَصُوْمُ، وَاُفْطِرُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِىْ، فَلَيْسَ مِنِّىْ.(۱۰)

تشریح : یہاں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ایک یہ کہ خود حلال وحرام کے مختار نہ بن جاؤ۔حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیا۔اپنے اختیار سے کسی حلال کو حرام کرو گے تو قانون الٰہی کے بجائے قانون نفس کے پیرو قرار پاؤ گے۔دوسری بات یہ کہ عیسائی راہبوں، ہندو جوگیوں، بدھ مذہب کے بھکشوؤں اور اشراقی متصوفین کی طرح رہبانیت اور قطع لذات کا طریقہ اختیار نہ کرو۔مذہبی ذہنیت کے نیک مزاج لوگوں میں ہمیشہ سے یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس و جسم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں مانع سمجھتے ہیں، اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا، اپنے نفس کو دنیوی لذتوں سے محروم کرنا اور دنیا کے سامان زیست سے تعلق توڑنا بجائے خود ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔صحابہ کرام میں بھی بعض لوگ ایسے تھے جن کے اندر یہ ذہنیت پائی جاتی تھی۔

اسی سلسلے میں بعض روایات سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ ایک صحابی کے متعلق نبی ﷺ نے سنا کہ وہ ایک مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گئے ہیں اور شب وروز عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو آپ نے بلاکر ان کو حکم دیا کہ ابھی اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں، آپؐ نے فرمایا روزہ توڑ دو اور جاؤ۔حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک خاتون نے شکایت پیش کی کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔حضرت عمرؓ نے مشہور تابعی بزرگ، کعب بن سور الازدی کو ان کے مقدمہ کی سماعت کے لیے مقرر کیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس خاتون کے شوہر کو تین راتوں کے لیے اختیار ہے کہ جتنی چاہیں عبادت کریں مگر چوتھی رات لازماً ان کی بیوی کا حق ہے۔

(تفہیم القرآن، ج۱، المائدہ، حاشیہ:۱۰۴)

ہر انسان پر اس کے نفس کا حق

۵۔ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ.

’’تیرے اوپر خود تیرے اپنے بھی حقوق ہیں۔‘‘

تخریج : حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوالْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اٰخَى النَّبِىُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِى الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَاٰى اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَاشَانُكِ؟ قَالَتْ: اَخُوْكَ اَبُوالدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِى الدُّنْيَا فَجَآءَ اَبُوالدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ، فَاِنِّىْ صَائِمٌ، قَالَ: مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ، فَاَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُوالدَّرْدَآءِ يَقُوْمُ، فَقَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ

اٰخِرِ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ، فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ، اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَيْکَ حَقًّا، وَلِنَفْسِکَ عَلَيْکَ حَقًّا، وَلِاَهْلِکَ عَلَيْکَ حَقًّا، فَاَعْطِ کُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء کے مابین مواخاۃ کرائی (ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا) ایک روز سلمان ابوالدرداء سے ملاقات کے لیے گئے تو ام الدرداء کو دیکھا کہ وہ پرانے بوسیدہ لباس پہنے ہوئے خستہ حال بیٹھی ہے۔انہوں نے پوچھا کیا حال ہے تمہارا؟ (ایسی حالت کیوں ہے) انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء کو تو دنیا سے کوئی دلچسپی ولگاؤ ہی نہیں۔ اتنے میں ابوالدرداء بھی آ گئے۔انہوں نے مہمان بھائی کے لیے کھانا تیار کیا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں، میں تو روزے سے ہوں۔سلمان نے کہا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا، چنانچہ انہوں نے کھانا کھالیا۔ جب رات ہوئی تو ابوالدرداء نفل ادا کرنے کھڑے ہو گئے، سلمان نے انہیں کہا کہ ابھی سو جاؤ، تو وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد پھر نوافل پڑھنے کھڑے ہوئے تو پھر سلمان نے کہا کہ ابھی سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان نے ابوالدرداء سے کہا کہ اب اٹھ کھڑے ہو، چنانچہ دونوں نے نوافل ادا کیے۔ پھر سلمان نے ابوالدرداء سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم پر تمہارے رب کا حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔ ابوالدرداء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیش آمدہ واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے۔

تشریح: اسلامی شریعت چونکہ انسان کی فلاح و بہبود چاہتی ہے، اس لیے وہ اس کو خبردار کرتی ہے کہ تیرے اوپر خود تیرے اپنے بھی حقوق ہیں۔ وہ ان تمام چیزوں سے اس کو روکتی ہے جو اس کو نقصان پہنچانے والی ہیں مثلاً شراب، تاڑی، افیون اور دوسری نشہ آور چیزیں، سؤر کا گوشت، درندے اور زہریلے جانور، ناپاک حیوانات، خون اور مردار جانور وغیرہ، کیونکہ انسان کی صحت اور اخلاق اور عقلی و روحانی قوتوں پر ان چیزوں کا بہت برا اثر ہوتا ہے۔ان کے مقابلہ میں وہ پاک اور مفید چیزوں کو اس کے لیے حلال کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تو اپنے جسم کو پاک غذاؤں سے محروم نہ کر کیوں کہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے۔ وہ اس کو ننگا رہنے سے روکتی ہے اور اسے حکم دیتی ہے کہ خدا نے تیرے جسم کے لیے جو زینت لباس اتاری ہے اس سے فائدہ اٹھا، اور اپنے جسم کے ان حصوں کو ڈھانک رکھ جنہیں کھولنا بے شرمی ہے۔

وہ اس کو روزی کمانے کا حکم دیتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ بیکار نہ بیٹھ، بھیک نہ مانگ، بھوکا نہ مر۔ خدا نے جو قوتیں تجھے دی ہیں ان سے کام لے اور جس قدر ذرائع زمین و آسمان میں تیری پرورش اور آسائش کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، ان کو جائز طریقوں سے حاصل کر۔

وہ اس کو نفسانی خواہشات کے دبانے سے روکتی ہے اور اسے حکم دیتی ہے کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے نکاح کر۔ وہ اس کو نفس کشی سے منع کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تو آرام و آسائش اور زندگی کے لطف کو اپنے اوپر حرام نہ

کرلے۔ اگر تو روحانی ترقی اور خدا سے قربت اور آخرت کی نجات چاہتا ہے تو اس کے لیے دنیا چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اسی دنیا میں پوری اور پکی دینداری کرتے ہوئے خدا کو یاد کرنا اور اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور اس کے بنائے ہوئے قوانین کی پیروی کرنا دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

وہ خودکشی کو حرام کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تیری جان دراصل خدا کی ملکیت ہے اور یہ امانت تجھے اس لیے دی گئی ہے کہ تو خدا کی مقرر کی ہوئی مدت تک اس سے کام لے، نہ اس لیے کہ اس کو ضائع کردے۔ (دینیات، باب ہفتم: نفس...)

وہ تین آدمی جن کی مدد اللہ کے ذمہ ہے

۶۔ ثَلٰثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ، اَلنَّاكِحُ يُرِيْدُ الْعَفَافَ، وَالْمُكَاتِبُ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ، وَالْغَازِىُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

”حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، تین آدمی ہیں جن کی مدد اللہ کے ذمے ہے۔ ایک وہ شخص جو پاکدامن رہنے کے لیے نکاح کرے، دوسرے وہ مکاتب جو مال کتابت ادا کرنے کی نیت رکھے، تیسرے وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے۔“ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: ثَلَاثَةٌ، حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ، الْمُجَاهِدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتِبُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ.(۱۲) (هذا حديث حسن)

〈۲〉 اَخْبَرَنَا اَبُوْطَاهِرِ نِ الْفَقِيْهُ، اَنْبَأَ عَلِىُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُعَاوِيَةَ النَّيْسَابُوْرِىُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ وَارِهٍ، حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْوَازِعِ، حَدَّثَنِىْ جَدِّىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَازِعِ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِىِّ، عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ، وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ، مَنْ سَعٰى فِىْ فِكَاكِ رَقَبَتِهٖ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ، وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ، وَمَنْ تَزَوَّجَ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ، وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ، وَمَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيْتَةً ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ.(۱۳)

دنیا و آخرت کی ساری بھلائی ـــــ نیک و فرمانبردار بیوی

۷۔ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِىَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبًا شَاكِرًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّبَدَنًا عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا وَزَوْجَةً لَا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِىْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. (الطبرانی فی الكبير والاوسط)

''چار چیزیں ہیں کہ جس کو وہ دی گئیں اسے دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی دے دی گئی۔ ایک وہ دل کہ خدا جو کچھ دے اس پر وہ شکر ادا کرے۔ دوسرے وہ زبان جو خدا کا ذکر کرنے والی ہو۔ تیسرے وہ بدن جو مصیبتوں کے مقابلے میں ٹھہرنے کی قوت رکھتا ہو۔ چوتھے وہ بیوی جو شوہر کے مال اور اپنی عصمت میں کسی خیانت کی طرف مائل نہ ہو۔'' (الطبرانی)

تخریج : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ، قَلْبًا شَاکِرًا وَلِسَانًا ذَاکِرًا، وَبَدَنًا عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرًا، وَزَوْجَةً لَاتَبْغِیْهِ خَوْنًا فِیْ نَفْسِهَا وَلَامَالِهِ.(١٤)

۸۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّلْقَی اللّٰهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ.

''جو کوئی اللہ سے پاک صاف ملنا چاہتا ہو اسے شریف عورتوں سے شادی کرنی چاہیے۔'' (ابن ماجہ)

تخریج : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا سَلَّامُ بْنُ سَوَّارٍ، ثَنَا کَثِیْرُ بْنُ سَلِیْمٍ، عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ مُزَاحِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَلْقَی اللّٰهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ.(١٥)

۹۔ لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسٰی حُسْنُهُنَّ اَنْ یُّرْدِیَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰی اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِیَهُنَّ وَلٰکِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَی الدِّیْنِ. فَلَاَمَةٌ خَرْقَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِیْنٍ اَفْضَلُ. (ابن ماجہ)

''عورتوں سے ان کے حسن کی خاطر شادیاں نہ کرو۔ اور تم ان کے مال و دولت کی خاطر بھی شادیاں نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کے اموال ان کو سرکش بنا دیں، تم کو ان میں جو چیز دیکھنی چاہیے وہ دین ہے۔ ایک کالی کلوٹی کم عقل لونڈی بھی اگر دیندار ہو تو وہ دوسری عورتوں سے افضل ہے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِیُّ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْاِفْرِیْقِیِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَزَوَّجُوا النِّسَآءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسٰی حُسْنُهُنَّ اَنْ یُرْدِیَهُنَّ، وَلَاتَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰی اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِیَهُنَّ، وَلٰکِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَی الدِّیْنِ. فَلَاَمَةٌ خَرْقَاءُ سَوْدَاءُ، ذَاتُ دِیْنٍ اَفْضَلُ.(١٦)

تشریح : اسی قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نکاح کی اہمیت صرف ایک تمدنی ضرورت کو پورا کرنے ہی کے لیے نہیں ہے، بلکہ سب سے بڑا مقصد تحصین نفس اور طہارتِ اخلاق اور تہذیبِ اسلامی کا فروغ اور خالص مسلمان نسلیں پیدا کرنا ہے۔ اور ان اغراض کے لیے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ مسلمان نکاح کریں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے نکاح ایسی عورتوں سے ہوں جو مسلمان ہوں، دین دار ہوں، شریف اور باعصمت ہوں، کیوں کہ ایک صالح اسلامی سوسائٹی ایسے ہی مردوں اور عورتوں کے ازدواج سے وجود میں آسکتی ہے، اور ایک صالح مسلمان نسل ایسی ہی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ (تفہیمات دوم، نکاح کتابیہ: نکاح کے...)

تجرّد کی حوصلہ شکنی اور کثرتِ تعداد کی ترغیب

۱۰۔ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ عکاّف بن وداعۃ الہلالی سے پوچھا، کیا تمہاری شادی ہوچکی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا، لونڈی بھی نہیں؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تم تندرست اور خوشحال ہو؟ انہوں نے عرض کیا، ہاں! آپ نے فرمایا ''تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو یا عیسائیوں میں سے۔ اگر تم ہماری جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہو، تو وہی کرو جو ہم کرتے ہیں اور ہمارے طریقوں میں سے ایک نکاح بھی ہے۔ تم میں بدترین لوگ وہ ہیں جو مجرّد رہتے ہیں اور تمہارے مرنے والوں میں بدترین وہ ہیں جو مجرّد مرتے ہیں۔''

تخریج : عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ بِشْرِ الْمَازِنِيِّ، قَالَ جَآءَ عَكَّافُ بْنُ وَدَاعَةَ الْهِلَالِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا عَكَّافُ! أَلَکَ زَوْجَةٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَلَا جَارِيَةٌ؟ قَالَ لَا، قَالَ : وَاَنْتَ صَحِيْحٌ مُوْسِرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ. قَالَ: فَاَنْتَ اِذَنْ مِنْ اِخْوَانِ الشَّيَاطِيْنِ، اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ مِنْ رُهْبَانِ النَّصَارٰى، فَاَنْتَ مِنْهُمْ وَاِمَّا اَنْ تَكُوْنَ مِنَّا، فَاصْنَعْ كَمَا نَصْنَعُ، فَاِنَّ مِنْ سُنَّتِنَا النِّكَاحَ، شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ وَاَرَاذِلُ اَمْوَاتِكُمْ عُزَّابُكُمْ الخ. (۱۷)

۱۱۔ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا اُبَاهِىْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''نکاح کرو، نسلیں بڑھاؤ، اپنی تعداد میں اضافہ کرو، کیونکہ میں قیامت کے روز تمام امتوں کے مقابلے میں تمہاری تعداد زیادہ دیکھنا چاہتا ہوں۔''

تخریج:﴿۱﴾ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا اُبَاهِىْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱۸)

فی قولہ علیہ السّلام:

﴿۲﴾ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ. (۱۹)

﴿۳﴾ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اُخْبِرْتُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِلَالٍ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: تَنَاكَحُوْا، تَكْثُرُوْا، فَاِنِّىْ اُبَاهِىْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ. (۲۰)

ترجمہ : حضرت سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نکاح کرو، اپنی تعداد میں اضافہ کرو، اس لیے کہ میں قیامت کے روز دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری تعداد کی کثرت پر فخر کروں گا۔

﴿۴﴾ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَزَوَّجُوْا، تَنَاسَلُوْا، فَاِنِّىْ مُبَاهٍ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲۱)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شادیاں کرو، نسلیں بڑھاؤ کیوں کہ میں قیامت کے روز دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر کروں گا (کہ میری امت کی تعداد زیادہ ہے)۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ قَارُوْنَ، اَخْبَرَنَا مُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اُخْتِ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، يَعْنِى ابْنَ زَاذَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّىْ اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ، وَاِنَّهَا لَاتَلِدُ، اَفَاَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: لَا. ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ، فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ. (۲۲)

ترجمہ : حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک خوبصورت اچھے خاندان کی عورت تک رسائی ہوئی ہے، مگر وہ بانجھ ہے کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، وہ شخص دوبارہ پھر حاضر ہوا اور وہی مدعا پیش کیا آپ نے اسے منع کر دیا۔ پھر تیسری مرتبہ وہی شخص حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا بہت محبت کرنے، زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادیاں کرو، کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرتِ تعداد دیکھنا چاہتا ہوں۔

نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کا مسئلہ

۱۲۔ اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَا يَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ.

"جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کو اس عورت سے نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔" (مسند احمد)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ وَاقِدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ. يعنى ابْنَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَاخَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى مَايَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ (قَالَ) فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتّٰى رَاَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِىْ اِلٰى نِكَاحِهَا (وَتَزَوُّجِهَا) فَتَزَوَّجْتُهَا. (۲۳)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کو اس عورت سے نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔ (حضرت جابر بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ) میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو میں چھپ چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا تا آنکہ میں نے اس کی وہ چیز دیکھ ہی لی جو مجھے اس سے نکاح کی رغبت دلانے والی تھی، چناں چہ پھر میں نے اس سے نکاح کرلیا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اَبُوْ کَامِلٍ، ثَنَا زُهَیْرٌ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عِیْسٰی، حَدَّثَنِیْ مُوْسٰی ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ اَوْ اَبِیْ حُمَیْدَةَ، قَالَ: وَقَدْ رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمْ امْرَأَةً فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهَا اِذَا کَانَ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلَیْهَا لِخِطْبَتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ لَا تَعْلَمُ. (٢٤)

—— ان زهيرا شك۔ فقال عن ابی حميد او ابی حميدة والبزار من غيرشك۔ والطبرانی فی الاوسط والكبير، رجال احمد رجال الصحيح۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اسے ایک نظر دیکھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں، بشرطیکہ صرف پیغام نکاح دینے کی صورت میں ایسا کیا جائے، خواہ اس عورت کو اس کا علم نہ ہو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا زَیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنَا الْحَجَّاجُ ابْنُ اَرْطَاةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سُلَیْمَانَ ابْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ، قَالَ: رَأَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ یُطَارِدُ امْرَأَةً بِبَصَرِهٖ فَقُلْتُ: تَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاَنْتَ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِذَا اَلْقَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةً لِامْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهَا. (٢٥)

ترجمہ: حضرت سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن مسلمہؓ کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کا اپنی نظروں سے پیچھا کر رہے ہیں (بغور دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں) میں نے کہا (اجنبی) عورت کی طرف تاک رہے ہو حالانکہ تم تو صحابی رسول ﷺ ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرما رہے تھے، جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں کسی عورت کے لیے پیغام نکاح کا خیال ڈال دے تو اسے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تشریح: مسلمانوں کے درمیان شریعت یہ چاہتی ہے کہ ازدواجی تعلق ایسے مرد و عورت کے درمیان قائم ہو جن کے درمیان غالب حال کے لحاظ سے مودّت و رحمت کی توقع ہو اور جہاں یہ توقع نہ ہو وہاں رشتہ کرنا مکروہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینے کا حکم (یا کم از کم مشورہ) دیا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ شریعت نکاح کے معاملہ میں کفاءت (ہمسری) کو ملحوظ رکھنا پسند کرتی ہے اور غیر کفو میں نکاح کو مناسب نہیں سمجھتی۔ (حقوق الزوجین، قانون... مقاصد: مسئلہ کفاءت)

بدخلق بیوی

۱۳۔ حدیث میں آتا ہے کہ تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جو اللہ سے فریاد کرتے ہیں مگر ان کی فریاد سنی نہیں جاتی۔ ایک وہ شخص جس کی بیوی بدخُلق ہو اور وہ اس کو طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو یتیم کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا مال اس کے حوالے کردے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی کو اپنا مال قرض دے اور اس پر گواہ نہ بنائے۔

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حَمْشَاذِ نِالْعَدْلُ، ثَنَا اَبُوا الْمُثَنّٰی مُعَاذُ بْنُ مُعَاذِ نِالْعَنْبَرِیُّ، ثَنَا اَبِیْ، ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلاثَةٌ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ فَلَایُسْتَجَابُ لَهُمْ، رَجُلٌ کَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَیِّئَةَ الْخُلُقِ، فَلَمْ یُطَلِّقْهَا وَرَجُلٌ کَانَ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ یُشْهِدْ عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ آتٰی سَفِیْهًا مَالَهٗ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَکُمْ.(۲٦)

—— هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه لتوقيف اصحاب شعبة هذا الحديث على ابى موسىٰ انما اجمعوا على سند حديث شعبة بهذا الاسناد، ثلاثة يوتون اجرهم مرتين وقد اتفقا جميعا على اخراجه۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ: ثَلاثَةٌ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ، فَلَایُسْتَجِیْبُ لَهُمْ، رَجُلٌ کَانَتْ لَهٗ امْرَأَةٌ سَیِّئَةَ الْخُلُقِ، فَلَمْ یُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ اَعْطٰی مَالَهٗ سَفِیْهًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ "وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَکُمْ" وَرَجُلٌ کَانَ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ دَیْنٌ. فَلَمْ یُشْهِدْ عَلَیْهِ.(۲۷)

تشریح : عموماً دوستوں اور عزیزوں کے درمیان قرض کے معاملات میں دستاویز لکھنے اور گواہیاں لینے کو معیوب اور بے اعتمادی کی دلیل خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کا ارشاد یہ ہے کہ قرض اور تجارتی قراردادوں کو تحریر میں لانا چاہیے اور اس پر شہادت ثبت کرالینی چاہیے تاکہ لوگوں کے درمیان معاملات صاف رہیں۔ (تفہیم القرآن، اول، البقرہ، حاشیہ: ۳۲٦)

ازدواجی تعلقات کے بگاڑ پر ابلیس کا اظہارِ مسرت

۱٤۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس اپنے مرکز سے زمین کے ہر گوشے میں اپنے ایجنٹ روانہ کرتا ہے۔ پھر وہ ایجنٹ واپس آکر اپنی کارروائیاں سناتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے فلاں فتنہ برپا کیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شر کھڑا کیا۔ مگر ابلیس ہر ایک سے کہتا جاتا ہے کہ تو نے کچھ نہ کیا۔ پھر ایک آتا ہے اور اطلاع دیتا ہے کہ میں ایک عورت اور اس کے شوہر میں جدائی ڈال آیا ہوں۔ یہ سن کر ابلیس اس کو گلے لگالیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کام کر کے آیا ہے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ (قَالَ اِسْحَاقُ: اَخْبَرَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا) جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّ عَرْشَ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ، فَیَبْعَثُ سَرَایَاهُ فَیَفْتِنُوْنَ النَّاسَ، فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

ترجمہ: حضرت جابر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ابلیس اپنا تخت سمندر کے پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر روانہ کرتا ہے وہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس کے نزدیک سب سے بڑا صاحب عظمت وہ ہوتا ہے جس نے سب سے بڑا فتنہ برپا کیا ہوتا ہے۔

انہی سے مروی دوسری روایت میں منقول ہے:

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ كُرَيْبٍ) قَالَا: اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِىْءُ اَحَدُهُمْ، فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ: ثُمَّ يَجِىْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَاتَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ، قَالَ: فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ، وَيَقُوْلُ: نِعْمَ اَنْتَ! قَالَ الْاَعْمَشُ: اُرَاهُ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهٗ. (۲۸)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ ان میں سے ابلیس کے نزدیک سب سے زیادہ منزلت و مرتبہ کے اعتبار سے وہ قریب ہوتا جس نے سب سے بڑا فتنہ برپا کیا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک آکر اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا، فلاں کام انجام دیا، ابلیس رپورٹ سن کر تبصرہ کرتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے جب تک میاں بیوی میں جدائی نہیں ڈال دی ان کا پیچھا نہیں چھوڑا، اسے ابلیس اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو کام کر کے آیا ہے۔ اعمش نے کہا، میرا خیال ہے کہ ابلیس اسے اپنے گلے لگاتا ہے۔

〈۳〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرْشُ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُوْنَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ فِتْنَةً. (۲۹)

تشریح: ازدواجی تعلق درحقیقت انسانی تمدن کی جڑ ہے۔ عورت اور مرد کے تعلق کی درستی پر پورے انسانی تمدن کی درستی کا اور اس کی خرابی پر پورے انسانی تمدن کی خرابی کا مدار ہے، لہٰذا وہ شخص بدترین مفسد ہے، جو اس درخت کی جڑ پر تیشہ چلاتا ہو جس کے قیام پر خود اس کا اور پوری سوسائٹی کا قیام منحصر ہے۔

اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی آزمائش کو جو فرشتے بھیجے گئے تھے انہیں کیوں حکم دیا گیا کہ عورت اور مرد کے درمیان جدائی ڈالنے کا ''عمل'' ان کے سامنے پیش کریں۔ دراصل یہی ایک ایسا پیمانہ تھا جس سے ان کے اخلاقی زوال کو ٹھیک ناپا جاسکتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج۱، البقرہ، حاشیہ:۱۰۶)

ماٰخذ

(۱) ابن ماجه ج۱ کتاب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح☆بخاری ج۲ کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح ☆مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح☆نسائی کتاب النکاح، باب النهی عن التبتل☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ میں کتاب النکاح کے تحت لمبی حدیث کے آخر میں فمن رغب عن سنتی فلیس منی نقل کیا ہے☆ بخاری مسلم اور نسائی میں النکاح من سنتی نہیں ہے۔ مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۵۲۔

(۲) المُصنَّف لعبدالرزاق ج٦ص۱٦۹۔

(۳) المصنف لعبدالرزاق ج٦ کتاب النکاح باب وجوب النکاح وفضله۔

(٤) ترمذی ج۱ ابواب النکاح۔☆ نَسائی ج٤۔کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامة فی فضل الصائم۔

(۵) سنن نَسائی ج٦ کتاب النکاح باب الحث علی النکاح☆ابن ماجه کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح ☆ابن ماجہ نے فلینکح روایت کیا ہے☆ مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۵۲عن انس☆المصنف لعبدالرزاق ج٦ کتاب النکاح باب وجوب النکاح وفضله☆کنزالعمال ج۱٦حدیث نمبر ٤۵۵۹۳ عن علقمة☆مسند احمد ج۱ ص۵۸ عن عثمان بن عفان۔

(٦) بخاری کتاب النکاح ج۲باب من لم یستطع الباء ۃ فلیصم اور ج۱ کتاب الصوم باب الصوم لمن خاف علی نفسه العزوبة☆ مسلم کتاب النکاح ج۱باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه الخ☆ ابوداؤد ج۲ کتاب النکاح باب التحریض علی النکاح☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح☆نَسائی ج٤ کتاب الصیام ☆ترمذی ج۱ ابواب النکاح عبداللّٰه بن مسعود☆ ابنِ کثیر ج۳ عن ابی هریرة☆دارمی کتاب النکاح باب ۲من کان عنده طول فلیتزوج☆مسند احمد ج۱۔ص۳۷۸۔ ٤۲٤۔ ٤۲۵۔ ٤۳۲۔٤٤۷☆کنزالعمال ج۱٦ ص۲۷۲ عن ابن مسعود☆ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نَسائی اور دارمی وغیرہ کی روایت میں کوئی لفظی اختلاف بھی نہیں البتہ ترمذی وغیرہ نے ونحن شَبَابٌ لانقدر علی شیء اور آخر میں فانه کے بجائے فان الصوم له وجاء نقل کیا ہے۔ نَسائی اور دارمی نے دونوں قسم کی روایات نقل کی ہیں☆ ابوداؤد الطِیَالسی ج۱ص۳٦☆ الطیالسی نے صرف مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡکُمُ الۡبَاءَ ۃَ فَلۡیَتَزَوَّجۡ وَاِلَّا فَلۡیَصُمۡ فَاِنَّ الصَّوۡمَ لَهٗ وِجَآءٌ نقل کیا ہے☆ السنن الکبری للبیهقی ج۷باب الرغبة فی النکاح عن عبداللّٰه بن مسعود☆ بیهقی نے اپنی سننِ کبریٰ میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، نَسائی وغیرہ والی روایات نقل کی ہیں☆ المُصَنَّفُ لعبدالرزاق ج٦ص۱٦۹ پرابن مسعود سے بخاری، مسلم والی روایت ہے☆نَسائی نے کتاب الصیام میں، دارمی نے کتاب

النکاح میں اور مسند احمد نے ج ۱ ص ۵۸ پر مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ بھی نقل کیا ہے ☆ ابنِ ابی شَیْبَہ ج ۲ ـ ٤ کتاب النکاح باب فی التزویج من کان یأمر به ویحث علیه ☆ کنزالعمال ج ۱٦ ـ ص ٤٨٨ پر عثمان کے حوالہ سے يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَآءٌ (البغوی فی مسند عثمان) انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں مَنْ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ ہے۔ ☆ ابن النجار نے حضرت ابوہریرہ سے مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ اَوْلِيَنْكِحْ روایت کیا ہے ☆ کنزالعمال ج ۱٦ ص ٤٩٠ ☆ مجمع الزوائد ج ٤ ص ۲۵۲ عن انس، الفاظ قدرے مختلف ہیں ☆ طبرانی اوسط بزار بحوالہ الزوائد ج ٤ ص ۲۵۲۔

(۷) بخاری ج ۲ کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح ☆ مسلم ج ۱ کتاب النکاح باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه الخ ☆ نسائی ج ٦ کتاب النکاح باب النهی عن التبتل ☆ سنن دارمی، کتاب النکاح، باب ۳ النهی عن التبتل مسند احمد ج ۲ ـ ص ۱۵۸ ـ ج ۳ ـ ص ۲٤۱ ـ ۲۵۹ ـ ۲۸۵ ـ ج ۵ ـ ص ٤٠٩ ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج ۷ کتاب النکاح جماع ابواب الترغیب فی النکاح وغیر ذلك باب الرغبة فی النکاح۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ٦ ـ کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضله۔ عن سعید بن المسیب۔ مصنف عبدالرزاق میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نام بھی بیان کیا ہے کہ یہ دونوں اس گروہ میں شریک تھے۔

(۸) تفسیر روح المعانی ج ۳ پ ۷ سورۃ المائدہ۔

(۹) بخاری ج ۲، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح۔

(۱۰) مسلم ج ۱ کتاب النکاح عن انس ☆ نسائی ج ٦ کتاب النکاح باب النهی عن التبتل عن انس ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج ۷ کتاب النکاح باب جماع ابواب الترغیب فی النکاح وغیر ذالك کے تحت باب الرغبة فی النکاح۔

(۱۱) بخاری ج ۲، کتاب الادب، باب صنع الطعام والتکلف للضیف ☆ بخاری ج ۱ کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیه لیفطر فی التطوع ولم یَرَ علیه قضاءً اذا کان اوفق له ☆ بخاری ج ۱ میں عبداللہ بن عمرو کی روایت میں وإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا اور کتاب التهجد میں وان لنفسك حقاً ج ۲ کتاب النکاح کے ضمن میں فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مروی ہے۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الصیام میں وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ اور وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا اور ص ۳٦٦ پر وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مذکور ہے ☆ ابوداؤد ج ۲ کتاب الصلاۃ باب ما یؤمر به من القصد فی الصلاۃ میں عثمان بن مظعون سے آپؐ نے فرمایا وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ☆ ترمذی ج ۲ ابواب الزهد میں بخاری کے کتاب الادب والی روایت منقول ہے۔ هذا حدیث صحیح۔ نسائی ج ٤ کتاب الصیام باب صوم یوم وافطار یوم کے تحت وَإِنَّ لِجَسَدٍ عَلَيْكَ حَقًّا اور ص ۲۱۵ پر وَلِنَفْسِكَ حَظًّا کے الفاظ منقول ہیں ☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب النکاح باب النهی عن التبتل کے تحت عثمان بن مظعون سے فرمایا۔ ولِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حقًّا منقول ہے ☆ مسند احمد ج ٦ ـ ص ۲٦۸ پر عثمان بن مظعون والی روایت مذکور ہے ☆ سنن دارقطنی ج ۲ کتاب الصیام میں ابودرداء سے فرمایا يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ إِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا منقول ہے ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج ٤ کتاب الصیام باب من کره صوم الدهر واستحب القصد فی العبادۃ لمن یخاف الضعف علی نفسه۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے فرمایا فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا اور ص ۲۷٦ پر بھی ابوالدرداء کو إِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مروی ہے ☆ المصنف لعبدالرزاق ج ٤ ـ کتاب الصیام باب صیام الدهر کے تحت عبداللہ بن عمرو سے فرمایا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا۔

۱) ترمذی ج ۱ ـ ابواب فضائل الجهاد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی المجاهد والمکاتب والناکح وعون الله

ایاھم☆ نسائی ج٦ کتاب النکاح باب معونة اللّٰہ الناکح الذی یرید العفاف۔ عن ابی ھریرة☆ ابنِ ماجه کتاب العتق باب۳ المکاتب۔ ابن ماجه نے الغازی فی سبیل الله اور العفاف کی جگه التعفف نقل کیا ھے☆ مسند احمد ج۲۔ص ٢٥١۔٤٣٧۔عن ابی ھریرة☆ السنن الکبری ج۷۔ص۷۸ عن ابی ھریرة☆السنن الکبریٰ للبَیْہَقی ج١٠کتاب المکاتب باب ماجاء فی تفسیر قوله عزوجل، ان علمتم فیھم خیرا☆ احکام القرآن للجصّاص ج۳ص ۳۲۰☆ ابنِ کثیر ج۳۔ص۲۸۷عن ابی ھریرة☆ فتح القدیر للشوکانی ج٤سورهٔ نور عن ابی ھریرة ☆المستدرك ج۲۔ص۔١٦٠ھذا حدیث صحیح علی شرط المسلم ولم یخرجه۔☆ المستدرك ج۲کتاب المکاتب باب ثلاثة علی الله ان یعینھم☆روح المعانی جز ١٨۔ص۔١٣٤۔ عن ابی ھریرة☆المصنف لعبد الرزاق ابن حبان بحواله فتح القدیر ج٤۔ص٣١۔

(١٣) السنن الکبریٰ للبیھقی ج١٠کتاب المکاتب باب ماجاء فی تفسیر قوله عزوجل، ان علمتم فیھم خیرا☆مجمع الزوائد ج٤۔ص٢٥٨۔ بحواله الطبرانی الکبیر والاوسط۔

(١٤) الطبرانی الکبیر والاوسط ورجال الاوسط رجال الصحیح☆مجمع الزوائد للھیثمی ج٤۔ص٢٧٣۔

(١٥) ابن ماجه کتاب النکاح باب تزویج الحرائر والولود☆ کنزالعمال ج١٦۔ص٢٩٥۔

(١٦) ابن ماجه کتاب النکاح باب تزویج ذات الدین☆ کنزالعمال ج١٦، حدیث نمبر ٤٤٦٠٧☆ اس حدیث کا آغاز لاتنکحوا النساء سے ھوا ھے اور کنز العمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٥٣٧میں متذکرہ بالاحدیث کا متن ھے۔

(١٧) ابویعلیٰ، الطبرانی بحواله مجمع الزوائد ج٤ص ٢٥٠۔ وفیه ابومعاویة بن یحیٰ الصَّدَفِی وھو ضعیف۔ یه روایت الزوائد میں ابو ذر سے ج٤۔ص٢٥ پر بھی منقول ھے اس میں وانت موسر بخیر ھے☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔ ص١٧١۔عن عکاف بن بشر تمیمی☆کنز العمال ج١٦حدیث نمبر٤٥٦٠٩۔

(١٨) رواہ عبدالرزاق والبیھقی عن سعید بن ابی ھلال مرسلا بلفظ۔ تَنَاکَحُوا تَکْثُرُوا فَاِنِّیْ اُبَاهِی بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ کشف الخفا للعجلونی ج١ص٣١٨۔

(١٩) قُرطبی ج٥۔ص٣٩١۔ تفسیر سورہ النساء فلیغیرن خلق اللّٰہ کے تحت فقوله:ﷺ تَنَاکَحُوا تَنَاسَلُوْ فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی بِالسَّقْطِ[1]جواھر العقود۔ ومعین القضاۃ والموقعین والشھود ج۲کتاب النکاح ومایتعلق به من الاحکام۔ تالیف الشیخ العلامة العمدۃ شمس الدین محمد بن احمد المنَھاجی السیوطی۔

(٢٠) المصنف لعبدالرزاق ج٦کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضله☆کنز العُمَّال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٤٤٢۔

(٢١) تفسیر ابن کثیر ج٣سورهٔ ص۔

(٢٢) ابوداؤدج۲ کتاب النکاح باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء☆نسائی کتاب النکاح باب کراھیة تزویج العقیم نسائی میں الامم نھیں ھے☆ مُسْتَدُرك کتاب النکاح۔ السنن الکبریٰ ج۷ کتاب النکاح باب استحباب تزویج بالودود الولود☆ طبرانی بحواله کنزالعمال ج١٦ص٣٠٢ عن معقل بن یسار عن ابن عمر اورص٤٨٧ عن

---

[1] لایعرف بھذا اللفظ۔ وفی المقاصد الحسنة للسخاوی: جاءَ معناہ عن جماعة من الصحابةِ۔ فاخرج ابوداؤد والنسائیٰ والبیھقی وغیرھم عن معقل بن یسار مرفوعا تزوجوا الولود الودود، فانی مکاثر بکم یوم القیامة۔

ابن عمر☆خطیب بغدادی اور ابن نجّار نے حضرت عمر سے بحوالہ کنزالعمال ج۱۶۔ص۳۰۲☆ ابن حبان اور مسند احمدج۳۔ص۱۵۸۔السنن الکبریٰ ج۷۔ص۸۲مجمع الزوائد ج٤ص۲۵۲ اورکنز العُمَّال ج۱۶۔ص٤۸۹پر عن انس کے حوالہ سے اِنِّی مُکَاثِرُ الْاَنْبِیَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بھی نقل کیاھے☆مجمع الزوائدج٤۔ص۲۵۲۔۲۵۳ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۵۳پر عن سھل بن حنیف اور السنن الکبریٰ ج۷۔ص۷۸ پرعن ابی امامة تزوجوا فانی مکاثربکم الامم (یوم القیامة) وَلاتکونوا کرھبانیة النصاریٰ۔

(۲۳) ابوداؤد ج۲کتاب النکاح باب فی الرجل ینظر الی المرأة وھو یرید تزویجھا۔

(۲٤) مسند احمد ج۵۔ص٤۲٤۔ ابوحُمَیْد ساعدی☆طبرانی عن ابی حمید ساعدی، بحوالہ کنزالعُمّال ج٦حدیث نمبر ٤٤۵۲۵☆مجمع الزوائدج٤۔ص۲۷٦۔ابوحمید۔

(۲۵) مسند احمد ج۳۔ص٤۹۳۔ محمد بن مسلمة اور ج٤۔ص۲۲۵☆مسند احمد ج٤ کے ص۲۲٦پر القی الله کے بجائے اذا قذف اللّٰہ عزوجل منقول ھے☆السنن الکبریٰ ج۷کتاب النکاح باب نظر الرجل الی المرأة یرید ان یتزوجھا☆کنزالعمال ج۱٦حدیث نمبر ٤٤۵۲٤☆ ابن ماجه کتاب النکاح باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجھا☆ فی اسنادِہ حجاج وھو ابن ارطاة کوفی ضعیف مدلس رواہ بالعنعنة۔ لکن لم یفرد به حجاج، فقد رواہ ابن حبان فی صحیحه باسنادٍ آخر ۔ حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں صاحب السنن الکبریٰ نے روایت بیان کرکے لکھاھے، ھذا الحدیث اسنادہ مختلف فیه ومدارہ علی الحجاج بن ارطاة۔ج۷۔ص۸۵۔

(۲٦) المستدرك للحاکم ج۲کتاب التفسیر سورة النساء☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۱۰کتاب الشھادات باب الاختیار فی الاشھاد۔

(۲۷) تفسیر ابن جریر مجلد۳۔ جز٤سورہ النساء آیت۵ (ولاتوتوا السفھاء الخ)☆ تفسیر ابنِ کثیر ج۱۔ص٤۵۲ ☆کنزالعمال ج۱٦حدیث نمبر ٤۳۸۲۵ عن ابی موسیٰ الاشعری۔

(۲۸) مسلم ج۲کتاب صفات المنافقین واحکامھم باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاہ لفتنة الناس وأنه مع کل انسان قرینا☆مسنداحمد ج۳۔ص۳۱٤، عن جابر☆مسند احمد میں نعم انت کے بعد قال ابومعاویة مرة فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ منقول ھے۔ مزید براں یہ روایت مسند احمد ج۳کے صفحات۳۳۲۔۳۵٤۔۳٦٦ اور۳۸٤ پربھی منقول ھے۔ ☆ابن کثیر ج۱۔ ص۱٤۳قدرے لفظی اختلاف اورکم وبیش الفاظ کے ساتھ☆مجمع الزوائد ج۷۔ ص۲۸۹۔عن جابر بن عبداللّٰہ۔

(۲۹) الطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا وفیھم ضعف۔

کفاءت کا مسئلہ

شادی بیاہ میں کفاءت کا لحاظ

۱۵ ۔ لَاتُنْکِحُوا النِّسَاءَ اِلَّا الْاَکْفَاءَ. (دارقطنی، بیهقی)

''عورتوں کی شادیاں نہ کرو مگران لوگوں کے ساتھ جو کفو ہوں۔''

تخریج : حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِیْسٰی بْنِ السَکِیْنِ الْبَلَدِیّ، نازَکَرِیَّا ابْنُ الْحَکَمِ الذَّسْعَنِیّ، نَا اَبُوالْمُغِیْرَۃِ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ ابْنُ الْحَجَّاجِ، نا مُبَشِّرُ بْنُ عُبَیْدٍ، حَدَّثَنِی الْحَجَّاجُ ابْنُ اَرْطَاۃَ، عَنْ عَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَاتُنْکِحُوا النِّسَآءَ اِلَّا الْاَکْفَاءَ، وَلَا یُزَوِّجُھُنَّ اِلَّاالْاَوْلِیَآءُ، وَلَا مَھْرَدُوْنَ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ.(۱)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔عورتوں کی شادیاں کرو مگران لوگوں کے ساتھ جو کفو ہوں۔اوران کے اولیاء کے سوا دوسرا کوئی ان کا نکاح نہ کرے اور دس درہم سے کم مہر بھی نہ ہونی چاہیے۔

ـــــ مُبَشِّرُ بْنُ عُبَیْدٍ مَتْرُوْكُ الْحَدِیْثِ، اَحَادِیْثُهٗ لَا یُتَابَعُ عَلَیْھَا۔

۱۶ ۔ یَا عَلِیُّ ثَلَاثٌ لَا تُوَخِّرْھَا. اَلصَّلوٰۃُ اِذَا اَتَتْ، وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتَّ کُفْأً.

(ترمذی،حاکم)

''اے علیؓ تین کام ہیں جن کو ٹالنا نہ چاہیے۔ایک نماز، جب کہ اس کا وقت آجائے۔دوسرے جنازہ، جب کہ تیار ہو جائے۔ تیسرے بن بیاہی عورت کا نکاح، جب کہ اس کے لیے کفو مل جائے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ، نَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْجُھَنِیّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَهٗ، یَاعَلِیُّ! ثَلَاثٌ لَاتُوَخِّرْھَا، الصَّلَاۃُ اِذَا اَتَتْ، وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ، وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَّ لَھَا کُفُوًا.(۲)

۱۷ ۔ تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوْا الْاَكْفَاءَ.

''اپنی نسل پیدا کرنے کے لیے اچھی عورتیں تلاش کرو، اور اپنی عورتوں کے نکاح ایسے لوگوں سے کرو، جوان کے کفو ہوں۔''

تخریج : نَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ بَهْلُوْلٍ، نَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ، نَا الْحَارِثُ بْنُ عِمْرَانَ الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ، لَاتَضَعُوْهَا اِلَّا فِى الْاَكْفَاءِ. قَالَ الْاَشَجُّ: تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ، وَانْكِحُوا الْاَكْفَاءَ، وَانْكِحُوْا اِلَيْهِمْ.(۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی نسل پیدا کرنے کے لیے اچھی عورتیں تلاش کرو اور اپنے نطفے ایسی جگہ ڈالو جوان کے کفو ہوں۔ اشج نے کہا، اپنی نسل پیدا کرنے کے لیے اچھی عورتیں تلاش کرو اور ان کے نکاح ایسے مردوں سے کرو جوان کے کفو ہوں۔

—— واخرج هذا الحديث ابونعيم من حديث عمرو فيه مقال، ويقوى احد الاسنادين بالآخر قلت فى الحديث الثانى عن عائشة محمد بن حماد بن ماهان الدباغ، قال الدار قطنى، ليس بالقوى۔ وفى التلخيص (للذهبى) ومداره على (اناس ضعفاء رووه عن هشام، وامثلهم صالح بن موسى الطلحى والحارث بن عمران الجعفرى وهو حسن۔ وقال الذهبى، قال ابن حبان: الحارث بن عمران يضع الحديث على الثقات۔(٤)

—— رُوِىَ مِنْ حَدِيْثٍ عن عائشةؓ وانس وعمر بن الخطاب رضوان الله عليهم عن طرق متعدّدة۔

۱۸ ۔ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ فَلَاَمَةٌ خَرْقَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ.

''تم ان سے دین کی بنا پر شادیاں کرو کیونکہ ایک کالی کلوٹی کم عقل لونڈی بھی اگر دیندار ہو تو وہ دوسری عورتوں سے افضل ہے۔''

(تفہیمات دوم، نکاح کتابیہ: اسلامی...)

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِىُّ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْاِفْرِيْقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَزَوَّجُوا النِّسَآءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ اَنْ يُّرْدِيَهُنَّ، وَلَاتَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ، فَعَسٰى اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِيَهُنَّ، وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ، وَلَاَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ.(٥)

—— فى اسناده الافريقى، وهو عبدالله بن زياد بن انعم ضعيف۔ والحديث رواه ابن حبان فى صحيحه باسناد آخر۔

۱۹ ۔ عَنْ عُمَرَ لَاَمْنَعَنَّ فُرُوْجَ ذَوَاتِ الْاَحْسَابِ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ. (رواه محمد فى كتاب الآثار)

''حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں شریف گھرانوں کی عورتوں کے نکاح کفو کے سوا کہیں اور نہ کرنے دوں گا۔''

تخریج : ﴿۱﴾ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِیِّ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَاَمْنَعَنَّ فُرُوْجَ ذَوَاتِ الْاَحْسَابِ اِلَّا مِنَ الْاَکْفَاءِ.(۶)

﴿۲﴾ مِنْ طَرِیْقِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَۃَ بِلَفْظٍ آخَر. یَعْنِیْ قَالَ عُمَرُ: لَایَنْبَغِیْ لِذَوَاتِ الْاَحْسَابِ تَزَوَّجُھُنَّ اِلَّا مِنَ الْاَکْفَاءِ.(۷)

دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں:

﴿۳﴾ قَالَ عُمَرُ: لَاَمْنَعَنَّ تَزَوَّجَ ذَوَاتِ الْاَحْسَابِ اِلَّا مِنَ الْاَکْفَاءِ.

تشریح : نفس مسئلہ کفاءت عقل اور نقل دونوں سے ثابت ہے۔تفصیلات سے قطع نظر، بجائے خود نکاح میں اس کے معتبر ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اس مسئلے کا ماخذ متعدد احادیث ہیں (جو اوپر درج ہو چکی ہیں) یہ تو ہے اس مسئلے کی نقلی دلیل۔ رہی عقلی دلیل تو عقل کا صریح تقاضا یہ ہے کہ کسی لڑکی کو کسی شخص کے نکاح میں دیتے وقت یہ دیکھا جائے کہ وہ شخص اس کے جوڑ کا ہے یا نہیں، اگر جوڑ کا نہ ہو تو یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ ان دونوں کا نباہ ہو سکے گا۔ نکاح سے مقصود تو عقلاً بھی اور نقلاً بھی یہی ہے کہ زوجین کے درمیان مودّت ورحمت ہو اور وہ ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کرسکیں۔ آپ خود سوچ لیں کہ بے جوڑ نکاحوں سے اس مقصود کے حاصل ہونے کی کہاں تک توقع کی جاسکتی ہے۔ اور کون سا معقول انسان ایسا ہے جو اپنے لڑکے یا لڑکی کا بیاہ کرنے میں جوڑ کا لحاظ نہ کرتا ہو؟ کیا آپ اسلامی مساوات کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مرد کا ہر عورت سے اور ہر عورت کا ہر مرد سے صرف اس بنا پر نکاح کر دیا جائے کہ دونوں مسلمان ہیں، بلا اس لحاظ کے کہ ان میں کوئی مناسبت پائی جاتی ہے یا نہیں؟

فقہاء نے اس جوڑ کا مفہوم مشخص کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے طریقے پر یہ بتایا ہے کہ لڑکی اور لڑکے کے درمیان کن کن امور میں مماثلت ہونی چاہیے۔ ہم ان تفصیلات میں بعض فقہاء سے اختلاف اور بعض سے اتفاق کر سکتے ہیں، مگر فی الجملہ عقلِ عام یہ تقاضا کرتی ہے کہ زندگی بھر کی شرکت ورفاقت کے لیے جن دو ہستیوں کا ایک دوسرے سے جوڑ ملایا جائے ان کے درمیان اخلاق، دین، خاندان، معاشرتی طور طریق، معاشرتی عزّت وحیثیت، مالی حالات، ساری ہی چیزوں کی مماثلت دیکھی جانی چاہیے۔ ان امور میں اگر پوری یکسانی نہ ہو تو کم از کم اتنا تفاوت بھی نہ ہو کہ زوجین اس کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور رفاقت نہ کرسکیں۔ یہ انسانی معاشرت کا ایک عملی مسئلہ ہے۔ جس میں حکمتِ عملی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: شادی...)

ہر شخص کو اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادیاں ان لوگوں میں کرنی چاہیے، جو مالی حیثیت سے اسی جیسے ہوں اور جو اس کے لیے تیار ہوں کہ اپنی چادر سے نہ وہ خود زیادہ پاؤں پھیلائیں اور نہ دوسروں کو زیادہ پاؤں پھیلانے پر مجبور کریں۔ اپنے سے بہتر مالی حالات رکھنے والوں میں شادی بیاہ کرنے کی کوشش کرنا اپنے آپ کو خواہ مخواہ مشکلات میں مبتلا کرنا ہے۔

لڑکی والوں کی جانب سے پیغام نکاح

یہ صورت کچھ فطری سی ہے، لیکن اس کو ''حد'' سے زیادہ بڑھانا مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کی لڑکی جوان اور شادی کے قابل ہو چکی ہو اور اسے کوئی مناسب لڑکا نظر آئے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ خود اپنی طرف سے پیغام دینے میں ابتدا کرے، اس کی مثالیں خود صحابہ کرام میں ملتی ہیں۔ اگر یہ بات حقیقت میں کوئی ذلت کی بات ہوتی تو نبی ﷺ اس کو منع فرما دیتے۔ (رسائل ومسائل اوّل، فقہی مسائل: رسموں...)

تقریبات شادی بیاہ کی رسوم

شادی بیاہ وغیرہ تقریبات کی رسوم کی پوری پوری اصلاح اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ دینی زندگی اپنی صحیح بنیادوں پر تعمیر ہوتی ہوئی اس مرحلہ پر نہ پہنچ جائے، جہاں ان چیزوں کی اصلاح ممکن ہو۔ اس وقت ہمارے ارکان کو زیادہ تر صرف ان چیزوں سے اجتناب پر اصرار کرنا چاہیے جن کو صریحاً خلاف شریعت کہا جا سکتا ہو۔ رہیں وہ چیزیں جو معاشرتِ اسلامی کی روح کے تو خلاف ہیں مگر مسلمانوں کی موجودہ معاشرت میں قانون وشریعت بنی ہوئی ہیں تو وہ ہمارے ذوقِ اسلامی پر خواہ کتنی ہی گراں ہوں، لیکن سردست ہمیں ان کو اس امید پر گوارا کر لینا چاہیے کہ بتدریج ان کی اصلاح ہو سکے گی۔ مگر یہ گوارا کرنا رضامندی کے ساتھ نہ ہو، بلکہ احتجاج اور فہمائش کے ساتھ ہو۔ یعنی ہر ایسے موقع پر واضح کر دیا جائے کہ شریعت تو اس طرح کے نکاح چاہتی ہے، جیسے ازواج مطہرات اور دوسرے صحابہ کرام کے ہوئے تھے۔ لیکن اگر تم لوگ یہ تکلفات کیے بغیر نہیں مانتے تو مجبوراً ہم اس کو گوارا کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ وقت آئے کہ جب تم نبی ﷺ اور اصحابِ نبی ﷺ کی طرح کے سادہ نکاح کرنے کو اپنی شان سے فروتر نہ سمجھو۔

ہمارا یہ رویہ تو عام لوگوں کے لیے ہے جن سے ہم مختلف قسم کے روابط پیدا کرنے اور جن کے ساتھ کئی طرح کے دنیوی امور میں معاملہ کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن خود ارکانِ جماعت کے درمیان ایسے جتنے روابط اور معاملات بھی ہوں، انہیں رسوم کی آلودگیوں سے پاک کر کے سادگی کی اسی سطح پر لے آنا چاہیے جس تک نبی ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے انہیں پہنچایا تھا، ہمارے معاملات میں مباحات کو مباحات ہی کی حد تک رہنا چاہیے۔ رواج کی رو میں بہنے والے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بغاوت کرنا بھی چاہتے ہیں مگر پہل کی جسارت نہیں کر سکتے۔ رسموں کی بیڑیوں سے نجات حاصل کرنا بھی چاہتے ہیں مگر دوسروں سے پہلے انہیں کاٹنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اپنی پیٹھوں پر لدے ہوئے رواجوں کے بوجھوں سے ان کی کمریں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں مگر ان کو پٹخ دینے میں پیش قدمی نہیں کر سکتے۔ یہ پہل اور پیش قدمی اب ہم لوگوں کو کرنی ہے۔ ہمارے ہر ساتھی کا یہ فرض ہے کہ زندگی کے روزمرہ کے معاملات اور تقریبات کو گوناگوں پابندیوں سے آزاد کرنے میں پوری بے باکی سے پہل کرے۔ اور لوگوں کی ''ناک'' بچانے کے لیے خود نکّو بن کر معاشرتی زندگی میں انقلاب برپا کرے۔ خالص اسلامی انداز میں تقریبات اور

معاملات کو سرانجام دینے کی مثالیں اگر جگہ جگہ ایک دفعہ قائم کردی جائیں گی تو سوسائٹی کا کچھ نہ کچھ عُنصر ان کی پیروی کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا اور اس طرح رفتہ رفتہ احوال بدل سکیں گے۔ (رسائل ومسائل اوّل، فقہی مسائل: رسموں...)

منگنی کی شرعی حیثیت

منگنی محض ایک قول وقرار ہے اس بات کا کہ آیندہ اس لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے کیا جائے گا، یہ بجائے خود نکاح نہیں ہے، البتہ فریقین کے درمیان ایک طرح کا عہد وپیمان ضرور ہے جس سے پھر جانا درست نہیں الاّ یہ کہ اس کے لیے کوئی معقول وجہ موجود ہو اگر منگنی کے بعد فریقین میں سے کسی ایک پر دوسرے کا کوئی ایسا عیب ظاہر ہو جو پہلے معلوم نہ تھا یا چھپایا گیا تھا، تو بلاشبہ اس قول وقرار کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس طرح کی کسی معقول وجہ کے بغیر یونہی اسے ختم کر دینا، یا کسی غیر معقول وجہ کی بنا پر اس سے پھر جانا، ہرگز جائز نہیں۔ دوسری بدعہدیوں کی طرح یہ بھی ایک بدعہدی ہے جس پر انسان خدا کے ہاں جواب دہ ہوگا۔
(رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: منگنی...)

ماٰخذ

(۱) دارقطنی ج۳ کتاب النکاح باب المهر حدیث نمبر۱۱ ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقِیُ ج۷ باب اعتبار الکفاءة ☆مجمع الزوائد ج٤ کتاب النکاح باب الکفاءة مبشر بن عبید وهو متروك اور باب ماجاء فی الولی والشهود مبشربن عبید متروك۔ واسند البیهقی فی المعرفة عن احمد بن حنبل انه قال: احادیث مبشربن عبید موضوعة كذب۔ قال ابن القطان فی کتابه: وهو کما قال، ورواه ابویعلی عن مبشر بن عبید عن ابی الزبیر عن جابر فذکر نحوہٗ۔وعن ابی یعلی۔ رواه ابن حبان فی الضعفاء۔ وقال: مبشر یروی عن الثقات الموضوعات لایحل کتب حدیثه الاعلی جهة التعجب۔ ورواه ابن عدی والعقیلی واعلاه بمبشربن عبید واسند العقیلی عن احمد انه وصفه بالوضع والکذب۔ وقال بیهقی: هذا حدیث ضعیف قاله الزیعلی۔ (حاشیه از علامه شمس الحق علی دارقطنی ج۳۔ ص۲٤٥ ☆ کنزالعمال ج١٦ـص٣١٦ ـبیهقی نے ج۷ـص٢٤٠پر۔ لامهر دون عشرة دراهم پر نقد وجرح کی هے۔

(۲) ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی تعجیل الجنازة☆ السنن الکبریٰ ج۷ کتاب النکاح باب الکفاءة☆المستدرك للحاکم ج۲ کتاب النکاح باب تزوجوا الودود الولود۔ هذا حدیث غریب صحیح ولم یخرجاه۔

(۳) دارقُطنی ج۳ کتاب النکاح۔ المهر☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب النکاح باب اعتبار الکفاءة☆ المستدرك للحاکم ج۲ کتاب النکاح باب تخیروا لنطفکم فانکحوا الاکفاء۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔ کنز العُمّال ج١٦ عن عائشة حدیث نمبر ٤٤٥٥٦ ☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح باب الاکفاء ، فی اسناده الحارث

بن عمران المدینی۔ قال فیه ابو حاتم، لیس بالقویّ۔ والحدیث الذی رواہ لا اصل لہٗ یعنی ھذا الحدیث، عن الثقات وقال الدار قطنی متروکٌ۔ (ابن ماجه حدیث مذکور پر علامه فوأد باقی کا حاشیه)۔

(٤) دار قطنی ج۳۔ص۲۹۹۔ذیلی حاشیه۔

(٥) ابن ماجه ج ۱ کتاب النکاح باب تزویج ذات الدین☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب النکاح باب استحباب التزویج بذات الدین۔ اس جگه خرقاء منقول هے اور ابو زکریا سے مروی روایت میں حرباء هے۔ والله اعلم☆ کنزالعمال ج۱٦ عن ابن عمرو۔ حدیث نمبر ٤٤٥٣٧۔

(٦) المُصَنّف لعبدالرزاق ج٦ کتاب النکاح باب الاکفاء☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب النکاح باب اعتبار الکفاء ة ☆کنز العمال ج۱٦ الاکفاء حدیث نمبر ٤٥٧٨٥۔

(۷) دارقُطنی ج۳ کتاب النکاح۔

ولایت کا مسئلہ

(۱) ولی ـــــ سرپرست کی ولایت

۲۰ ـ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ.

''ابوموسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولی کے بغیر کوئی نکاح جائز نہیں ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ اَعْیَنَ، ثَنَا اَبُوْعُبَیْدَةَ الْحَدَّادُ، عَنْ یُوْنُسَ وَاِسْرَائِیْلَ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَانِکَاحَ اِلَّابِوَلِیٍّ.(۱)

ـــــ قال ابوداؤد: ھویونس عن ابی بردة، واسرائیل عن ابی اسحاق، عن ابی بردة۔

(۲) سربراہِ مملکت کی ولایت

۲۱ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا امْرَأَةٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَهَا. (بلوغ المرام)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو عورت بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے۔ پس اگر جھگڑا ہو تو جس عورت کا ولی نہ ہو تو سلطان اس کا ولی ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ، حَدَّثَنَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَیُّمَا امْرَاَةٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ، فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّاوَلِیَّ لَهٗ.(۲) (ھذا حدیث حسن)

ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے اس روایت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

〈۲〉 عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَیُّمَا امْرَاَةٍ لَمْ یُنْکِحْهَا الْوَلِیُّ، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ،

فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ اَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اَصَابَ مِنْهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّاوَلِيَّ لَهُ.(۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت کا نکاح اس کا ولی نہ کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے پھر اگر وہ مرد اس عورت سے لطف اندوز ہو چکا ہو تو جس قدر وہ اس عورت سے لطف اندوز ہوا ہے اس کے بدلہ میں مہر کی وہ عورت حقدار ہے۔ پھر اگر ان کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔

(۳) عورت کی ولایت

۲۲ ـ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا.

(السنن الکبری للبیهقی)

''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت دوسری عورت کی (ولی بن کر) نکاح نہ کرے، اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے۔''

تخریج : حَدَّثَنَاجَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ، ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَاتُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِیْ تُزَوِّجُ نَفْسَهَا.(٤)

۲۳ ـ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ اَوِالْوُلَاةُ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. (السنن الکبریٰ للبیهقی)

''حضرت عمرؓ نے فرمایا جس عورت کا نکاح ولی یا حکام نہ کریں، اس کا نکاح باطل ہے۔''

تخریج : عَنْ عُمَرَ، قَالَ: اَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ اَوِ الْوُلَاةُ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ.(٥)

تشریح : ان دلائل پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہی یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ دونوں طرف کافی وزن ہے اور یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ فریقین میں سے کسی کا مسلک بالکل غلط ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شارع نے فی الواقع دو متضاد حکم دیئے ہیں؟ یا ایک حکم کو دوسرا حکم منسوخ کرتا ہے؟ یا دونوں حکموں کو ملا کر دونوں حکموں کا منشا ٹھیک طور پر متحقق ہو سکتا ہے؟ پہلی شق تو صریحاً باطل ہے، کیونکہ شریعت کا پورا نظام شارع کی حکمت کاملہ پر دلالت کر رہا ہے اور حکیم سے متضاد احکام کا صدور ممکن نہیں ہے۔ دوسری شق بھی باطل ہے کیونکہ نسخ کا کوئی ثبوت یا قرینہ موجود نہیں ہے۔ اب صرف تیسری ہی صورت باقی رہ جاتی ہے اور ہمیں اسی کی تحقیق کرنی چاہیے۔ میں دونوں طرف کے دلائل جمع کر کے شارع کا جو منشا سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے:

۱۔ نکاح کے معاملے میں فریقین مرد اور عورت ہیں نہ کہ مرد اور اولیائے عورت۔ اسی بنا پر ایجاب وقبول ناکح اور منکوحہ کے درمیان ہوتا ہے۔

۲۔ بالغہ عورت (باکرہ ہو یا ثیبہ) کا نکاح اس کی رضا مندی کے بغیر یا اس کی مرضی کے خلاف منعقد نہیں ہوسکتا، خواہ وہ نکاح کرنے والا باپ ہی کیوں نہ ہو؟ جس نکاح میں عورت کی طرف سے رضا نہ ہو، اس میں سرے سے ایجاب ہی موجود نہیں ہوتا کہ ایسا نکاح منعقد ہوسکے۔

۳۔ مگر شارع اس کو بھی جائز نہیں رکھتا کہ عورتیں اپنے نکاح کے معاملے میں بالکل ہی خود مختار ہو جائیں، اور جس قسم کے مرد کو چاہیں اپنے اولیا کی مرضی کے خلاف اپنے خاندان میں داماد کی حیثیت سے گھسا لائیں۔ اس لیے جہاں تک عورت کا تعلق ہے شارع نے اس کے نکاح کے لیے اس کی اپنی مرضی کے ساتھ اس کے ولی کی مرضی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ نہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر جہاں چاہے اپنا نکاح خود کر لے، اور نہ ولی کے لیے جائز ہے کہ عورت کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح جہاں چاہے کر دے۔

۴۔ اگر کوئی ولی کسی عورت کا نکاح بطور خود کر دے تو وہ عورت کی مرضی پر معلق ہوگا۔ وہ منظور کرے تو نکاح قائم رہے گا، نامنظور کرے تو معاملہ عدالت میں جانا چاہیے، عدالت تحقیق کرے گی کہ یہ نکاح عورت کو منظور ہے یا نہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ عورت کو نکاح نامنظور ہے تو عدالت اسے باطل قرار دے گی۔

۵۔ اگر کوئی عورت اپنے ولی کے بغیر اپنا نکاح خود کر لے تو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر معلق ہوگا۔ ولی منظور کرے تو نکاح برقرار رہے گا، نامنظور کرے تو یہ معاملہ بھی عدالت میں جانا چاہیے۔ عدالت تحقیق کرے گی کہ ولی کے اعتراض و انکار کی بنیاد کیا ہے۔ اگر وہ فی الواقع معقول وجوہ کی بنا پر اس مرد کے ساتھ اپنے گھر کی لڑکی کا جوڑ پسند نہیں کرتا تو یہ نکاح فسخ کیا جائے گا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس عورت کا نکاح کرنے میں اس کا ولی دانستہ تساہل کرتا رہا، یا کسی ناجائز غرض سے اس کو ٹالتا رہا اور عورت نے تنگ آ کر اپنا نکاح خود کر لیا تو پھر ایسے ولی کو سوئے الاختیار ٹھہرایا جائے گا اور نکاح کو عدالت کی طرف سے سند جواز دے دی جائے گی[1] هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

(رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: کیا بالغ...)

کیا بالغ عورت خود اپنا نکاح کر لینے کی مجاز ہے؟

۲۴۔ عَنْ نَّافِعِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا وَالْبِکْرُ تُسْتَأْذَنُ وَاِذْنُهَا سُکُوْتُهَا وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا. (نصب الرایة ج۳، ص: ۱۸۲)

---

[1] جس نکاح میں ایجاب وقبول ہو گیا ہو وہ نکاح ہو جاتا ہے، خطبہ پڑھنے پر نکاح کی صحت موقوف نہیں ہے۔ خطبہ تو ایک سنت ہے جس سے مقصود برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرنا ہے۔ اس کو جان بوجھ کر ترک کرنا بہت برا ہے، اور اس کے ترک کو رواج بنا لینا اور بھی زیادہ سخت قابل ملامت فعل ہے۔ لیکن نکاح شرعاً جس چیز سے منعقد ہوتا ہے وہ دو گواہوں کے سامنے محض ایجاب وقبول ہے۔ (مکتوبات سید ابوالاعلیٰ مودودی ص ۱۰۶)

''نافع ابن جبیرؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ عورت اپنے ولی سے زیادہ خود اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کی مجاز ہے اور کنواری کا مشورہ لیا جانا چاہیے اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنے نکاح کے معاملے میں حقدار ہے۔''

تخریج: ‹۱› عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا، وَفِيْ لَفْظٍ لِّمُسْلِمٍ: اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَاْمَرُ، وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا. (٦)

‹۲› حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاتُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَاتُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ اِذْنُهَا؟ قَالَ: اَنْ تَسْكُتَ. (٧)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت کا نکاح اس سے مشورہ لیے بغیر نہ کیا جائے اور نہ کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس سے اجازت کا کیا معنیٰ؟ فرمایا، اس کا خاموش ہو جانا۔

‹۳› عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَاْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا. (٨)

مسلم کی ایک روایت بایں الفاظ بھی منقول ہے:

‹۴› قَالَ: اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَرُبَّمَا قَالَ: وَصَمْتُهَا اِقْرَارُهَا. (٩)

ترجمہ: شوہر دیدہ عورت اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے کہ خود فیصلہ کرے اور کنواری سے اس کا والد اجازت لے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔ بسا اوقات فرمایا: اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔

لڑکی کے لیے تنسیخ واستقرارِ نکاح کا استحقاق

۲۵۔ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَتَاةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ اَخِيْهِ لِيَرْفَعَ بِيْ مِنْ خَسِيْسَتِهٖ. قَالَ، فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا. فَقَالَتْ، اِنِّيْ قَدْ اَجَزْتُ مَاصَنَعَ اَبِيْ، وَلٰكِنْ اَرَدْتُّ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ اَنَّ لَيْسَ اِلَى الْاٰبَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ.

''نسائی اور احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول!

میرے باپ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ میرا بیاہ صرف اس لیے کردیا ہے کہ میرے ذریعے سے اسے ذلت سے نکالے۔ آپ ﷺ نے نکاح (کی تنسیخ واستقرار) کا حق لڑکی کو دے دیا۔ لڑکی نے کہا، میرے والد نے جو کچھ کیا ہے میں اسے جائز قرار دیتی ہوں، میری خواہش صرف یہ تھی کہ عورتیں جان لیں کہ باپوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔"

تخریج : حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ قَالَ: جَآءَتْ فَتَاةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ اَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ، قَالَ، فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا فَقَالَتْ: قَدْ اَجَزْتُ مَاصَنَعَ اَبِي، وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَآءُ اَنْ لَّيْسَ اِلَى الْاٰبَآءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ.(۱۰)

۲۶ ـ رُوِيَ مِنْ طَرِيقِ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مَاكُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِهِ، فَاسْتَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَالْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا انتہی.

"مالک نے عبدالرحمٰن سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا منذر ابن الزبیر سے نکاح کردیا۔ اس وقت عبدالرحمٰن شام میں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے کہ کیا میری رائے کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟ تب حضرت عائشہؓ نے منذر ابن الزبیر سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ فیصلہ عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ہے اس پر عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ جس معاملے کو آپ نے طے کردیا ہے میں اس کی تردید نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ حفصہ منذر کے پاس ہی رہیں اور یہ طلاق نہ تھی۔"

تخریج: رُوِيَ مِنْ طَرِيقِ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مَاكُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِهِ، فَاسْتَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَالْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا انتہی.(۱۱)

۲۷ ـ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ.(ایضاً)

"ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شوہر دیدہ عورت پر ولی کو کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔"

تخریج : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ.(۱۲)

۲۸۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: جَآءَ تِ امْرَأَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِیْ اَنْکَحَنِیْ رَجُلاً، وَاَنَا کَارِهَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْهَا: لَانِکَاحَ لَکِ، اِذْهَبِیْ، فَانْکِحِیْ مَنْ شِئْتِ.

''ابی سلمہ ابن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میرے باپ نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا ہے اور میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ آپؐ نے باپ سے فرمایا کہ نکاح کا اختیار تمہیں نہیں ہے۔ اور لڑکی سے فرمایا جاؤ جس سے تمہارا جی چاہے نکاح کر لو۔'' (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: کیا بالغ...)

تخریج: ⟨۱⟩ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیّ: قَالَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ: ثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رَفِیْعٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: جَآءَ تِ امْرَأَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِیْ اَنْکَحَنِیْ رَجُلاً، وَاَنَا کَارِهَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْهَا: لَانِکَاحَ لَکِ، اِذْهَبِیْ، فَانْکِحِیْ مَنْ شِئْتِ.(۱۳)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِیَّةِ اِنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَیِّبٌ، فَکَرِهَتْ ذٰلِکَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِکَاحَهَا.(۱۴)

ترجمہ: خنساء بنت خذام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد نے ان کا نکاح جب کہ وہ شوہر دیدہ تھیں کر دیا۔ اس نے اس نکاح کو ناپسند کیا، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور روداد سنائی) تو آپ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الولی☆ ترمذی ابواب النکاح، باب ماجاء لانکاح الا بولیٍّ☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب لانکاح الابولی☆ دارمی کتاب النکاح، باب النهی عن النکاح بغیر ولی☆دارقطنی ج۲۔ ص۳۸۱ ☆ المستدرك ج۲ کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ص۱۰۷۔ ۱۰۸☆نصب الرایة ج۳۔ص۱۸۳☆مسنَدِاحمدج۱۔ص۲۵۰۔ج٤۔۳۹٤۔٤۱۳۔٤۱۸۔ج٦۔ص۲٦۰ ☆کنزالعمال ج۱٦۔ ص۳۱۳ ☆ احکام القرآن للجصاص ج۲ص٤۰۱۔ ذکر الاختلاف فی ذلك☆ تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۲۸۲۔

(۲) ترمذی ج۳، ابواب النکاح باب ماجاء لانکاح الا بولی،ح۱۱۰۲☆ ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح۔ باب فی الولی ☆ابوداؤد میں ولی کی جگه موالیها اور اشتجروا کی جگه تشاجروا هے☆ بلوغ المرام کتاب النکاح حدیث نمبر ۸۳٦☆ نصب الرایة ج۳۔ ص۱۸٤☆ دارمی کتاب النکاح ج۲۔باب النهی عن النکاح بغیر ولی☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح باب لاولایة لوصی فی نکاح۔ اس میں روایت کا آغاز لاتنکح المرأة الا باذن ولیها، فان

نکحت فهو باطل، فهو باطل، فهو باطل الخ☆مسنداحمد ج٦۔ص١٦٦☆کنزالعمال ج١٦ص٣٠٩۔

(٣) ابن ماجه کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی۔☆ دارقطنی ج٢ کتاب النکاح ص٣٨١۔☆المستدرك للحاکم ج٢ کتاب النکاح۔ باب ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل۔

(٤) ابن ماجه کتاب النکاح، باب لانکاح الا بولی☆ دارقطنی کتاب النکاح،ص٣٨٤☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ ص٣١٠۔ کتاب النکاح باب لانکاح الابولی☆ کنزالعمال ج١٦۔ص۔٣١٠۔ عن ابی هریرة☆نصب الرایة ج٣۔ ص١٨٨، کتاب النکاح باب فی الاولیاء والاکفاء۔

(٥) کنزالعمال ج ١٦۔ ص٥٢٩ عن عمر۔

(٦) نصب الرایة لاحادیث الهدایة ج٣کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والاکفاء۔

(٧) بخاری ج٢ کتاب النکاح باب لاینکح الاب وغیره البکر والثیب الابرضاها☆ نسائی کتاب النکاح باب اذن البکر☆ کنزالعمال ج١٦۔ص٣١١☆نسائی نے کتاب النکاح باب استئمار الثیب فی نفسها کے ضمن میں جو روایت بیان کی ہے اس کا آغاز لاتُنکَحُ الثیبُ سے کیاہے، باقی الفاظ مندرجه بالا روایت کے ہیں۔

(٨) مسلم ج١۔کتاب النکاح، باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق، والبکر بالسکوت۔ مسلم میں اسی باب کے تحت ایك روایت میں عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال: اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ترمذی ج١۔ ابواب النکاح باب ماجاء فی استئمار البکر والثیب☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح باب استئمار البکر والثیب☆مؤطا امام مالك کتاب النکاح باب استیذان البکر والایم فی انفسهما۔

(٩) مسلم ج١کتاب النکاح باب استیذان الثیب فی النکاح الخ☆ ابوداؤد ج٢۔ کتاب النکاح باب الثیب۔ ابوداؤد کی رائے کے مطابق ابوها محفوظ نہیں اور انہوں نے لیس بمحفوظٍ کہاہے☆ نسائی کتاب النکاح، باب استیذان البکر فی نفسها☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب استئمار البکر والثیب☆دارمی ج٢۔کتاب النکاح، باب استئمار البکر والثیب۔اس کی روایت میں وصمتها اقرارها ہے۔ عن ابنِ عباس☆ دارقطنی ج١۔کتاب النکاح۔ عن ابنِ عباس۔اس روایت میں بھی وصمتها اقرارها ہی ہے اور ص٢٤٠ پر عن ابنِ عباس ان النبی ﷺ قال: الایم احق بنفسها من ولیها، والیتیمة تستامر، واذنها صماتها بھی منقول ہے☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔ کتاب النکاح باب اذن البکر الصمت واذن الثیب الکلام، عن ابن عباس☆ المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب النکاح باب تستامر الیتیمة فی نفسها☆ مصنف ابنِ ابی شَیبَہ نے ج٢-٤،ص١٣٨،١٣٩پر اس بارے میں مختلف روایات نقل کی ہیں۔☆کنزالعمال ج١٦۔ ص٣١٠۔عن ابن عباس☆دارقطنی ج٣۔کتاب النکاح ص٢٣٩☆احکام القرآن للجصاص ج١ص٤٠١۔ ذکرالاختلاف فی ذلك۔

(١٠) ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب من زوج ابنتهٗ وهی کارهة۔فی الزوائد: اسناده صحیح وقد رواه غیر المصنف من حدیث عائشة وغیرها☆نصب الرایة للزیلعی ج٣۔کتاب النکاح☆نَسائی ج٦۔کتاب النکاح باب البکر یزوجها ابوها وهی کارهة☆مسنداحمد ج٦۔ص١٣٦۔عن عائشة☆سنن دارقطنی ج٢۔کتاب النکاح ۔ دارقطنی نے کہا ہے هذا کلها مراسیل ابن بریده لم یسمع من عائشة شیئاً☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب ماجاء

فی انکاح الآباء الابکار۔ آخر میں فرماتے ھیں :ھذا مرسل ابن بریدة لم یسمع من عائشةؓ ۔ ابن ترکمانی نے الجوھر النقی میں لکھاھے ان صاحب الکمال صرح بسماعہِ منھا۔

(۱۱) نصب الرایة للزیلعی ج۳۔کتاب النکاح باب الاولیاء والاکفاء ح۱۸٦۔☆ احکام القرآن للجصاص ج۱ ص۴۰۱۔ ذکر الاختلاف فی ذلك۔ احکام القرآن میں مختصر ھے۔

(۱۲) ابوداؤد کتاب النکاح، باب فی الثیب☆ نسائی کتاب النکاح، باب استیذان البکر فی نفسھا☆دارقطنی ج۲ کتاب النکاح☆ کنز العُمال ج۱٦۔ص۳۱۱ عن ابن عباسؓ☆ احکام القرآن للجصّاص ج۱ذکر الاختلاف فی ذٰلِك۔

(۱۳) نصب الرایة ج۳۔کتاب النکاح باب فی الاولیاء والاکفاء۔

(۱٤) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب اذا زوج ابنتَه وھی کارھة، فنکاحه مردود☆ ابوداؤد ج۲ کتاب النکاح باب فی الثیب☆ نسائی ج٦ کتاب النکاح، الثیب یزوجھا ابوھا وھی کارھة☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب من زوج ابنته وھی کارھة☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب النکاح☆مؤطا امام مالك ج۲،کتاب النکاح۔ جامع مالا یجوز من النکاح۔ موطا نے خنساء بنت خذام الانصاریة نقل کیاھے☆ سنن دارمی ج۲کتاب النکاح باب الثیب یزوجھا ابوھا وھی کارھة۔

فصل:۴

رضاعت کا مسئلہ

نسبی اور رضاعی رشتوں کی حرمت

اس امر پر امت میں اتفاق ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے جس عورت کا دودھ پیا ہو اس کے لیے وہ عورت ماں کے حکم میں اور اس کا شوہر باپ کے حکم میں ہے اور تمام وہ رشتے جو حقیقی ماں اور باپ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں رضاعی ماں اور باپ کے تعلق سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حرمت رضاعت کس قدر دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جتنی مقدار سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ سکتا ہے اتنی ہی مقدار میں اگر بچہ کسی کا دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے، مگر امام احمدؒ کے نزدیک تین مرتبہ پینے سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک پانچ دفعہ پینے سے یہ حرمت ثابت ہوتی ہے، نیز اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ کس عمر میں پینے سے یہ رشتے حرام ہوتے ہیں۔

بعض کے نزدیک رضاعت کی مدت کے دوران دودھ پینے سے۔ بعض کے نزدیک جب تک دودھ چھڑایا نہ گیا ہو۔ اور بعض کے نزدیک جب بھی پیے حرمت ثابت ہوگی۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۳۸)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَالَيْثُ ح قَالَ وَثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ، قَالَ: اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحُ اِسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا، فَحَجَبَتْهُ، فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: لَاتَحْتَجِبِىْ مِنْهُ، فَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ان کا رضاعی چچا، جن کا نام افلح تھا، نے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہؓ نے ان سے پردہ کیا اور اس واقعہ کی خبر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا، ان سے پردہ نہ کر اس لیے کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب سے حرام ہوتی ہیں۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت میں سے ایک روایت میں ہے:

﴿۲﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْكَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ، اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میرا فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا وہ میرے ہاں داخل ہوسکتا تھا؟ آپ نے فرمایا، ہاں رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کردیتی ہے جس کو نسب حرام کرتا ہے۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

﴿۳﴾ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(٢)

ایک اور روایت میں ہے:

﴿۴﴾ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاتُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رضاعت کی وجہ سے بھی تم ان رشتوں کو حرام سمجھو جن کو تم نسب کی وجہ سے حرام سمجھتے ہو۔

حضرت ابنِ عباس سے مروی روایت میں ہے:

﴿۵﴾وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ. (٣)

﴿٦﴾عن علی عن عائشة، قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ ان اللّٰه حرم من الرضاعة ما حرم من الولادة.(٤)

—— هذا حديث حسن صحيح، وحديث علی، حديث صحيح، والعمل على هذا عند عامة اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغيرهم لانعلم بينهم فی ذلك اختلافا۔

حضرت علیؓ سے مروی روایت میں ہے:

﴿۷﴾إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ.(٥)

نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایات:

﴿۸﴾عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاحَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ولادت جن رشتوں کو حرام کرتی ہے رضاعت بھی ان کو حرام کردیتی ہے۔

﴿۹﴾عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہی رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

〈۱۰〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(۶)

〈۱۱〉 عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. (۷)

〈۱۲〉 وَكَانَتْ عَائِشَةُ ؓ تُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا تُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(۸)

محرّمات کی حرمت کے وجوہ

محرمات کی فہرست میں جن عورتوں کو شامل کیا گیا ہے، ان کے حرام ہونے کی اصل وجہ حیاتیاتی حقائق نہیں ہیں، بلکہ اخلاقی اور معاشرتی حقائق ہیں۔ آپ خود غور کریں کہ جس ماں کے شہوانی جذبات بھی اپنے بیٹے سے متعلق ہو سکتے ہوں کیا وہ ان پاکیزہ ومطہر جذبات کے ساتھ بیٹے کو پال سکتی ہے جو ماں اور بیٹے کے تعلقات میں ہونے چاہئیں؟ اور کیا بیٹا ہوش سنبھالنے کے بعد ماں کے ساتھ وہ معصومانہ بے تکلفی برت سکتا ہے جو ماں اور بیٹے کے درمیان اب ہوتی ہے؟

اور کیا ایک گھر میں باپ اور بیٹے کے درمیان رقابت اور حسد کے جذبات پیدا نہ ہو جائیں گے اگر ماں اور بیٹے کے درمیان ابدی حرمت کی دیوار حائل نہ ہو؟

ایسا ہی معاملہ بہن اور بھائی کا بھی ہے۔ اگر ابدی حرمت ان کے درمیان قائم نہ ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ بھائی بہن ایک دوسرے کے ساتھ معصوم روابط اور شبہات سے بالاتر بے تکلفی برت سکتے؟ کیا اس صورت میں بھی یہ ممکن ہوتا کہ والدین اپنے بیٹوں کو سن بلوغ کے قریب پہنچنے پر ایک دوسرے سے دور رکھنے کی کوشش نہ کرتے؟ اور کیا کوئی شخص بھی کسی لڑکی سے شادی کرتے وقت یہ اطمینان کر سکتا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں سے بچی ہوئی ہوگی؟

پھر اگر سسر اور بہو کے درمیان اور ساس اور داماد کے درمیان ابدی حرمت کی دیواریں حائل نہ کر دی جاتیں تو کس طرح ممکن تھا کہ باپ اور بیٹے اور ماں اور بیٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ رقیبانہ کشمکش میں مبتلا ہونے اور ایک دوسرے کو شبہ کی نظر سے دیکھنے سے بچ جاتیں۔

اس پہلو پر اگر آپ غور کریں تو آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ شریعت نے کن اہم اخلاقی ومعاشرتی مصلحتوں کی بنا پر ان تمام مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے لیے حرام کر دیا ہے، جن کے درمیان ایک گھر، ایک خاندان، اور ایک دائرۂ معاشرت کے اندر قریب ترین روابط اور بے تکلف روابط فطرتاً ہوتے ہیں، اور معاشرتی ضروریات کے لحاظ سے ہونے چاہئیں۔ بیٹے اور بیٹیاں پل ہی نہیں سکتیں اگر ماں اور باپ دونوں اس طرف سے بالکل مطمئن نہ ہوں کہ ان میں سے کسی کا بھی کوئی شہوانی علاقہ اپنی اولاد کے ساتھ نہیں ہے۔ ایک ہی گھر میں لڑکوں اور لڑکیوں کا پلنا غیر ممکن ہو جائے اگر بہن کے معاملہ میں بھائیوں کے درمیان اور بھائی کے معاملہ میں بہنوں کے درمیان شہوانی رقابتیں پیدا ہونے کا دروازہ قطعی طور پر بند نہ ہو۔ خالائیں اور پھوپھیاں اور چچا اور ماموں اگر شبہ سے بالاتر نہ کر دیئے جائیں تو بہن اپنی اولاد کو اپنے بھائی بہنوں سے، اور بھائی اپنی اولاد کو اپنے بھائی بہنوں سے بچانے کی فکر میں لگ جائیں۔ (رسائل ومسائل دوم، عام مسائل: محرمات...)

ماٰخذ

(۱) مسلم ج۱ کتاب الرضاع۔ فصل یحرم من الرضاعه ما یحرم من الرحم☆ نسائی کتاب النکاح باب مایحرم من الرضاع۔

(۲) مسلم کتاب الرضاع الخ☆ مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الرضاع☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب الرضاع:۔ یحرم من الرضاع مایحرم من الولادة☆کنز العمال ج۶حدیث نمبر۱۵۶۵٤☆بخاری ج۱ کتاب الشهادات باب الشهادة علی الانساب میں یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اوراِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَایَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ اور یه روایت کتاب الجهاد باب ماجاء فی بیوت النبی ﷺ میں بهی هے۔

(۳) بخاری نے ج۲کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها میں حضرت عائشه سے مروی روایت مندرجه ذیل الفاظ میں نقل کی هے مزید برآں یه روایت کتاب التفسیر سوره احزاب اور کتاب الادب باب ۹۳ میں هے: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَایَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اورکتاب النکاح باب مایحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضاع۔ ج۲پر یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَایَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ نقل کیاهے۔ابوداؤد کتاب النکاح ج۲۔باب یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب☆دارمی کتاب النکاح باب٤۸۔ مایحرم من الرضاع عن عائشة۔

(٤) ترمذی ج۱ابواب الرضاع باب ماجاء یحرم من الرضاع مایحرم من النسب☆مسند احمد ج٦ ☆کنزالعمال ج٦ حدیث نمبر١٥٦٦٦۔

(٥) ترمذی ج۱ابواب الرضاع۔☆مسندِ احمد ج۲۔ص۱۸۲۔☆ کنزالعمال ج٦حدیث نمبر١٥٦٥٥۔

(٦) نسائی ج٦ کتاب النکاح باب مایحرم من الرضاع۔

(۷) ابن ماجه کتاب النکاح باب یحرم من الرضاع مایحرم من النسب اور مجمع الزوائدج ٤۔ کتاب النکاح باب فی الرضاع عن عائشة۔ مسند احمد ج۱ص۲۷٥، ۲۹۰،۳۲۹ج٤ص٤،٥ ج٦، ص٤٤،٥١، ٦٦، ۷۲، ۱۰۲، ۱۷۸ ☆کنزالعمال ج٦۔ حدیث ١٥٦٦٠۔

(۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب الرضاع باب یحرم من الرضاع مَا یحرم من الولادة الخ☆الطبرانی فی الاوسط بحواله مجمع الزوائد ج٤ص۔۲٦۱ عن انس۔

فصل:۵

محرم سے نکاح کا مسئلہ

ماں سے نکاح اسلامی قانون میں فوجداری جرم

۲۹۔ مَنْ وَّقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ.

''جو شخص محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کردو۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْکٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ، عَنْ دَاوٗدَ ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰی بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ، وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کردو، اور جو کسی چوپایہ سے بدفعلی کرے اسے بھی قتل کردو اور ساتھ اس جانور کو بھی ماردو۔

〈۲〉 اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَآءِ، قَالَ:لَقِيْتُ خَالِيْ وَمَعَهُ الرَّأْيَةُ، فَقُلْتُ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ اَبِيْهِ مِنْ بَعْدِهٖ، اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ اَوْ اَقْتُلَهٗ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں اپنے ماموں سے ملا، ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرلیا ہے۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉 اَصَبْتُ عَمِّیْ وَمَعَهٗ رَأْيَةٌ فَقُلْتُ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ فَقَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی رَجُلٍ، نَكَحَ امْرَأَةَ اَبِيْهِ، فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَاٰخُذَ مَالَهٗ.(۲)

ترجمہ : حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ماموں سے ملا۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) سے نکاح کرلیا، آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن ماردوں اوراس کا مال ضبط کرلوں۔

مستدرک میں ایک روایت جمع کے صیغہ سے بھی منقول ہے:

﴿۴﴾ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ، قَالَ: مَرَّبِنَا نَاسٌ يَنْطَلِقُوْنَ فَقُلْنَا لَهُمْ اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ؟ قَالُوْا: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَجُلٍ يَاْتِىْ امْرَأَةَ اَبِيْهِ اَنْ نَقْتُلَهٗ. (٣)

ترجمہ : حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس سے کچھ لوگ باتیں کرتے ہوئے گزرے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے جو اپنے باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) کے پاس جاتا ہے (اس سے نکاح کرکے زنا کرتا ہے)۔

مُستدرک نے ایک اور روایت نقل کی ہے:

﴿۵﴾ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ: اِنِّىْ لَاَطُوْفُ عَلٰى اِبِلٍ لِىْ ضَلَّتْ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا اَنَا اَجُوْلُ فِىْ اَبْيَاتٍ، فَاِذَا اَنَا بِرَكْبٍ وَفَوَارِسَ، جَاءُوْا فَاَطَافُوْا، فَاسْتَخْرَجُوْا رَجُلاً، فَمَا سَأَلُوْهُ وَلاَ كَلَّمُوْهُ حَتّٰى ضَرَبُوْا عُنُقَهٗ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا، سَأَلْتُ عَنْهُ، قَالُوْا: عَرَسَ بِامْرَأَةِ اَبِيْهِ. (٤)

ترجمہ : حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ عہد رسالت میں میرے اونٹ گم ہوگئے میں ان کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم پھر رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہوکر آئے۔ ادھر اُدھر گھومے پھرے پھر انہوں نے ایک آدمی کو باہر نکالا، نہ اس سے انہوں نے کوئی استفسار کیا اور نہ کسی قسم کی گفتگو کی بس پکڑتے ہی اسے قتل کردیا۔ اس واردات کے بعد جب وہ واپس چلے گئے تو میں نے مقتول کے بارے میں لوگوں سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کیا تھا۔

ابوداؤد میں مروی روایت:

﴿۶﴾ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، بَيْنَا اَنَا اَطُوْفُ عَلٰى اِبِلٍ لِّىْ ضَلَّتْ، اِذْ اَقْبَلَ رَكْبٌ اَوْفَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ، فَجَعَلَ الْاَعْرَابُ يُطِيْفُوْنَ بِىْ لِمَنْزِلَتِىْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ اَتَوْا قُبَّةً، فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهَا رَجُلاً فَضَرَبُوْا عُنُقَهٗ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَذَكَرُوْا اَنَّهٗ اَعْرَسَ بِامْرَأَةِ اَبِيْهِ. (٥)

ترجمہ : حضرت براء کا بیان ہے کہ میں اپنے گم شدہ اونٹوں کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومتا پھر رہا تھا کہ اچانک اونٹوں یا

گھوڑوں پر سوار لوگ جن کے ہاتھوں میں جھنڈا تھا میرے سامنے آئے، رسول اللہ ﷺ سے مجھے جو مرتبہ و مقام نصیب تھا اس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے ساتھ مجھے بھی ادھر ادھر گردش کراتے رہے کہ وہ گنبد نما خیمہ کے پاس آئے، اس میں سے انہوں نے ایک آدمی کو باہر نکالا اور اس کی گردن ماردی۔ میں نے انہی سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی تھی۔

ترمذی اور المصنف دونوں کی براء بن عازب سے روایت :

〈۷〉 بَعَثَنِی النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ اَبِیْهِ، تَاْمُرَنِیْ اَنْ اَقْتُلَهٗ۔(۶)

تشریح : اسلامی قانون میں یہ فعل فوجداری جرم ہے اور قابل دست اندازی پولیس ہے۔ ابوداؤد، نسائی اور مسندِ احمد میں یہ روایت ملتی ہے کہ نبی ﷺ نے اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو موت اور ضبطی جائداد کی سزا دی ہے۔

فقہاء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے امام احمدؒ تو اسی بات کے قائل ہیں کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے اور اس کا مال ضبط کر لیا جائے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر اس نے محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کیا ہو تو اس پر حدِ زنا جاری ہوگی اور اگر نکاح کیا ہو تو اسے سخت عبرتناک سزا دی جائے گی۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، النساء، حاشیہ: ۳۳)

خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کا ایک مرد کے نکاح میں ہونا

۳۰۔ نبی ﷺ کی ہدایت ہے کہ خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کو بھی ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ، سَمِعَ جَابِرًا، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا اَوْخَالَتِهَا۔(۷)

ترجمہ : حضرت جابر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت کا نکاح اس کی پھوپھی اور خالہ پر کیا جائے۔ (بیوی کی موجودگی میں اس کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح نہ کرے)۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت :

〈۲〉 نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةُ وَخَالَتِهَا۔(۸)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے اور خالہ پر اس کی بھانجی سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉 نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَاوَخَالَتِهَا۔(۹)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ایک عورت اور اس کی خالہ اور عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک وقت ایک نکاح میں جمع کیا جائے۔

—— ایک روایت میں اَوْ خَالَتِھَا بھی منقول ہے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ کی مرویات بھی اسی باب میں مذکور ہیں:

〈۴〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَایُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَعَمَّتِھَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَخَالَتِھَا.(۱۰)

مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے مروی دیگر روایات:

〈۵〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُھَاجِرِ، قَالَ: اَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ ابْنِ حَبِیْبٍ، عَنْ عَرَاکٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ اَرْبَعِ نِسْوَۃٍ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَھُنَّ، الْمَرْأَۃِ وَعَمَّتِھَا، وَالْمَرْأَۃِ وَخَالَتِھَا.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ چار عورتوں کو جمع کیا جائے، عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ اور عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ (دونوں کو ایک ہی وقت ایک مرد کے نکاح میں جمع نہ کیا جائے)۔

〈۶〉 عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: لَاتُنْکَحُ الْعَمَّۃُ عَلٰی بِنْتِ الْاَخِ وَلَاابْنَۃُ الْاُخْتِ عَلَی الْخَالَۃِ.(۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ پھوپھی سے بھتیجی پر اور بھانجی سے خالہ پر نکاح نہ کیا جائے۔

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ سے مروی مزید روایت:

〈۷〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ النُّفَیْلِیُّ، ثَنَازُھَیْرٌ، ثَنَا دَاؤدُ بْنُ اَبِیْ ھِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَاتُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ عَلٰی عَمَّتِھَا، وَلَاالْعَمَّۃُ عَلٰی بِنْتِ اَخِیْھَا، وَلَاالْمَرْأَۃُ عَلٰی خَالَتِھَا، وَلَاالْخَالَۃُ عَلٰی بِنْتِ اُخْتِھَا، وَلَاتُنْکَحُ الْکُبْرٰی عَلَی الصُّغْرٰی، وَلَاالصُّغْرٰی عَلَی الْکُبْرٰی.(۱۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو اس کی پھوپھی پر اور پھوپھی کو بھتیجی پر ایک مرد کے نکاح میں نہ دیا جائے اور اسی طرح خالہ کو بھانجی پر اور بھانجی کو خالہ پر ایک مرد کے نکاح میں نہ دیا جائے اور نہ کبریٰ (بڑی عمر والی) کو صغریٰ پر اور نہ صغریٰ کو کبریٰ پر ایک مرد کے نکاح میں دیا جائے۔

〈۸〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ النُّفَیْلِیُّ، ثَنَا خَطَّابُ ابْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ خُصَیْفٍ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَ الْعَمَّۃِ وَالْخَالَۃِ، وَبَیْنَ الْخَالَتَیْنِ وَالْعَمَّتَیْنِ.(۱٤)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اسے ناپسند قرار دیا ہے کہ پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کیا جائے اور دو خالاؤں اور دو پھوپھیوں کو بھی بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں دینے کو مکروہ (ناپسندیدہ) فرمایا ہے۔

تشریح: اس معاملے میں یہ اصول سمجھ لینا چاہیے کہ ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا بہر حال حرام ہے جن میں سے کوئی ایک اگر مرد ہوتی تو اس کا نکاح دوسری سے حرام ہوتا۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، النساء، حاشیہ: ۴۲)

کتابیہ سے نکاح

۳۱۔ اِنَّھَا لاَ تُحْصِنُکَ.

''وہ تجھے محصن نہیں بنا سکتی۔''

تخریج: نَا اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ اَحْمَدُ بْنُ الْحُسَیْنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ ابْنِ الْجُنَیْدِ وَعَبْدُاللّٰہِ بْنُ الْھَیْثَمِ ابْنِ خَالِدِ الطِّیْبِیُّ، قَالاَ: نَاالْحُسَیْنُ بْنُ عَرَفَۃَ، نَاعِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ، عَنْ اَبِیْ بَکْرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ، عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ اَرَادَ اَنْ یَتَزَوَّجَ یَھُوْدِیَّۃً اَوْنَصْرَانِیَّۃً، فَسَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ، فَنَھَاہُ عَنْھَا، وَقَالَ: اِنَّھَا لاَتُحْصِنُکَ.(۱۵)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح کرنا چاہا تو اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور کہا کہ یہ تجھے محصن نہیں بنا سکتی۔

ـــــ ابوبکر بن مریم ضعیف۔ وعلی بن ابی طلحة لم یدرك کعباً۔

ـــــ رواه ابن ابی شَیبَة فی مصنفه، ومن طریقه الطبرانی فی معجمه، وابن عدی فی الکامل من طریق ابی بکر بن ابی مریم الی آخر هذا السند۔ قال ابن عدی: ابوبکر بن ابی مریم بکیر الغسانی، الغالب علی حدیثه الغرائب، قَلّ مایوافقه علیها الثقات، وهو ممن لایحتج بحدیثه۔ وتکتب احادیثه فانها صالحة انتهی۔ واخرجه ابوداؤد فی المراسیل عن بقیة بن الولید عن عتبة بن الولید، عن علی بن ابی طلحة، عن کعب بن مالك به فذکره۔

ـــــ قال ابن القطان فی کتابه: هذا حدیث ضعیف، ومنقطع، فانقطاعه فیما بین علی بن ابی طلحة وکعب بن مالك، وضعفه من جهة عتبة بن تمیم، فانه ممن لایعرف حاله۔ وقد رواه عنه بقیة وهو ممن عرف ضعفه، ولایعرف روی عن عتبة بن تمیم الا بقیة واسماعیل۔ قال فی التنقیح وعتبة وثقه ابن حبان، انتهی۔ وقال عبد الحق

فی احکامه: لااعلم احدا رواه عن علی بن ابی طلحة غیر عتبة بن تمیم وابی بکر بن ابی مریم، وهو ضعیف الاسناد ومنقطع انتهی۔وقال البیهقی فی المعرفة: هذا حدیث یرویه ابوبکر بن ابی مریم وهو ضعیف عن علی بن ابی طلحة عن کعب بن مالك وهو منقطع فان علیا لم یدرك کعبا۔(۱٦)

پس منظر: کعب بن مالکؓ نے ایک کتابیہ سے نکاح کرنا چاہاتو آپ نے ان الفاظ میں ان کومنع فرمایا۔

تشریح : مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں کے درمیان وہ مودت ورحمت نہ ہوگی جو احصان کی اصل روح ہے۔

(حقوق الزوجین، قانون ازدواج: غیر...)

منکوحہ کتابیہ کے لیے آزادیٔ عمل کے حدود

اہل کتاب کی جن عورتوں سے مسلمانوں کو نکاح کی اجازت دی گئی ہے، ان کے بارے میں قرآن مجید دو شرطیں لگاتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ محصنات (پاک دامن) ہوں، دوسرے یہ کہ ان سے نکاح کر کے ایک مسلمان خود اپنے ایمان کو خطرے میں نہ ڈال بیٹھے (ملاحظہ ہو سورۂ مائدہ:۵)۔ان شرائط کی رو سے فاسق وفاجر کتابیات کے ساتھ شادی جائز نہیں ہے۔اور یہ دیکھنا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جس عورت سے وہ شادی کر رہا ہے وہ اس کے گھر میں، اس کے خاندان میں، اور اس کے بچوں میں ایسے افعال رائج کرنے کی موجب نہ بنے جو اسلام میں حرام ہیں۔بلاشبہ وہ اسے مذہب ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا، اس کو چرچ جانے سے نہیں روک سکتا، مگر اسے شادی سے پہلے ہی یہ شرط کر لینی چاہیے کہ وہ اس کی زوجیت میں آنے کے بعد شراب، سور کے گوشت اور دوسری حرام چیزوں سے اجتناب کرے گی۔ایسی شرط پہلے ہی طے کر لینے کا اسے حق بھی ہے اور ایسا کرنا اس کا فرض بھی ہے۔اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دین کے معاملہ میں سخت تساہل کرنے والا آدمی ہے۔ اس کے بعد اگر اس کی اپنی اولاد ان حرام افعال میں مبتلا ہو (اور ظاہر ہے کہ اولاد کا ماں سے متاثر نہ ہونا متوقع نہیں ہو سکتا) تو اس کی ذمہ داری میں وہ بھی شریک ہوگا۔

(رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: منکوحہ...)

شہد اور حضرت ماریہؓ کا واقعہ

۳۲۔ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہؓ کے مکان میں تشریف لے گئے اور وہ گھر پر موجود نہ تھیں۔اس وقت حضرت ماریہ آپؐ کے پاس وہاں آگئیں اور تخلیہ میں آپ کے ساتھ رہیں۔حضرت حفصہؓ کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے حضورؐ سے اس کی سخت شکایت کی۔اس پر آپ نے ان کو راضی کرنے کے لیے ان سے عہد کر لیا کہ آئندہ ماریہ سے کوئی ازدواجی تعلق نہ رکھیں گے۔بعض روایات میں یہ ہے کہ آپ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا (اور بعض میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اس پر قسم بھی کھائی تھی)۔

تخریج:〈۱〉 نَا الْحُسَيْنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَبِيْبٍ، حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِیْ اَبُوالنَّضرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاُمِّ وَلَدِهٖ مَارِيَةَ فِیْ بَيْتِ حَفْصَةَ، فَوَجَدَتْهُ حَفْصَةُ مَعَهَا. فَقَالَتْ لَهٗ: تَدْخُلُهَا بَيْتِیْ، مَاصَنَعْتَ بِیْ هٰذَا مِنْ بَيْنِ نِسَآئِکَ اِلَّا مِنْ هَوَانِیْ عَلَيْکَ، فَقَالَ: لَاتَذْكُرِیْ هٰذَا لِعَائِشَةَ، فَهِیَ عَلَیَّ حَرَامٌ اِنْ قَرِبْتُهَا، قَالَتْ حَفْصَةُ: وَكَيْفَ تُحَرِّمُ عَلَيْکَ وَهِیَ جَارِيَتُکَ فَحَلَفَ لَهَا لَايَقْرَبُهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَاتَذْكُرِيْهِ لِاَحَدٍ، فَذَكَرَتْهُ لِعَائِشَةَ، فَآلٰی لَايَدْخُلُ عَلٰی نِسَائِهٖ شَهْرًا، فَاعْتَزَلَهُنَّ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: لِمَ تُحَرِّمُ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ الْاٰيَةَ. قَالَ وَالْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ طَوِيْلٌ.(۱۷)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماریہ کے ساتھ حضرت حفصہؓ کے حجرے میں تخلیہ فرمایا۔ حضرت حفصہؓ نے آپ کو ماریہ کے ساتھ پایا تو عرض کیا، میرے گھر میں اس سے دخول کیا ہے، آپ نے اپنی بیویوں کے درمیان میرے ساتھ ایسا کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری آپ کے نزدیک کوئی قدرو اہمیت نہیں (یہ تو میری توہین ہے) آپ نے فرمایا، عائشہ سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ پس اگر اب اس کے قریب جاؤں تو یہ مجھ پر حرام۔ حفصہؓ نے کہا آپ اسے اپنے اوپر حرام کیسے قرار دیتے ہیں جب کہ وہ تو لونڈی ہے۔ پس آپ نے حفصہؓ کے لیے قسم کھائی کہ وہ ماریہ کے قریب نہیں جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرنا، مگر حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بتادیا، تو آپ نے ایک ماہ تک بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی اور ایک کم تیس دن بیویوں سے الگ رہے اللہ تعالیٰ نے لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ آیت نازل فرمادی۔

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَجَدَتْ حَفْصَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ فِیْ يَوْمِ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَاُخْبِرَنَّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هِیَ عَلَیَّ حَرَامٌ، اِنْ قَرِبْتُهَا، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ بِذَالِکَ، فَاَعْلَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَسُوْلَهٗ بِذٰلِکَ فَعَرَّفَ حَفْصَةَ بَعْضَ مَا قَالَتْ، قَالَتْ لَهٗ: مَنْ اَخْبَرَکَ؟ قَالَ: نَبَّأَنِیَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ، فَآلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا الْاٰيَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُ عُمَرَ: مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ.(۱۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت حفصہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی باری کے دن ام ابراہیم کے ساتھ پایا، تو وہ بولیں کہ میں اس کی اطلاع عائشہ کو دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کے

قریب جاؤں تو وہ مجھ پر حرام۔ اس کی اطلاع انہوں نے حضرت عائشہؓ کو کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو مطلع فرما دیا۔ حفصہؓ نے جو کچھ کہا اس کے کچھ حصہ سے نبی ﷺ نے حفصہؓ کو باخبر کیا تو حفصہؓ نے آپ سے پوچھا آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے علیم وخبیر (اللہ تعالیٰ) نے خبر دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی بیویوں کے پاس ایک ماہ نہ جانے کی قسم کھالی تو اللہ تعالیٰ نے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا الآیۃ نازل فرمائی۔ ابن عباس نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا، جن دو عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف جتھہ بندی کی تھی وہ کون تھیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ حفصہؓ ور عائشہؓ تھیں۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ الْبَرَقِیُّ، قَالَ: ثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْغَسَّان، قَالَ: ثَنِیْ زَیْدُ ابْنُ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَصَابَ اُمَّ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِ نِسَآئِہٖ، قَالَ: فَقَالَتْ: اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ! فِیْ بَیْتِیْ وَعَلٰی فِرَاشِیْ؟ فَجَعَلَھَا عَلَیْہِ حَرَامًا، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تُحَرِّمُ عَلَیْکَ الْحَلَالَ؟ فَحَلَفَ لَھَا بِاللّٰہِ لَایُصِیْبُھَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآاَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاۃَ اَزْوَاجِکَ.(۱۹)

ترجمہ : زید بن اسلم نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ہاں ام ابراہیم سے ازدواجی تعلق قائم کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس بیوی نے شکایت کی، اے اللہ کے رسول! میرے گھر میں میرے ہی بستر پر آپ نے یہ کیا۔ تو حضور ﷺ نے ام ابراہیم کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اپنے اوپر حلال کو حرام کیسے کر سکتے ہیں؟ تو اپنی بیوی کی خوشنودی کی خاطر اللہ کے نام کی قسم کھائی کہ اس سے ازدواجی تعلق نہیں رکھیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی۔ ’’اے نبی آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، اپنی ازواج کی رضامندی کے لیے؟‘‘

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: ثَنَا اَبِیْ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابؓ مَنِ الْمَرْأَتَانِ؟ قَالَ: عَائِشَۃُ وَحَفْصَۃُ. وَکَانَ بَدْأُ الْحَدِیْثِ فِیْ شَانِ اُمِّ اِبْرَاھِیْمَ الْقِبْطِیَّۃِ اَصَابَھَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ بَیْتِ حَفْصَۃَ فِیْ یَوْمِھَا، فَوَجَدَتْہُ حَفْصَۃُ، فَقَالَتْ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ لَقَدْ جِئْتَ اِلَیَّ شَیْئًا مَاجِئْتَ اِلٰی اَحَدٍ مِنْ اَزْوَاجِکَ بِمِثْلِہٖ فِیْ یَوْمِیْ وَفِیْ دَوْرِیْ وَعَلٰی فِرَاشِیْ، قَالَ: اَلَا تَرْضِیْنَ اَنْ اُحَرِّمَھَا فَلَا اَقْرُبَھَا؟ قَالَتْ: بَلٰی، فَحَرَّمَھَا، وَقَالَ: لَاتَذْکُرِیْ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ، فَذَکَرَتْہُ لِعَائِشَۃَ، فَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاۃَ اَزْوَاجِکَ الْآیَاتِ کُلَّھَا. فَبَلَغَنَا اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ کَفَّرَ یَمِیْنَہٗ وَاَصَابَ جَارِیَتَہٗ.(۲۰)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے عمر بن خطاب سے دریافت کیا کہ وہ دو عورتیں کون تھیں؟ (جنہوں نے حضور ﷺ کے خلاف جتھہ بندی کی تھی) انہوں نے بتایا کہ وہ عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں اور ساتھ ہی انہوں نے ام ابراہیم قبطیہ کا معاملہ بیان کرنا شروع کیا، جن سے رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ کے گھر ان کی باری کے دن ازدواجی تعلق قائم کیا تھا۔ حفصہؓ کو یہ ناگوار گزرا، چنانچہ وہ بولیں اے اللہ کے نبیؐ آپ نے میری باری کے دن، میرے گھر پر اور میرے ہی بستر پر ایسا فعل کیا ہے جو کسی دوسری بیوی کے ہاں نہیں کیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو راضی ہوگی کہ میں اسے اپنے اوپر حرام کرلوں اور اس کے قریب بھی نہ جاؤں؟ وہ بولیں ہاں! آپ نے ام ابراہیم کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا اور اس بیوی سے کہا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا، مگر اس نے عائشہؓ سے اس کا ذکر کردیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس کو ظاہر کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی کہ ''اے نبی! جو چیز تمہارے لیے حلال ہے اس کو تم اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہو، اپنی بیویوں کی رضامندی وخوشنودی کی خاطر؟'' ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ ادا فرمایا اور اپنی لونڈی سے تخلیہ فرمایا۔

۳۳۔ رسول اللہ ﷺ بالعموم ہر روز عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات کے ہاں چکر لگاتے تھے، ایک موقع پر ایسا ہوا کہ آپ حضرت زینبؓ بنت جحش کے ہاں جا کر زیادہ دیر تک بیٹھنے لگے، کیونکہ ان کے ہاں کہیں سے شہد آیا ہوا تھا، اور حضورؐ کو شیرینی بہت پسند تھی، اس لیے آپ ان کے ہاں شہد کا شربت نوش فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ مجھے اس پر رشک لاحق ہوا اور میں نے حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ سے مل کر یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ آئیں وہ آپ سے یہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس میں کچھ بساند ہوتی ہے اور اگر شہد کی مکھی اس سے شہد حاصل کرلے تو اس بساند کا اثر آجاتا ہے۔ یہ بات سب کو معلوم تھی کہ حضورؐ نہایت نفاست پسند ہیں اور آپ کو اس سے سخت نفرت ہے کہ آپ کے اندر کسی قسم کی بدبو پائی جائے اس لیے آپ کو حضرت زینبؓ کے ہاں ٹھیرنے سے روکنے کی خاطر یہ تدبیر کی گئی اور یہ کارگر ہوئی۔ جب متعدد بیویوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے تو آپؐ نے عہد کرلیا کہ اب یہ شہد استعمال نہیں فرمائیں گے (ایک روایت میں آپؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ ''اب میں ہرگز اسے نہ پیونگا، میں نے قسم کھالی ہے۔'' دوسری روایت میں صرف فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ کے الفاظ ہیں، وَقَدْ حَلَفْتُ کا ذکر نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ سے جو روایت ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں وَاللّٰهِ لَا اَشْرَبُهٗ ''خدا کی قسم میں اسے نہ پیوں گا'')۔

تشریح : (گویا کہ حضورؐ نے اللہ کی حلال کردہ ایک شے کو خود اپنی کسی خواہش کی بنا پر نہیں بلکہ اپنی بیویوں کے کہنے پر اپنے لیے حرام کرلیا تھا اس سلسلے میں محدثین ومفسرین نے یہ دو مختلف واقعات بیان کیے ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت ماریہ قبطیہ کا ہے اور دوسرا واقعہ یہ کہ آپ نے شہد استعمال نہ کرنے کا عہد کرلیا تھا)۔ حضرت ماریہؓ کا قصہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو خطوط اطراف ونواح کے بادشاہوں کو بھیجے تھے ان میں سے ایک اسکندریہ کے رومی بطریق (Patriarch) کے نام بھی تھا جسے عرب مُقَوقِس کہتے تھے۔ حضرت حاطِب بن ابی بَلْتَعہ یہ نامۂ گرامی لے کر جب اس کے

پاس پہنچے تو اس نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا اور جواب میں لکھا کہ ''مجھے یہ معلوم ہے کہ ایک نبی آنا ابھی باقی ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ وہ شام میں نکلے گا۔ تاہم میں آپ کے ایلچی کے ساتھ احترام سے پیش آیا ہوں اور آپ کی خدمت میں دو لڑکیاں بھیج رہا ہوں جو قبطیوں میں بڑا مرتبہ رکھتی ہیں (ابن سعد)۔ ان لڑکیوں میں سے ایک سیرین تھیں اور دوسری ماریہ (عیسائی حضرت مریم کو ماریہ Mary کہتے ہیں)۔ مصر سے واپسی پر راستہ میں حضرت حاطب نے دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا اور وہ ایمان لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے سیرین کو حضرت حسان بن ثابت کی مِلک یمین میں دے دیا اور حضرت ماریہ کو اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ ذی الحجہ ۸ ھ میں انہی کے بطن سے حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے (الاستیعاب، الاصابہ) یہ خاتون نہایت خوبصورت تھیں۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں ان کے متعلق حضرت عائشہؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''مجھے کسی عورت کا آنا اس قدر ناگوار نہ ہوا جتنا ماریہ کا آنا ہوا تھا کیونکہ وہ حسین و جمیل تھیں اور حضورؐ کو بہت پسند آئی تھیں۔''

اکابر اہل علم نے ان دونوں قصّوں میں سے دوسرے قصے کو صحیح قرار دیا اور پہلے قصے کو ناقابل اعتبار ٹھیرایا ہے، امام نسائی کہتے ہیں کہ ''شہد کے معاملہ میں حضرت عائشہؓ کی حدیث نہایت صحیح ہے اور حضرت ماریہؓ کو حرام کر لینے کا قصہ کسی عمدہ طریقہ سے نقل نہیں ہوا ہے۔'' قاضی عیاض قاضی ابوبکر ابن العربی بھی شہد ہی کے قصے کو صحیح قرار دیتے ہیں اور یہی رائے امام نووی اور حافظ بدرالدین عینی کی ہے۔ ابن ہُمام فتح القدیر میں کہتے ہیں کہ ''شہد کی تحریم کا قصہ صحیحین میں خود حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جن کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تھا، اس لیے یہی زیادہ قابل اعتبار ہے۔'' حافظ ابن کثیر بھی اسی کے حامی ہیں۔

(تفہیم القرآن، ج ۶، التحریم، حاشیہ: ۲)

لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا

۳۴۔ اَیُّمَا رَجُلٍ کَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِیْدَةٌ، فَعَلَّمَهَا، فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ.

''جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کو خوب اچھی تعلیم دے، اور اس کو اچھا ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کر دے اور اس کے بعد خود اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔'' (بخاری)

ابو بردہ کے والد کی دوسری حدیث میں ہے کہ اَعْتَقَهَا ثُمَّ اَصْدَقَهَا ''یعنی اس کو آزاد کر کے مہر دے کر اس کے ساتھ نکاح کرے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحِ نِ الْهَمْدَانِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَیُّمَا رَجُلٍ کَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِیْدَةٌ، فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ. (۲۱)

مسلم نے ابوموسیٰ سے مختصر روایت بیان کی ہے:

﴿۲﴾ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فِی الَّذِیْ یُعْتِقُ جَارِیَتَهٗ ثُمَّ یَتَزَوَّجُهَا لَهٗ اَجْرَانِ. (۲۲)

ابوموسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

﴿۳﴾ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ، عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ، فَذٰلِکَ یُؤْتٰی اَجْرَهٗ مَرَّتَیْنِ، وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ جَارِیَةٌ وَضِیْئَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْهَ اللّٰهِ، فَذٰلِکَ یُؤْتٰی اَجْرَهٗ مَرَّتَیْنِ، وَرَجُلٌ اٰمَنَ بِالْکِتَابِ الْاَوَّلِ ثُمَّ جَآءَ الْکِتَابُ الْاٰخَرُ فَاٰمَنَ بِهٖ، فَذٰلِکَ یُؤْتٰی اَجْرَهٗ مَرَّتَیْنِ. (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ ایک وہ غلام جس نے اپنے خالق، اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے مالکوں کا حق بھی، پس یہ وہ شخص ہے جسے دگنا اجر دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جس کے پاس خوبصورت لونڈی ہے اس نے اسے اچھا ادب سکھایا پھر آزاد کر کے اس سے صرف اپنے اللہ کی خوشنودی کی خاطر نکاح کر لیا پس اسے بھی دوہرا اجر دیا جائے گا۔ اور ایک وہ آدمی جو پہلی کتاب پر بھی ایمان لایا اور جب اس کے پاس آخری کتاب آئی تو اس پر بھی ایمان لے آیا، تو ایسے شخص کو بھی دوہرا اجر دیا جائے گا۔

ابن ماجہ نے ابوموسیٰ سے مندرجہ ذیل الفاظ سے اس روایت کو ذکر کیا ہے:

﴿۴﴾ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ کَانَتْ لَهٗ جَارِیَةٌ، فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، ثُمَّ اعْتَقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ الحدیث. (۲٤)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس لونڈی ہو، وہ اسے بہترین ادب سکھائے اور عمدہ تعلیم دے پھر اسے آزادی کی نعمت سے سرفراز کر کے اس سے نکاح کر لے اس کے لیے دو اجر ہیں۔

حضرت ابوامامہ کی روایت:

﴿۵﴾ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَرْبَعَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ ﷺ، وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ، وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ، فَاَعْجَبَتْهُ فَاَعْتَقَهَا، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا، وَعَبْدٌ مَمْلُوْکٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ سَادَتِهٖ. (۲۵)

—— رواه الطبرانی وفیه علی بن یزید الالهانی وهو ضعیف وقد وثق۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ باہلی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمی ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا، نبی ﷺ کی ازواج مطہرات، اور وہ شخص جو اہل کتاب سے تھا اور اب مسلمان ہو گیا، اور وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اسے بہت ہی پسند اور محبوب بھی ہو، اسے آزاد کر کے نکاح کر لے۔ اور وہ غلام جس نے اپنے خالق، اللہ کا حق بھی ادا کیا ہو اور اپنے سادات (مالکوں) کا حق بھی پورا کیا ہو۔

۳۵۔ اِذَا اَعۡتَقَ الرَّجُلُ اَمَتَهٗ ثُمَّ اَمۡهَرَهَا مَهۡرًا جَدِيۡدًا كَانَ لَهٗ اَجۡرَانِ.

''جب کسی شخص نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا پھر اس کو جدید مہر دے کر اس سے نکاح کیا تو اس کے لیے دو اجر ہوں گے۔''

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا اَبُوۡدَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوۡبَكۡرِ نِ الۡخَيَّاطُ، عَنۡ اَبِیۡ حُصَيۡنٍ، عَنۡ اَبِیۡ بُرۡدَةَ، عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی، قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَعۡتَقَ الرَّجُلُ اَمَتَهٗ ثُمَّ اَمۡهَرَهَا مَهۡرًا جَدِيۡدًا كَانَ لَهٗ اَجۡرَانِ.(۲۶)

ابوداؤد سجستانی میں صرف اتنی روایت ہے:

‹۲› قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنۡ اَعۡتَقَ جَارِيَتَهٗ وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجۡرَانِ.(۲۷)

‹۳› حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیۡ اَبِیۡ ثَنَا اَسۡوَدُ بۡنُ عَامِرٍ، اَخۡبَرَنَا اَبُوۡبَكۡرٍ وَحُسَيۡنُ بۡنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا اَبُوۡبَكۡرِ بۡنُ عَيَّاشٍ، عَنۡ اَبِیۡ حُصَيۡنٍ، عَنۡ اَبِیۡ بُرۡدَةَ، عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَعۡتَقَ الرَّجُلُ اَمَتَهٗ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بِمَهۡرٍ جَدِيۡدٍ كَانَ لَهٗ اَجۡرَانِ.(۲۸)

‹۴› حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنۡ عَبۡدِالۡوَارِثِ، عَنۡ شُعَيۡبٍ، عَنۡ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اَعۡتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا، وَجَعَلَ عِتۡقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوۡلَمَ عَلَيۡهَا بِحَيۡسٍ.(۲۹)

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے حضرت صفیہ کو آزادی بخشی اور پھر ان سے نکاح کیا، اور ان کی اس آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا، اور حَیس سے دعوتِ ولیمہ کی۔

تشریح: ملک یمین سے مالک کے تمتع کرنے کی تین شکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض مِلک یمین ہی کو قیدِ نکاح سمجھ کر تمتع کیا جائے۔ دوسری یہ کہ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا جائے اور اس آزادی ہی کو اس کا مہر قرار دیا جائے۔ تیسرے یہ کہ اس کو آزاد کر کے جدید مہر کے ساتھ نکاح ہو۔ نبی ﷺ نے دوسری اور تیسری شکل کو ترجیح دی ہے...

خود آنحضرتؐ نے حضرت صفیہؓ اور جویریہؓ کے ساتھ اسی طرح نکاح کیا ہے کہ پہلے ان کو آزاد کیا پھر قید نکاح میں لائے۔ اس باب میں روایات مختلف ہیں کہ آپؐ نے جدید مہر ادا کیا تھا یا آزادی ہی کو مہر قرار دیا؟ لیکن اغلب یہ ہے کہ آپؐ نے جواز کی دونوں صورتیں ظاہر کرنے کے لیے دونوں طریقوں پر عمل فرمایا ہے۔ کسی کو جدید مہر دیا ہے اور کسی کی آزادی ہی کو مہر قرار دیا ہے۔ (تفہیمات دوم، ۴۵: غلاموں...)

نکاح شغار ـــــــ ادلے بدلے کا نکاح

عام طور پر ادلے بدلے کے نکاح کا جو طریقہ ہمارے ملک میں رائج ہے وہ دراصل اسی شغار کی تعریف میں آتا ہے، جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ شغار کی تین صورتیں ہیں اور وہ سب ناجائز ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو اس شرط پر اپنی لڑکی دے کہ وہ اس کے بدلے میں اپنی لڑکی دے گا اور ان میں سے ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کا مہر قرار پائے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ شرط تو وہی ادلے بدلے کی ہو مگر دونوں سے برابر برابر مہر (مثلاً ۵،۵ ہزار روپیہ) مقرر کیے جائیں اور محض فرضی طور پر فریقین میں ان مساوی رقموں کا تبادلہ کر لیا جائے۔ دونوں لڑکیوں کو عملاً ایک پیسہ بھی نہ ملے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ ادلے بدلے کا معاملہ فریقین میں صرف زبانی طور پر ہی طے نہ ہو بلکہ ایک لڑکی کے نکاح میں دوسری لڑکی کا نکاح شرط کے طور پر شامل ہو۔

ان تینوں صورتوں میں سے جو صورت بھی اختیار کی جائے گی، شریعت کے خلاف ہوگی۔ پہلی صورت کے ناجائز ہونے پر تو تمام فقہاء کا اتفاق ہے، البتہ باقی دو صورتوں کے معاملہ میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ لیکن مجھے دلائل شرعیہ کی بنا پر یہ اطمینان حاصل ہے کہ یہ تینوں صورتیں شغارِ ممنوع کی تعریف میں آتی ہیں اور تینوں صورتوں میں اس معاشرتی فساد کے اسباب یکساں طور پر موجود ہیں جن کی وجہ سے شغار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: نکاح شغار)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ نَاعَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَنَا مَعْمَرٌعَنْ اَیُّوْبَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَاشِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ.(۳۰)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ اَنْ یُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَہٗ عَلٰی اَنْ یُزَوِّجَہُ الْاٰخَرُابْنَتَہٗ لَیْسَ بَیْنَھُمَا صَدَاقٌ.(۳۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی لڑکی کا دوسرے سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ بھی اپنی لڑکی کا اس سے نکاح کرے اور دونوں کے مابین مہر نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

ابوداؤد نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے:

﴿۳﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنِ الشِّغَارِ. زَادَ مُسَدَّدٌ فِیْ حَدِیْثِہٖ. قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: یَنْکِحُ ابْنَۃَ الرَّجُلِ وَیُنْکِحُہٗ ابْنَتَہٗ بِغَیْرِ صَدَاقٍ وَیَنْکِحُ اُخْتَ الرَّجُلِ فَیُنْکِحُہٗ اُخْتَہٗ بِغَیْرِ صَدَاقٍ.(۳۲)

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یقیناً شغار سے منع فرمایا ہے۔ مسدد سے مروی روایت میں ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ شغار کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی کا نکاح اس مرد سے کردے بایں طور کہ مہر دونوں کا مقرر نہ کیا گیا۔ اور ایک آدمی دوسرے کی بہن سے نکاح کرے اور اپنی بہن کا نکاح اس مرد سے کردے اور درمیان میں مہر نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ فَارِسٍ، ثَنَايَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزٍ الْاَعْرَجُ، اَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ اَنْكَحَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَكَمِ ابْنَتَهٗ وَاَنْكَحَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بِنْتَهٗ، وَكَانَا جَعَلاَ صَدَاقًا. فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى مَرْوَانَ يَاْمُرُهٗ بِالتَّفْرِيْقِ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ فِیْ كِتَابِهٖ: هٰذَا الشِّغَارُ الَّذِیْ نَهٰی عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (۳۳)

ترجمہ : عباس بن عبداللہ بن عباس نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمٰن بن حکم کے ساتھ کردیا، اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کردیا دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ (امیر معاویہ کو جب اس کا علم ہوا) تو انہوں نے مروان کو حکم دیا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے اور انہوں نے اپنے مکتوب میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

کیا کافر سے مسلمان ہونے پر سابقہ نکاح برقرار رہ سکتا ہے؟

۳۶۔ فتح مکہ سے ذرا پہلے ابوسفیان مرّ الظّہران (موجودہ وادی فاطمہ) کے مقام پر لشکر اسلام میں آئے اور یہاں انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور ان کی بیوی ہند مکہ میں کافر رہیں۔ پھر فتح مکہ کے بعد ہند نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ نے تجدید نکاح کے بغیر ہی ان کو سابق نکاح پر برقرار رکھا۔

تخریج : اَخْبَرَنَا اَبُوْسَعِيْدِ بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ الْاَصَمُّ، اَنْبَأَ الرَّبِيْعُ، اَنْبَأَ الشَّافِعِیُّ، اَنْبَأَ جَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قُرَيْشٍ الْمَغَازِیِّ وَغَيْرِهِمْ عَنْ عَدَدٍ قَبْلَهُمْ، اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ اَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ظَاهَرَ عَلَيْهَا. فَكَانَتْ بِظُهُوْرِهٖ، وَاِسْلَامُ اَهْلِهَا دَارُ اِسْلَامٍ، وَامْرَأَتُهٗ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ كَافِرَةٌ بِمَكَّةَ، وَمَكَّةُ يَوْمَئِذٍ دَارُحَرْبٍ، ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْهَا يَدْعُوْهَا اِلَى الْاِسْلَامِ، فَاَخَذَتْ بِلِحْيَتِهٖ وَقَالَتْ: اُقْتُلُوا الشَّيْخَ الضَّالَّ وَاَقَامَتْ اَيَّامًا قَبْلَ اَنْ تُسْلِمَ ثُمَّ اَسْلَمَتْ وَبَايَعَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَثَبَتَا عَلَى النِّكَاحِ. (۳۴)

ترجمہ : حضرت ابوسفیان وادی مرالظہران میں اسلام لائے، اور رسول اللہ ﷺ اس پر قبضہ کرچکے تھے۔ آپ کے اس پر غلبہ اور یہاں کے باشندوں کے قبول اسلام کی وجہ سے یہ دارالاسلام بن چکا تھا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ مکہ میں ابھی تک کافرہ تھیں اور مکہ ان دنوں دارالحرب تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ابوسفیان اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسلام قبول کرنے

کی دعوت دی، اس کی بیوی نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا اس سٹھیائے ہوئے بڈھے کو قتل کردو۔ اس کے بعد چند روز ٹھیری رہی پھر اسلام قبول کر لیا اور نبی ﷺ کی بیعت کر لی، آپ نے ان دونوں کو سابقہ نکاح پر برقرار رکھا۔

۳۷۔ فتح مکہ کے بعد عکرمہ بن ابی جہل اور حکیم بن حزام مکہ سے فرار ہو گئے اور ان کے پیچھے دونوں کی بیویاں مسلمان ہو گئیں۔ پھر انہوں نے حضورؐ سے اپنے شوہروں کے لیے امان لے لی اور جا کر ان کو لے آئیں۔ دونوں اصحاب نے حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور نبی ﷺ نے ان کے بھی سابق نکاحوں کو برقرار رکھا۔

تخریج: ﴿۱﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ: اَنَّ اُمَّ حَکِیْمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَفَاخِتَةَ بِنْتَ الْوَلِیْدِ، وَکَانَتْ فَاخِتَةُ عِنْدَ صَفْوَانَ بْنِ اُمَیَّةَ، وَاُمُّ حَکِیْمٍ عِنْدَ عِکْرِمَةَ بْنِ اَبِیْ جَهْلٍ، اَسْلَمَتَا، فَاَمَّا اُمُّ حَکِیْمٍ، فَاسْتَاْمَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِعِکْرِمَةَ، فَاَمَّنَهٗ، فَلَحِقَتْ بِهِ الْیَمَنَ، فَجَآءَ تْ بِهِ فَلَمَّا اَسْلَمَ عِکْرِمَةُ وَصَفْوَانُ، اَقَرَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهُمَا عَلَى النِّکَاحِ الْاَوَّلِ.(۳۳)

ترجمہ: فاختہ بنت ولید، صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں اور اُمّ حکیم، عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں، یہ دونوں عورتیں اسلام لے آئیں۔ اُمّ حکیم نے تو رسول اللہ ﷺ سے عکرمہ کے لیے امان طلب کر لی، آنجنابؐ نے اسے امان دے دی۔ اُمّ حکیم عکرمہ سے یمن جا کر ملیں اور اسے اپنے ساتھ لے آئیں۔ پھر جب عکرمہ اور صفوان دونوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں خواتین کو ان دونوں مردوں کے پاس ہی برقرار رکھا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، ثَنَا حَفْصُ ابْنُ جُمَیْعٍ، ثَنَا سِمَاکٌ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَأَةً جَآءَ تْ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ، فَاَسْلَمَتْ، فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ، قَالَ: فَجَآءَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَسْلَمْتُ مَعَهَا، وَعَلِمَتْ بِاِسْلَامِیْ، قَالَ: فَانْتَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخَرِ، رَدَّهَا اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ.(۳۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی اور ایک دوسرے آدمی نے اس سے نکاح کر لیا، اتنے میں پہلا شوہر بھی آ گیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بھی اس عورت کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا تھا، میرے اسلام قبول کرنے کا اسے علم بھی ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے دوسرے خاوند سے عورت کو چھین کر پہلے شوہر کو لوٹا دی۔

۳۸۔ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئیں اور ان کے شوہر ابوالعاص بحالت کفر مکہ ہی میں مقیم رہ گئے تھے ان کے متعلق مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن عباس کی روایت یہ ہے کہ وہ ۸ ھ میں مدینہ آ کر مسلمان ہوئے اور حضورؐ نے تجدید نکاح کے بغیر سابق نکاح پر ہی صاحبزادی کو ان کی زوجیت میں رہنے دیا۔ لیکن

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صاحبزادی کو جدید نکاح اور جدید مہر کے ساتھ پھر ابوالعاص ہی کی زوجیت میں دے دیا۔ (تفہیم القرآن، ج۵، الممتحنہ، حاشیہ:۱۶)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَیْلِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَۃَ، ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِیُّ، ثَنَا سَلَمَۃُ. یعنی ابْنُ الْفَضْلِ. ح وَثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، ثَنَا یَزِیْدُ، الْمَعْنٰی، کُلُّھُمْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ، عَنْ عِکْرِمَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بِالنِّکَاحِ الْاَوَّلِ، لَمْ یُحْدِثْ شَیْئًا.(۳۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص کے پاس پہلے نکاح پر لوٹا دیا۔ کوئی نئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

ـــــ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فِیْ حَدِیْثِہٖ: بَعْدَ سِتِّ سِنِیْنَ، وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ: بَعْدَ سَنَتَیْنِ۔

〈۲〉ثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ، اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَہٗ اِلٰی اَبِی الْعَاصِ بِمَھْرٍ جَدِیْدٍ وَنِکَاحٍ جَدِیْدٍ.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو ابوالعاص کے پاس نیا مہر اور از سرِ نو نکاح کر کے بھیجا۔

ـــــ قَالَ اَبِیْ: فِیْ حَدِیْثِ حَجَّاجٍ رَدَّ زَیْنَبَ ابْنَتَہٗ۔ قَالَ: ھٰذَا حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ، اَوْ قَالَ: وَاہٍ وَلَمْ یَسْمَعْہُ الْحَجَّاجُ مِنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، اِنَّمَا سَمِعَہٗ مِنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُبَیْدِاللّٰہِ الْعَرْزَمِیِّ، وَالْعَرْزَمِیُّ لَا یُسَاوِیْ حَدِیْثُہٗ شَیْئًا۔ وَالْحَدِیْثُ الصَّحِیْحُ الَّذِیْ رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَقَرَّھُمَا عَلَی النِّکَاحِ الْاَوَّلِ۔(۳۸)

ماٗخذ

(١) ابنِ ماجه کتاب الحدود باب من اتی ذات محرم ومن اتی بهیمة☆ترمذی ج١ ابواب الحدود باب ماجاء فیمن یقول للآخر یا مخنثُ هذا حدیث لانعرف الا من هذا الوجه۔ وابراهیم بن اسماعیل یضعف فی الحدیث ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٨۔کتاب الحدود باب من اتی بهیمة☆المستدرک للحاکم ج٤ ۔ کتاب الحدود باب من وقع علی ذات محرم فاقتلوه هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه☆کنزالعمال ج٥۔حدیث نمبر ١٣١٢٢عن ابن عباس۔

(٢) نسائی ج٦کتاب النکاح۔ نکاح مانکح الاباء☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود باب فی الرجل یزنی بحریمه ☆مُسْنَدِ احمد ج٤ ۔براء بن عازب۔ان دونوں روایتوں میں خالی اور عمی دونوں بیان هوئے هیں علامه ملا علی قاری نے مرقاة میں بیان کیاهے که ایک کی حیثیت نسبی اور دوسرے کی رضاعی هوگی۔ السنن الکبریٰ ج٧۔ کتاب النکاح باب ماجاء فی قولِه تعالیٰ (ولاتنکحوا مانکح آبائکم من النساء براء بن عازب انهوں نے اَصَبْتُ عَمِّیُ کے بجائے لَقِیْتُ عَمِّیُ نقل کیاهے۔

(٣) المستدرک للحاکم ج٢۔کتاب النکاح باب ضرب عتق من تزوج امرأة ابیه عن براء بن عازب۔ هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه۔

(٤) حواله مذکوره بالا۔

(٥) ابوداؤد ج٤کتاب الحدود باب فی الرجل یزنی بحریمه۔

(٦) ترمذی ج١ ۔ابواب الحدود باب ماجاء فیمن یقول للآخر یامخنث☆ المصنف لعبد الرزاق ج٦ص ٢٧١،٢٧٢، عن براء بن عازب۔

(٧) بخاری ج٢کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها۔

(٨) مسلم ج١ ۔کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها وخالتها فی النکاح☆ابوداؤدج٢کتاب النکاح باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء☆ترمذی ج١ ۔ابواب النکاح۔ عن ابن عباس۔ ان النبی نهی ان تزوج المرأة علی عمتها او علی خالتها☆ابوداؤد نے نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا، وَبَیْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا۔نقل کیاهے☆ نسائی ج٦ ۔کتاب النکاح۔ باب الجمع بین المرأة وعمتها۔نسائی نے حضرت جابر سے جو روایت نقل کی هے وه یه هے: عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَاتُنْکَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَاعَلٰی خَالَتِهَا۔

(۹) نسائی ج٦۔کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وخالتها☆ابن ماجه کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها ولاعلی خالتها۔ عن ابی هریرة☆دارمی کتاب النکاح باب الحال التی یجوز للرجل ان یخطب فیها ☆مسنداحمد ج٢۔ص۔ ٢٥٥عن ابی هریرة۔

(۱۰) بخاری ج٢ کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها☆مسلم ج١ کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها اوخالتها فی النکاح۔ عن ابی هریرة☆نسائی ج٦ ۔ کتاب النکاح باب الجمع بین المرأة وعمتها۔ عن ابی هریرة☆ مؤطا امام مالك ج٢ ۔ کتاب النکاح باب مالا یُجمع بینه من النساء۔

(۱۱) مسلم ج١ ۔ کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها وخالتها فی النکاح☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح باب الجمع بین المرأة وعمتها۔

(۱۲) مسلم ج١۔کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها اوخالتها فی النکاح۔

(۱۳) ابوداؤد ج٢۔باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء☆ترمذی ج١ ابواب النکاح باب ماجاء لاتنکح المرأة علی عمتها ولاعلی خالتها۔ حدیث حسن صحیح☆دارمی کتاب النکاح باب ٨ الحال التی یجوز للرجل ان یخطب فیها۔

(۱۴) ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء۔

(۱۵) سنن دارقطنی ج٣۔ کتاب الحدود والدیات وغیرها الحدیث۔

(۱۶) دارقطنی ج٣۔ص١٤٨، ١٤٩ کاحاشیه نمبر ١٢٨ التعلیق المغنی علامه محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

(۱۷) سنن دارقطنی ج٤ کتاب الطلاق والخلع والإیلاء وغیره، حدیث ١٢٢۔

(۱۸) سنن دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔

(۱۹) ابن جریر ج١٢ ۔ سورة التحریم☆ ابن کثیر ج٤ ۔ سورة التحریم۔

(۲۰) ابنِ جریر ج١٢۔پ:٢٨ التحریم۔ البزار طبرانی بحواله فتح القدیر للشّوکانی ج٥ص٢٥١،٢٥٢ ابن سعد اور ابنِ مردویه نے اسے طویل بیان کیاهے اور ابنِ مردویه نے مختصر روایت بهی ایك دوسری سند سے نقَل کی هے علاوه ازیں ابن المنذر، الطبرانی اور ابنِ مردویه نے مختصر الفاظ میں بهی بیان کیاهے☆فتح القدیر للشوکانی ج٥۔ ص٢٥٢ ☆ ابن کثیر ج٤۔سورة التحریم۔

(۲۱) بخاری کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری، ومن اعتق جاریة ثم تزوجها☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔ کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها۔

(۲۲) مسلم کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقه امتهٗ ثم یتزوجها☆ابوداؤد نے بهی اتنی روایت هی نقل کی هے البته ثم یتزوجها کے بجائے ویتزوجها هے☆ ابوداؤد کتاب النکاح، باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجها۔ تِرمذی نے ذرا لمبی روایت ذکر کی هے۔

(۲۳) ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی الفضل فی ذلك۔☆السنن الکبریٰ ج٧۔ کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها☆نسائی کتاب النکاح، باب عتق الرجل جاریته☆مسنداحمد ج٤۔ص۔٤٥عن ابی موسیٰ☆ابوداؤد الطیالسی ج٢ص٦٨۔ قدرے لفظی اختلاف☆نسائی میں ثم یتزوجها یبتغی بذٰلك کے بعد والی عبارت نهیں هے۔

(٢٤) ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب الرجل یعتق امته ثم یتزوجها☆سنن دارمی ج٢۔ کتاب النکاح باب فضل من اعتق امة ثم تزوجها۔ عن ابی موسیٰ عن ابیه☆ السنن الکبری للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها۔

(٢٥) مجمع الزوائد بحواله طَبَرانی۔ مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب فی الذی یعتق امته۔

(٢٦) ابوداؤد الطیالسی۔ جز٢۔ص۔٦٨ عن ابی موسیٰ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔ کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها۔

(٢٧) ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجها۔

(٢٨) مسند احمد ج٤۔ص۔٢٠٨ عن ابی موسیٰ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها۔

(٢٩) بخاری کتاب النکاح باب اتخاذ السراری ومن اعتق جارية ثم تزوجها کے تحت ابوبُردہ عن ابیه سے اَعْتَقَهَا ثم اصدقها بھی نقل کیاھے☆ بخاری کتاب التکاح، باب الولیمة ولوبشاۃٍ☆مسلم کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقه امته ثم یتزوجها☆ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرجل یعتق اَمَتَهٗ ثم یتزوجها☆تِرمذی ابواب النکاح، باب فی الرجل یعتق الامة ثم یتزوجها☆حدیث انس بن مالك حدیث حسن صحیح☆نَسائی کتاب النکاح، باب التزویج علی العتق۔ عن محمد بن رافع اس میں جَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا ھے۔☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب الرجل یعتق امته ثم یتزوجها، عن عائشة اس نے اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَتَزَوَّجَهَا بیان کیاھے۔☆دارمی کتاب النکاح، باب٤٥۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوجها۔☆ابوداؤد الطیالسی جز٩۔ص۔٢٨٣۔عن انس بن مالك ابوداؤد الطیالسی والی روایت بخاری کتاب النکاح باب من جعل عتق الامة صداقها میں موجود ھے۔☆مسند احمد ج٣۔ص۔٩٩،١٦٥،١٧٠،١٨١،٢٠٣،٢٣٩،٢٤٢، ٢٨٠، ٢٩١ ☆دارقطنی ج٣۔کتاب النکاح ص۔٢٨٥۔

(٣٠) مسلم ج١۔کتاب النکاح، باب تحریم النکاح الشغار وبطلانه۔☆ترمذی ج١۔ابواب النکاح، باب ماجاء من النهی عن نکاح الشغار اس باب میں اَنَس، ابوریحانه، ابنِ عمر، جابر، معاویه، ابوهریره اور وائل بن حجر سے روایات مروی هیں۔☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح، باب الشغار عن عمران بن حصین اور انس بن مالك۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب النهی عن الشغار۔اس نے ابنِ عمر، ابوهریره، اور انس تینوں سے مروی روایت نقل کی ھے۔ السنن الکبری للبیهقی ج٧۔ص۔٢٠٠☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب الشغار۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب نکاح الشغار۔☆مصنف ابنِ ابی شیبه ج٢۔٤۔ص ٣٨١ ، عن عمران بن حصین۔

(٣١) بخاری ج٢۔کتاب النکاح، باب الشغار۔☆مسلم ج١۔کتاب النکاح، باب تحریم النکاح الشغار وبطلانه ☆ابوداؤدج٢۔کتاب النکاح، باب فی الشغار۔

(٣٢) ابوداؤد نے شغار کی تعریف کونافع کا کلام قراردیاھے۔ نسائی ج٦۔کتاب النکاح، تفسیر الشغار۔☆مؤطا امام مالك ج٢۔کتاب النکاح باب جامع مالایجوز من النکاح (ابن عمر) ☆دارمی کتاب النکاح باب فی النهی عن

الشغار(ابن عمرؓ)☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح باب الشغار۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب الشغار۔☆مصنف ابن ابی شیبہ ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماقالوا فی نکاح الشغار۔ عن جابر اور ابی ہریرۃ۔

(۳۳) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح باب فی الشغار۔☆السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷۔ص۔۲۰۰۔

(۳٤) السنن الکبریٰ ج۷، کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔

(۳۵) سیرت ابن ھشام ج۳۔٤۔ص۔٤۱۸☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔

(۳٦) ابن ماجه کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدھما قبل الآخر۔☆ السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب النکاح۔

(۳۷) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب الی متی ترد علیه امرأته اذا اسلم بعدھا۔☆مسند احمد ج۱۔ص۔۲۱۷عن ابن عباس☆ترمذی ج۱ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یُسلم احدھما اس نے وَلَمْ یُحْدِثْ نِکَاحًا نقل کیاہے ھذا حدیث لیس باسنادہ بأس، ولکن لانعرف وجه الحدیث ولعله قد جاء ھذا من قبل داؤد بن الحصین من قبل حفظه۔☆ترمذی ج۱۔ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یُسْلم احدھما۔☆مسنداحمد نے ج۱ص۔۲٦۱پر عن ابن عباس ست سنین نقل کیاہے۔☆ابنِ ماجه نے کتاب النکاح، باب الزوجین یُسْلِمُ احدھما قبل الآخر بعد سنتین بنکاح الاول بھی نقل کیاہے۔☆ابن ماجه کی روایت میںبمھر جدید کے الفاظ نھیں۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی۔ج۷۔ص۔۱۸۷پر ست سنین اور بعد سنتین دونوں روایتیں موجود ھیں۔

(۳۸) مسند احمد ج۲۔ص۔۲۰۸عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔ ترمذی نے اس روایت کے متعلق لکھاہے:۔۔۔۔ وحدیث الحجاج عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی ﷺ رد ابنتهٗ علی ابی العاص بن الرَّبِیْع بمھر جدید ونکاح جدید، فقال یزید بن ھارون: حدیث ابن عباس اَجْوَدُ اسناداً والعمل علی حدیث عمرو بن شعیب۔ترمذی ج۱۔ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدھما۔☆ابن ماجه کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدھما قبل الاخر۔☆ابن ماجه کی روایت میں بمھر جدید کے الفاظ نھیں۔☆السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷۔کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔

ممنوعات

(وہ امور جن کی ممانعت ہے)

اپنی بیوی سے عملِ قومِ لوط

٣٩ ـ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی الْمَرْأَةَ فِیْ دُبُرِهَا.

''ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کی دبر میں مباشرت کرتا ہے۔''

تخریج : مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا.(١)

٤٠ ـ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا.

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا جس نے اپنی بیوی کی دبر میں جماع کیا۔''

تخریج :〈١〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ، ثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا.(٢)

ــــــفِیْ الزَّوَائِدِ: اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ، لِاَنَّ الْحَارِثَ بْنَ مُخَلَّدٍ ذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ، وَبَاقِیْ رِجَالُ الْاِسْنَادِ ثِقَاتٌ۔

〈٢〉 حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِیْدِ الْاَشَجُّ، نَااَبُوْخَالِدِ نِالْاَحْمَرُ، عَنِ الضَّحَّاکِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَیْمَانَ، عَنْ کُرَیْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اَوِامْرَأَةً فِی الدُّبُرِ.(٣) (هذا حديث حسن غريب)

ترجمہ : کُریب نے بیان کیا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کی دبر میں جماع کرتا ہے۔

۴۱ ـ مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِىْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

’’جس نے حائضہ سے جماع کیا یا اپنی بیوی کی دبر میں شہوت رانی کی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے شریعتِ محمدؐ سے کفر کیا۔‘‘

تخریج : ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، وَعَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيْمِ نِ الْاَثْرَمِ، عَنْ اَبِىْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِىِّ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِىْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.(۴)

ترمذی میں مروی روایت:

﴿۲﴾ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِىْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.(۵)

ـــــ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَكِيْمِ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِىْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ۔ وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيْظِ، وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ، فَلَوْ كَانَ اِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفْرًا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِالْكَفَّارَةِ۔ وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهٖ وَاَبُوْتَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِىُّ اِسْمُهٗ طَرِيْفُ بْنُ مَجَالِدٍ۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيٰى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيْمِ الْاَثْرَمِ، عَنْ اَبِىْ تَمِيْمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰى كَاهِنًا، قَالَ مُوْسٰى فِىْ حَدِيْثِهٖ، فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ، (ثُمَّ اتَّفَقَا) اَوْ اَتٰى امْرَأَةً، قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰى اِمْرَأَةً، قَالَ مُسَدَّدٌ، اِمْرَاَتَهٗ فِىْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ.(۶)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کاہن کے پاس آیا پھر اس کی باتوں کی تصدیق بھی کی، یا اپنی بیوی کے ساتھ جماع کیا جب کہ وہ حائضہ ہو یا کسی عورت کی دبر میں جماع کیا تو وہ اس تعلیم سے بری ہو گیا ہو جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

تشریح : معلوم رہے کہ آدمی کے لیے یہ بات قطعی حرام ہے کہ وہ خود اپنی بیوی کے ساتھ عملِ قومِ لوط کرے۔

(تفہیم القرآن، ج۲، الاعراف، حاشیہ:۶۸)

عملِ قومِ لوط کی سزا

۴۲ ـ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ.

’’فاعل اور مفعول کو قتل کردو۔‘‘

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ النُّفَيْلِيُّ، ثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ.(۷)

ترجمہ : حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی کو تم پاؤ کہ وہ عمل قوم لوط کا مرتکب ہوا ہے (یا ہو رہا ہے) تو اسے بھی قتل کردو اور جس کے ساتھ یہ فعل کر رہا ہے اسے بھی قتل کردو۔

——— قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ اَبِىْ عَمْرٍو مِثْلَهٗ، وَرَوَاهُ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهٗ وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهٗ۔

ترمذی نے ابن عباس کی روایت نقل کرکے لکھا ہے:

——— وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ۔ وَاِنَّمَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ اَبِىْ عَمْرٍو، فَقَالَ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، وَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهِ الْقَتْلُ وَذُكِرَ فِيْهِ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً۔ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى اللُّوْطِيِّ فَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ اَحْصَنَ اَوْلَمْ يُحْصِنْ وَهٰذَا قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ، وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَعَطَاءُ ابْنُ اَبِىْ رَبَاحٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوْا حَدُّ اللُّوْطِيِّ حَدُّ الزَّانِىْ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔(۸)

کسی حدیث میں یہ اضافہ ہے :

۴۳ ۔ اَحْصَنَا اَوْ لَمْ يُحْصِنَا۔

”شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔“

ایک حدیث میں مزید اضافہ ہے:

۴۴ ۔ فَارْجُمُوْا الْاَعْلٰى وَالْاَسْفَلَ۔

”اوپر اور نیچے والا دونوں سنگسار کیے جائیں۔“

تخریج: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى، اَخْبَرَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ نَافِعٍ، اَخْبَرَنِىْ عَاصِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِى الَّذِىْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، قَالَ اُرْجُمُوا الْاَعْلٰى وَالْاَسْفَلَ اُرْجُمُوْهَا جَمِيْعًا.(۹)

تشریح : قرآن مجید میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ عمل قوم لوط ایک بدترین گناہ ہے، جس پر ایک قوم اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہوئی۔ اس کے بعد یہ بات ہمیں نبی ﷺ کی رہنمائی سے معلوم ہوئی کہ یہ ایک ایسا جرم ہے جس سے معاشرے کو پاک رکھنے کی کوشش کرنا حکومت اسلامی کے فرائض میں سے ہے اور یہ کہ اس جرم کے مرتکبین کو سخت سزا دی جانی چاہیے۔ حدیث میں مختلف روایات جو حضورؐ سے مروی ہیں، ان میں سے کسی میں ہم کو یہ الفاظ ملتے ہیں کہ اُقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ ”فاعل اور مفعول کو قتل کردو“ کسی میں اس حکم پر اتنا اضافہ اور ہے اَحْصَنَا اَوْلَمْ يُحْصِنَا ”شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ“

اور کسی میں ہے فَارْجُمُوا الْاَعْلٰی وَالْاَسْفَلَ ''اوپر نیچے والے دونوں سنگسار کیے جائیں۔''لیکن چونکہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایسا کوئی مقدمہ پیش نہیں ہوا اس لیے قطعی طور پر یہ بات متعین نہ ہو سکی کہ اس کی سزا کس طرح دی جائے۔صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علیؓ کی رائے یہ ہے کہ مجرم تلوار سے قتل کیا جائے اور دفن کرنے کے بجائے اس کی لاش جلائی جائے۔اسی رائے سے حضرت ابوبکرؓ نے اتفاق فرمایا ہے۔حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کی رائے یہ ہے کہ کسی بوسیدہ عمارت کے نیچے کھڑا کر کے وہ عمارت ان پر ڈھادی جائے۔ابن عباس کا فتویٰ یہ ہے کہ بستی کی سب سے اونچی عمارت پر سے ان کو سر کے بل پھینک دیا جائے اور اوپر سے پتھر برسائے جائیں۔فقہاء میں سے امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ فاعل ومفعول واجب القتل ہیں شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔شعبی،زُہری،مالک اور احمد رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ان کی سزا رجم ہے۔سعید بن مسیّب،عطاء،حسن بصری،ابراہیم نخعی،سفیان ثوری اور اوزاعی رحمہم اللہ کی رائے میں اس جرم پر وہی سزا دی جائے گی جو زنا کی سزا ہے،یعنی غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور جلاوطن کر دیا جائے گا اور شادی شدہ کو رجم کیا جائے گا امام ابوحنیفہ کی رائے میں اس پر کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ یہ فعل تعزیر کا مستحق ہے،جیسے حالات وضروریات ہوں ان کے لحاظ سے کوئی عبرتناک سزا اس پر دی جاسکتی ہے۔ایک قول امام شافعی سے بھی اس کی تائید میں منقول ہے۔ (تفہیم القرآن،ج ۲،الاعراف،حاشیہ:۶۸)

''ایام'' اور عورت

۴۵۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ایام ماہواری میں صرف مباشرت ناجائز ہے،باقی تمام تعلقات عورتوں کے ساتھ اسی طرح رکھے جائیں جس طرح دوسرے دنوں میں ہوتے ہیں۔اس پر یہودیوں میں شور مچ گیا کہ یہ شخص تو قسم کھا کر بیٹھا ہے کہ جو جو کچھ ہمارے ہاں حرام ہے اسے حلال کر کے رہے گا اور جس چیز کو ہم ناپاک کہتے ہیں اسے پاک قرار دے گا۔

(تفہیم القرآن،ج ۱،نساء،حاشیہ:۴۹)

تخریج: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَاعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: نَاحَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ: نَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ، فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا: مَايُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ الخ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یہودی اپنے ہاں کی حائضہ عورت کے ساتھ نہ کھاتے پیتے تھے اور نہ گھروں میں ان کے ساتھ اکٹھے رہتے تھے(بلکہ انہیں اچھوت بنادیتے تھے)صحابہ نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو!وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو'' نازل فرمائی۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے ساتھ ہر معاملہ کرو مگر مباشرت سے بچو۔یہ بات یہود تک بھی پہنچ گئی،وہ بولے کہ یہ شخص تو ہمارے کسی معاملہ کو نہیں چھوڑتا سب کی مخالفت کرتا ہے۔

تشریح : یہودیوں کے ہاں دستور تھا کہ ایام ماہواری میں عورت کو بالکل پلید سمجھا جاتا تھا۔ نہ اس کا پکایا ہوا کھانا کھاتے، نہ اس کے ہاتھ کا پانی پیتے، نہ اس کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھتے بلکہ اس کے ہاتھ سے ہاتھ چھو جانے کو بھی مکروہ سمجھتے تھے۔ ان چند دنوں میں عورت خود اپنے گھر میں اچھوت بن کر رہ جاتی تھی۔ یہی رواج یہودیوں کے اثر سے مدینہ کے انصار میں بھی چل پڑا تھا۔ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس کے متعلق سوال کیا گیا۔ جواب میں وہ آیت آئی جو سورہ بقرہ رکوع ۲۸ کے آغاز میں درج ہے کہ ''حائضہ عورت سے الگ رہو اور قریب نہ جاؤ'' مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھنے یا ایک جگہ کھانا کھانے سے بھی احتراز کیا جائے اور اسے بالکل اچھوت بنا کر رکھ دیا جائے جیسا کہ یہود اور ہنود اور بعض دوسری قوموں کا دستور ہے نبیؐ نے اس حکم کی جو توضیح فرمادی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں صرف فعل مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے باقی تمام تعلقات بدستور برقرار رکھے جائیں۔ (تفہیم القرآن، ج۱، البقرہ، حاشیہ:۲۳۹)

بیویوں کو مارنے کی ممانعت

۴۶۔ نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ منہ پر نہ مارا جائے، بے رحمی سے نہ مارا جائے اور ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو جسم پر نشان چھوڑ جائے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، اَخْبَرَنَا اَبُوْقَزَعَةَ الْبَاهِلِیُّ، عَنْ حَكِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ الْقُشَیْرِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ، قُلْتُ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَیْهِ؟ قَالَ: أَنْ تُطْعِمَهَا اِذْ طَعِمْتَ، وَتَكْسُوْهَا اِذَاكْتَسَیْتَ اَوِكْتَسَبْتَ،وَلَاتَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَاتُقَبِّحْ وَلَاتَهْجُرْ اِلَّافِی الْبُیْتِ.(۱۱)

——— قَالَ اَبُوداؤد: ولَاتُقَبِّحْ۔ اَنْ تَقُولَ: قَبَّحَكِ اللّٰهُ۔

ترجمہ : حضرت معاویہ قُشیری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا (حق یہ ہے) کہ اسے کھلائے پلائے جب خود کھائے اور اسے پہنائے جب خود پہنے اور منہ پر نہ مارے اور قبح اللہ بھی نہ کہے (گالی گلوچ نہ کرے) اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے مگر گھر کی حدود تک۔

ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۲〉 عَنْ جَدِّهٖ مُعَاوِیَةَ الْقُشَیْرِیِّ، قَالَ:اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ، فَقُلْتُ: مَاتَقُوْلُ فِیْ نِسَآئِنَا؟ قَالَ: اَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّاتَاْكُلُوْنَ، وَاكْسُوْهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُوْنَ، وَلَاتَضْرِبُوْهُنَّ، وَلَا تُقَبِّحُوْهُنَّ.(۱۲)

ترجمہ : معاویہ قُشیری سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ ہمیں ہماری بیویوں کے حقوق کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا انہیں کھلاؤ اسی میں سے جو تم خود کھاتے ہو، اور لباس پہناؤ انہیں اسی میں سے جیسا تم خود پہنتے ہو، اور ان کو مارو مت نیز انہیں قَبَّحَ اللّٰهُ کہہ کر بددعا مت دو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الخَلَّالُ، حَدَّثَنَاالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ الجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ شَهِدَ. حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰی عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، فَذَكَرَ فِی الْحَدِيْثِ قِصَّةً، فَقَالَ: اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا، فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ، فَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَمُبَرِّحٍ، فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَاتَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلاً. اَلَآ اِنَّ لَكُمْ عَلٰی نِسَآئِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰی نِسَآئِكُمْ فَلَايُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَايَاْذَنَّ فِیْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَاوَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِیْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.(۱۳)

ترجمہ: عمرو بن الاحوص روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ کے ساتھ تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، یاددہانی کرائی اور نصیحت کی اور فرمایا، سنو! عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو، وہ تمہارے ماتحت تمہاری قیدی ہیں۔ تمہیں ان پر کسی قسم کا اختیار نہیں (کچھ کہنے کا) بجز اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو اس صورت میں انہیں ان کے بستروں پر اکیلا چھوڑ دو۔ ان کو مارو ایسی مار جو اپنا نشان نہ چھوڑے۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت گزار بن جائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ سنو غور سے! تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر اور تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم ناپسند رکھتے ہو انہیں تمہارے ہاں نہ آنے دیں اور نہ ان ناپسندیدہ اشخاص کو تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں اور ان کے تم پر حقوق یہ ہیں کہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں۔

—— هذا حديث حسن صحيح ومعنى قوله (عوان عندكم) يعنى اسرى فى ايديكم۔

حضرت جابرؓ سے مروی ایک روایت:

﴿۴﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانَةِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَاَنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّايُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَمُبَرِّحٍ.(۱۴)

ترجمہ: عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو حاصل کیا ہے اللہ کی امان کے ساتھ اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے اللہ کے ایک حکم کے عوض۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں ایسے آدمی کو نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو پھر تم ان کو مارو ایسی مار جو اپنا نشان نہ چھوڑ جائے۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ لَايَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِیْ اٰخِرِ الْيَوْمِ.(۱۵)

ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے پیٹے کہ پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے مباشرت کرے (اسے ایسی ضرورت پیش آسکتی ہے تو پھر سوچ لے)۔

ابن ماجہ نے عبداللہ بن زمعہ سے منقول روایت بایں الفاظ نقل کی ہے:

〈۶〉 خَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ ذَکَرَ النِّسَآءَ فَوَعَظَهُمْ فِیْهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: اِلامَ یَجْلِدُ اَحَدُکُمُ امْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْاَمَةِ؟ وَلَعَلَّهٗ اَنْ یُّضَاجِعَهَا مِنْ اٰخِرِ یَوْمِهٖ.

السنن الکبری میں عبداللہ بن زمعہ سے مروی روایت:

〈۷〉 عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : أَیَضْرِبُ اَحَدُکُمُ امْرَأَتَهٗ کَمَا یُضْرَبُ الْعَبْدُ، ثُمَّ یُجَامِعُهَا فِیْ اٰخِرِ الْیَوْمِ ؟

ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح مارتا پیٹتا ہے جس طرح غلام کو مارا پیٹا جاتا ہے، پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے جماع بھی کرتا ہے؟

ایک دوسری روایت جو سفیان بن عیینہ سے مروی ہے:

〈۸〉 قَالَ: وَعَظَ النَّبِیُّ ﷺ النَّاسَ فِی النِّسَآءِ فَقَالَ: یَضْرِبُ اَحَدُکُمُ امْرَأَتَهٗ ضَرْبَ الْعَبْدِ، ثُمَّ یُعَانِقُهَا مِنْ اٰخِرِ النَّهَارِ.

ترجمہ: نبی ﷺ نے لوگوں کو عورتوں کے معاملے میں وعظ فرمایا اور کہا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے پھر اس سے دن کے آخری حصہ میں ہم بستر بھی ہوتا ہے۔

تشریح: سرکشی کی حالت میں تین تدبیروں کی اجازت ہے یعنی سمجھانا، خواب گاہوں میں علیحدہ رہنا اور مارنا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ تینوں کام بیک وقت کر ڈالے جائیں، ان میں بہر حال قصور اور سزا کے درمیان تناسب ہونا چاہیے اور جہاں ہلکی تدبیر سے اصلاح ہو سکتی ہو وہاں سخت تدبیر سے کام نہ لینا چاہیے۔

نبی ﷺ نے بیویوں کے مارنے کی جب کبھی اجازت دی ہے، ناخواستہ دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے تاہم بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو پٹے بغیر درست ہی نہیں ہوتیں۔ (تفہیم القرآن، ج ا، النساء، حاشیہ: ۵۹)

عورت کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالنا ممنوع

۴۷ ۔ مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَةٍ حُرِّمَتْ عَلَیْهِ اُمُّهَا وَابْنَتُهَا.

”جس شخص نے کسی عورت کے اعضائے صنفی پر نظر ڈالی ہو اس کی ماں اور بیٹی دونوں اس پر حرام ہیں۔“

تخریج:〈۱〉 (وَاَمَّا الَّذِی) **یُرْوَی فِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ اِلٰی فَرْجِ الْمَرْاَةِ، حُرِّمَتْ عَلَیْهِ اُمُّهَا وَابْنَتُهَا.** (١٦)

—— فَاِنَّهٗ اِنَّمَا رَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ عَنْ اَبِیْ هَانِیءٍ اَوْاُمِّ هَانِئٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔وَهٰذَا مُنْقَطِعٌ وَمَجْهُوْلٌ وَضَعِیْفٌ، اَلْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ لَا یَحْتَجُّ بِهٖ فِیْمَا یُسْنِدُهٗ، فَکَیْفَ بِمَا یُرْسِلُهٗ عَمَّنْ لَّایَعْرِفُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

〈۲〉 عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِیْدِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ اَبِیْ هَانِیءٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَةٍ لَمْ تَحِلَّ لَهٗ اُمُّهَا وَلَا ابْنَتُهَا. (١٧)

۴۸ ۔ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا.

''خدا اس شخص کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتا جو بیک وقت ماں اور بیٹی دونوں کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالے۔''

تخریج :〈۱〉 نَا اَبُوْبَکْرٍ نِ الشَّافِعِیُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، نَا مُعَلّٰی، نَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ، لَایَنْظُرُاللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ، نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا. (١٨)

—— وَهٰذَا اَیْضًا ضَعِیْفٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِیْهُ قَالَ: قَالَا اَبُوالْحَسَنِ الدَّارُ قُطْنِیُ الْحَافِظُ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ هٰذَا مَوْقُوْفٌ وَلَیْثٌ وَحَمَّادٌ ضَعِیْفَانِ۔

〈۲〉 رَوٰی حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا. (١٩)

تشریح : ماں کا اطلاق سگی اور سوتیلی، دونوں قسم کی ماؤں پر ہوتا ہے اس لیے دونوں حرام ہیں۔یعنی اسی حکم میں باپ کی ماں اور ماں کی ماں بھی شامل ہے۔اس امر میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے باپ کا ناجائز تعلق ہو چکا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے یا نہیں۔سلف میں سے بعض اس کی حرمت کے قائل نہیں ہیں اور بعض اسے بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک جس عورت کو باپ نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے۔اسی طرح سلف میں اس امر پر بھی اختلاف رہا ہے کہ جس عورت سے بیٹے کا ناجائز تعلق ہو چکا ہو وہ باپ پر حرام ہے یا نہیں اور جس مرد سے ماں یا بیٹی کا ناجائز تعلق رہا ہو یا بعد میں ہو جائے اس سے نکاح ماں اور بیٹی دونوں کے لیے حرام ہے یا نہیں۔اس باب میں فقیہانہ بحثیں بہت طویل ہیں، مگر یہ بات بادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی شخص کے نکاح میں ایسی عورت کا ہونا جس پر اس کا باپ یا اس کا بیٹا بھی نظر رکھتا ہو یا جس کی ماں یا بیٹی پر بھی اس کی نگاہ ہو ایک صالح معاشرت کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ہو سکتا شریعتِ الٰہی کا مزاج اس معاملہ میں ان قانونی موشگافیوں کو قبول نہیں کرتا جن کی بنا پر نکاح اور غیر نکاح اور قبل نکاح اور بعد نکاح اور لمس اور نظر وغیرہ میں فرق کیا جاتا ہے۔سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ خاندانی زندگی میں ایک ہی عورت کے ساتھ باپ اور بیٹے کے یا ایک ہی مرد کے ساتھ ماں اور بیٹی کے شہوانی جذبات کا وابستہ ہونا سخت مفاسد کا موجب ہے اور شریعت اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔

(تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۳۴)

استمنا بالید کاشرعی حکم

۴۹ ـ نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ.(روح المعانی)

''اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والاملعون ہے۔''

تخریج:〈۱〉 وَمِنَ النَّاسِ مَنِ اسْتَدَلَّ عَلَى تَحْرِیْمِهٖ بِشَیْءٍ آخَرَ نَحْوَ مَاذَکَرَهُ الْمَشَایِخُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ.

〈۲〉 نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ.

۵۰ ـ عَذَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُمَّةً کَانُوْا یَعْبَثُوْنَ بِمَذَاکِیْرِهِمْ.(روح المعانی)

''اللہ نے ایسے لوگوں کوعذاب دیاجواپنے اعضائے جنسی سے کھیلتے تھے۔''

تخریج:〈۱〉 وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ: عَذَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُمَّةً کَانُوْا یَعْبَثُوْنَ بِمَذَاکِیْرِهِمْ.

〈۲〉 وَعَنْ عَطَاءٍ: سَمِعْتُ قَوْمًا یُحْشَرُوْنَ وَاَیْدِیْهِمْ حُبَالٰی وَاَظُنُّ اَنَّهُمُ الَّذِیْنَ یَسْتَمْنُوْنَ بِاَیْدِیْهِمْ.(۲۰)

۵۱ ـ سَبْعَةٌ لَا یَنْظُرُاللّٰهُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعَالَمِیْنَ وَیُدْخِلُهُمُ النَّارَ فِیْ اَوَّلِ الدَّاخِلِیْنَ اِلَّا اَنْ یَّتُوْبُوْا وَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ. اَلنَّاکِحُ یَدَهٗ، وَالْفَاعِلُ وَالْمَفْعُوْلُ بِهٖ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالضَّارِبُ وَالِدَیْهِ حَتّٰی یَسْتَغِیْثَا، وَالْمُؤْذِیْ جِیْرَانَهٗ حَتّٰی یَلْعَنُوْهُ، وَالنَّاکِحُ حَلِیْلَةَ جَارِهٖ.

''سات آدمی ہیں جن کی طرف اللہ قیامت کے روزنظرنہ فرمائے گااورنہ انہیں پاک کرے گااورنہ انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ جمع کرے گااورسب سے پہلے دوزخ میں داخل ہونے والوں میں شامل کرے گا،الّا یہ کہ وہ توبہ کرلیں،اورجوتوبہ کرے اللہ اسے معاف کردیتاہے۔(۱) اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا۔(۲)عمل قوم لوط کرنے والا۔(۳)یہ فعل کرانے والا۔(۴)عادی شراب خور۔(۵)اپنے والدین کومارنے والا،یہاں تک کہ وہ فریادکریں۔(۶)اپنے ہمسایوں کوستانے والایہاں تک کہ وہ اس پرلعنت کریں۔(۷)اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنے والا۔''

تخریج : رَوَاهُ الْاِمَامُ الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ فِیْ جُزْئِهٖ الْمَشْهُوْرِحَیْثُ قَالَ:حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ ثَابِتٍ الْجَزْرِیُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ حَسَّانِ بْنِ حُمَیْدٍ، عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:سَبْعَةٌ لَایَنْظُرُاللّٰهُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَلَایُزَکِّیْهِمْ، وَلَایَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعَالَمِیْنَ،وَیُدْخِلُهُمُ النَّارَ فِیْ اَوَّلِ الدَّاخِلِیْنَ اِلَّا اَنْ یَّتُوْبُوْا، وَمَنْ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، اَلنَّاکِحُ یَدَهٗ، وَالْفَاعِلُ

وَالْمَفْعُوْلُ بِهِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالضَّارِبُ وَالِدَيْهِ حَتّٰى يَسْتَغِيْثَا، وَالْمُؤْذِیْ جِيْرَانَهُ حَتّٰى يَلْعَنُوْهُ، وَالنَّاكِحُ حَلِيْلَةَ جَارِهِ.(۲۱)

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ وَاِسْنَادُهُ فِيْهِ مَنْ لَّا يُعْرَفُ لِجِهَالَتِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

وَقَالَ: لَا يُعْرَفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَّا رِوَايَةَ عَلِيٍّ وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ مَخْرَجٌ عَنْ عَلِيٍّ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، غَيْرَ اَنَّ مَعَانِيَهٗ مَعَانِیْ قَدْ وَرَدَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِهَا اَخْبَارٌ بِاَلْفَاظٍ خِلَافَ هٰذَا الْاَلْفَاظِ۔

تشریح: نکاح بالید، یعنی ہاتھ سے شہوت رفع کرنے کے بارے میں فقہائے اسلام کے تین مسلک ہیں:

۱۔ یہ کہ وہ مباح ہے، اور زیادہ سے زیادہ اگر اس کے خلاف کچھ کہا جا سکتا ہے تو صرف اس قدر کہ مکارم اخلاق کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ ایک مکروہ اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس مسلک کے حامی یہ دلیل دیتے ہیں کہ کسی نص میں اس فعل کے حرام ہونے کی تصریح نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ''اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اس کو وہ تمہارے لیے مفصل بیان کر چکا ہے۔'' لہٰذا جب محرمات کی تفصیل میں یہ مذکور نہیں ہے تو حلال ہے۔ ابن حزم نے محلّٰی میں اس رائے کو پورے دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور سند کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ حسن بصری، عمرو بن دینار اور مجاہد اس کی اباحت کے قائل تھے اور عطاء اس کو صرف مکروہ سمجھتے تھے (ج ۱۱، ص ۳۹۲، ۳۹۳) علامہ آلوسی نے روح المعانی میں امام احمد بن حنبل کی یہ رائے نقل کی ہے کہ ''یہ فعل عند الضرورت اسی طرح جائز ہے جیسے فصد اور پچھنے۔'' (ج ۱۸، ص: ۱۰) لیکن مجھے فقہ حنبلی کی کسی مستند کتاب میں یہ فتویٰ نہیں ملا۔

۲۔ یہ کہ وہ حرام ہے لیکن اگر زنا کے فتنے میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اور آدمی اس سے بچنے کے لیے اس طریقے سے شہوت کی تسکین کر لے تو امید ہے کہ اسے عذاب نہ دیا جائے گا۔ یہ رائے حنفیہ کی ہے چنانچہ رد المختار میں تصریح ہے کہ یہ فعل حرام اور مستلزم عذاب ہے، الّا یہ کہ اگر زنا کے اندیشے سے کوئی اس کا ارتکاب کرے تو یُرجیٰ اَلَّا وَبَالَ عَلَیْهِ (باب الصوم اور باب الحدود)۔ اسی کے قریب علامہ آلوسی نے ابن ھُمام کا قول نقل کیا ہے (حوالہ مذکور) اور اسی سے ملتی جلتی رائے علامہ ابن عابدین نے فقیہ ابواللیث سے نقل کی ہے۔ اس رائے کے حق میں کوئی خاص نص نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسلام کے اصول عامہ سے مستنبط کی گئی ہے مثلاً حالتِ اضطرار میں حرام شے کے استعمال کی اجازت، اور دو ناجائز کاموں کے ناگزیر ہو جانے کی صورت میں کم تر درجے کے ناجائز کو اختیار کرنے کا قاعدہ۔

۳۔ یہ کہ وہ قطعاً حرام ہے، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی یہی رائے ہے، اور وہ سورۂ مؤمنون کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۔ (المؤمنون: ۵۔۷)

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے، جو ان کی ملک یمین میں ہوں

(کہ ان سے پرہیز نہ کرنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے ماسوا کوئی اور راہ قضاء شہوت کی تلاش کرے تو ایسے ہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔''

اس آیت سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ منکوحہ بیوی اور ملک یمین میں آئی ہوئی لونڈی کے سوا تسکین شہوت کی تمام صورتیں از روئے قرآن حرام ہیں، خواہ وہ زنا ہو یا استمنا بالید یا عملِ قوم لوط یا وطئ بہائم یا کچھ اور۔ پھر اسی کی تائید یہ احادیث بھی کرتی ہیں:

نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ

''اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔''

عَذَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُمَّةً كَانُوْا يَعْبَثُوْنَ بِمَذَا كِيْرِهِمْ۔

''اللہ نے ایسے لوگوں کو عذاب دیا جو اپنے اعضائے جنسی سے کھیلتے تھے۔''

یہ دونوں حدیثیں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نقل کی ہیں۔ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں ایک اور حدیث نقل کی ہے مگر ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ یہ حدیث غریب ہے، نیز اس کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے۔

ان مختلف مسلکوں اور ان کے دلائل پر نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ پہلا مسلک نہایت کمزور، بلکہ غلط ہے۔ اس لیے کہ قرآن میں حرام چیزوں کی تفصیل بیان ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب حرام چیزوں کو نام بنام بیان کیا گیا ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں حرام وحلال کے کلی اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ پس ہر وہ چیز جو قرآن کے بیان کردہ کسی کلیہ کے تحت آتی ہو اس پر وہی حکم جاری ہوگا جو کلیہ میں ارشاد ہوا ہو، الّا یہ کہ اس کو مستثنیٰ قرار دینے کے لیے کوئی دلیل موجود ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ جب قرآن یہ عام قاعدہ بیان کر چکا ہے کہ بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے سوا قضاء شہوت کے تمام طریقے عدوان ہیں، تو اس سے نکاح بالید کے مستثنیٰ ہونے کی آخر دلیل کیا ہے؟ اس کے جواب میں بعض لوگوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ ''عرب میں اس فعل کا کوئی رواج نہ تھا، نہ کلام عرب میں اس کا کوئی ذکر ہے لہٰذا فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذَالِكَ میں داخل نہیں ہے۔'' لیکن یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہے:

ایک یہ کہ لغت عرب میں اس کے لیے جلد عُمیرہ اور خَضْخَضَۃٌ کے الفاظ موجود ہیں، اور زبان میں کسی لفظ کا موجود ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ اہل زبان اس تصور سے آشنا تھے۔ دوسرے یہ کہ اگر عرب اس سے واقف نہ تھے تو خدا تو انسانوں کے سب افعال سے واقف تھا۔ اس کے بیان کردہ کلیات صرف انہی جزئیات تک آخر کیسے محدود ہو جائیں گے جن سے اس زمانے کے عرب واقف ہوں۔

ان دلائل کی بنا پر صحیح مسلک یہی ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ البتہ عقل یہ حکم لگاتی ہے کہ اس کی حرمت زنا اور عمل قول لوط اور وطی بہائم کی بہ نسبت کم تر ہے اس لیے اگر کسی شخص کو ان گناہوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اور اس سے بچنے کے لیے وہ اپنے جوش طبع کی تسکین اس ذریعے سے کر لے تو اس کے حق میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''شاید اللہ تعالیٰ اسے سزا نہ دے۔''

(رسائل مسائل دوم، فقہی مسائل: استمنا...)

حضرت حواؑ کی پیدائش

۵۲۔ اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ. (بخاری ومسلم)

''عورت پسلی کے مانند ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کے اندر کجی باقی رہتے ہوئے ہی اس سے فائدہ اٹھا سکے گا۔[1]''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنْ اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.(۲۲)

مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے:

〈۲〉 عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ، فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ، وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا.(۲۳)

۵۳۔ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ تَكْسِرُهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.

''عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِیُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِیْ جَارَهُ، وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.(۲٤)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَمُوْسٰى بْنُ حِزَامٍ، ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْاَشْجَعِیِّ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا، فَاِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.(۲۵)

---

[1] یہ الفاظ بخاری، کتاب النکاح والی روایت کے ہیں، دوسری روایت میں جو امام بخاری نے کتاب الانبیاء میں نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں فَاِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ۔ ''کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔'' اس صورت میں المرأۃ سے ہر عورت اور عورتوں کی پوری صنف ہوگی نہ کہ وہ ایک خاص عورت جو سب سے پہلے پیدا کی گئی۔

〈۳〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَاِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْیَتَكَلَّمْ بِخَیْرٍ اَوْلِیَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا، فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ اِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.(۲۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ پر ایمان اور یوم آخر پر یقین رکھتا ہو اسے جب کسی معاملہ میں شہادت دینی پڑے تو پھر اسے ٹھیک بات کرنی چاہیے ورنہ خاموش رہے۔ اور عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ لہذا عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو۔

تشریح: قرآن مجید میں کسی جگہ بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس خیال کی تائید میں جو چیز پیش کی جاسکتی ہے وہ قرآن کا یہ ارشاد ہے کہ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ (النساء:۱) اور جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (الاعراف:۱۸۹) لیکن ان دونوں آیتوں میں مِنْهَا کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ''اسی نفس سے اس کا جوڑا بنایا'' اور یہ بھی کہ ''اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا۔'' ان دونوں میں سے کسی معنی کو بھی ترجیح دینے کے لیے کوئی دلیل قرآن کی ان آیتوں میں نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی بعض دوسری آیتیں تو دوسرے معنی کی تائید کرتی ہیں مثلاً سورہ روم میں فرمایا وَمِنْ آیَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (آیت:۲۱) اور سورہ شوریٰ میں فرمایا جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (آیت:۱۱) یہ مضمون سورہ نحل آیت ۷۲ میں بھی آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تینوں آیتوں میں مِنْ اَنْفُسِكُمْ کے معنی مِنْ جِنْسِكُمْ ہی لیے جائیں نہ یہ کہ تمام انسانوں کی بیویاں ان کی پسلیوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اب اگر پہلے معنی کو ترجیح دینے کے لیے کوئی بنیاد مل سکتی ہے تو وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی وہ روایات ہیں جو بخاری و مسلم نے نقل کی ہیں۔ مگر ان کے الفاظ میں اختلاف ہے۔

ایک روایت میں وہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِیْهَا عِوَجٌ۔

''عورت پسلی کے مانند ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کے اندر کجی باقی رہتے ہوئے ہی فائدہ اٹھا سکے گا۔''

اور دوسری روایت میں انہوں نے حضور ﷺ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ تَكْسِرُهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا۔

’’عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو۔‘‘

ان دونوں حدیثوں میں سے پہلی حدیث تو عورت کو پسلی سے محض تشبیہ دے رہی ہے اس میں سرے سے یہ ذکر ہی نہیں ہے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ البتہ دوسری حدیث میں پسلی سے پیدائش کی تصریح ہے لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ اس میں حضرت حوّا یا پہلی عورت یا ایک عورت نہیں بلکہ تمام عورتوں کی پیدائش پسلی ہی سے بیان کی گئی ہے، کیا فی الواقع دُنیا کی تمام عورتیں پسلیوں ہی سے پیدا ہوا کرتی ہیں، اگر یہ بات نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نہیں ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہاں خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ کے الفاظ اس معنی میں نہیں ہیں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی یا بنائی گئی ہیں، بلکہ اس معنی میں ہیں کہ ان کی ساخت میں پسلی کی سی کجی ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ اس کے معنی بھی یہ نہیں ہیں کہ انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا ہے، بلکہ یہ ہیں کہ انسان کی سرشت میں جلد بازی ہے۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش کا خیال قرآن ہی میں نہیں، حدیث میں بھی کسی مضبوط دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ روایت نقل ہو کر مسلمانوں میں شائع ہوئی اور بڑے بڑے لوگوں نے اسے نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی کتابوں میں بھی ثبت کر دیا۔ مگر کیا یہ صحیح ہے کہ اللہ اور رسول کی سند کے بغیر محض بڑے لوگوں کے اقوال کی بنا پر اسے ایک اسلامی عقیدہ ٹھہرا دیا جائے اور جو کوئی اس پر ایمان نہ لائے اسے گمراہ قرار دیا جائے؟

(رسائل ومسائل سوم، چند...: حضرت حوّاؑ...)

آلات کے ذریعہ سے توالد وتناسل

آلات کے ذریعہ سے استقرارِ حمل کا جواز تو دور رہا، میرے لیے اس عمل کا تصور ہی ناقابل برداشت ہے کہ عورت گھوڑی کے مرتبے تک گرا دی جائے۔ آخر انسان کی صنف اناث اور حیوانات کی مادہ میں کچھ تو فرق رہنے دیجیے۔ حیوانات میں بھی اللہ تعالیٰ نے توالد وتناسل کا جو طریقہ مقرر کیا ہے وہ نر اور مادہ کے اجتماع کا طریقہ ہی ہے یہ انسان کی خود غرضی ہے کہ وہ گھوڑیوں کو اپنے نروں سے ملنے کا لطف حاصل نہیں کرنے دیتا اور ان سے صرف نسل کشی کا کام لیتا ہے۔ اب اگر انسان کی اپنی ’’مادہ‘‘ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ شروع ہو جائے تو اس کے معنی انسانیت کی انتہائی تذلیل کے ہیں۔

آج کی ’’فیشن دار‘‘ عورت جو مرد سے بے نیاز ہونا چاہتی ہے، دراصل اس کی فطرت کو مصنوعی، فکری وصنفی ماحول نے مسخ کر دیا ہے۔ ورنہ اگر وہ صحیح انسانی فطرت پر ہوتی تو اس قسم کی گری ہوئی خواہش کو دل میں جگہ دینا تو درکنار، ایسی تجویز سننا بھی گوارا نہ کرتی۔ عورت محض نسل کشی کے لیے نہیں ہے، بلکہ عورت اور مرد کا تعلق انسانی تمدن کی قدرتی بنیاد ہے۔ فطرتِ

الٰہی نے عورت اور مرد کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ان میں مودّت اور رحمت ہو، حسنِ معاشرت ہو، مل کر گھر بنائیں، گھر سے خاندان اور خاندان سے سوسائٹی نشو ونما حاصل کرے۔ اس مقصود کو ضائع کر کے عورت کو محض نسل کشی کا آلہ بنا دینا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلقَ اللّٰهِ ''اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو بدل دینے'' کا مصداق ہے جسے قرآن ایک شیطانی فعل قرار دیتا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے عورت اور مرد کے درمیان نکاح کا طریقہ مقرر فرمایا ہے لہذا وہی اولاد جائز ہے جو قیدِ نکاح میں پیدا ہو۔ اسی سے وراثت اور نسب کی تحقیق ہوتی ہے، اگر آلہ کے ذریعہ سے بچہ پیدا کیا جائے تو اسے حلالی نہیں کہا جاسکتا، شرعی نقطۂ نظر سے وہ حرامی ہی کہا جائے گا۔ نیز اس کا سلسلہ آبائی منقطع ہوگا اور وہ باپ کے ورثہ سے محروم رہے گا جو قطعی طور پر اس کی حق تلفی ہے۔

پھر غور تو کیجیے کہ جس بچے کا کوئی باپ نہ ہو اس کی تربیت کا ذمہ دار کون ہوگا؟ صرف ماں؟ کیا یہ ظلم نہیں کہ خدا نے انسان کے بچہ کے لیے ماں اور باپ، چچا اور ماموں، دادا اور نانا وغیرہ لوگوں کی صورت میں جو مربی پیدا کیے ہیں ان میں سے آدھے ساقط کر دیئے جائیں اور وہ صرف سلسلہ مادری پر منحصر رہ جائے؟ کیا دنیا سے پدری محبت، پدرانہ ذمہ داریوں اور پدرانہ اخلاق کو فنا کر دینا انسانیت کی کوئی خدمت ہے؟ کیا یہ انصاف ہے کہ عورت پر ماں ہونے کی ذمہ داری قائم رہے مگر مرد ہمیشہ کے لیے باپ ہونے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے؟

پھر اگر یہی سلسلہ چل پڑا تو ایک روز عورت مطالبہ کرے گی کہ کوئی ترکیب ایسی ہونی چاہیے کہ انسان کا بچہ میرے رحم میں پرورش پانے کے بجائے ''امتحانی نلیوں'' میں پالا جائے۔ یعنی انسان کیمیاوی معمل میں پیدا ہونے لگے۔ اور جب تک یہ حالت پیدا نہیں ہوتی، عورت چاہے گی کہ اسے صرف بچہ جننے کی تکلیف دی جائے، اس کے بعد ماں کے فرائض انجام دینے کے لیے وہ تیار نہ ہوگی۔

یہ صورت جب رونما ہوگی تو انسانی بچے اسی طرح کثیر پیدا آوری (Mass Production) کے اصول پر فیکٹریوں میں ڈھل ڈھل کر نکلیں گے۔ جس طرح اب جوتے اور موزے نکلتے ہیں۔ یہ انسانیت کے تنزل کا آخری مقام، اس کا اسفل السافلین ہوگا، ان '' کارخانہ ہائے نسل کشی'' سے انسان نہیں بلکہ دو ٹنگے جانور پیدا ہوں گے، جن میں انسانی شرف اور پاکیزہ انسانی جذبات واحساسات کی خو بو برائے نام بھی نہ ہوگی اور سیرت کا وہ تنوع ناپید ہوگا جو تمدن کی رنگا رنگ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔ ان کارخانوں سے کسی ارسطو اور ابن سینا، کسی غزالی اور رازی، کسی ہیگل اور کانٹ کے پیدا ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ میرے خیال میں تو وہ مادہ پرستانہ تہذیب لعنت بھیجنے کے قابل ہے جس کے زیر سایہ ایسی تجویزیں انسانی دماغوں میں آتی ہیں۔ اس قسم کی تجویزوں کا انسانی دماغوں میں آنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس تہذیب نے انسان کے ذہن میں خود انسانیت کے تصور کو نہایت پست اور ذلیل کر دیا ہے۔ (رسائل ومسائل اول فقہی مسائل: آلات...)

شادی بیاہ، اسلام اور آلات موسیقی

٥٤ ۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''میں آلاتِ موسیقی کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''

تخریج:〈١〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَزِیْدُ، اَنْبَانَا فَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ الْحِمْصِیُّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ، عَنِ الْقَاسِمِ،عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ، وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْحَقَ الْمَزَامِیْرَ وَالْكَفَّارَاتِ یعنی الْبَرَابِطَ، وَالْمَعَازِفَ، وَالْاَوْثَانِ الَّتِیْ كَانَتْ تُعْبَدُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ.(۲۷)

ترجمہ : ابوامامہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ بانسری اور دیگر آلات موسیقی اور ان بتوں کو توڑ دوں جن کی دور جاہلیت میں پوجا وعبادت کی جاتی تھی۔

〈۲〉 اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ، وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ، وَالْمَزَامِیْرِ، وَالْاَوْثَانِ، وَالصُّلُبِ، وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ الخ.(۲۸)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا ہے، نیز مجھے حکم دیا ہے کہ آلات موسیقی اور بانسری اور بتوں اور صلیبوں کو توڑ دوں اور جاہلیت کے کام کو ختم کر دوں۔

تشریح: اب یہ کس طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ جو نبی اس کام کے لیے بھیجا گیا ہو اس کے پیرو انہی آلات کو بنانے اور بیچنے اور بجانے کے لیے اپنی قوتیں استعمال کریں۔

شادی بیاہ ہو یا کچھ اور، باجے بجانا کسی حال میں درست نہیں۔ حدیث میں جس حد تک اجازت پائی جاتی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ شادی اور عید کے موقع پر دف کے ساتھ کچھ گا بجا لیا جائے۔

یہ محض ایمان کی کمزوری ہے کہ آدمی اپنے دوستوں اور عزیزوں کی ناراضی سے ڈر کر ایک ناجائز کام میں حصہ لے۔ رسولؐ اور اصحابِ رسول کے ساتھ جو لوگ اپنا حشر چاہتے ہوں ان کے لیے تو یہی مناسب ہے کہ ایسے لوگوں سے ربط ضبط نہ رکھیں جنہیں احکام شریعت کی پروا نہیں۔ ورنہ جن کو ان لوگوں کے تعلقات زیادہ عزیز ہیں، انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ فاجرین اور صالحین کے ساتھ بیک وقت تعلق نہیں رکھا جاسکتا۔ جب تمہاری دنیا فاجروں کے ساتھ ہے تو آخرت میں بھی انہیں کا ساتھ نصیب ہوگا۔

مجلس نکاح میں جب کہ ایجاب وقبول ہو رہا ہو اور منکرات وفواحش کی نمائش نہ ہو رہی ہو شرکت کرنے میں مضائقہ نہیں، بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ شرکت کی جائے اور جب موسیقی شروع ہو تو نہایت نرمی اور شرافت کے ساتھ یہ کہہ کر اپنے دوستوں اور عزیزوں سے رخصت چاہی جائے کہ جہاں تک تمہارے جائز کاموں کا تعلق ہے ہم تمہاری مسرت میں دل سے شریک ہیں۔ اور

جہاں تک ناجائز کاموں کا تعلق ہے،ہم ان میں نہ خود شریک ہونا پسند کرتے ہیں نہ یہ گوارا کرتے ہیں کہ تم ان خرابیوں میں مبتلا ہو۔ یہ محض غلط ہے کہ دف کے سوا اس زمانہ میں اور کوئی دوسرا آلہ موسیقی نہ تھا۔ ایران اور روم اور مصر کی تمدنی تاریخ اور خود عرب جاہلیت کی تمدنی تاریخ سے جو شخص جاہل محض ہو وہی یہ بات کہہ سکتا ہے، متعدد باجوں کے نام تو خود اشعارِ جاہلیت میں ملتے ہیں۔دف کا نام اگر آلاتِ موسیقی میں شامل ہو بھی تو اس سے کیا ہوتا ہے۔شادی بیاہ اور عید کے موقع پر نبی علیہ السلامﷺ نے اس کی اجازت دی ہے، اور یہ زیادہ سے زیادہ حد ہے جہاں تک آدمی جا سکتا ہے۔اس آخری حصہ کو جو شخص نقطۂ آغاز بنانا چاہتا ہو اس کو آخر کس نے مجبور کیا ہے کہ خواہ مخواہ اس نبی کے پیروؤں میں اپنا نام لکھوائے جو آلاتِ موسیقی کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے؟

(رسائل و مسائل اول، فقہی مسائل: اسلام...)

ٹیلی فون پر شادی بیاہ

سوال : کیا ٹیلی فون پر نکاح جائز ہے؟

جواب : کسی عدالت میں ٹیلی فون پر گواہی دے کر دیکھیے کہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال : مولانا! اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیلی فون پر نکاح جائز نہیں۔لیکن جن لوگوں نے اس طرح نکاح کر لیے ہیں کیا انہیں تجدیدِ نکاح کرانی چاہیے یا اور کیا صورت ہو؟

جواب : میں اس بارے میں کیا کہوں۔ٹیلی فون پر نکاح کی قانونی اور شرعی حیثیت تو کچھ نہیں۔یہ ایک باقاعدہ حرکت ہے اور عام لوگوں کی جہالت اور دینی معاملات میں بے حسی کا مظہر ہے۔بلکہ اس سے غیرت وحمیت کی کمی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ایک شخص جو نکاح کے وقت حاضر ہونے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتا، کیا اس قابل ہے کہ بیٹی اس کے نکاح میں دے دی جائے؟

سوال : رشتوں کی کمیابی بھی اس کی وجہ ہو سکتی ہے؟

جواب : ایسی بھی کمیابی نہیں ہے۔جو لوگ اپنی بیٹیوں کو اس طرح نکاح میں دے دیتے ہیں، وہ دراصل رشتوں کی کمیابی کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی حماقت اور جاہ پرستی کے سبب ایسا کرتے ہیں۔

مغربی ملکوں میں جو لوگ سِول میرج کرتے ہیں وہ بھی عدالت میں جا کر حاضر ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ ٹیلی فون پر ہی نکاح کر لیتے ہیں، جب کہ اسلام کے قوانین نکاح کے مطابق ایجاب وقبول انتہائی ضروری ہے اور ایجاب وقبول کے لیے گواہوں کی موجودگی لازمی ہے۔سوال یہ ہے کہ یہ گواہی کس طرح ہوگی؟ (۵،اے ذیلدار پارک دوم،ص:۱۹۰-۱۹۱)

مآخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح۔☆ مسند احمد ج۲۔ص۔٤٤٤عن ابی ھریرۃ اور ص ٤٧٩ پر ملعون من اتی امراۃ فی دبرھا ھے۔☆ کنزالعمال ج١٦۔ حدیث نمبر ٤٤٨٨٣ عن ابی ھریرۃ۔☆ تفسیر ابن کثیر ج١ص٢٦٣ سورہ بقرہ زیر آیت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم ایك روایت میں امرأتہٗ کی جگہ امرأۃ ھے۔

(۲) ابنِ ماجہ کتاب النکاح، باب ٢٩ النھی عن اتیان النساء فی ادبارھن۔☆ابن کثیر ج١۔احکام القرآن للجصاص ج١۔ص۔٣٥٣پر ابن عباس سے مروی روایت میں قال رسول اللہ ﷺ لاینظر اللہ الی رجل اتی امرأتہ فی دبرھا منقول ھے۔☆ سنن دارمی ج١، کتاب الوضوء، باب ١١٣من اتی امرأتہ فی دبرھا کے تحت حضرت ابوھریرہؓ کی روایت میں ھے: مَنْ اَتٰی امْرَأَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ ☆ السنن الکبری ج٧۔کتاب النکاح، باب اتیان النساء فی ادبارھن (دارمی والی روایت) ☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج٢۔٤ص۔٢٥٣عن ابی ھریرۃ۔ ☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٨٧٥۔

(۳) ترمذی ج١۔ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھن۔☆مصنف ابنِ ابی شَیْبَہ ج٢۔٤۔ کتاب النکاح، باب ماجاء فی اتیان النساء فی ادبارھن وماجاء فیہ من الکراھۃ عن ابن عباس۔☆کنزالعمال ج١٦۔ عن ابن عباس۔ حدیث نمبر ٤٤٨٧٧۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج١۔ص۔٢٦٢، البقرہ۔

(٤) ابنِ ماجہ کتاب الصلاۃ، باب النھی عن اتیان الحائض۔☆سنن دارمی ج١۔ کتاب الوضوء، باب ١١٣من اتی امراتہ فی دبرھا۔☆ السنن الکبریٰ ج٧۔کتاب النکاح، باب اتیان النساء فی ادبارھن۔ عن ابی ھریرۃ۔☆احکام القرآن للجصّاص ج١۔ سورۃ النساء۔

(٥) ترمذی ج١۔ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض۔☆ تفسیر ابن کثیر ج١ص۔٢٦٣البقرہ۔

(٦) ابوداؤد ج٤۔کتاب الطب، باب فی الکھان،ح٣٩٠٤۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح باب اتیان النساء فی ادبارھن۔☆تفسیر ابن کثیر ج١البقرہ۔☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج٢۔٤۔کتاب النکاح باب ماجاء فی اتیان النساء فی ادبارھن الخ۔

(٧) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط۔☆ترمذی ج١ ابواب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی۔ ☆ ابنِ ماجہ کتاب الحدود ج٢۔باب١٢۔من عمل عمل قوم لوط۔☆سنن دارقطنی ج٢۔کتاب الحدود۔ ☆احکام القرآن للجصّاص ج٣۔ص۔٢٦٣فی الذی یعمل عمل قوم لوط۔

(٨) ترمذی حوالہ مذکورہ بالا۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٧۔کتاب النکاح باب من عمل عمل قوم لوط۔

(۹) ابن ماجه كتاب الحدود، باب۱۲من عمل عمل قوم لوط۔☆احكام القرآن للجصاص ج۳باب فی الذی یعمل عمل قوم لوط۔

(۱۰) مسلم ج۱۔كتاب الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها الخ۔☆ابوداؤد ج۲۔كتاب النكاح، باب فی اتيان الحائض ومباشرتها ۔ ابوداؤد نے غیرالنكاح نقل كياهے۔☆ترمذی ابواب التفسير ج۲۔ص۱۲۷ عن انس حديث حسن صحيح۔☆ ابنِ ماجه كتاب الطهارة، باب ماجاء فی مؤاكلة الحائض وسؤرها۔☆كنزالعمال ج۱٦۔ عن انس، ابنِ ماجه نے اِصْنَعُوا كُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الْجِمَاعَ ذكركياهے،ترمذی میں هے وان يفعلوا كل شیء ماخلا النكاح، ☆نسائی ج۱كتاب الطهارة باب تاويل قول الله عزوجل۔ويسئلونك عن المحيض، عن انس نسائی میں وَاَنْ يَّصْنَعُوا بِهِنَّ كُلَّ شَیْءٍ مَاخَلاَ الْجِمَاعَ هے۔☆ سنن دارمی ج۱۔ كتاب الصلاة والطهارة، باب ۱۰٦مباشرة الحائض عن انس۔ اس میں وَاَنْ يَّفْعَلُوا كُلَّ شَیْءٍ مَاخَلاَ النِّكَاحَ هے۔☆السنن الكبریٰ للبیهقی ج۱۔كتاب الحيض باب الرجل يصيب من الحائض مادون الجماع۔ عن انس۔ بیهقی نے وَاصْنَعُوا كُلَّ شَیْءٍ غَيْرَالنِّكَاحِ بیان كیاهے۔☆ابوداؤد الطیالسی جز۸۔عن انس۔ حديث۲۰۵۲ اس میں وَيَفْعَلُوا مَاشَاؤا اِلَّاالْجِمَاعَ هے۔☆مسند احمد ج۳۔ص۔۱۳۲،۲٤٦،عن انس۔

(۱۱) ابوداؤد ج۲۔كتاب النكاح باب فی حق المرأة عَلٰی زَوجها۔☆السنن الكبریٰ للبیهقی ج۷۔كتاب القسم والنشوز باب لايضرب الوجه ولايقبح ولاتهجرالافی البيت۔☆المستدرك للحاكم ج۲۔كتاب النكاح باب التشديد فی العدل بين النساء۔ حكيم بن معاوية عن ابيه ۔

(۱۲) حواله مذكوره بالا۔

(۱۳) ترمذی ج۳ ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها،ح۱۱٦۳۔

(۱٤) مسلم ج۱كتاب الحج باب حجة النبی ﷺ مسلم نے حضرت جابر سے طويل حديث بيان كی هے۔ السنن الكبری ج۷۔كتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی ضربها۔☆تفسير ابنِ جرير ج۳۔پ٤ص۲۱۲عن جابر۔

(۱۵) بخاری ج۲كتاب النكاح باب مايكره من ضرب النساء وقوله واضربوهن ضربًا غيرمبرح۔☆مسلم ج۲كتاب الجنة ونعيمها۔عبدالله بن زمعة۔☆ترمذی ج۲ابواب التفسيرسوره الشمس۔ عبد اللّٰه بن زمعة۔☆ابنِ ماجه كتاب النكاح باب ضرب النساء۔☆مسنداحمدج٤۔ص۱۷عبدالله بن زمعة۔☆دارمی كتاب النكاح باب۳٤۔ فی النهی عن ضرب النساء۔☆السنن الكبریٰ ج۷كتاب القسم والنشوز باب الاختيارفی ترك الضرب۔

(۱٦) السنن الكبریٰ للبیهقی ج۷۔كتاب النكاح باب الزنا لايحرم الحلال۔

(۱۷) مصنف ابنِ ابی شيبة ج۲۔٤كتاب النكاح۔ باب الرجل يقع علی ام امرأته او ابنةِ امراته الخ☆احكام القرآن للجصاص ج۳۔ص۔۱۲۱۔

(۱۸) دارقطنی ج٤كتاب النكاح۔☆ السنن الكبری للبیهقی ج۷۔كتاب النكاح باب الزنا لايحرم الحلال۔☆مصنف ابنِ ابی شيبة ج۲۔٤۔كتاب النكاح۔ باب الرجل يقع علی ام امرأته او ابنةِ امراته الخ۔

(۱۹) احكام القرآن للجصاص ج۳۔سورة النساء۔

(۲۰) روح المعانی ج١٦۔١٨ سورۃ المومنون) ناکح الید ملعون، لااصل له کما صرح به الرهاوی[۱] فی حاشیته علی المنار۔ الموضوعات لملا علی القاری حدیث نمبر٥٦٩۔

(۲۱) تفسیر ابن کثیرج٣۔سورہ مومنون زیر آیت فمن ابتغی وراء ذلك فاولئك هم العادون۔☆کنزالعمال ج١٦ ص۔٢٥٩عن علی۔بحوالہ ابن جریر حضرت علی سے مروی روایت میں ومدمن الخمر کے بجائے والکذاب الاشر، ومعسر المعسر ہے۔

(۲۲) بخاری ج٢ کتاب النکاح باب المداراۃ مع النساء وقول النبی ﷺ انما المرأة کالضِلَع۔☆مسلم ج١ کتاب الرّضاع باب الوصیة للنساء مسلم میں ان المرأة سے روایت کا آغاز ہے۔☆ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی مداراة النساء۔ وفی الباب عن ابی ذر، سمرة، عائشة۔ حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح غریب من هذا الوجه۔ ترمذی میں اِنْ ذَهَبْتَ کا اضافہ ہے اور حدیث کے آخر میں استمتعت بها علی عوج ہے۔☆دارمی کتاب النکاح باب ٣٥ فی مداراة الرجل اهله۔ عن ابی هریرةؓ۔☆دارمی نے ابوذر سے بھی روایت نقل کی ہے جو مختصر ہے۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔عن عائشة وعن ابی ذر۔

(۲۳) مسلم ج١۔کتاب الرضاع باب الوصیة للنساء۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب القسم والنشوز باب حق المرأة علی الرجل۔ ☆مجمع الزوائد ج٥۔عن ابی هریرة۔☆کنز العمال ج١٦۔حدیث ٤٤٩٥٦۔

(۲٤) بخاری ج٢ کتاب النکاح باب الوصاة بالنساء۔ ☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٤٩٥٥۔

(۲٥) بخاری ج١ کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریته۔☆مسلم ج١ کتاب الرّضَاع باب الوصیة للنساء۔☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٤٩٥٥اور ٤٤٩٥٨۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج٥۔کتاب الطلاق، باب فی مداراة النساء۔ اس روایت میں خیر کا لفظ مروی ہے۔

(۲٦) مسلم ج١ کتاب الرضاع باب الوصیة للنساء☆مسنداحمد ج٢۔ص۔٥٣٠،٤٤٩،٤٢٨ عن ابی هریرة ج٥۔ ص۔١٦٤ ج٦ص٢٧٩عن عائشة۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب القسم والنشوز باب حق المرأة علی الرجل۔☆کنز العمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٤٩٥٨۔

(۲۷) مسند احمد ج٥۔ص۔٢٥٧ابوامامة۔

(۲۸) مسند احمدج٥ص٢٦٨ ابوامامة۔☆یہ روایت مشکوٰۃ کے باب الخمروشاربها میں بھی ہے۔

---

[۱] هو شرف الدین یحی بن قراجا الرهاوی۔

فصل:۷

تحدید ازواج

رئیس طائف غیلان ثقفی ونوفل بن معاویہ کا واقعہ

۵۵۔ طائف کا رئیس غیلان جب اسلام لایا تو اس کی نو بیویاں تھیں۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ چار بیویاں رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، نَاعَبْدَةُ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِىَّ اَسْلَمَ وَلَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ، فَاَسْلَمْنَ مَعَهٗ، فَاَمَرَ النَّبِىُّ ﷺ اَنْ يَّتَخَيَّرَ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا.(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کرلیا تو اس کے نکاح میں دور جاہلیت میں دس بیویاں تھیں۔ وہ بھی اسلام میں داخل ہوگئیں تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ان میں سے چار کا انتخاب کرلے۔

—— هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ۔ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُمَحْفُوْظٍ، وَالصَّحِيْحُ مَارَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ وَغَيْرُهٗ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدِ الثَّقَفِىِّ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ اَسْلَمَ وَعِنْدَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ۔

〈۲〉 عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: اَسْلَمْتُ وَتَحْتِىْ عَشْرُ نِسْوَةٍ، اَرْبَعٌ مِّنْهُنَّ مِنْ قُرَيْشٍ اِحْدَاهُنَّ بِنْتُ اَبِىْ سُفْيَانَ، فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا، وَخَلِّ سَائِرَهُنَّ. فَاخْتَرْتُ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا، مِنْهُنَّ ابْنَةُ اَبِىْ سُفْيَانَ.(۲)

ترجمہ: عروہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں مسلمان ہوا تو اس وقت میرے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ چار کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا، ان میں ایک تو ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان میں سے چار کو منتخب کرلوں اور باقی کو چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں نے چار کا انتخاب کرلیا ان میں ایک ابوسفیان کی بیٹی بھی تھی۔

﴿۳﴾حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا هُشَيْمٌ، ح وَثَنَا وَهْبُ ابْنُ بَقِيَّةَ، اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ ابْنِ اَبِى لَيْلٰى، عَنْ حُمَيْضَةَ بْنِ السَّمَرْدَلِ، عَنِ الْحَرْثِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ: ابْنُ عُمَيْرَةَ، وَقَالَ وَهْبُ نِالْاَسَدِىُّ، قَالَ: اَسْلَمْتُ وَعِنْدِىْ ثِمَانُ نِسْوَةٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ: فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِخْتَرْمِنْهُنَّ اَرْبَعًا.(۳)

ترجمہ : وہب اسدی کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان میں سے چار کا انتخاب کرلو۔

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا بِهِ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا هُشَيْمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، فَقَالَ : قَيْسُ بْنُ الْحٰرِثِ، مَكَانَ الْحٰرِثِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: هٰذَا الصَّوَابُ يَعْنِىْ قَيْسُ بْنُ الْحَارِثِ۔

السنن الکبریٰ نے ایک روایت اور بھی نقل کی ہے:

﴿۴﴾عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ، قَالَ:اَسْلَمَ جَدِّىْ وَعِنْدَهُ ثِمَانُ نِسْوَةٍ فَذَكَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِخْتَرْمِنْهُنَّ اَرْبَعًا اَيَّتُهُنَّ شِئْتَ.(٤)

ترجمہ : قیس بن ربیع کا بیان ہے کہ میرے دادا نے جب اسلام قبول کیا تو اس وقت ان کے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا ان میں سے جن چار کو چاہو، انہیں منتخب کرلو۔

٥٦ ۔ایک دوسرے شخص (نوفل بن معاویہ) کی پانچ بیویاں تھیں آپ نے حکم دیا کہ ان میں سے ایک کو چھوڑ دے۔

السنن الکبریٰ میں ایک روایت پانچ کی ہے:

تخریج : اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، وَأَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالاَ: ثَنَا أَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، أَنْبَأَ الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنْبَأَ الشَّافِعِىُّ، أَنْبَأَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنِ ابْنِ اَبِى الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ،عَنْ نَوْفَلِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: اَسْلَمْتُ وَتَحْتِىْ خَمْسُ نِسْوَةٍ، فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: فَارِقْ وَاحِدَةً، وَاَمْسِکْ اَرْبَعًا فَعَمِدْتُ اِلٰى اَقْدَمِهِنَّ، عِنْدِىْ عَاقِرٌ مُنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَفَارَقْتُهَا.(٥)

ترجمہ : نوفل بن مغیرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میرے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں۔ میں نے اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ایک کو فارغ کر دو اور چار کو اپنے پاس روکے رکھو۔ پھر میں نے ان میں سے سب سے عمر رسیدہ جو بانجھ تھی ساٹھ سال سے، اسے اپنے سے جدا کر دیا۔

تشریح : اس بات پر فقہاءِ امت کا اجماع ہے کہ اس میں تعددِ ازواج کو محدود کیا گیا ہے اور بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کو ممنوع کر دیا گیا ہے۔ نیز تعددِ ازواج کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ ہے۔ جو شخص عدل کی شرط پوری نہیں کرتا مگر ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اللہ کے ساتھ دغابازی کرتا ہے۔ حکومتِ اسلامی کی عدالتوں کو حق حاصل ہے کہ جس بیوی یا جن بیویوں کے ساتھ وہ انصاف نہ کر رہا ہو ان کی دادرسی کریں۔

بعض لوگ اہلِ مغرب کی مسیحیت زدہ رائے سے مغلوب و مرعوب ہو کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کا اصل مقصد تعددِ ازواج کے طریقے کو (جو مغربی نقطۂ نظر سے فی الاصل برا طریقہ ہے) مٹا دینا تھا مگر چونکہ یہ طریقہ بہت زیادہ رواج پا چکا تھا اس لیے اس پر صرف پابندیاں عائد کر کے چھوڑ دیا گیا، لیکن اس قسم کی باتیں دراصل محض ذہنی غلامی کا نتیجہ ہیں۔ تعددِ ازواج کا فی نفسہٖ ایک برائی ہونا بجائے خود ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ بعض حالات میں یہ چیز ایک تمدنی اور اخلاقی ضرورت بن جاتی ہے اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر وہ لوگ جو ایک عورت پر قانع نہیں ہو سکتے، حصارِ نکاح سے باہر صنفی بدامنی پھیلانے لگتے ہیں جس کے نقصانات تمدن و اخلاق کے لیے اس سے بہت زیادہ ہیں جو تعددِ ازواج سے پہنچ سکتے ہیں، اسی لیے قرآن نے ان لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے جو اس کی ضرورت محسوس کریں۔ تاہم جن لوگوں کے نزدیک تعددِ ازواج فی نفسہ ایک بُرائی ہے ان کو یہ اختیار تو ضرور حاصل ہے کہ چاہیں تو قرآن کے برخلاف اس کی مذمت کریں اور اسے موقوف کر دینے کا مشورہ دیں لیکن یہ حق انہیں نہیں پہنچتا کہ اپنی رائے کو خواہ مخواہ قرآن کی طرف منسوب کریں۔ کیونکہ قرآن نے صریح الفاظ میں اس کی اجازت دی ہے اور اشارۃً و کنایۃً بھی اس کی مذمت میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے معلوم ہو کہ فی الواقع وہ اسے مسدود کرنا چاہتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۵)

ماٰخذ

(۱) ترمذی ج۱ ابواب النکاح باب ماجاء فی الرجل یسلم وعنده عشر نسوة۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح باب الرجل یُسلم وعنده اکثر من اربع نسوة۔☆ابن ماجه نے خُذْ مِنْهُنَّ اَرْبَعاً نقل کیاهے۔☆سنن دارقطنی ج٤۔ ص۔ ۲۷۰ کتاب النکاح۔ ☆دارقطنی نے خُذْ مِنْهُنَّ اَرْبَعاً، وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ بیان کیاهے۔☆مؤطا امام مالك ج۲۔ کتاب الطلاق۔ جامع الطلاق مؤطا نے اَمْسِكْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ نقل کیاهے۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح، باب من یسلم وعنده اکثر من اربع نسوة۔

(۲) السنن الکبری، ص ۱۸٤ ـ المستدرك للحاکم ج ۲ ـ باب قصة اسلام غیلان الثقفی الخ ـ ☆مستدرک میں ہے اَنْ یَتَخَیَّرَ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَیَتْرُكَ سَائِرَهُنَّ ـ

(۳) ابوداؤد ج۲ ـ کتاب الطلاق باب من اسلم وعنده نساء من اکثر اربع (اواختان) ـ ☆ابن ماجه کتاب النکاح باب الرجل یسلم وعنده اکثر من اربع نسوة ـ ☆کنزالعمال ج ١٦ ـ حدیث ٤٤٧٥٩ ـ ☆سنن دارقطنی ج ٤ ـ ص ـ ٢٧١ کتاب الطلاق ـ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷ ـ کتاب النکاح باب من یسلم وعنده اکثر من اربع نسوة ـ

(٤) السنن الکبری للبیهقی ج ۷ ـ کتاب النکاح باب من یسلم وعنده اکثر من اربع نسوة ـ

(٥) السنن الکبری للبیهقی ج ۷ ـ کتاب النکاح باب من یسلم وعنده اکثر من اربع نسوة، ح ١٤٠٥٧ ـ

فصل:۸

مَہر

شروطِ نکاح میں اہم ترین شرط

۵۷۔ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِہٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِہٖ الْفُرُوْجَ.

''تمام شرطوں سے بڑھ کر جو شرط اس کی مستحق ہے کہ تم اسے پورا کرو، وہ شرط وہ ہے جس پر تم عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔''

تخریج:〈۱〉**حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِکِ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَیْثٌ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ اَبِی الْخَیْرِ، عَنْ عُقْبَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اَحَقُّ مَا اَوْفَیْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِہٖ مَااسْتَحْلَلْتُمْ بِہِ الْفُرُوْجَ.**(۱)

تشریح: قرآن وحدیث کی رو سے مہر دراصل اس حق زوجیت کا معاوضہ ہے جو ایک مرد کو اپنی بیوی پر حاصل ہوتا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

> وَاُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَآءَ ذَالِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ۔ (النساء:۲۴)
>
> ''ان کے ماسوا جو عورتیں ہیں، تمہارے لیے حلال کیا گیا کہ اپنے مالوں کے عوض ان سے طلب نکاح کرو۔''
>
> فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً۔(النساء :۲۴)
>
> ''پس جو لطف تم نے ان سے اٹھایا ہے اس کے بدلے ان کے مہر بطور ایک فرض کے ادا کرو۔''
>
> وَکَیْفَ تَاْخُذُوْنَہٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ۔(النساء: ۲۱)
>
> ''اور تم وہ مال کیسے لے سکتے ہو جب کہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو۔''

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مہر ہی وہ چیز ہے جس کے عوض مرد کو عورت پر شوہرانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ پھر اس کی مزید تصریح وہ احادیث کرتی ہیں جو اس معنی میں نبی ﷺ سے مروی ہیں۔ صحاح ستہ اور دارمی اور مسند احمد میں حضورؐ کا ارشاد منقول ہے۔ (رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل: مہر...)

مقدار مہر

۵۸۔ کَاَنَّمَا تَنۡحِتُوۡنَ الۡفِضَّۃَ مِنۡ عُرۡضِ ھٰذَا الۡجَبَلِ.

''گویا کہ تم اس پہاڑ سے چاندی کھود کھود کر نکال رہے ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا یَحۡیٰ بۡنُ مَعِیۡنٍ، قَالَ: نَامَرۡوَانُ بۡنُ مُعَاوِیَۃَ الۡفَزَارِیُّ، قَالَ: نَایَزِیۡدُ بۡنُ کَیۡسَانَ، عَنۡ اَبِیۡ حَازِمٍ، عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: اِنِّیۡ تَزَوَّجۡتُ امۡرَاَۃً مِنَ الۡاَنۡصَارِ، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ھَلۡ نَظَرۡتَ اِلَیۡھَا، فَاِنَّ فِیۡ عُیُوۡنِ الۡاَنۡصَارِ شَیۡئًا؟ قَالَ: قَدۡ نَظَرۡتُ اِلَیۡھَا، قَالَ: عَلٰی کَمۡ تَزَوَّجۡتَھَا؟ قَالَ: عَلٰی اَرۡبَعِ اَرَاقٍ، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: عَلٰی اَرۡبَعِ اَوَاقٍ کَاَنَّمَا تَنۡحِتُوۡنَ الۡفِضَّۃَ مِنۡ عُرۡضِ ھٰذَا الۡجَبَلِ. مَاعِنۡدَنَا مَانُعۡطِیۡکَ وَلٰکِنۡ عَسٰی اَنۡ نَبۡعَثَکَ فِیۡ بَعۡثٍ تُصِیۡبُ مِنۡہُ، قَالَ: فَبَعَثَ بَعۡثًا اِلٰی بَنِیۡ عَبۡسٍ، بَعَثَ ذٰلِکَ الرَّجُلَ فِیۡھِمۡ.(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے، نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے اسے دیکھ بھی لیا تھا، انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے؟ وہ بولا جی ہاں، میں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا (اچھا) کتنے مہر پر نکاح کیا؟ اس نے کہا چار اوقیہ کے عوض۔ نبی ﷺ نے (تعجب کے طور پر) پوچھا چار اوقیہ پر! اور فرمایا گویا تم لوگ اس پہاڑ کو کھود کھود کر چاندی نکال رہے ہو۔ ہمارے پاس اس کی ادائیگی کے لیے تو کچھ نہیں ہے بہر حال ہم تمہیں کسی دستہ میں بھیج دیں گے وہاں سے حاصل کر لینا۔ راوی کا بیان ہے پھر آپ نے بنی عَبس کی طرف ایک دستہ روانہ فرمایا تو آپؐ نے اس شخص کو اس دستہ میں بھیج دیا۔

پس منظر: حضرت انسؓ نے ایک عورت سے چار اوقیہ (۱۶۰ درہم) پر نکاح کیا تو حضورؐ نے ان کو فرمایا۔

تشریح: چنانچہ مہر کی زیادتی میں مبالغہ کرنا اور مرد کی قوت برداشت سے زیادہ مہر باندھنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔

(حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مہر)

حق مہر اللہ تعالیٰ نے اس لیے رکھا ہے کہ جو عورت کسی شخص کے لیے اپنے آپ کو حلال کرے اور اس کی زوجیت کی پابندی قبول کرے اسے اپنے شوہر سے ایک مالی معاوضہ ملنا چاہیے۔ اس معاوضے کی کوئی حد شریعت میں مقرر نہیں کی گئی ہے۔ جس معاوضے پر بھی فریقین کے درمیان اتفاق ہو جائے وہی مہر ہوگا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ یا تو مہر بروقت ادا کیا جائے، یا اگر عورت مہلت دینے پر راضی ہو تو مہلت کی مدت کا تعین ہو، بلا تعین مدت دی گئی تب بھی کم از کم اسے ادا کرنے کی نیت ہو۔ محض رسماً کوئی مہر مقرر کر دینا اور یہ خیال کرنا کہ اسے ادا کرنا نہیں ہے شرعاً نادرست ہے۔ (مکتوبات سید ابوالاعلیٰ مودودی)

۵۹۔ لَوۡ کُنۡتُمۡ تَغۡرِفُوۡنَ الدَّرَاھِمَ مِنۡ اَوۡدِیَتِکُمۡ مَّازِدۡتُّمۡ.

''اگر تم کو ندی نالوں میں درہم بہتے ہوئے ملتے تب بھی تم شاید اس سے زیادہ مہر نہ باندھتے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَاوَکِیْعٌ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ یَحیٰ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ حَدْرَدِ نِالْاَسْلَمِیِّ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ، یَسْتَفْتِیْهِ فِیْ مَهْرِ امْرَأَةٍ، فَقَالَ: کَمْ اَمْهَرْتَهَا؟ قَالَ: مِائَتَیْ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: لَوْکُنْتُمْ تَغْرِفُوْنَ مِنْ بُطْحَانَ مَازِدْتُّمْ.(۳)

ترجمہ: حضرت ابوحدرد اسلمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعورت کے مہر کے بارے میں پوچھا (کہ کتنا ہونا چاہیے) آپ نے ان سے دریافت فرمایا، تم نے کتنا باندھا ہے؟ انہوں نے کہا، دوسودرہم۔ فرمایا، اگرتم لوگوں کوبطحان وادی میں بھی درہم بہتے ملتے تب بھی تم اس سے زیادہ نہ باندھتے۔

پس منظر: ابوعمروالاسلمی نے ایک عورت سے دوسودرہم مہرپرنکاح کیاتو آپؐ نے ان کوان الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔

حد سے زیادہ مہر باندھنے کی ممانعت

۶۰۔ اَلْزِمُوْا النِّسَآءَ الرِّجَالَ وَلَا تُغَالُوْا فِی الْمُهُوْرِ.

''عورتوں کومردوں کے پلے باندھنے کی کوشش کرواورمہروں میں حد سے نہ بڑھو[۱]'' (حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مہر)

المصنف میں ایک روایت حضرت عمرؓ سے بایں الفاظ بھی منقول ہے:

تخریج: ﴿۱﴾ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَاتُغَالُوْا فِیْ مُهُوْرِ النِّسَآءِ، فَلَوْکَانَ تَقْوٰی لِلّٰهِ کَانَ اَوْلَاکُمْ بِهٖ بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَانَکَحَ وَلَااَنْکَحَ اِلَّاعَلٰی اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَةٍ.(٤)

ترجمہ: حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کے مہر باندھنے میں غلو نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) اگر یہ (زیادہ مقدار میں مہر مقرر کرنا) اللہ کے ہاں تقویٰ شمار ہوتا تو پھر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں اس کی زیادہ مستحق اور لائق تھیں (کہ ان کے مہر زیادہ مقرر کیے جاتے) مگر نبی ﷺ نے نہ خود اپنے نکاح میں اور نہ کسی دوسرے کے نکاح میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ، ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَیْدٍ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ السُّلَمِیِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُؓ، فَقَالَ: اَلَا، لَاتُغَالُوْا بِصُدُقِ النِّسَآءِ، فَاِنَّهَا لَوْکَانَتْ مَکْرُمَةً فِی الدُّنْیَا اَوْتَقْوٰیً عِنْدَ اللّٰهِ، کَانَ اَوْلٰکُمْ بِهَا النَّبِیُّ ﷺ. مَااَصْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِّسَآئِهٖ وَلَااُصْدِقَتْ امْرَأَ ةٌ مِنْ بَنَاتِهٖ اَکْثَرَ مِنْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَةٍ.(٥)

---

[۱] ابھی تک اس کا اصل ماخذ معلوم نہیں ہوسکا۔ (مرتب)

ترجمہ: ابوالعجفاء سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے ہمیں خطاب فرمایا کہ عورتوں کے مہر باندھتے وقت غلو سے کام نہ لو اگر یہ کام دنیا میں عزت وتکریم کا باعث اور عنداللہ تقوی کا کام شمار ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس کام کے تم سے زیادہ مستحق تھے۔ نبی ﷺ نے نہ تو اپنی کسی بیوی کا اور نہ ہی اپنی بیٹیوں میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر فرمایا۔

تشریح: شریعت نے مہر کو عورت کا ایک حق مقرر کیا تھا اور اس کے لیے یہ طریقہ طے کیا تھا کہ عورت اور مرد کے درمیان جتنی رقم طے ہو اس کا ادا کرنا مرد پر واجب ہے۔ لیکن مسلمانوں نے شریعت کے اس طریقہ کو بدل کر ایک رسمی اور دکھاوے کی چیز بنالیا، اور بڑے بڑے مہر دکھاوے کے لیے باندھنے شروع کیے، جن کے ادا کرنے کی ابتدا ہی سے نیت نہیں ہوتی اور جو خاندانی نزاع کی صورت میں عورت اور مرد دونوں کے لیے بلائے جان بن جاتے ہیں۔ اب ان غلطیوں سے بچنے کی سیدھی اور صاف صورت یہ ہے کہ مہر اتنے ہی باندھے جائیں جن کے ادا کرنے کی نیت ہو، جن کے ادا کرنے پر شوہر قادر ہو۔ پورا مہر بروقت ادا کر دیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ اس کے لیے ایک مدت کی قرار داد ہونی چاہیے، اور آسان قسطوں میں اس کو ادا کر دینا چاہیے۔ اس راستی کے طریقہ کو چھوڑ کر اگر کسی قسم کے حیلے نکالے جائیں گے تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ ایک غلطی سے بچنے کے لیے دس قسم کی اور غلطیاں کی جائیں گی جو شرع کی نگاہ میں بہت بری اور اخلاق کے اعتبار سے نہایت بدنما ہیں۔

(رسائل ومسائل اول فقہی مسائل: رسموں...)

مہر ادا نہ کرنے کی نیت سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے

٦١۔ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ يَنْوِىْ اَنْ لَّايُؤَدِّيَهُ اِلَيْهَا فَهُوَزَانٍ وَمَنْ اَدَانَ دَيْنًا يَنْوِىْ اَنْ لَّايَقْضِيَهُ فَهُوَ سَارِقٌ.

"جس نے ایک مال مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ اس مہر کو ادا نہ کرے گا وہ دراصل زانی ہے اور جس نے قرض لیا اور نیت یہ رکھی کہ اس قرض کو ادا کرنا نہیں وہ دراصل چور ہے۔" (حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مہر)

تخریج: 〈۱〉 **اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ يَنْوِىْ اَنْ لَّايُؤَدِّيَهُ اِلَيْهَا فَهُوَ زَانٍ وَمَنْ اَدَانَ دَيْنًا يَنْوِىْ اَنْ لَّايَقْضِيَهُ فَهُوَ سَارِقٌ.**(٦)

〈۲〉 **عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى صَدَاقٍ وَهُوَيَنْوِىْ اَنْ لَّايُؤَدِّيَهُ اِلَيْهَا فَهُوَ زَانٍ، وَمَنْ اَدَانَ دَيْنًا وَهُوَيَنْوِىْ اَنْ لَّايُؤَدِّيَهُ اِلٰى صَاحِبِهِ اَحْسِبُهُ قَالَ سَارِقٌ۔**(۷)

—— رَوَاهُ الْبَزَّارُ مِنْ طَرِيْقَيْنِ، اِحْدَاهُمَا هٰذَا۔ وَفِيْهَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ الْكُوْفِىُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ۔

〈۳〉 **حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا هُشَيْمٌ، اَنَا عَبْدُالْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الْاَنْصَارِىُّ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ رَجُلٌ مِنَ النَّمِرِبْنِ قَاسِطٍ، قَالَ: سَمِعْتُ صُهَيْبَ بْنَ سِنَانٍ، يُحَدِّثُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا رَجُلٍ اَصْدَقَ امْرَأَةً صَدَاقًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَايُرِيْدُ اَدَاءَ هُ اِلَيْهَا، فَغَرَّهَا بِاللّٰهِ، وَاسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِالْبَاطِلِ، لَقِىَ اللّٰهَ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَهُوَزَانٍ** الخ.(۸)

ترجمہ : حضرت صہیب بن سنان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عورت کا ایک مقدار میں مہر مقرر کرتا ہے۔ اللہ کے علم میں ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تو اس نے اللہ کا نام لے کر اس عورت کو دھوکہ میں رکھا اور ناجائز و باطل طریقہ سے اس کی شرم گاہ کو اپنے لیے حلال کیا۔ ایسا آدمی جس روز اللہ سے ملے گا تو زانی کی حیثیت میں ہوگا۔

﴿۴﴾ اَخۡبَرَنَا اَبُو الۡحَسَنِ عَلِیُّ ابۡنُ اَحۡمَدَ بۡنِ عَبۡدَانَ، اَنۡبَاَ اَحۡمَدُ ابۡنُ عُبَیۡدٍ، ثَنَا اَبُوعِمۡرَانَ التَّسۡتَرِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ الۡحُصَیۡنِ ابۡنِ الۡقَاسِمِ الۡقَصَّاصُ مَوۡلٰی قُرَیۡشٍ، قَالَ: سَمِعۡتُ السَّکَنَ ابۡنَ اِسۡمَاعِیۡلَ، ثَنَا الۡحَسَنُ بۡنُ ذَکۡوَانَ، عَنۡ مُحَمَّدِ ابۡنِ سِیۡرِیۡنَ، عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ، قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوۡلُ: حُبُّ الۡاَنۡصَارِ اِیۡمَانٌ، وَبُغۡضُهُمۡ کُفۡرٌ. وَاَیُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امۡرَاَةً عَلٰی صَدَاقٍ وَلَایُرِیۡدُ اَنۡ یُعۡطِیَهَا فَهُوَ زَانٍ. (۹)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے (یا سراسر ایمان ہے) اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ اور جس شخص نے ایک طے شدہ مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تو ایسا شخص زانی ہے۔

﴿۵﴾ مَنۡ اَصۡدَقَ امۡرَاَةً صَدَاقًا وَهُوَ مُجۡمَعٌ عَلٰی اَنۡ لَّایُوۡفِیَهَا اِیَّاهُ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ زَانٍ۔ (۱۰)

ترجمہ : جس شخص نے کسی مہر مقرر پر کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ اس پر متفق تھا کہ اس حق مہر کو ادا ہی نہیں کرے گا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ زانی کی حیثیت میں ہوگا۔

﴿۶﴾ عَنۡ زَیۡدِ بۡنِ اَسۡلَمَ، قَالَ: سَمِعۡتُهُ یَقُوۡلُ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنۡ نَکَحَ امۡرَاَةً وَهُوَ یُرِیۡدُ اَنۡ یَذۡهَبَ بِمَهۡرِهَا فَهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ زَانٍ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ۔ (۱۱)

ترجمہ : زید بن اسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اس ارادے سے کہ وہ اس کا حق مہر لے اڑے گا تو وہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک زانی شمار ہوگا۔

﴿۷﴾ مَنۡ تَزَوَّجَ امۡرَاَةً وَهُوَ یَنۡوِیۡ اَنۡ لَّایُعۡطِیَهَا الصَّدَاقَ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ زَانٍ. (۱۲)

﴿۸﴾ مَنۡ تَزَوَّجَ امۡرَاَةً بِصَدَاقٍ لَایُرِیۡدُ اَنۡ یُؤَدِّیَهٗ جَآءَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ زَانِیًا الخ. (۱۳)

﴿۹﴾ مَنۡ تَزَوَّجَ امۡرَاَةً وَمِنۡ نِیَّتِهٖ اَنۡ یَذۡهَبَ بِصَدَاقِهَا لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ زَانٍ حَتّٰی یَتُوۡبَ الخ. (۱۴)

ترجمہ : جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور در پردہ اس کی نیت یہ تھی کہ اس کا مہر لے اڑے گا تو ایسا شخص اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ زانی شمار ہوگا، الا یہ کہ وہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے۔

﴿۱۰﴾ مَنۡ تَزَوَّجَ امۡرَاَةً ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ لَایَنۡوِیۡ اَنۡ یُعۡطِیَهَا مَهۡرَهَا مَاتَ وَهُوَ زَانٍ الخ. (۱۵)

〈۱۱〉 اَیُّمَارَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰی مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ اَوْ اَکْثَرَ، لَیْسَ فِیْ نَفْسِهٖ اَنْ یُّؤَدِّیَ اِلَیْهَا حَقَّهَا فَمَاتَ، وَلَمْ یُؤَدِّ اِلَیْهَا حَقَّهَا لَقِیَ اللّٰهَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَهُوَ زَانٍ.(١٦)

ترجمہ: جس کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا۔ مہر کی مقدار کم یا زیادہ پر اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اس عورت کا حق مہر ادا نہیں کرے گا، اسی حالت میں وہ مرگیا اور حق مہر اس عورت کا ادا نہ کیا۔ قیامت کے روز وہ اللہ سے ملے گا تو وہ زانی قرار پائے گا۔

لعان کا وہ مشہور مقدمہ جس میں نبی ﷺ نے زوجین کے درمیان تفریق کرائی تھی، اس کا ذکر کرتے ہوئے عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب تفریق ہو چکی تو شوہر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا مال مجھے واپس دلوایا جائے۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا:

٦٢۔ لَامَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْهَا فَذٰلِکَ اَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا۔

''مال لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو اس کی شرمگاہ جو تو نے اپنے لیے حلال کی تھی اس کے معاوضہ میں وہ مال ادا ہو چکا، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال لینے کا حق تجھ سے اور بھی زیادہ دور ہو گیا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَزُهَیْرُ ابْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی، قَالَ یَحْیٰی: اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَیْنِ: حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰهِ، اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَاسَبِیْلَ لَکَ عَلَیْهَا، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِیْ، قَالَ: لَامَالَ لَکَ، اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْهَا، فَذٰلِکَ اَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا.(١٧)

اس سے بھی زیادہ تصریح ایک اور حدیث میں جو امام احمد اپنی مسند میں لائے ہیں:

مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ یَنْوِیْ اَنْ لَّا یُؤَدِّیَهٗ فَهُوَ زَانٍ۔

''جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ یہ مہر دینا نہیں ہے وہ زانی ہے۔''

ان تمام نصوص سے مہر کی یہ حیثیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کوئی رسمی و نمائشی چیز نہیں ہے، بلکہ وہ چیز ہے جس کے معاوضہ میں ایک عورت ایک مرد کے لیے حلال ہوتی ہے۔ اور ان تمام نصوص کا اقتضا یہ ہے کہ استحلال فرج کے ساتھ ہی پورا مہر فوراً واجب الادا ہو جائے، الّا یہ کہ زوجین کے درمیان اس کو مؤخر کر دینے کے لیے کوئی قرارداد ہو چکی ہو۔

مہر کی ادائیگی میں اصل تعجیل ہے یا تاجیل؟

پس زرِمہر کی ادائیگی کے معاملے میں اصل تعجیل ہے نہ کہ تاجیل۔ مہر کا حق یہ ہے کہ وہ استحلال فرج کے ساتھ بروقت ادا ہو، اور یہ محض ایک رعایت ہے کہ اس کو ادا کرنے میں مہلت دی جائے۔ اگر مہلت کے بارے میں زوجین کے درمیان کوئی قرارداد نہ ہوئی

ہوتو اعتبار اصل (تعجیل) کا کیا جائے گا نہ کہ رعایت (تاجیل اور مہلت) کا، یہ بات شارع کے منشا کے بالکل خلاف معلوم ہوتی ہے کہ تاجیل کو اصل قرار دیا جائے اور تاجیل و تعجیل کے غیر مصرح ہونے کی صورت میں زرِ مہر کو آپ سے آپ مؤجل ٹھہرایا جائے۔

فقہاءِ حنفیہ کے درمیان اس مسئلہ میں دو گروہ پائے جاتے ہیں، ایک گروہ کی رائے وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی۔ غایۃ البیان میں ہے:

فَاِنْ کَانَ بِشَرْطِ التَّعْجِیْلِ اَوْمَسْکُوْتًا عَنْهُ یَجِبُ حَالاً وَلَهَا اَنْ تَمْنَعَ نَفْسَهَا حَتّٰی یُعْطِیَهَا الْمَهْرَ۔

’’اگر مہر بشرط تعجیل ہو یا اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہو (کہ معجّل ہے یا مؤجل) تو وہ فوراً واجب ہوگا اور عورت کو حق ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر سے روک لے جب تک وہ مہر ادا نہ کرے۔‘‘

اور شرح العنایہ علی الھدایہ میں ہے:

فَاِنْ سَمُّوا الْمَهْرَ سَاکِتِیْنَ عَنِ التَّعْجِیْلِ وَالتَّاْجِیْلِ مَاذَا حُکْمُهٗ؟ قُلْتُ: یَجِبُ حَالاً فَیَکُوْنُ حُکْمُهٗ حُکْمُ مَا شُرِطَ تَعْجِیْلُهٗ۔

’’پھر اگر مہر مقرر کر دیا گیا اور معجّل یا مؤجل کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ میں کہتا ہوں کہ وہ فوراً واجب ہوگا۔ اس کا حکم اس مہر کا سا حکم ہے جس کے لیے تعجیل کی شرط کی گئی ہو۔‘‘

اور استبیجابی میں ہے:

اِنْ کَانَ الْمَهْرُ مُعَجَّلاً اَوْمَسْکُوْتًا عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَجِبُ حَالاً لِاَنَّ النِّکَاحَ عِنْدَ مُعَاوِضَةٍ وَقَدْ تَعَیَّنَ حَقُّهٗ فِیْ الزَّوْجَةِ فَوُجِبَ اَنْ یَتَعَیَّنَ حَقُّهَا وَذٰلِكَ بِالتَّسْلِیْمِ۔

’’اگر مہر معجّل ہو یا اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہو تو وہ فوراً واجب ہوگا کیونکہ نکاح ایک عقد بامعاوضہ ہے، جب زوجہ میں شوہر کا حق متعیّن ہوگیا تو واجب آیا کہ عورت کا حق بھی متعیّن ہو جائے اور وہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ مہر ادا کر دیا جائے۔‘‘

رہا دوسرا گروہ، تو وہ کہتا ہے کہ اس معاملہ میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

فَاِنْ لَّمْ یُبَیِّنُوْا قَدْرَ الْمُعَجَّلِ یُنْظَرُ اِلَی الْمَرْأَةِ وَاِلَی الْمَهْرِ اَنَّهٗ کَمْ یَکُوْنُ الْمُعَجَّلُ لِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ مِنْ مِّثْلِ هٰذَا الْمَهْرِ فَیُعَجَّلُ ذٰلِكَ وَلَا یُتَقَدَّرُ بِالرُّبْعِ وَالْخُمْسِ بَلْ یُعْتَبَرُ الْمُتَعَارَفُ۔

’’اگر معجّل کی مقدار واضح نہ کی گئی ہو تو دیکھا جائے گا کہ عورت کس طبقہ کی ہے اور مہر کتنا ہے، اور یہ کہ ایسی عورت کے لیے ایسے مہر میں سے کس قدر معجّل قرار دیا جاتا ہے، بس اتنی ہی مقدار معجّل قرار دی جائے۔ ایک چوتھائی یا پانچویں حصہ کی تعیین نہ کر دینی چاہیے جو رواج ہو اس کا اعتبار کرنا چاہیے۔‘‘

اس رائے کی تائید علامہ ابنِ ہمام نے فتح القدیر میں کی ہے وہ لکھتے ہیں:

وَاِنْ لَّمْ يُشْتَرَطْ تَعْجِيلَ شَيءٍ بَلْ سَكَتُوا عَنْ تَاْجِيلِهٖ وَتَعْجِيلِهٖ فَاِنْ كَانَ عُرْفٌ فِيْ تَعْجِيلِ بَعْضِهٖ وَتَاْخِيرِ بَاقِيهِ اِلَى الْمَوْتِ اَوِالْمَيْسَرَةِ اَوِالطَّلَاقِ فَلَيْسَ لَهَا اَنْ تَحْتَبِسَ اِلَّا اِلٰى تَسْلِيمِ ذَالِكَ الْقَدْرِ۔

''اور اگر کسی حصہ مہر کی تعجیل کی شرط نہ کی گئی ہو بلکہ تعجیل اور تاجیل کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہو تو رواج کو دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہے کہ ایک حصہ معجّل قرار دیا جاتا ہے باقی حصہ موت تک یا خوشحالی یا طلاق تک مؤخر رکھا جاتا ہے تو عورت صرف اتنی ہی مقدار وصول ہونے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکنے کا حق رکھتی ہے۔''

اصولی حیثیت سے دیکھا جائے تو پہلے گروہ کی رائے قرآن وحدیث کے منشا سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے، لیکن دوسرے گروہ کی رائے بھی بے وزن نہیں ہے۔ ان کے قول کا مدعا یہ نہیں ہے کہ مہر کے باب میں تاجیل اصل ہے اور جب تاجیل وتعجیل کی صراحت نہ ہو تو معاملہ اصل یعنی تاجیل کی طرف راجع ہونا چاہیے۔ بلکہ وہ اپنے فتوے میں ایک اور قاعدے کا لحاظ کرتے ہیں جسے شریعت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی سوسائٹی کے معاملات کے متعلق جو طریقہ عام طور پر مروّج ہو اس کی حیثیت افراد کے درمیان ایک بے لکھے معاہدے کی سی ہوتی ہے، اگر اس سوسائٹی کے دو فریق، باہم کوئی معاملہ طے کریں اور کسی خاص پہلو کے بارے میں بصراحت کوئی قرارداد نہ کریں تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس پہلو میں وہ مروّجہ طریقے پر راضی ہیں۔

بلاشبہ یہ قاعدہ شریعت میں مسلم ہے اور اس لحاظ سے فقہاء کے دوسرے گروہ کی رائے بھی غلط نہیں ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم کسی خاص سوسائٹی میں اس قاعدے کو جاری کریں، ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت نے رواج کو بطور ایک ماخذِ قانون (Source of Law) کے تسلیم نہیں کیا ہے کہ جو کچھ رواج ہو وہی شریعت کے نزدیک حق ہو، بلکہ اس کے برعکس وہ غیر متقی سوسائٹی اور اس کے غیر منصفانہ رواجوں کو قبول کرنے کے بجائے ان کو بدلنا چاہتی ہے۔ اور صرف ان رواجوں کو تسلیم کرتی ہے جو ایک اصلاح شدہ سوسائٹی میں شریعت کی روح اور اس کے اصولوں کے تحت پیدا ہوئے ہوں۔ لہٰذا رواج کو بے لکھا معاہدہ مان کر مثل قانون نافذ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس سوسائٹی کے رواج کو ہم یہ حیثیت دے رہے ہیں کیا وہ ایک متقی سوسائٹی ہے؟ اور کیا اس کے رواج شریعت کی روح اور اس کے اصولوں کی پیروی میں پیدا ہوئے ہیں؟ اگر تحقیق سے اس کا جواب نفی میں ملے تو اس قاعدے کو مثل قانون جاری کرنا عدل نہیں بلکہ قطعاً ایک ظلم ہوگا۔

اس نقطۂ نظر سے جب ہم اپنے ملک کی موجودہ مسلم سوسائٹی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ تعلقات زن وشوہر کے معاملے میں اس نے خواہشات نفس کی پیروی اختیار کر کے اس توازن کو بہت کچھ بگاڑ دیا ہے جو شریعت نے قائم کیا تھا، اور بالعموم اس کا میلان ایسے طریقوں کی طرف ہے جو شریعت کی روح اور اس کے احکام سے صریحاً منحرف ہیں۔ اسی مہر کے معاملے کو لے لیجیے جس پر ہم یہاں گفتگو کر رہے ہیں۔ اس ملک کے مسلمان بالعموم مہر کو محض ایک رسمی چیز سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں اس کی وہ اہمیت قطعاً نہیں ہے جو قرآن وحدیث میں اس کو دی گئی ہے۔ نکاح کے وقت بالکل ایک نمائشی طور پر مہر کی قرارداد ہو جاتی ہے مگر اس امر کا کوئی تصور ذہنوں میں نہیں ہوتا کہ اس قرارداد کو پورا بھی کرنا ہے۔ بارہا ہم نے مہر کی بات چیت میں اپنے کانوں سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ ''میاں کون لیتا ہے کون دیتا ہے'' گویا یہ فعل محض ضابطہ کی خانہ پری کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے علم میں ۸۰٪ فیصدی نکاح ایسے ہوتے ہیں جن میں مہر سرے سے کبھی ادا ہی نہیں کیا جاتا۔ زرمہر کی مقدار مقرر کرنے میں اکثر جو چیز لوگوں

کے پیشِ نظر ہوتی ہے وہ صرف یہ کہ اسے طلاق کی روک تھام کا ذریعہ بنایا جائے۔ اس طرح عملاً عورتوں کے ایک شرعی حق کو کالعدم کردیا گیا ہے اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کی گئی کہ جس شریعت کی رو سے یہ لوگ عورتوں کو مردوں پر حلال کرتے ہیں وہ مہر کو استحلالِ فرج کا معاوضہ قرار دیتی ہے۔ اور اگر معاوضہ ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو خدا کے نزدیک عورت مرد پر حلال ہی نہیں ہوتی۔

ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جس سوسائٹی کا عرف اتنا بگڑ چکا ہو اور جس کے رواج نے شریعت کے احکام اور اس کی روح کے بالکل خلاف صورتیں اختیار کرلی ہوں، اس کے عرف و رواج کو از روئے شریعت جائز قرار دینا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ جن فقہاء کی عبارتیں اعتبارِ عرف کی تائید میں نقل کی جاتی ہیں، ان کے پیشِ نظر نہ یہ بگڑی ہوئی سوسائٹی تھی اور نہ اس کے خلافِ شریعت رواج۔ انہوں نے جو کچھ لکھا تھا وہ ایک اصلاح شدہ سوسائٹی اور اس کے عرف کو پیشِ نظر رکھ کر لکھا تھا۔ کوئی مفتی مجرّد ان کی عبارتوں کو نقل کرکے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ اس کا فرض ہے کہ فتویٰ دینے سے پہلے اصولِ شریعت کی روشنی میں ان کی عبارتوں کو اچھی طرح سمجھ لے اور یہ تحقیق کرلے کہ جن حالات میں انہوں نے وہ عبارتیں لکھی تھیں ان سے وہ حالات مختلف تو نہیں جن پر آج انہیں چسپاں کیا جارہا ہے۔ (رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل: مہر...)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح۔ ☆مسلم ج۱۔ کتاب النکاح باب الوفاء بالشروط فی النکاح۔ عن عقبة بن عامر۔ ☆ ترمذی ج۱۔ ابواب النکاح۔ باب ماجاء فی الشروط عند عقد النکاح۔ عن عقبة بن عامر الجُھَنی۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ نسائی جز٦۔ کتاب النکاح، باب الشروط فی النکاح۔ عن عقبة بن عامر۔ ☆ابن ماجه اور نسائی نے اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ یُّوَفّٰی بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ نقل کیاھے۔ ☆ابن ماجه کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح۔ ☆دارمی ج۲ کتاب النکاح باب ۲۱۔ الشرط فی النکاح۔ اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔ ☆السنن الکبری ج۷۔ کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح۔ عن عقبة بن عامر۔ بیھقی نے بھی اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ یُّوَفّٰی بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ ھی نقل کیاھے۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج٦۔ ص۲۲۸ المصنف میں اَحَقُّ مَا اَوْفَیْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ ھے۔ ☆مُسندِ احمد ج٤۔ ص۔ ١٤٤، ١٥٢،١٥٠ عقبه بن عامر جُھَنی۔ ☆مُصنّف ابنِ ابی شَیْبَةَ ج۲۔ ٤۔ کتاب النکاح باب فی الرجل یتزوج المرأة ویشترط لها دارها۔ ☆کنز العُمّال ج١٦۔ ص۔ ٣٢١ ☆ابونُعیم فی الحلیة۔ بحواله کنزالعمال ج١٦۔ ص ٥٣٩ عن ابی حدرد الاسلمی۔

(۲) مسلم ج۱۔ کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونه تعلیم القرآن وخاتم حدید وغیره۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب الصداق۔ باب مایستحب من القصد فی الصداق۔ المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب النکاح باب یا ایھا الناس لاتغالوا مھرالنساء۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ ص ۲۸۱ عن ابی ھریرة۔

(۳) مُسنَد احمد ج۳۔ ص٤٤٨ عن ابی حدرد الاسلمی۔ ☆الطَّبَرانی الکبیر والاوسط۔ بحواله مجمع الزوائد ج٤۔ ص۲۸۲ عن ابی حدرد الاسلمی۔ کنزالعُمّال ج١٦۔ حدیث نمبر ٤٤٧١٩، ٤٥٨٠٢ عن ابی حدرد الاسلمی۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔ عن ابی حدرد الاسلمی۔ المُستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب النکاح۔ یا ایھا الناس لاتغالوا مھر

النساء۔ صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔☆ مُستَدرك نے یستعینه نقل کیا ھے اور مسند احمد نے یستفتِیهِ بیان کیاھے۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب غلاء الصداق ابوحدرد الاسلمی۔ ☆مصنف ابن ابی شَیبه ج٢۔٤ کتاب النکاح باب ماقالوا فی مهر النساء۔

(٤) المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب غلاء الصداق۔☆مصنف ابن ابی شیبه ٢۔٤۔کتاب النکاح باب ماقالوا فی مهر النساء واختلافهم۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج٧۔کتاب الصداق باب مایستحب من القصد فی الصداق اس میں آغاز ایاکم والمغالاۃ فی مهور النساء الخ سے کیا گیاھے۔☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٥٧٩٩۔☆ تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج٣۔ص٢٥٨۔

(٥) ابوداؤد کتاب النکاح، باب الصداق۔☆ترمذی ابواب النکاح، باب ماجاء فی مهور النساء۔☆نسائی کتاب النکاح، باب القسط فی الاصدقة۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب صداق النساء۔☆ انہوں نے لولکُم کے بعد واحقکم کا اضافه نقل کیاھے۔☆دارمی ج٢۔کتاب النکاح باب کم کان مهر ازواج النبی ﷺ؟ ☆ کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٥٧٨٩۔☆مُسندِ احمد ج١ص٤٠تا٤١۔ روایت عمر بن الخطاب۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب الصداق۔☆المستدرك ج٢۔کتاب النکاح۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب غلاء الصداق۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبه ج٢۔٤ کتاب النکاح باب ماقالوا فی مهر النساء الخ۔

(٦) مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیه ج٣٢۔ص١٠٣ کتاب النکاح باب الصداق۔

(٧) مجمع الزوائد ج٤۔کتاب البیوع باب فیمن نوی ان لایقضی دینه۔اور دوسری روایت۔ کتاب النکاح ج٤۔باب فیمن نوی ان لایؤدی صداق امرأته میں: من تزوج امرأة علی صداق وهو لایرید ان یفی لها به فهو زان۔ محمد بن الحصین الحرری ولم اعرفه۔ لیکن اسی ج٤۔ص١٣١ پر محمد بن الحصین الجزری لکھا ہوا ھے اوریهاں ولم اجد عن ذکرہ ھے۔ ایسا معلوم ہوتاھے که ایك جگه کمپوزر کی غلطی ھے الجزری ھی صحیح معلوم ہوتاھے۔(مرتب)

(٨) مسند احمد ج٤۔ص٣٣٢☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب الصداق، باب ماجاء فی حبس الصداق عن المرأة۔ ☆مجمع الزوائد للهیثمی ج٤۔ص ٢٨٥،٢٨٤عن صهیب بن سنان (قدرے لفظی اختلاف)۔

(٩) السنن الکبریٰ ج٧۔کتاب الصداق باب ماجاء فی حبس الصداق عن المرأة۔

(١٠) طب عن صهیب کنزالعمال ج١٦۔ص٣٢٢۔

(١١) مصنف ابن ابی شیبة ج٢۔٤۔کتاب النکاح باب فی الرجل یتزوج المرأة فیظلمها مهرها۔

(١٢) ابن منده عن میمون بن جابان الصردی عن ابیه۔

(١٣) الرافعی، وابن النجار عن صهیب اورتاریخ بغدادج٦۔ص٣١٣۔

(١٤) ابن عساکر عن صیفی بن صهیب۔

(١٥) هب عن صهیب کنز العمال ج١٦۔ص٣٢٣۔

(١٦) الزواجه عن اقتراف الکبائر لابن حجر بحواله الطبرانی بسند رجاله ثقات۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبندج٨۔ص٢٥٧۔ افادات حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن۔ مرتبه مولانا محمد ظفیرالدین۔ شائع کردہ مکتبه امدادیه ملتان۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ص٢٨٤مجمع الزوائد نے فمات سے پهلے خَدَعَهَا بھی نقل کیاھے۔

(١٧) مسلم ج١۔کتاب اللعان۔☆بخاری ج٢۔کتاب الطلاق باب قول الامام للمتلاعنین ان احد کما کاذب فهل منکما تائب۔

طلاق

طلاق حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ فعل

٦٣ ـ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.

''نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا ہے جو طلاق سے بڑھ کر اسے ناپسند ہو۔'' (ابوداؤد)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثَنَا مُعَرِّفٌ، عَنْ مُحَارِبٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.(۱)

مصنف لعبد الرزاق نے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:

﴿۲﴾ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُوْلاً يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ، قَالَ، قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: يَامُعَاذُ! مَا خَلَقَ اللّٰهُ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ عَتَاقٍ، وَمَاخَلَقَ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.(۲)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے معاذ سے فرمایا، اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے زمین کی پشت پر کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی جو اسے آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ومحبوب ہو، اور زمین پر ایسی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی ہے جو اسے طلاق سے زیادہ مبغوض وناپسند ہو۔

﴿۳﴾ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ شَىْءٌ مِمَّا اَحَلَّ اللّٰهُ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.(۳)

ترجمہ: محارب بن دثار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو چیزیں اللہ نے حلال کی ہیں ان میں طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

٦٤ ـ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ.

''نبی ﷺ نے فرمایا تمام حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔'' (ابوداؤد)

تخریج: حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَبْغَضُ الْحَلالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلَاقُ.(٤)

تشریح: اس ارشاد کی رو سے مرد و عورت کی علیحدگی بدرجہ آخر ایسی حالت میں ہو جب کہ باہمی موافقت کے سارے امکانات ختم ہو چکے ہوں۔ کیونکہ خدا کی شریعت میں طلاق کی گنجائش صرف ایک ناگزیر ضرورت کے طور پر رکھی گئی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان جواز دواجی تعلق قائم ہو چکا ہو وہ پھر کبھی ٹوٹ جائے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق: موضوع اور مضمون)

طلاق کا اختیار صرف شوہر کو ہے

٦٥ ـ يَاَيُّهَا النَّاسُ مَا بَالُ اَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ اَمَتَهُ ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمَا. اِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ.

''لوگو! یہ کیا ماجرا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے غلام سے اپنی لونڈی بیاہ دیتا ہے پھر دونوں کو جدا کرنا چاہتا ہے، طلاق کا اختیار تو شوہر کو ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰ، ثَنَا يَحْىَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ مُوسٰى ابْنِ اَيُّوْبَ الْغَافِقِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، اَتَى النَّبِىَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سَيِّدِىْ زَوَّجَنِىْ اَمَتَهُ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَصَعِدَ رَسُوْلُ ﷺ الْمِنبَرَ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَابَالُ اَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ اَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، اِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ.(٥)

ـــــ وَفِىْ اِسْنَادِهِ اِبْنُ لَهِيْعَةَ، وَفِيْهِ كَلَامٌ مَشْهُوْرٌ۔ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ: اِنَّ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاِنْ كَانَ فِىْ اِسْنَادِهِ مَافِيْهِ، فَالْقُرْآنُ يَعْضُدُهُ، وَعَلَيْهِ عَملُ النَّاسِ، وَاَرَادَ بِقَوْلِهِ اَلْقُرْآنُ يَعْضُدُهُ نَحوَقَوْلِهِ تَعَالٰى۔ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ، وَقَوْلِهِ تَعَالٰى اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الآية۔(٦)

مجمع الزوائد کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

﴿۲﴾ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الطَّلَاقُ بِيَدِ مَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ.(٧)

ترجمہ: لوگو! سن لو کہ طلاق کا اختیار تو شوہر کو ہے۔

اس روایت کی سند میں فضل بن مختار ضعیف ہے۔

پس منظر: ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آ کر نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میرے آقا نے اپنی لونڈی کا نکاح مجھ سے کیا تھا اب وہ اسے مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے اس پر آپؐ نے اپنے خطبہ میں یوں فرمایا۔

تشریح : بعض لوگ اہل مغرب کی تقلید میں یہ چاہتے ہیں کہ طلاق دینے کا اختیار شوہر سے چھین کر عدالت کو دے دیا جائے، چنانچہ ٹرکی میں ایسا بھی کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ چیز قطعی طور پر قرآن وسنت کے خلاف ہے قرآن نے طلاق کے احکام بیان کرتے ہوئے ہر جگہ فعلِ طلاق کو شوہر کی طرف منسوب کیا ہے۔ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ، فَاِنْ طَلَّقَهَا، وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ وغیرہ یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ طلاق دینے کا اختیار شوہر کو دیا گیا ہے۔ پھر قرآن صاف الفاظ میں شوہر کے متعلق کہتا ہے کہ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (البقرہ:۲۳۷) ''نکاح کی گرہ اس کے ہاتھ میں ہے۔'' اب کون یہ حق رکھتا ہے کہ اس گرہ کو اس کے ہاتھ سے چھین کر قاضی کے ہاتھ میں دے دے... اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یورپ کی طرح ہمارے ہاں بھی خانگی زندگیوں کے شرمناک جھگڑوں اور بدنما واقعات کی برسرعدالت تشہیر ہونے لگے۔

(حقوق الزوجین، اصول قانون:...اختیارات)

٦٦ ـ لَا طَلَاقَ لِابْنِ آدَمَ فِيْ مَالَا يَمْلِكُ.

''حضورؐ نے فرمایا، ابن آدم جس کا مالک نہیں ہے اس کے بارے میں طلاق کا اختیار استعمال کرنے کا وہ حق نہیں رکھتا۔''

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

تخریج:〈۱〉 **اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَامِرِ الْاَحْوَلِ عَنِ ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَانَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيْمَا لَايَمْلِكُ، وَلَاعِتْقَ لَهٗ فِيْمَا لَايَمْلِكُ، وَلَاطَلَاقَ لَهٗ فِيْمَا لَايَمْلِكُ** انتهى.(۸)

ترجمہ : ابن شعیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدم زادہ جس چیز کا مالک ہی نہیں اس میں نذر ماننے کا اختیار بھی نہیں رکھتا اور جس چیز کا مالک نہ ہو اسے آزاد کرنے کا بھی اختیار نہیں رکھتا اور جس کا وہ مالک نہیں اسے طلاق دینے کا بھی حق نہیں رکھتا۔

ــــــ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَهُوَاَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ۔ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ اَيُّ شَيْءٍ اَصَحُّ فِي الطَّلَاقِ قَبْلَ النِّكَاحِ؟ فَقَالَ: حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ انتهى۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا دَعْلَجُ بْنُ اَحْمَدَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ القوشجي، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ اَبُوْبَكْرٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الدِّمَشْقِيُّ اَبُوْمُعَاوِيَةَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، حَدَّثَنِيْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَاطَلَاقَ لِمَا لَايَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ، وَلَاعِتْقَ لِمَا لَايَمْلِكُ.(۹)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ ابن آدم جس کا مالک نہیں اسے وہ طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا اور جس کا وہ مالک نہیں اسے آزاد کرنے کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔

ــــــ اَخْرَجَهُ اَبُوْيَعْلٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، ثَنَا هِشَامٌ، ح وَثَنَا ابْنُ الصَّبَّاحِ، ثَنَاعَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ، قَالَا: ثَنَا مَطَرُ ‌نِالْوَرَّاقُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاطَلَاقَ اِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَاعِتْقَ اِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ الخ.(۱۰)

ترجمہ : نبی ﷺ نے فرمایا، طلاق اس میں ہے جوتمہارے دائرہ ملکیت میں ہے اور آزادی بھی اس چیز میں ہے جوتمہارے اختیار میں ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت :

﴿۴﴾ لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ طَلَاقٌ فِيمَا لَايَمْلِكُ وَلَاعَتَاقَ فِيمَا لَايَمْلِكُ وَلَابَيْعَ فِيمَا لَايَمْلِكُ.(۱۱)

ترجمہ : آدمی جس کا مالک نہیں اسے طلاق دینے کا مجاز نہیں ہے اور نہ ہی اسے آزاد کرسکتا ہے جس کا وہ مالک نہیں اور جو چیز اس کی ملکیت میں نہیں اسے وہ بیع بھی نہیں کرسکتا۔

طلاق قبل از نکاح

٦٧ـ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ.

''نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاطَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ.(۱۲)

—— وَفِي الزَّوَائِدِ: اِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ لِاِتِّفَاقِهِمْ عَلٰى ضُعْفِ جُوَيْبِرِبْنِ سَعِيدٍ۔

—— مسور بن مخرمہ کی روایت میں لَاطَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ الخ ہے۔

تشریح : ابن عباسؓ، سعید بن المُسَیِّب، حسن بصریؒ، علی بن الحسین (زین العابدین) امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ طلاق اسی صورت میں واقع ہوتی ہے جب کہ اس سے پہلے نکاح ہو چکا ہو۔ نکاح سے پہلے طلاق بے اثر ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ''اگر میں فلاں عورت سے، یا فلاں قبیلے یا قوم کی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔ تو یہ قول لغو و بے معنی ہے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوسکتی۔

مگر فقہاء کی ایک بڑی جماعت یہ کہتی ہے کہ اس آیت اور ان احادیث کا اطلاق صرف اس بات پر ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایک غیر عورت کو جو اس کے نکاح میں نہ ہو یوں کہے کہ ''تجھ پر طلاق ہے'' یا ''میں نے تجھے طلاق دی'' یہ قول بلا شبہ لغو ہے جس پر کوئی قانونی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ یوں کہے کہ ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے'' تو یہ نکاح سے پہلے طلاق دینا نہیں ہے۔ بلکہ دراصل وہ شخص اس امر کا فیصلہ اور اعلان کرتا ہے کہ جب وہ عورت اس کے نکاح میں آئے گی

تو اس پر طلاق وارد ہوگی۔ یہ قول لغو و بے اثر نہیں ہوسکتا بلکہ جب بھی وہ عورت اس کے نکاح میں آئے گی اسی وقت اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ یہ مسلک جن فقہاء کا ہے ان کے درمیان پھر اس امر میں اختلاف ہوا ہے کہ اس نوعیت کے ایقاع طلاق کی وسعت کس حد تک ہے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام زُفرؒ کہتے ہیں کہ خواہ کوئی شخص عورت یا قوم یا قبیلے کی تخصیص کرلے یا مثال کے طور پر عام بات اس طرح کہے کہ ''جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس پر طلاق ہے۔'' دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

ابوبکر جصّاص نے یہی رائے حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابراہیم النخعی، مجاہد اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ سے بھی نقل کی ہے۔

سفیان ثوری اور عثمان البتّی کہتے ہیں کہ طلاق صرف اسی صورت میں پڑے گی جب کہنے والا یوں کہے کہ ''اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔''

حسن بن صالح، لیث بن سعد اور عامر الشَّعبی کہتے ہیں کہ اس طرح کی طلاق عمومیت کے ساتھ بھی پڑ سکتی ہے بشرطیکہ اس میں کسی نوع کی تخصیص ہو، مثلاً آدمی نے یوں کہا ہو کہ ''اگر میں فلاں خاندان، یا فلاں قبیلے یا فلاں شہر یا ملک یا قوم کی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔''

ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک اوپر کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ اس میں مدت کا بھی تعین ہونا چاہیے مثلاً اگر آدمی نے یوں کہا ہو کہ ''اگر میں اس سال یا آیندہ دس سال کے اندر فلاں عورت یا فلاں گروہ کی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔'' تب یہ طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ بلکہ امام مالک اس پر اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ اگر یہ مدت اتنی طویل ہو جس میں اس شخص کا زندہ رہنا متوقع نہ ہو تو اس کا قول بے اثر رہے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۸۶)

۶۸۔ لَاطَلَاقَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ نِكَاحٍ.

''طلاق نہیں ہے مگر نکاح کے بعد۔''

تخریج: نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحَرَّانِيُّ، نَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰ بْنُ زُهَيْرٍ، نَاعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَعْدٍ اَبُوْ اُمَيَّةَ، نَا اِبْرَاهِيْمُ اَبُوْاِسْحَاقَ الضَّرِيْرُ، نَايَزِيْدُ ابْنُ عَيَّاضٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاطَلَاقَ اِلَّابَعْدَ نِكَاحٍ، وَاِنْ سُمِّيَتِ الْمَرْاَةُ بِعَيْنِهَا. (۱۳)

—— يَزِيْدُ بْنُ عَيَاضٍ ضَعِيْفٌ۔

ترجمہ : حضرت معاذؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں، اگرچہ عورت کا نام ہی کیوں نہ لیا گیا ہو۔

تشریح : امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے یہ ہے کہ طلاق کا حق نکاح کے بعد پیدا ہوتا ہے، نہ کہ نکاح سے پہلے۔ اگر

کسی شخص نے یہ کہا ہو کہ وہ آئندہ جس عورت سے بھی نکاح کرے اس کو طلاق ہے تو یہ ایک لغو اور غیر مؤثر بات ہے۔ اس سے کوئی قانونی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ یہی رائے حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہے۔ امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی خاص عورت یا خاص قبیلے یا خاص خاندان کی عورتوں کے بارے میں کوئی شخص ایسی بات کہے تب تو طلاق لازم آجائے گی، لیکن مطلقاً تمام عورتوں کے بارے میں یہ بات کہی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ پہلی صورت میں تو یہ امکان باقی رہتا ہے کہ مرد اس عورت یا اس قبیلے کی عورت کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کر سکے۔ لیکن دوسری صورت میں ترکِ سنت کی قباحت لازم آتی ہے اور یہ ایک حلال چیز کو اپنے اوپر مطلقاً حرام کر لینے کا ہم معنی ہے۔ (رسائل و مسائل سوم، فقہی مسائل: طلاق...)

طلاق کا صحیح طریقہ

عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بے حدوحساب طلاق دینے کا مجاز تھا۔ جس عورت سے اس کا شوہر بگڑ جاتا اس کو وہ بار بار طلاق دے کر رجوع کرتا رہتا تھا، تاکہ نہ تو وہ غریب اس کے ساتھ ہی بس سکے اور نہ اس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکے۔ یہاں اسی ظلم کا دروازہ بند کیا گیا ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ جو قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ عورت کو حالتِ طُہر میں ایک مرتبہ طلاق دی جائے، اگر جھگڑا ایسے زمانے میں ہوا ہو، جب کہ عورت ایام ماہواری میں ہو، تو اسی وقت طلاق دے بیٹھنا درست نہیں ہے، بلکہ ایام سے اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ پھر ایک طلاق دینے کے بعد اگر چاہے تو دوسرے طہر میں دوبارہ ایک طلاق دے دے ورنہ بہتر یہی ہے کہ پہلی ہی طلاق پر اکتفا کرے۔ اس صورت میں شوہر کو یہ حق حاصل رہتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے پہلے جب چاہے رجوع کر لے، اور اگر عدت گزر بھی جائے تب بھی دونوں کے لیے موقع باقی رہتا ہے کہ پھر باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر لیں، لیکن تیسرے طہر میں تیسری بار طلاق دینے کے بعد نہ تو شوہر کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور نہ اس کا ہی کوئی موقع رہتا ہے کہ دونوں کا پھر نکاح ہو سکے۔ رہی یہ صورت کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جائیں جیسا کہ آج کل جہلاء کا عام طریقہ ہے تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ نبیؐ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا آپ اس کو دُرّے لگاتے تھے۔ (تفہیم القرآن ج۱، البقرہ، حاشیہ: ۲۵۰)

۶۹۔ ایک روایت میں حضورؐ نے فرمایا کہ ''یا تو طُہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر طلاق دینا چاہیے، یا پھر ایسی حالت میں دے جب کہ اس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو۔''

تخریج: (۱) نَا اَحْمَدُ بْنُ کَامِلٍ، نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْھَاشِمِیُّ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: اَلطَّلَاقُ لِلسُّنَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِراً مِنْ غَیْرِ جِمَاعٍ، اَوْعِنْدَ حَبْلٍ قَدْ تَبَیَّنَ. (۱۴)

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حِينَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ، فَقَالَ: مُرْهُ، فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرَةٌ قَالَ اَبُومُحَمَّدٍ: رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعٌ : اَوْحَامِلٌ.(۱۵)

﴿۳﴾ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: وَجْهُ الطَّلَاقِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، وَاِذَا اسْتَبَانَ حَمْلُهَا.(۱٦)

﴿۴﴾ عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ: مَنْ اَرَادَ...اَنْ يُّطَلِّقَ لِلسُّنَّةِ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ، فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ.(۱۷)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا:ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ اَوْحَامِلٌ.(۱۸)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۲کتاب الطلاق۔ باب فی کراهية الطلاق۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی کراهية الطلاق۔ هذا حديث ابی داؤد مرسل۔☆المستدرك للحاكم ج۲۔ کتاب الطلاق باب ما احل الله شيئًا ابغض اليه من الطلاق عن ابن عمر۔ هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔ ☆کنز العمال ج۹۔ص ٦٦١۔

(۲) المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب طلاق ان شاء الله تعالٰی۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆ السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب الخلع والطلاق۔☆کنزالعمال ج۹۔☆نصب الراية ج۳۔ص ۲۳۵۔

(۳) مُصَنَّف لِابن ابی شیبة۔ج٥ کتاب الطلاق باب من کره الطلاق من غيرريبة۔

(٤) ابوداؤد ج۲ کتاب الطلاق، باب فی کراهية الطلاق۔☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق۔ باب۱۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الطلاق باب ماجاء فی کراهية الطلاق۔☆احکام القرآن للجصّاص ج۲۔ص۱۰۹☆کنز العمال ج۹۔ ص ٦٦١ الفصل الثانی فی الترهيب عن الطلاق۔

(٥) ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب طلاق العبد۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب طلاق العبد بغير اذن سيده وفيه ضعف۔☆کنز العمال ج۹۔ص ٦٤١۔٦٤٢عن ابن عباس۔

(٦) دارقطنی ج٤۔ حدیث ۱۰۲، حاشيه ٥٧ مطبوعه نشر السنة پاکستان۔

(۷) مجمع الزوائدج ٤۔کتاب الطلاق باب لاطلاق قبل نکاح۔

(۸) نصب الراية لاحاديث الهدايه للزيلعی ج۳۔ کتاب الطلاق باب الأيمان فی الطلاق۔

(۹) نصب الراية لاحاديث الهدايه للزيلعی ج۳۔ کتاب العتق۔

(۱۰) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق، باب فی الطلاق قبل النکاح۔☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب لاطلاق قبل النکاح۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔☆ ابنِ ماجه نے لَاطَلَاقَ فِيمَا لَايَمْلِكُ نقل کیاهے۔☆دارمی ج۲کتاب الطلاق باب۳لاطلاق قبل نکاح۔☆دارمی نے وَلَاطَلَاقَ قَبْلَ اِمْلَاكٍ وَلَاعِتَاقَ حَتّٰى يَبْتَاعَ۔☆دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق۔ مسند احمد ج۲۔ص ۱۱۰، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۰۷، ۲۱۲۔

(۱۱) مُسندِ احمد ج۲میں ایك روایت میں لَاطَلَاقَ فِيمَا لَاتَمْلِكُونَ الخ یعنی تَمْلِكُونَ جمع کا صیغه هے ۔ ج۳ ص۱۸۹ ☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆ ترمذی ج۱ ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء لاطلاق قبل النکاح۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب الطلاق قبل النکاح۔☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب الطلاق باب الطلاق قبل النکاح ۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب الطلاق باب لانذر لابن آدم فیما لایملك عن عمرو۔ ☆ مجمع الزوائد للهیثمی ج٤۔ص۳۳٤عن جابر بن عبدالله بحواله طبرانی اوسط اس نے لاطلاق الابعد نکاح ولاعتاق الا من بعد ذلك ذکر کیاهے۔☆ کنزالعمال ج۹۔ص٦٤۱عن عمرو۔

(۱۲) ابن ماجه کتاب الطلاق باب لاطلاق قبل النکاح۔☆دارمی کتاب الطلاق باب۳۔لاطلاق قبل نکاح۔☆دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق والخلع عن معاذ بن جبل۔☆احکام القرآن للجصّاص ج۳۔ص۳٦۳☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق باب الطلاق قبل النکاح۔ عن جابر۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب التفسیر سورة الاحزاب۔ لاطلاق لمن لاملك۔ ابن عباس سے مروی روایت۔ لاطلاق الا بعد نکاح الخ۔ معاذ بن جبل۔ ☆مستدرك ج۲۔ص ٤۲۰☆کنزالعمال ج۹۔ص٦٤۱☆مصنف ابن ابی شیبة ج٥۔ص۱۷☆المصنف ج٦۔ کتاب الطلاق باب الطلاق قبل النکاح۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب الطلاق باب لاطلاق قبل نکاح۔ عن جابراس میں بهی لاطلاق الابعد نکاح هے ۔نصب الراية لاحاديث الهداية للزيلعی ج۳۔ص۲۳۱امام بخاری نے ج۲کتاب الطلاق باب لاطلاق قبل النکاح باندها هے اور اس کے تحت قرآن مجید کی آیت لاکر استدلال کیا هے که نکاح کرنے سے پهلے طلاق واقع نهیں هوتی۔ عبدالله بن عباس نے اس آیت سے استنباط کیاهے یعنی جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ۔

(۱۳) دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ص۳۱۸ عن عبدالله بن عمر۔☆اس روایت میں وان سمیت المرأة بعینها کاٹکڑا نهیں هے۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب الرضاع۔☆کنزالعمال ج۹۔ ص٦٤۳ عن ابن عمرو۔

(۱٤) سنن دارقُطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب طلاق السنة۔☆ ابن ماجه کتاب الطلاق باب طلاق السنة۔☆ نسائی نے اوعندحبل قدتبین بیان نهیں کیا۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج٥۔ کتاب الطلاق ماقالوا فی طلاق السنة ما ومتٰی یطلق؟

(۱٥) دارمی ج۲۔ کتاب الطلاق باب السنة فی الطلاق۔☆مجمع الزوائد ج٤۔ص۳۳٦ قال عبدالله الطلاق فی طهر غیرجماع۔

(۱٦) المصنف ج٦۔کتاب الطلاق باب المبارأة۔

(۱۷) المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب الطلاق باب المبارأة۔ فتح القدیر للشوکانی ج٥۔ص۳٤۳ عن ابن مسعود وابن عباس۔

(۱۸) ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب کیف تطلق۔

خلع

فَلَاجُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ (البقرہ:۲۲۹)

’’ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہوجانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرلے۔‘‘

تشریح : شریعت کی اصطلاح میں اسے ’’خُلع‘‘ کہتے ہیں۔ یعنی ایک عورت کا اپنے شوہر کو کچھ دے دلا کر اس سے طلاق حاصل کرنا۔ اس معاملے میں اگر عورت اور مرد کے درمیان گھر کے گھر ہی میں کوئی معاملہ طے ہوجائے، تو جو کچھ طے ہوا ہو، وہی نافذ ہوگا۔ لیکن اگر عدالت میں معاملہ جائے، تو عدالت صرف اس امر کی تحقیق کرے گی کہ آیا فی الواقع یہ عورت اس مرد سے اس حد تک متنفر ہوچکی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا نباہ نہیں ہوسکتا۔ اس کی تحقیق ہوجانے پر عدالت کو اختیار ہے کہ حالات کے لحاظ سے جو فدیہ چاہے، تجویز کرے، اور اس فدیے کو قبول کرکے شوہر کو اسے طلاق دینا ہوگا۔ بالعموم فقہاء نے اس بات کو پسند نہیں کیا ہے کہ جو مال شوہر نے اس عورت کو دیا ہو، اس کی واپسی سے بڑھ کر کوئی فدیہ اسے دلوایا جائے۔

خُلع کی صورت میں جو طلاق دی جاتی ہے، وہ رجعی نہیں ہے، بلکہ بائنہ ہے۔ چونکہ عورت نے معاوضہ دے کر اس طلاق کو گویا خریدا ہے، اس لیے شوہر کو یہ حق باقی نہیں رہتا کہ اس طلاق سے رجوع کرسکے۔ البتہ اگر یہی مرد و عورت پھر ایک دوسرے سے راضی ہوجائیں اور دوبارہ نکاح کرنا چاہیں، تو ایسا کرنا ان کے لیے بالکل جائز ہے۔

جمہور کے نزدیک خُلع کی عدّت وہی ہے جو طلاق کی ہے مگر ابوداؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ وغیرہ میں متعدد روایات ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی عدّت ایک ہی حیض قرار دی تھی اور اسی کے مطابق حضرت عثمانؓ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا۔ (ابنِ کثیر ج اول ص ۲۷۶) (تفہیم القرآن ج ا، البقرہ، حاشیہ:۲۵۲)

جمیلہ بنت اُبَیّ کا واقعۂ خلع

۷۰۔ أَتَرُدِّيۡنَ عَلَيۡهِ حَدِيۡقَتَهُ الَّتِيۡ اَعۡطَاكِ؟

’’جو باغ تجھ کو اس نے دیا تھا وہ تو واپس کردے گی؟‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ النِّیْسَابُوْرِیُّ، نَا یُوْسُفُ بْنُ سَعِیْدٍ، نَاحَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، اَخْبَرَنِیْ اَبُوالزُّبَیْرِ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، کَانَتْ عِنْدَہٗ زَیْنَبُ بِنْتُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلٍ، وَکَانَ اَصْدَقَھَا حَدِیْقَۃً فَکَرِھَتْہُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ حَدِیْقَتَہُ الَّتِیْ اَعْطَاکِ؟قَالَتْ: نَعَمْ وَزِیَادَۃً، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : اَمَّا الزِّیَادَۃُ فَلاَ، وَلٰکِنْ حَدِیْقَتَہٗ، قَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخَذَھَا لَہٗ، وَخَلاَ سَبِیْلَھَا، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِکَ ثَابِتَ بْنَ قَیْسٍ، قَالَ قَدْ قَبِلْتُ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ .سَمِعَہٗ اَبُوالزُّبَیْرِ مِنْ غَیْرِ وَاحِدٍ.(۱)

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی، قَالَ: ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰی فُضَیْلٍ، عَنْ اَبِیْ جَرِیْرٍ اَنَّہٗ سَأَلَ عِکْرِمَۃَ ھَلْ کَانَ لِلْخُلْعِ اَصْلٌ؟ قَالَ:کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ خُلْعٍ کَانَ فِی الْاِسْلَامِ اُخْتُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ اَنَّھَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لاَیَجْمَعُ رَاْسِیْ وَرَاْسَہٗ شَیْءٌ اَبَدًا، اِنِّیْ رَفَعْتُ جَانِبَ الْخِبَاءِ، فَرَأَیْتُہٗ اَقْبَلَ فِیْ عِدَّۃٍ، فَاِذَا ھُوَ اَشَدُّھُمْ سَوَادًا، وَاَقْصَرُھُمْ قَامَۃً، وَاَقْبَحُھُمْ وَجْھًا، قَالَ زَوْجُھَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ اَعْطَیْتُھَا اَفْضَلَ مَالِیْ حَدِیْقَۃً فَتَرُدُّ عَلَیَّ حَدِیْقَتِیْ، قَالَ: مَاتَقُوْلِیْنَ؟ قَالَتْ،نَعَمْ! وَاِنْ شَآءَ زِدْتُّہٗ، قَالَ: فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا.(۲)

ترجمہ : ابوجریر نے حضرت عکرمہ سے پوچھا کہ کیا خلع کی بھی کوئی اصلیت ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں خلع کا پہلا واقعہ عبداللہ بن ابی کی بہن (جمیلہ) کا ہے۔ (صورت واقعہ یوں ہے) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے رسول خدا ﷺ ! میرے اور اس کے سر کو کوئی چیز بھی اکٹھے نہیں رکھ سکتی ہے۔ میں نے اپنا گھونگھٹ جو اٹھایا تو وہ سامنے سے چند آدمیوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب سے زیادہ کالا اور سب سے زیادہ پستہ قد اور سب سے زیادہ بدشکل تھا۔ اس کے خاوند نے عرض کیا، یارسول اللہ میں نے تو اسے اپنے مال کا سب سے عمدہ مال باغ کی شکل میں دیا ہے، وہ اسے مجھ کو واپس کرے گی؟ آنحضورؐ نے اس عورت سے پوچھا، بولو کیا کہتی ہو؟ اس نے جواب دیا ہاں (میں واپس دے دوں گی)، اگر مزید بھی کچھ چاہے تو وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؐ نے دونوں کو جدا جدا کر دیا۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ، قَالَ: ثَنَا یَحْیٰ بْنُ وَاضِحٍ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ وَاقِدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ جَمِیْلَۃَ بِنْتِ اُبَیِّ ابْنِ سَلُوْلٍ اَنَّھَاکَانَتْ عِنْدَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ، فَنَشَزَتْ عَلَیْہِ، فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: یَاجَمِیْلَۃُ مَاکَرِھْتِ مِنْ ثَابِتٍ؟ قَالَتْ: وَاللّٰہِ! مَاکَرِھْتُ مِنْہُ دِیْنًا وَلاَخُلُقًا اِلاَّ اَنِّیْ کَرِھْتُ دَمَامَتَہٗ، فَقَالَ لَھَا:أَتَرُدِّیْنَ الْحَدِیْقَۃَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَرَدَّتِ الْحَدِیْقَۃَ، وَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا.(۳)

ترجمہ : جمیلہ بنت ابی بن سلول کا بیان ہے کہ وہ ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی۔ جمیلہ ثابت سے ناراض ہوگئی اور نفرت کا

اظہار کیا تو نبی ﷺ نے کسی کو بھیج کر جمیلہ کو بلوایا اور دریافت فرمایا، اے جمیلہ! ثابت کی کون سی چیز تجھے ناپسند ہے؟ وہ بولی بخدا میں ثابت کے دین اور اخلاق کو ناپسند نہیں کرتی، مجھے تو اس کی بدصورتی ناپسند ہے۔ آپ نے پوچھا، کیا اس کا باغ واپس کردوگی؟ اس نے کہا ہاں۔ جمیلہ نے ثابت کا باغ واپس کردیا اور آپؐ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، ثَنَا اَبُوْخَالِدِ نِ الْاَحْمَرُ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، كَانَتْ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَكَانَ رَجُلاً دَمِيْمًا. فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! لَوْلَامَخَافَةُ اللّٰهِ، اِذَا دَخَلَ عَلَيَّ، لَبَصَقْتُ فِيْ وَجْهِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَ: فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (٤)

﴿۵﴾ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَاوَاللّٰهِ مَااَعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ دِيْنًا، وَلَاخُلُقًا، وَلٰكِنْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَتَرُدِّيْنَ اِلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ ثَابِتًا، فَاَخَذَ حَدِيْقَتَهٗ وَفَارَقَهَا. وَهِيَ جَمِيْلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ، قَالَ مَعْمَرٌ: وَبَلَغَنِيْ اَنَّهَا قَالَتْ: يَوْمَئِذٍ اَكْرَهُ اَنْ اَعْصِي رَبِّيْ، قَالَ: وَبَلَغَنِيْ اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: بِيْ مِنَ الْجَمَالِ مَاتَرٰى، وَثَابِتٌ رَجُلٌ دَمِيْمٌ. (٥)

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ، وَلَادِيْنٍ، وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. (٦)

﴿۷﴾ ابن ماجہ میں **وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ** کے بعد اتنا اضافہ بھی ہے **لَا اُطِيْقُهٗ بُغْضاً. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْهَا حَدِيْقَتَهٗ وَلَايَزْدَادُ.** (٧)

بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے:

﴿۸﴾ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ، وَلَاخُلُقٍ اِلَّا اَنِّيْ اَخَافُ الْكُفْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ. فَرَدَّتْ عَلَيْهِ، وَاَمَرَهٗ فَفَارَقَهَا. (٨)

پس منظر: جمیلہ بنت ابی بن سلول (عبداللہ بن ابی کی بہن) کا قصہ یہ ہے کہ انہیں ثابت کی صورت ناپسند تھی۔ انہوں نے نبی ﷺ کے پاس خلع کے لیے مرافعہ کیا اور ان الفاظ میں اپنی شکایت پیش کی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ رَاْسِىْ وَرَاْسَهٗ شَىْءٌ اَبَداً اِنِّىْ رَفَعْتُ جَانِبَ الْخِبَاءِ فَرَاَيْتُهٗ اَقْبَلَ فِىْ عِدَّةٍ فَاِذَا هُوَ اَشَدُّهُمْ سَوَاداً وَاَقْصَرُهُمْ قَامَةً وَاَقْبَحُهُمْ وَجْهاً۔ (ابن جریر)

''یارسول اللہ میرے اور اس کے سر کو کوئی چیز جمع نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنا گھونگھٹ جو اٹھایا تو وہ سامنے سے چند آدمیوں کے ساتھ آرہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ان سب سے زیادہ کالا اور سب سے زیادہ پست قد اور سب سے زیادہ بدشکل تھا۔''

وَاللّٰهِ مَا كَرِهْتُ مِنْهُ دِيْناً وَلَا خُلُقاً اِلَّا اَنِّىْ كَرِهْتُ دَمَامَتَهٗ۔(ابن جریر)

''خدا کی قسم میں دین یا اخلاق کی کسی خرابی کے سبب سے اس کو ناپسند نہیں کرتی، بلکہ مجھے اس کی بدصورتی ناپسند ہے۔''

وَاللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اللّٰهِ اِذَا دَخَلَ عَلَيَّ لَبَصَقْتُ فِىْ وَجْهِهٖ۔(ابن جریر)

''خدا کی قسم! اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آیا تھا اس وقت میں اس کے منہ پر تھوک دیتی۔''

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِىْ مِنَ الْجَمَالِ مَا تَرٰى وَثَابِتٌ رَجُلٌ دَمِيْمٌ۔(عبدالرزاق بحواله فتح الباری)

''یارسول اللہ میں جیسی خوبصورت ہوں آپ دیکھتے ہیں اور ثابت ایک بدصورت شخص ہے۔''

وَمَا اَعْتَبُ عَلَيْهِ فِىْ خُلُقٍ وَلَادِيْنٍ وَ الٰكِنِّىْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِى الْاِسْلَامِ۔

''میں اس کے دین اور اخلاق پر کوئی حرف نہیں رکھتی، مگر مجھے اسلام میں کفر کا خوف ہے۔''

نبی ﷺ نے یہ شکایت سنی اور فرمایا اَ تَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِىْ اَعْطَاكَ؟''جو باغ اس نے تجھ کو دیا تھا وہ تو واپس کردے گی؟'' انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ، بلکہ وہ زیادہ چاہے تو زیادہ بھی دوں گی۔ حضور نے فرمایا اَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَاوَ لٰكِنْ حَدِيْقَتَهٗ ''زیادہ تو نہیں مگر تو اس کا باغ واپس کردے۔'' پھر ثابت کو حکم دیا کہ اَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً۔ ''باغ قبول کرلے اور اس کو ایک طلاق دے دے۔''

کسی زیادتی کے بغیر خلع

۷۱۔اَيُّمَا امْرَاَةٍ اِخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِغَيْرِ نُشُوْزٍ فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اَلْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ۔[1]

''جس کسی عورت نے اپنے شوہر سے اس کی کسی زیادتی کے بغیر خلع لیا اس پر اللہ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ خلع کو کھیل بنانے والی عورتیں منافق ہیں۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، ثَنَامُزَاحِمُ بْنُ ذَوَّادِ بْنِ عُلْبَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ اَبِى الْخَطَّابِ، عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ، عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ.

—— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِىِّ۔

---

[1] ان الفاظ میں یہ روایت نہیں ملی۔(مرتب)

〈۲〉وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَیُّمَا امْرَاَةٍ نِاخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَیْرِ بَاْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.(۹)

نسائی نے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے نقل کی ہے:

〈۳〉اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: اَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ وَهُوَ الْمُغِیْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: ثَنَا وُهَیْبٌ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ.(۱۰)

—— قَالَ الْحَسَنُ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ غَیْرِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ اَلْحَسَنُ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ شَیْئًا۔

〈۴〉حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَاحَمَّادٌ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ، عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَیُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَابَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت بغیر کسی زیادتی کے اپنے خاوند سے طلاق (خلع) کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

تشریح: مرد ہو یا عورت، ہر ایک کو طلاق یا خلع کا اختیار صرف ایک آخری چارہ کار کے طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ نہ کہ محض خواہشات کی تسکین کے لیے طلاق اور خلع کو کھیل بنا لیا جائے۔ (حقوق الزوجین، اصل دوم: خلع)

عدت خلع

۷۲۔ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَیْضَةً وَاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِاَهْلِهَا .

''ایک حیض تک انتظار کر اور اپنے لوگوں (میکے والوں) کے ساتھ جا کر رہو۔''

تخریج:〈۱〉اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِیٍّ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰ الْمَرْوَزِیُّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ شَاذَانُ ابْنُ عُثْمَانَ اَخُوْعَبْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیٰ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَخُوْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّ الرُّبَیِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَیْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَأَتَهٗ فَکَسَرَ یَدَهَا وَهِیَ جَمِیْلَةُ بِنْتُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اُبَیٍّ فَاَتٰی اَخُوْهَا یَشْتَکِیْهِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی ثَابِتٍ فَقَالَ لَهٗ: خُذِ الَّذِیْ لَهَا عَلَیْکَ وَخَلِّ سَبِیْلَهَا، قَالَ: نَعَمْ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَیْضَةً وَاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِاَهْلِهَا.(۱۲)

ترجمہ: ربیع بنت معوذ نے بتایا کہ ثابت ابن قیس نے اپنی بیوی کو اتنا مارا کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ یہ خاتون جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھیں ان کا بھائی رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت کو بلوا لیا اور اس

سے فرمایا جو حق (مال مہر) تمہارا اس عورت کے ذمہ بنتا ہے وہ لے لو اور اسے فارغ کردو۔ اس نے عرض کیا، ٹھیک ہے میں ایسا کرتا ہوں (مال باغ کی شکل میں واپس لے کر اسے فارغ کردیا)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو حکم دیا کہ ایک حیض تک انتظار کرا اور اپنے لوگوں (میکے والوں) کے ساتھ جا کر رہو۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ الْبَزَّازُ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ ن الْقَطَّانُ، ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عِدَّتَهَا حَيْضَةً.(١٣)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو آپ نے اس عورت کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی۔

ترمذی کی ایک روایت :

﴿۳﴾عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرآءَ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهَاالنَّبِيُّ ﷺ وَاُمِرَتْ اَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.(١٤)

—— قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: حَدِيْثُ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ : ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں خلع لیا۔ نبی ﷺ نے اسے اس کی اجازت دے دی اور خلع کے بعد اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایک حیض مدت عدت شمار کرے۔

رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ بن عفراء خود اپنا واقعۂ خلع بیان کرتی ہیں:

﴿۴﴾قَالَتْ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِيْ، ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَاَلْتُ: مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ لَاعِدَّةَ عَلَيْكِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِيْنَ عِنْدَهُ حَتّٰى تَحِيْضِيْنَ حَيْضَةً قَالَتْ: وَاِنَّمَا تَبِعَ فِيْ ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.(١٥)

﴿۵﴾عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِوبْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى عَبَّاسٍ، قَالَ: اخْتَلَعَتْ امْرَأَةُ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ مِنْ زَوْجِهَا، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِدَّتَهَا حَيْضَةً.(١٦)

﴿۶﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: نَا هُشَيْمٌ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهُ قَالَ:عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.

﴿۷﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: نَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.(١٧)

﴿۸﴾حَدَّثَنَا القَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَیْضَةٌ.(۱۸)

تشریح: مختلعہ کی عدّت کے مسئلے میں اختلاف ہے۔فقہاء کی ایک کثیر جماعت اسے مطلقہ کی عدت کے مانند قرار دیتی ہے۔اور ایک معتد بہ جماعت اسے ایک حیض تک محدود رکھتی ہے۔اس دوسرے مسلک کی تائید میں متعدد احادیث ہیں۔نسائی اور طبرانی نے ربیع بنتِ مُعوّذ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی کے مقدمہ خلع میں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَیْضَةً وَّاحِدَةً وَتَلْحَقَ بِاَھْلِھَا۔

ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ انہی زوجہ ثابت بن قیس کو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ تَعْتَدِّ بِحَیْضَةٍ۔

نیز ترمذی،نسائی اور ابن ماجہ نے ربیع بنتِ معوّذ کی ایک اور روایت بھی اسی مضمون کی نقل کی ہے۔ابنِ ابی شیبہ نے ابن عمرؓ کے حوالہ سے حضرت عثمانؓ کا بھی ایک فیصلہ اسی مضمون پر مشتمل نقل کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے ابن عمرؓ مختلعہ کی عدّت کے معاملے میں تین حیض کے قائل تھے۔حضرت عثمانؓ کے اس فیصلے کے بعد انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور ایک حیض کا فتویٰ دینے لگے۔اسی طرح ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ عِدَّتُھَا حَیْضَةٌ۔ابنِ ماجہ نے ربیع بنتِ معوّذ بن عفراء کے حوالے سے حضرت عثمانؓ کے مذکورہ بالا فیصلہ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں حضرت عثمانؓ کا یہ قول بھی موجود ہے کہ اِنَّمَا اَتَّبِعُ فِیْ ذٰلِکَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔ (رسائل ومسائل سوم،فقہی مسائل:عدت خلع)

حبیبہ بنت سہل انصاریہ کا واقعہ خلع

۷۳۔ ثابت کی ایک اور بیوی حبیبہ بنت سہل الانصاریہ تھیں جن کا واقعہ امام مالک اور ابوداؤد نے اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز صبح سویرے حضورؐ اپنے مکان سے باہر نکلے تو حبیبہ کو کھڑا پایا، دریافت فرمایا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ ''میری اور ثابت کی نبھ نہیں سکتی'' جب ثابت حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ حبیبہ بنتِ سہل ہے۔اس نے بیان کیا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ بیان کرے۔حبیبہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! جو کچھ ثابت نے مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس ہے۔حضورؐ نے ثابت کو حکم دیا کہ وہ لے لے اور اس کو چھوڑ دے۔بعض روایتوں میں خَلِّ سَبِیْلَھَا کے الفاظ ہیں اور بعض میں فَارِقْھَا۔دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ابوداؤد اور ابن جریر نے حضرت عائشہ سے اس واقعہ کو اس طرح روایت کیا ہے کہ ثابت نے حبیبہ کو اتنا مارا تھا کہ ان کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔حبیبہ نے آکر حضور سے شکایت کی، آپ نے ثابت کو حکم دیا کہ خُذْ بَعْضَ مَالِھَا وَفَارِقْھَا ''اس کے مال کا ایک حصہ لے لے اور اسے جدا کردے۔'' مگر ابن ماجہ نے حبیبہ کے جو الفاظ نقل کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حبیبہ کو بھی ثابت کے خلاف جو شکایت تھی وہ مار پیٹ کی نہیں بلکہ بدصورتی کی تھی۔چنانچہ انہوں نے وہی الفاظ کہے جو دوسری احادیث میں جمیلہ سے منقول ہیں، ''یعنی اگر مجھے خدا کا خوف نہ ہوتا تو ثابت کے منہ پر تھوک دیتی۔'' (حقوق الزوجین،اصل دوم:صدرِ...)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيٰ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيْبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيَّةِ، اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَى الصُّبْحِ، فَوَجَدَ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ هٰذِهِ؟ فَقَالَتْ: اَنَا حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَالَ:مَاشَانُكِ؟ قَالَتْ: لاَ اَنَا وَلاثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، لِزَوْجِهَا، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذِهِ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ، وَذَكَرَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَذْكُرَ، وَقَالَتْ حَبِيْبَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ مَااَعْطَانِيْ عِنْدِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ: خُذْ مِنْهَا، فَاَخَذَ مِنْهَا، وَجَلَسَتْ (هِيَ) فِيْ اَهْلِهَا.(۱۹)

〈۲〉حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُوعَمْرٍوالسَّدُوْسِيُّ الْمَدِيْنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ، كَانَتْ عِنْدَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ فَضَرَبَهَا، فَكَسَرَ بَعْضَهَا، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الصُّبْحِ (فَاشْتَكَتْهُ اِلَيْهِ) فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ ثَابِتًا فَقَالَ: خُذْ بَعْضَ مَالِهَا وَفَارِقْهَا، فَقَالَ: وَيُصْلِحُ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: فَاِنِّيْ اَصْدَقْتُهَا حَدِيْقَتَيْنِ وَهُمَا بِيَدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ خُذْ هُمَا فَفَارِقْهَا فَفَعَلَ.(۲۰)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حبیبہ بنت سہل، ثابت بن قیس کے نکاح میں تھیں۔ ثابت نے اسے اتنا مارا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ گیا، حبیبہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں صبح کے بعد حاضر ہوئی اور ثابت کی شکایت کی۔ نبی ﷺ نے ثابت کو بلوا بھیجا (وہ آ گیا) تو آپ نے فرمایا، اس کا کچھ مال لے کر اسے فارغ کر دو۔ اس نے عرض کیا، کیا آپ کا یہ فیصلہ صلح کرا دے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں ضرور کرے گا تو ثابت بولا میں نے تو اسے مہر میں دو باغ دیے ہیں اور وہ اس کے قبضہ میں ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، اپنے دونوں باغ اس سے واپس لے لو اور اسے فارغ کر دو! چنانچہ ثابت نے ایسا ہی کیا۔

خلع کا معاوضہ اپنے دیے ہوئے مال سے زیادہ لینا

۷۴۔ لاَ يَأْخُذُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا.

تخریج:〈۱〉عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبُوالزُّبَيْرِ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، كَانَتْ عِنْدَهُ زَيْنَبُ بِنْتُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ، وَكَانَ اَصْدَقَهَا حَدِيْقَةً، فَكَرِهَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِيْ اَعْطَاكِ؟ قَالَتْ : نَعَمْ وَزِيَادَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَمَّاالزِّيَادَةُ فَلاَ، وَلٰكِنْ حَدِيْقَتَهُ،

قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخَذَهَا وَخَلّٰى سَبِيْلَهَا، انتهىٰ. قَالَ: سَمِعَهُ اَبُوالزُّبَيْرِ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، ثُمَّ اَخْرَجَ عَنْ عَطَاءٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: لَايَاْخُذُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا، انتهىٰ.(۲۱)

〈۲〉حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ نِ الشَّافِعِيُّ، نَابِشْرُ بْنُ مُوْسٰى، نَا الْحُمَيْدِيُّ، نَا سُفْيَانُ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاتَاْخُذُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا.(۲۲)

ترجمہ: حضرت عطاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ مختلعہ سے خلع کے معاوضہ میں اپنے دیے ہوئے مہر سے زیادہ مال نہ لے۔

تشریح: نبی ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا کہ شوہر خلع کے معاوضہ میں اپنے دیئے ہوئے مہر سے زیادہ مال لے۔

(حقوق الزوجین، اصل دوم: احکام خلع)

طلاق اور خلع کو کھیل بنانے کی ممانعت

۷۵۔اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلَاقُ.

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَعْرُوْفِ نِ ابْنِ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلَاقُ.(۲۳)

۷۶۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.

''اللہ مزے چکھنے والوں اور مزے چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا۔''

تخریج: 〈۱〉عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.

—— رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَفِيْهِ رَاوٍلَا وَلَمْ يُسَمّ وَبَقِيَّةُ اِسْنَادِهٖ حَسَنٌ۔

ابوموسیٰ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی منقول ہے:

〈۲〉عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تُطَلَّقُ النِّسَآءُ اِلَّا مِنْ رِيْبَةٍ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَلَاالذَّوَّاقَاتِ.(۲٤)

—— رواه البزار والطبراني فى الكبير والاوسط واحد اسانيد البزار فيه عمران القطان وثقهٗ احمد وابن حبان، وضعفه يحىٰ بن سعيد وغيره۔

۷۷۔ لَعَنَ اللّٰہُ کُلَّ ذَوَّاقٍ مِطْلَاقٍ.

''ہر طالبِ لذّت بکثرت طلاق دینے والے پر اللہ نے لعنت کی ہے۔''

تخریج: وَلِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اللّٰہُ کُلَّ مِذْوَاقٍ مِطْلَاقٍ.(۲۵)

۷۸۔ تَزَوَّجُوْا وَلَاتُطَلِّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.

''شادیاں کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ مزے چکھنے والوں اور مزے چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا عَبْدُالْبَاقِی بْنُ قَانِعٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ یَزِیْدَ النَّیْلِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُھَلَّبُ ابْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ بَیَانٍ، عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ، عَنْ تَمِیْمَۃَ الْھُجَیْمِیِّ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : تَزَوَّجُوْا وَلَاتُطَلِّقُوْا، فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.(۲۶)

مجمع الزوائد کی ایک روایت کے الفاظ:

〈۲〉تَزَوَّجُوْا وَلَاتُطَلِّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.(۲۷)

تفسیر ابن جریر طبری میں ہے :

〈۳〉قِیْلَ قَدْ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ.فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الثَّالِثَۃِ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ کُلَّ ذَوَّاقٍ مِنَ الرِّجَالِ، وَلَاکُلَّ ذَوَّاقَۃٍ مِّنَ النِّسَآءِ.(۲۸)

ترجمہ : تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے بہت مزا چکھنے والوں اور عورتوں میں بہت مزا چکھنے والیوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

—— وَکَذَا ھُوَ عِنْدَ الدَّارِ قُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ مِنْ طَرِیْقِ بَکْرِ بْنِ بَکَّارٍ عَنْ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ شَھْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ عَنْہُ۔ وَبَکْرٌ قَالَ فِیْہِ النَّسَائِیُّ : لَیْسَ بِثِقَۃٍ وَقَالَ فِیْہِ ابْنُ مُعِیْنٍ:لَیْسَ بِشَیْءٍ۔(۲۹)

تشریح : اصطلاحِ شرعی میں طلاق سے مراد وہ علیحدگی ہے جس کا حق مرد کو دیا گیا ہے۔ مرد اپنے اس اختیار میں آزاد ہے۔ وہ جب چاہے اپنے حقوقِ زوجیّت سے دست بردار ہو سکتا ہے جن کو اس نے مہر کے معاوضے میں حاصل کیا تھا۔ مگر شریعت اسلامی طلاق کو پسند نہیں کرتی۔ (حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

اگر عورت خوبصورت نہ ہو یا اس میں کوئی اور ایسا نقص ہو جس کی بنا پر وہ شوہر کو پسند نہ آئے تو یہ مناسب نہیں ہے کہ شوہر فوراً دل برداشتہ ہو کر اسے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائے حتی الامکان اسے صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ بسا اوقات ایسا

ہوتا ہے کہ ایک عورت خوبصورت نہیں ہوتی مگر اس میں بعض دوسری خوبیاں ایسی ہوتی ہیں جو ازدواجی زندگی میں حسنِ صورت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اگر اسے اپنی ان خوبیوں کے اظہار کا موقع ملے تو وہی شوہر ابتداءً محض اس کی صورت کی خرابی سے دل برداشتہ ہو رہا تھا اس کے حسنِ سیرت پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ازدواجی زندگی کی ابتداء میں عورت کی بعض باتیں شوہر کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں اور وہ اس سے بددل ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ صبر سے کام لے اور عورت کے تمام امکانات کو بروئے کار آنے کا موقع دے تو اس پر خود ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کی بیوی برائیوں سے بڑھ کر خوبیاں رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ آدمی ازدواجی تعلق کو منقطع کرنے میں جلد بازی سے کام لے۔ طلاق بالکل آخری چارۂ کار ہے جس کو ناگزیر حالات میں ہی استعمال کرنا چاہیے۔ (تفہیم القرآن ج ۱، ص: ۳۳۴ النساء حاشیہ: ۳۰)

حالتِ حیض میں طلاق کی ممانعت

۷۹۔ لاَ، کَانَتْ تَبِیْنُ وَتَکُوْنَ مَعْصِیَةً[۱]

''نہیں، وہ جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔''

تخریج: 〈۱〉 نَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ نِ الْحَافِظُ، نَامُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْهَرِیُّ، نَا مُعَلَّی بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا شُعَیْبُ بْنُ رُزَیْقٍ اَنَّ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِیَّ حَدَّثَهُمْ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: نَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ تَطْلِیْقَةً وَهِیَ حَائِضٌ، ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَتْبَعَهَا بِتَطْلِیْقَتَیْنِ اُخْرَاوَیْنِ عِنْدَ الْقُرْئَیْنِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَا ابْنَ عُمَرَ مَا هٰکَذَا اَمَرَکَ اللّٰهُ اِنَّکَ قَدْ اَخْطَاْتَ السُّنَّةَ، وَالسُّنَّةُ اَنْ تَسْتَقْبِلَ الطُّهْرَ فَیُطَلِّقُ لِکُلِّ قُرُوْءٍ، قَالَ: فَاَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَاجَعْتُهَا، ثُمَّ قَالَ: اِذَا هِیَ طَهَرَتْ فَطَلِّقْ عِنْدَ ذٰلِکَ اَوْ اَمْسِکْ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَاَیْتَ لَوْ اَنِّیْ طَلَّقْتُهَا ثَلاَثًا أَکَانَ یَحِلُّ لِیْ اَنْ اُرَاجِعَهَا؟ قَالَ: لاَ، کَانَتْ تَبِیْنُ مِنْکَ وَتَکُوْنُ مَعْصِیَةً.(۳۰)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے مروی ہے انہوں نے اپنی بیوی کو اس وقت ایک طلاق دے دی جب کہ وہ ایام ماہواری میں تھی۔ پھر انہوں نے مزید دونوں طلاقیں بھی ایام ماہواری کے وقت دینے کا ارادہ کیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گئی، آپؐ نے فرمایا، اے ابن عمرؓ! اللہ تعالیٰ نے تو تجھے اس طرح طلاق دینے کا حکم نہیں دیا، تو نے طلاق کے صحیح طریقہ کو استعمال نہ کر کے خطا کا ارتکاب کیا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایام طہر میں ہر ایام ماہواری کے موقع پر ایک طلاق دے۔ ابن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رجوع کرنے کا حکم فرمایا، تو میں نے تعمیل امر میں رجوع کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا جب یہ ایام حیض سے پاک وصاف ہو جائے تو اس وقت اسے طلاق دو یا اسے روک رکھو۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر میں اسے تین طلاقیں دے دیتا تو کیا میرے لیے رجوع کرنا حلال ہوتا؟ فرمایا نہیں، وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔

—— هذِهِ الزِّيَادَاتُ الَّتِى يَأتِى بِهَا عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيّ لَيْسَتْ فِى رِوَايَةِ غَيْرِهِ وَقَدْ تَكَلَّمُوا فِيْهِ وَيُشْبَهُ اَنْ يَّكُوْنَ قَوْلُهُ وَتَكُوْنُ مَعْصِيَةً رَاجِعًا اِلَى اِيْقَاعِ مَاكَانَ يُوْقِعُهُ مِنَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ فِى حَالِ الْحَيْضِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔(۳۱)

——: فِى اِسْنَادِ هذَا الْحَدِيْثِ عَطَاءُ الْخُرَاسَانِىُّ، وَهُوَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ۔ وَقَدْ وَثَّقَهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ النَّسَائِىُّ وَاَبُوْحَاتِمٍ: لَابَأْسَ بِهِ، وَضَعَّفَهُ غَيْرُوَاحِدٍ، وَقَالَ الْبُخَارِىُّ: لَيْسَ فِيْمَنْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ مَنْ يَسْتَحِقُّ التَّرْكَ غَيْرَهُ، وَقَالَ شُعْبَةُ:كَانَ نَسِيًّا، وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ:مِنْ خِيَارِ عِبَادِ اللّٰهِ غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ كَثِيْرُ الْوَهْمِ سَيِّئُ الْحِفْظِ يُخْطِئُ وَلَا يَدْرِى، فَلَمَّا كَثُرَ ذٰلِكَ فِى رِوَايَتِهِ بَطُلَ الْاِحْتِيَاجُ بِهِ وَاَيْضًا الزِّيَادَةُ الَّتِى هِىَ مَحَلُّ الْحُجَّةِ اَعْنِى قَوْلَهُ:لَوْطَلَّقْتَهَاالخ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ عَطَاءٌ، وَخَالَفَ فِيْهِ الْحِفَاظُ، فَاِنَّهُمْ شَارَكُوْهُمْ فِى اَصْلِ الْحَدِيْثِ، وَلَمْ يَذْكُرُوا الزِّيَادَةَ۔وَاَيْضًا فِى اِسْنَادِهِ شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ الشَّامِىُّ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ، كَذَا فِى النَّيْلِ، وَذَكَرَهُ عَبْدُ الْحَقِّ فِى اَحْكَامِهِ بِهٰذَا السَّنَدِ، وَاَعَلَّهُ بِمُعَلّٰى بْنِ مَنْصُوْرٍ، وَقَالَ:رَمَاهُ اَحْمَدُ بِالْكِذْبِ، وَلَمْ يَعِلِ الْبَيْهَقِىُّ هذَا السَّنَدَ اِلَّابِعَطَاءِ الْخُرَاسَانِيّ وَقَالَ:اَنَّهُ اَتٰى فِى هٰذَا الْحَدِيْثِ بِزِيَادَاتٍ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهَا، وَهُوَضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ لَا يَقْبَلُ مَاتَفَرَّدَ بِهِ كَذَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِىُّ۔(۳۲) (فى نصب الراية ج۳۔ص۲۲۰،۲۲۱)

〈۲〉حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ:حَدَّثَنِى مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِىَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ. فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِىْ اَمَرَاللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.(۳۳)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں بیوی کو ایام ماہواری میں طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، اسے رجوع کر لینا چاہیے پھر اسے روکے رکھے حتی کہ ایام طہر آجائیں پھر ایام ماہواری شروع ہوں پھر حالت طہر میں آجائے اب اگر وہ چاہے تو اسے روک لے ورنہ اس سے ہم بستری کیے بغیر اسے طلاق دے دے۔ یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو طلاق دوان کی عدت کے شمار کے لیے۔

بخاری نے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی بیان کی ہے :

〈۳〉اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِىَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيْضَ، فَتَطْهُرَ، فَاِنْ بَدَا لَهُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ.(۳٤)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر کا اپنا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام ماہواری کے دوران میں ایک طلاق دے دی، اس کا ذکر

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور پھر فرمایا کہ عبداللہ کو اپنی بیوی سے رجوع کر لینا چاہیے، رجوع کر کے پھر اسے روکے رکھے کہ ایام طہر آ جائیں پھر ایام ماہواری آ جائیں پھر ایام طہر، اب اگر اسے طلاق دینا ہی ہو تو عورت سے جماع کیے بغیر اسے طلاق دے، پس یہ وہی عدت ہے جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

پس منظر: عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حیض کے زمانہ میں طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ سُن کر برہم ہوئے اور فرمایا کہ اسے حکم دے دو کہ رجوع کرے اور جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تب طلاق دے۔ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو اس فعل پر توبیخ فرمائی اور طلاق کے طریقے کی تعلیم اس طرح دی:

''ابن عمر تم نے غلط طریقہ اختیار کیا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ طُہر کا انتظار کرو۔ پھر ایک ایک طُہر پر ایک ایک طلاق دو۔ پھر جب وہ تیسری مرتبہ طاہر ہو تو اس وقت یا طلاق دے دو یا اس کو روک لو۔''

حضرت ابن عمرؓ نے عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ كُنْتُ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا اَكَانَ لِيْ اَنْ اُرَاجِعَهَا۔

''اگر میں اس کو تین طلاق دے دیتا تو کیا مجھے رجوع کا حق باقی رہتا؟''

تو حضورؐ نے مندرجہ بالا جواب ارشاد فرمایا کہ: نہیں، وہ تو جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔

اس سے ایک بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ بیک وقت تین طلاق دینا گناہ ہے، دراصل یہ فعل شرع اسلامی کی اہم مصلحتوں کے خلاف اور اس سے اللہ کی وہ حدود ٹوٹتی ہیں جن کے احترام کا سورہ طلاق میں سخت تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔

حالت حیض میں بھی طلاق دینے سے منع کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ طلاق دینا ہو تو طہر کی حالت میں دو۔

(حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

ماٰخذ

(۱) سنن دارقطنی ج۳۔ کتاب النکاح۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدیة۔ هذا ایضا مرسلٌ۔ بیهقی نے خلا کی جگه خلی نقل کیاهے۔ ☆احکام القرآن للجصاص ج۱۔ص۳۹۴ ☆نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ص۲۴۵۔

(۲) ابن جریر ج۲۔البقره۔ ☆ابنِ کثیرج۱۔ البقره۔ ابن کثیر میں فی اخت عبدالله بن ابی هے۔ ☆تفسیر کبیر امام رازی ج۵، البقره۔

(۳) ابن جریر ج۲۔البقره۔ ☆ابن کثیر ج۱۔البقره۔

(٤) ابنِ ماجه كتاب الطلاق باب٢٢۔ المختلعة تاخذ مَا اعطاها۔☆ ابن كثيرج١ص ٢٧٤ عمروبن شعيب۔☆مجمع الزوائد ج٥۔ص٤ حجاج بن ارطاة مدلس۔☆ مسنداحمد ج٤۔ص٢ سهل بن ابى ختمه اس ميں لبصقت كى جگه لبزقت هے۔☆البزار اور طبرانى بحواله الزوائد ج٥۔ص٤۔

(٥) المصنف لعبدالرزاق ج٦۔ كتاب الطلاق باب الفداء۔

(٦) بخارى ج٢۔ كتاب الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه۔☆ السنن الكبرىٰ ج٧۔ص٣١٣عن ابن عباس۔ ☆نسائى ج٦۔ كتاب الطلاق باب ماجاء فى الخلع۔☆ ابنِ ماجه كتاب الطلاق باب المختلعة تأخذ ما اعطاها۔ ☆دارقطنى ج٣۔ص٢٥٥ نسائى ميں اِنِّىْ مَا اَعِيْبُ الخ هے۔

(٧) ابنِ كثير ج١۔☆فتح القدير للشوكانى ج١۔

(٨) بخارى ج٢۔ كتاب الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج٧۔كتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذى تحل به الفدية۔

(٩) ترمذى ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فى المختلعات۔☆ ابن جرير طبرى ج٢۔

(١٠) نَسائى ج٦۔كتاب الطلاق، باب ماجاء فى الخلع۔ ☆ ابنِ ماجه كتاب الطلاق، باب كراهية الخلع للمرأة۔ ☆مسنداحمد ج٢۔ص٤١٤ عن ابى هريرة۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج٦۔ص٥١٥ عن الاشعث يرفعه الى النبى ﷺ۔☆مصنف ابن ابى شيبة ج٥۔ص٢٧١ كتاب الطلاق باب ماكره من كراهية للنساء ان يطلبن الخلع۔ ☆السنن الكبرى للبيهقى ج٧۔ص٣١٦ عن ابى هريرةؓ۔☆مجمع الزوائد للهيثمى ج٥۔ص٥ عن عقبه بن عامر۔ ☆تفسير ابن جرير طبرى ج٢،ص٢٨٥۔

(١١) ابوداؤد كتاب الطلاق، باب فى الخلع۔☆ترمذى ابواب الطلاق واللعان باب فى المختلعات هذا حديث حسن۔ ☆ابنِ ماجه، كتاب الطلاق، باب كراهية الخُلُع لِلْمرأة۔عن ثوبان۔☆دارمى كتاب الطلاق باب النهى عن ان تسأل المرأة زوجها طلاقها۔☆مسنداحمد ج٥۔ص٢٧٧،٢٨٣عن ثوبان۔☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔كتاب النكاح باب مايقال فى المختلعة والتى تسأل الطلاق۔☆ السنن الكبرى للبيهقى ج٧۔ص٣١٦ عن ثوبان۔☆المستدرك للحاكم ج٢۔كتاب الطلاق۔ باب كراهية سوال الطلاق عن الزوج من غيرباس عن ثوبان۔☆تفسير طَبَرى ابن جرير،ج٢۔ص٢٨٥عن ثوبان۔☆تفسيرفتح القدير للشوكانى ج١۔ص٢٤٠☆ ابنِ كثير ج١۔ص٢٧٣ البقره۔ ☆كنزالعمال ج٦،١ص٣٨٢ عن ثوبان۔

(١٢) نسائى ج٦ كتاب الطلاق، عدة المختلعة۔

(١٣) ابوداؤد كتاب الطلاق۔ باب فى الخلع۔☆ترمذى ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فى الخلع۔☆السنن الكبرىٰ ج٧ كتاب العدد باب ماجاء فى عدة المختلعة۔

(١٤) السنن الكبرىٰ ج٧ كتاب العدد باب ماجاء فى عدة المختلعة۔ ابنِ ماجه كتاب الطلاق، باب عدة المختلعة۔

(١٥) ☆ابن ماجه كتاب الطلاق باب عدة المختلعة۔ نسائى ج٦۔كتاب الطلاق باب عدة المختلعة نسائى ميں هے وَاَنَا مُتَّبِعٌ فى ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الخ۔

(١٦) المصنف لعبد الرزاق ج٦ كتاب الطلاق باب عدة المختلعة۔☆ مصنف ابنِ ابى شَيْبَة ج٥۔كتاب الطلاق من قال : عدتها حيضة۔

(۱۷) مصنف ابنِ ابی شَیْبَة ج ٥۔ کتاب الطلاق من قال: عدتها حیضةٌ۔

(۱۸) ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الخلع۔

(۱۹) ابوداؤد ج ۲۔کتاب الطلاق باب فی الخلع،حدیث۲۲۲۷۔ نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب ماجاء فی الخلع۔ ☆ابنِ جریر ج۲۔ص ۲۸۰۔۲۸۱☆مؤطا امام مالك ج ۲۔ کتاب الطلاق باب ماجاء فی الخُلع۔☆مسند احمد ج٦ص ٤٣٤ حبیبة بنت سهل۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدیة۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔ حدیث۱۱۷٦۲۔☆ فتح القدیر للشوکانی ج ۱۔ص ۲٤۰☆احکام القرآن للجصاص ج ۱۔ص ۳۹٤۔

(۲۰) ابوداؤد ج ۲۔کتاب الطلاق باب فی الخلع☆ نسائی ج٦کتاب الطلاق باب عدة المختلعة (مختصر روایت هے)۔ ابن جریر ج۲۔ص ۲۸۰۔

(۲۱) نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ص ۲٤٥ حدیث ابی الزبیرحدیث ۲٤٥۔

(۲۲) سنن دارقطنی ج۳۔کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدیة۔ ☆المصنف لعبدالرزاق کتاب الطلاق باب المفتدیة بزیادة علی صداقها۔☆المصنف لابن ابی شَیبة ج٥۔ ص ۱۲۲،۱۲۳ ☆بیهقی میں هے عن عطاء یبلغ به النبی ﷺ قال: لَایَاْخُذُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَکْثَرَ مِمَّااَعْطَاهَا۔☆**ابنِ ابی شیبہ نے عطاء کے علاوہ حضرت علی سے** لَایَاْخُذُ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا اور ابن طاؤس عن ابیه سے لَایَحِلُّ لَهٗ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا۔اور حضرت عکرمه سے لایاخذ منها اکثر مما اعطاهاهے۔ حضرات زهری اور حسن بصری سے :لَایَاْخُذُ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا۔اور عمرو بن شعیب سے لَایَاْخُذُ مِنْهَا اِلَّامَا اَعْطَاهَا اورحضرت شعبی اور سعید بن المسیب سے انه کَرِهَ اَنْ یَاْخُذَ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا بیان کیاهے۔حکم اورحماد دونوں سے فَکَرِهَ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا نقل کیا هے۔ مصنف لعبد الرزاق نے بھی کم وبیش انهی فقهاء کے اقوال ج٦۔ص ٥۰۱ تا٥۰٤پربیان کیے هیں۔

(۲۳) احکام القرآن للجصّاص ج۲۔ص۱۰۹۔

(۲٤) مجمع الزوائد ج٤۔ کتاب الطلاق باب فیمن یکثر الطلاق وسبب الطلاق۔ کنز العمال ج۹۔ص٦٦۲عن ابی موسیٰ۔

(۲٥) روح المعانی جز ۲۸۔ سورة الطلاق۔

(۲٦) احکام القرآن للجصّاص ج۲۔ص ۱۱۰۔

(۲۷) طبرانی عن ابی موسیٰ، بحواله کنز العمال ج۹۔ص ٦٦۱۔

(۲۸) تفسیر ابن جریر طبری ج۲ص ۳۳۳ مطبوعه بیروت لبنان میں هے۔ مصنف ابن ابی شیبة ج٥۔عن شهر بن حوشب کتاب الطلاق باب من کره الطلاق من غیر ریبة روی الدیلمی عن ابی هریرةَ بلفظ: تزوجوا ولا تطلقوا فان اللّٰه لایحب الذواقین وَالذواقات۔

(۲۹) الموضوعات لملا علی القاری ص۱۲۹، حاشیه نمبر۲۔

(۳۰) دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق والخلع والإیلاء وغیره، حدیث ۸٤۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب الطلاق، باب طلاق السنة وکیف الطلاق☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق باب الاختیار للزوج ان لایطلق الاواحدة۔

(۳۱) نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ص ۲۲۰،۲۲۱ کتاب الطلاق۔

(۳۲) دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق میں التعلیق المغنی محمد شمس الحق۔

(۳۳) بخاری ج۲۔ کتاب الطلاق۔ وقول اللّٰہ تعالٰی یایھا النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوھن لعدتھن الخ☆مسلم ج۱۔ کتاب الطلاق۔ باب تحریم طلاق الحائض بغیر رضاھا الخ☆ ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق۔ باب فی طلاق السنة ☆ترمذی ج۱۔ابواب الطلاق، باب ماجاء فی طلاق السنة۔☆نسائی ج۲۔ کتاب الطلاق۔باب وقت الطلاق اور باب مایفعل اذا طلق تطلیقةً وھی حائض۔ ☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب ۲طلاق السنة۔ ☆دارمی ج۲۔کتاب الطلاق باب السنة فی الطلاق۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق☆ مؤطا امام مالك ج۲۔ باب ماجاء فی الأقراء وعدّة الطلاق وطلاق الحائض۔☆مؤطا میں لیمسکھا کی جگہ فَلْیُمْسِکْھَا ھے۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ باب الاختیار للزوج ان لایطلق الا واحدة۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۲۔کتاب الطلاق باب طلاق الحائض والنفساء عن ابن عمرؓ۔عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویه بحواله کنزالعمال ج۹۔ حدیث نمبر ۲۷۹٤۱۔ ☆نصب الرایة ج۳۔کتاب الطلاق۔☆فتح القدیر للشوکانی ج٥۔ص۲٤۳عن ابن عمرؓ۔

(۳٤) بخاری ج۲۔کتاب التفسیر سورة الطلاق۔ کتاب الاحکام باب ھل یقضی الحاکم اویفتی وھو غضبان اس باب میں فلیطلقھا تك ھے۔☆مسلم ج۱۔کتاب الطلاق، باب تحریم طلاق الحائض۔☆ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق، باب فی طلاق السنة۔☆ ترمذی ج۱۔ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فی طلاق السنة۔ ☆نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق باب ما یفعل اذا طلق تطلیقة وھی حائض اور نسائی ج٦۔کتاب الطلاق باب وقت الطلاق للعدة التی امر اللّٰہ عزوجل ان تطلق لھا النساء۔☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب طلاق السنة۔☆دارقطنی ج٤ کتاب الطلاق۔

فصل:۱۱

طلاقِ ثلاثہ در مجلس واحد

عہدِ رسالت اور خلافتِ صاحبین کے عہد میں

۸۰۔ ابوالصہّباء نے ابنِ عباس سے پوچھا ''کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا؟'' انہوں نے جواب دیا ہاں [۱] (بخاری ومسلم)

(تفہیم القرآن، ج ۵، الطلاق، حاشیہ:۱)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَنَامَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاؤسٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِىْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ اَنَاةٌ، فَلَوْ اَمْضَيْنَا عَلَيْهِمْ، فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ.(۱)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ: اَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ

---

[۱] حضورؐ کے زمانے میں بھی تین طلاق تین ہی سمجھی جاتی تھی اور متعدد مقدمات میں حضورؐ نے ان کو تین ہی شمار کر کے فیصلہ دیا ہے۔ لیکن جو شخص تین مرتبہ طلاق کا الگ الگ تلفظ کرتا تھا اور اس کی طرف سے اگر یہ عذر پیش کیا جاتا کہ اس کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی اور باقی دو مرتبہ اس نے یہ لفظ محض تاکیداً استعمال کیا تھا، اس کے عذر کو حضورؐ قبول فرما لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں جو کچھ کیا وہ صرف یہ ہے کہ جب لوگ کثرت سے تین طلاقیں دے کر ایک طلاق کی نیت کا عذر پیش کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ اب یہ طلاق کا معاملہ کھیل بنتا جا رہا ہے اس لیے ہم اس عذر کو قبول نہیں کریں گے اور تین طلاقوں کو تین ہی کی حیثیت سے نافذ کر دیں گے۔ اس کو تمام صحابہؓ نے بالاتفاق قبول کیا اور بعد میں تابعین وائمۂ مجتہدین بھی اس پر متفق رہے۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت عمرؓ نے عہدِ رسالت کے قانون میں یہ کوئی ترمیم کی ہے۔ اس لیے کہ نیت کے عذر کو قبول کرنا قانون نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار قاضی کی اس رائے پر ہے کہ جو شخص اپنی نیت بیان کر رہا ہے وہ صادق القول ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں اس طرح کا عذر مدینہ طیبہ کے اِکّا دُکّا جانے پہچانے آدمیوں نے کیا تھا اس لیے حضورؐ نے ان کو راست باز آدمی سمجھ کر ان کی بات قبول کر لی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایران سے مصر تک اور یمن سے شام تک پھیلی ہوئی سلطنت کے ہر شخص کا یہ عذر عدالتوں میں لازماً قابلِ تسلیم نہیں ہوسکتا تھا، خصوصاً جب کہ بہ کثرت لوگوں نے تین طلاق دے کر ایک طلاق کی نیت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا ہو۔

(سنت کی آئینی حیثیت، اعتراضات وجوابات، ۲۷: مسئلہ ...)

رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ. نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ اَخْبَرَنِى ابْنُ طَاؤسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ اَبَا الصَّهْبَآءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ اَنَّمَا كَانَتِ الثَّلاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَبِى بَكْرٍ، وَثَلاثًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.(۲)

〈۳〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: اَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاؤسٍ، اَنَّ اَبَا الصَّهْبَآءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ اَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِى بَكْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالَ: قَدْ كَانَ فِىْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا كَانَ فِىْ عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِى الطَّلَاقِ، فَاَجَازَهُ عَلَيْهِمْ.(۳)

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، ثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنْ طَاؤسٍ، اَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ اَبُو الصَّهْبَآءِ، كَانَ كَثِيْرَ السُّوَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ اِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا، جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِى بَكْرٍ وَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلٰى، كَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِى بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ، فَلَمَّا رَاٰى النَّاسَ (قَدْ) تَتَابَعُوْا فِيْهَا، قَالَ: اَجِيْزُهُنَّ عَلَيْهِمْ.(٤)

رُکانہ بن عبد یزید کا واقعہ

۸۱۔ رُکانہ بن عبد یزید کے متعلق ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، امام شافعیؒ، دارمی اور حاکم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رُکانہ نے جب ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حلف دے کر پوچھا کہ ان کی نیت ایک ہی طلاق دینے کی تھی؟ (باقی دو طلاقیں پہلی پر زور دینے کے لیے ان کی زبان سے نکلی تھیں، تین طلاق دے کر ہمیشہ کے لیے جدا کر دینا مقصود نہ تھا؟) اور جب انہوں نے یہ حلفیہ بیان دیا تو آپ نے ان کو رجوع کا حق دے دیا۔

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرحِ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ (ابوثور) فِىْ اٰخِرِيْنَ قَالُوْا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ، حَدَّثَنِىْ عَمِّىْ، مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَافِعٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ، اَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ، فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَةً؟ فَقَالَ رُكَانَةُ: وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ، وَالثَّالِثَةَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ، قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ: اَوَّلُهُ لَفْظُ اِبْرَاهِيْمَ، وَآخِرُهُ لَفْظُ ابْنِ السَّرْحِ. (۵)

〈۲〉 عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيَ الْبَتَّةَ. فَقَالَ: مَا اَرَدْتَّ بِهَا؟ قُلْتُ: وَاحِدَةً، قَالَ: وَاللّٰهِ؟ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! قَالَ: فَهُوَ مَا اَرَدْتَّ. (٦)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

—— وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرُهُمْ فِيْ طَلَاقِ الْبَتَّةِ۔ فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ جَعَلَ الْبَتَّةَ وَاحِدَةً، وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ جَعَلَهَا ثَلَاثًا۔ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْهِ نِيَّةُ الرَّجُلِ، اِنْ نَوٰى وَاحِدَةً، فَوَاحِدَةٌ، وَاِنْ نَوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ، وَاِنْ نَوٰى ثِنْتَيْنِ لَمْ تَكُنْ اِلَّا وَاحِدَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِي الْبَتَّةِ: اِنْ كَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَهِيَ ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنْ نَوٰى وَاحِدَةً، فَوَاحِدَةٌ يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ، وَاِنْ نَوٰى ثِنْتَيْنِ فَثِنْتَيْنِ وَاِنْ نَوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ (الْعَتَكِيُّ) ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا اَرَدْتَّ؟ قَالَ: وَاحِدَةً، قَالَ، آللّٰهِ؟ قَالَ: اللّٰهِ قَالَ: هُوَ عَلٰى مَا اَرَدْتَّ. (۷)

ترجمہ : عبداللہ بن علی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے دادا (رُکانہ) نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور ساری صورت حال بیان کی) آپ نے اس سے دریافت فرمایا، کیا ارادہ تھا (یعنی کتنی طلاق دینے کی نیت تھی؟) انہوں نے کہا صرف ایک طلاق کی۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کی قسم کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا ارادہ صرف ایک طلاق ہی کا تھا، فرمایا تو وہ اتنی ہی ہے جتنی کہ تمہاری نیت تھی۔

—— قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا، لِاَنَّهُمْ اَهْلُ بَيْتِهٖ وَهُمْ اَعْلَمُ بِهٖ وَحَدِيْثُ ابْنِ الْجُرَيْجِ رَوَاهُ عَنْ بَعْضِ بَنِيْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

—— ابوداؤد نے کہا ہے یہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔ اس لیے کہ یہ اس کے گھر والے ہیں اور اہل خانہ کو زیادہ علم ہوتا ہے۔

〈۴〉 وَقَالَ الشَّافِعِيُّ ؒ: وَطَلَّقَ رُكَانَةُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ وَهِيَ تَحْتَمِلُ وَاحِدَةً وَتَحْتَمِلُ الثَّلَاثَ فَسَاَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ نِيَّتِهٖ وَاَحْلَفَهٗ عَلَيْهَا، وَلَمْ نَعْلَمْهُ نَهٰى اَنْ يُّطَلِّقَ الْبَتَّةَ يُرِيْدُ بِهَا ثَلَاثًا. (۸)

ترجمہ : امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتّہ دی۔ یہ اس کا احتمال بھی رکھتی ہے کہ ایک طلاق دی ہو اور

تین طلاق کا بھی۔ اس لیے نبی ﷺ نے اس سے اس کی نیت کے متعلق دریافت فرمایا اور اس سے قسم لی۔ ہمیں اس کا علم نہیں کہ حضورؐ نے اسے طلاق بتہ سے منع فرمایا، اس سے مراد تین طلاقیں تھیں۔

تشریح: مندرجہ بالا حدیث کو پیش نظر رکھ کر طاؤس اور عکرِمہ کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے، اور اسی رائے کو امام ابن تیمیہؒ نے اختیار کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور مسند احمد میں ابن عباس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ لوگ ایک ایسے معاملے میں جلد بازی کرنے لگے ہیں جس میں ان کے لیے سوچ سمجھ کر کام کرنے کی گنجایش رکھی گئی ہے۔ اب کیوں نہ ہم ان کے اس فعل کو نافذ کر دیں؟ چنانچہ انہوں نے اسے نافذ کر دیا۔''

لیکن یہ رائے کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں ہے، اوّل تو متعدد روایات کے مطابق ابن عباسؓ کا اپنا فتویٰ اس کے خلاف تھا جیسا کہ ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔ دوسرے یہ بات ان احادیث کے بھی خلاف پڑتی ہے جو نبی ﷺ اور اکابر صحابہؓ سے منقول ہوئی ہیں، جن میں بیک وقت تین طلاق دینے والے کے متعلق یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ اس کی تینوں طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ تیسرے خود ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا اعلان فرمایا تھا، لیکن نہ اس وقت، نہ اس کے بعد کبھی صحابہ میں سے کسی نے اس سے اختلاف کا اظہار کیا۔ اب کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ سنّت کے خلاف کسی کام کا فیصلہ کر سکتے تھے اور سارے صحابہ اس پر سکوت بھی اختیار کر سکتے تھے؟

رُکانہ بن عبدِ یزید کے قصے سے اس معاملہ کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ ابتدائی دور میں کس قسم کی طلاقوں کو ایک کے حکم میں رکھا جاتا تھا۔ اسی بنا پر شارحین حدیث نے ابن عباس کی روایت کا یہ مطلب لیا ہے کہ ابتدائی دور میں چونکہ لوگوں کے اندر دینی معاملات میں خیانت قریب قریب مفقود تھی، اس لیے تین طلاق دینے والے کے اس بیان کو تسلیم کر لیا جاتا تھا کہ اس کی اصل نیت ایک طلاق دینے کی تھی اور باقی دو طلاقیں محض پہلی طلاق پر زور دینے کے لیے اس کی زبان سے نکلی تھیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ لوگ پہلے جلد بازی کر کے تین تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں اور پھر تاکید کا بہانہ کرتے ہیں تو انہوں نے اس بہانے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امام نووی اور امام سبکی نے اسے ابن عباسؓ والی روایت کی بہترین تاویل قرار دیا ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ خود ابوالصہباء کی ان روایات میں اضطراب پایا جاتا ہے جو ابن عباسؓ کے قول کے بارے میں ان سے مروی ہیں۔ مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے انہی ابوالصہباء سے ایک دوسری روایت یہ نقل کی ہے کہ ان کے دریافت کرنے پر ابن عباسؓ نے فرمایا ''ایک شخص جب خلوت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں اس کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔'' اس طرح ایک ہی راوی نے ابن عباس سے دو مختلف مضمونوں کی روایتیں نقل کی ہیں اور یہ اختلاف دونوں روایتوں کو کمزور کر دیتا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ:۱)

چند مزید واقعات

۸۲۔ نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے

ڈالی ہیں۔ حضورؐ یہ سن کر غصے میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ایُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ اَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ؟'' کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جا رہا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟'' اس حرکت پر حضورؐ کے غصے کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے پوچھا کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

تخریج: اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَنِ ابْنِ وَھْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مَخْرَمَۃُ عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: سَمِعْتُ مَحْمُوْدَ بْنَ لَبِیْدٍ، قَالَ: اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ ثَلَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا، فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: أَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ، وَاَنَا اَظْھُرِکُمْ حَتّٰی قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلَا اَقْتُلُہٗ؟(۹)

۸۳۔ بَانَتْ مِنْہُ بِثَلَاثٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَبَقٰی تِسْعُ مِاَۃٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ ظُلْمًا وَّعُدْوَانًا، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَذَّبَہٗ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَہٗ.

''عبدالرزاق نے حضرت عُبادہ بن الصّامت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ ان کے والد نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں، انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا، تین طلاقوں کے ذریعہ سے تو اللہ کی نافرمانی کے ساتھ وہ عورت اس سے جدا ہوگئی اور ۹۹۷ ظلم اور عدوان کے طور پر باقی رہ گئیں، جن پر اللہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کردے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ اَلْفًا، فَقَالَ: یَکْفِیْکَ مِنْ ذٰلِکَ ثَلَاثٌ، وَتَدَعُ تِسْعُ مِائَۃٍ وَتِسْعِیْنَ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں، ابن عباس نے جواب دیا کہ تجھے تین طلاقیں ہی کافی تھیں اور باقی ۹۹۷ رائیگاں گئیں۔

⟨۲⟩ نَا ابْنُ صَاعِدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ زَنْبُوْرٍ نَافُضَیْلُ بْنُ عِیَاضٍ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِیْ اَلْفًا، قَالَ عَلِیٌّ: یُحْرِمُھَا عَلَیْکَ ثَلَاثٌ، وَسَائِرُھُنَّ اَقْسِمْھُنَّ بَیْنَ نِسَائِکَ.(۱۱)

ترجمہ: حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، تین طلاقوں نے اس عورت کو تم پر حرام کر دیا ہے اور باقی کو تو اپنی بیویوں میں تقسیم کرتا رہ۔

⟨۳⟩ اَخْرَجَہٗ عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ اَبَاہُ طَلَّقَ امْرَاَۃً لَّہٗ اَلْفَ تَطْلِیْقَۃٍ، فَانْطَلَقَ عُبَادَۃُ، فَسَاَلَہٗ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ: بَانَتْ بِثَلَاثٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ وَبَقٰی تِسْعُ مِائَۃٍ وَسَبْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ عُدْوَانٌ وَظُلْمٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَہٗ.(۱۲)

ترجمہ: عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ اس کے والد نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں۔ عبادہ چلے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہوئے وہ تین طلاقوں سے تجھ سے جدا ہوگئی اور ۹۹۷ ظلم وزیادتی ہیں، اب اگر اللہ چاہے تو اس کی اسے سزا دے اور چاہے تو معاف فرمادے۔

المصنف کے اصل نسخہ میں روایت کا متن:

〈۴〉عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: اَخْبَرَنَا يَحْيٰ بْنُ الْعَلاَءِ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْعَجَلِيّ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: طَلَّقَ جَدِّىِ امْرَأَةً لَّهُ اَلْفَ تَطْلِيْقَةٍ فَانْطَلَقَ اَبِىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَمَا اتَّقَى اللّٰهَ جَدُّكَ، اَمَّا ثَلاَثٌ فَلَهُ وَاَمَّا تِسْعُ مِائَةٍ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَظُلْمٌ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُ.(١٣)

ترجمہ: عبادہ بن صامت نے بتایا کہ ان کے دادا نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے دادا کو خدا کا خوف نہ ہوا؟ تین طلاقوں کی گنجایش تو اس کے لیے تھی باقی ۹۹۷ ظلم وزیادتی ہے، اگر اللہ چاہے تو اسے سزا دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔

سنن دارقطنی نے اس کا متن مندرجہ ذیل نقل کیا ہے:

〈۵〉عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَادَةَ الصَّامِتِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: طَلَّقَ بَعْضُ اٰبَائِىْ امْرَأَتَهُ اَلْفًا، فَانْطَلَقَ بَنُوْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَانَا طَلَّقَ اُمَّنَا اَلْفًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ مَّخْرَجٍ؟ فَقَالَ: اِنَّ اَبَاكُمْ لَمْ يَتَّقِ اللّٰهَ فَيَجْعَلُ لَهُ مِنْ اَمْرِهِ مَخْرَجاً، بَانَتْ مِنْهُ بِثَلاَثٍ عَلٰى غَيْرِ السُّنَّةِ، وَتِسْعُ مِائَةٍ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اِثْمٌ فِىْ عُنُقِهِ.(١٤)

—— رُوَّاتُهُ مَجْهُوْلُوْنَ وَضُعَفاً اِلاَّ شَيْخُنَا وَابْنُ عَبْدِ الْبَاقِىْ۔

ترجمہ: عبادہ بن صامت سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے کسی بزرگ نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں، ان کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا پہنچے اور عرض کیا، اے رسول خدا! ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں، کیا اب ان کے لیے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے باپ نے خدا کا خوف بھی نہ کیا کہ وہ اس کے معاملہ میں کوئی راستہ نکالتا۔ تین طلاقوں سے تو وہ جدا ہوگئی مگر غیر مسنون طریقہ سے اور باقی ۹۹۷ بطور گناہ اس کی گردن پر ہے۔

〈۶〉عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: اِنِّىْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِىْ اَلْفًا، قَالَ: اَمَّا ثَلاَثٌ فَتَحْرُمُ عَلَيْكَ امْرَأَتُكَ، وَبَقِيَّتُهُنَّ وِزْرٌ اتَّخَذْتَ اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.(١٥)

ترجمہ: سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس کے پاس ایک آدمی آیا اور بولا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالی

ہیں، ابن عباس نے جواب دیا کہ تین طلاقوں کی وجہ سے تو تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی ہے اور باقی گناہ کا بوجھ۔ تو نے اللہ کے احکام (آیات) کا مذاق اڑایا ہے۔

ایک روایت میں ہے :

〈۷〉فَقَالَ سَعِیْدٌ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً فَقَالَ: ثَلاثٌ تَحْرُمُ عَلَیْکَ امْرَأَتُکَ سَائِرُهُنَّ وِزْرٌ اِتَّخَذْتَ اٰیَاتِ اللّٰہِ هُزُواً. (١٦)

ترجمہ : سعید کہتے ہیں کہ ابن عباس سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی تھیں، فرمایا تین طلاقوں نے تو تجھ پر اسے حرام کر دیا ہے اور باقی گناہ ہیں، اس لیے کہ تو نے آیات الٰہی کو مذاق بنایا تھا۔

〈۸〉عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً، قَالَ: عَصَیْتَ رَبَّکَ وَفَارَقَتِ امْرَأَ تُکَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰہَ فَیَجْعَلُ لَکَ مَخْرَجًا. (١٧)

ترجمہ : ابن عباس سے ایسے آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے ڈالی تھیں، ابن عباس نے جواب دیا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ہے۔ تو نے خدا خوفی سے کام نہیں لیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی راستہ پیدا فرماتا۔

〈۹〉عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: جَآءَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ: اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ مِائَةً، قَالَ: بَانَتْ مِنْکَ بِثَلاثٍ وَسَائِرُهُنَّ مَعْصِیَةٌ.

ترجمہ : علقمہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ابن عباس کی خدمت میں آیا اور بولا کہ میں نے اپنی اہلیہ کو سو طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ جواب میں ابن عباس نے فرمایا تین طلاقوں کی وجہ سے وہ تجھ سے جدا ہوگئی اور باقی معصیت ہیں۔

ایک دوسری روایت میں، جو انہی سے مروی ہے منقول ہے:

〈۱۰〉قَالَ: بَانَتْ بِثَلاثٍ وَسَائِرُ ذٰلِکَ عُدْوَانٌ. (١٨)

٨٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے قصے کی جو تفصیل دار قُطنی اور ابن ابی شیبہ میں روایت ہوئی ہے اس میں ایک بات یہ ہے کہ حضورؐ نے جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بیوی سے رجوع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے پوچھا، اگر میں اس کو تین طلاق دے دیتا تو کیا پھر بھی میں رجوع کر سکتا تھا؟ حضورؐ نے جواب دیا: لَا كَانَتْ تَبِيْنُ مِنْكَ وَ كَانَتْ مَعْصِيَةً۔ ''نہیں، وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اور یہ فعل معصیت ہوتا۔'' (ایک روایت میں آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ اِذاً قَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَ تُكَ۔ اگر تم ایسا کرتے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے اور تمہاری بیوی تم سے جدا ہو جاتی)۔

تشریح : طلاق دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے کہ جونہی میاں بیوی میں کوئی جھگڑا ہو فوراً ہی غصے میں آکر طلاق دے ڈالی، اور نکاح کا جھٹکا اس طرح کیا کہ رجوع کی گنجایش بھی نہ چھوڑی۔ بلکہ جب بیویوں کو طلاق دینا ہو تو ان کی عدّت کے لیے دیا کرو۔ جس مدخولہ عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض آنا ہے۔ اس حکم کو نگاہ میں رکھ کر دیکھا جائے تو عدت کا آغاز کرنے کے لیے طلاق دینے کی صورت لازماً یہی ہوسکتی ہے کہ عورت کو حالت حیض میں طلاق نہ دی جائے کیونکہ اس کی عدت اس حیض سے شروع نہیں ہوسکتی جس میں اسے طلاق دی گئی ہو اور اس حالت میں طلاق کے معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے حکم کے خلاف عورت کی عدت تین حیض کے بجائے چار حیض بن جائے۔ مزید برآں اس حکم کا تقاضا یہ بھی ہے کہ عورت کو اس طُہر میں طلاق نہ دی جائے جس میں شوہر اس سے مباشرت کر چکا ہو، کیونکہ اس صورت میں طلاق دیتے وقت شوہر اور بیوی دونوں میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ آیا مباشرت کے نتیجے میں کوئی حمل قرار پا گیا ہے یا نہیں، اس وجہ سے عدت کا آغاز نہ اس مفروضے پر کیا جاسکتا ہے کہ یہ عدت آیندہ حیضوں کے اعتبار سے ہوگی اور نہ اس مفروضے پر کیا جاسکتا ہے کہ یہ حاملہ عورت کی عدت ہوگی۔ پس یہ حکم بیک وقت دو باتوں کا مقتضی ہے۔ ایک یہ کہ حیض کی حالت میں طلاق نہ دی جائے۔ دوسرے یہ کہ طلاق یا تو اس طہر میں دی جائے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو، یا پھر اس حالت میں دی جائے جب کہ عورت کا حاملہ ہونا معلوم ہو۔ غور کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ طلاق پر یہ قیدیں لگانے میں بہت بڑی مصلحتیں ہیں۔ حیض کی حالت میں طلاق نہ دینے کی مصلحت یہ ہے کہ یہ وہ حالت ہوتی ہے جس میں عورت اور مرد کے درمیان مباشرت ممنوع ہونے کی وجہ سے ایک طرح کا بعد پیدا ہو جاتا ہے اور طبّی حیثیت سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اس حالت میں عورت کا مزاج معمول پر نہیں رہتا۔ اس لیے اگر اس وقت دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے تو عورت اور مرد دونوں اسے رفع کرنے کے معاملہ میں ایک حد تک بے بس ہوتے ہیں اور جھگڑے سے طلاق تک نوبت پہنچانے کے بجائے اگر عورت کے حیض سے فارغ ہونے تک انتظار کرلیا جائے تو اس امر کا کافی امکان ہوتا ہے کہ عورت کا مزاج بھی معمول پر آجائے اور دونوں کے درمیان فطرت نے جو طبعی کشش رکھی ہے وہ بھی اپنا کام کر کے دونوں کو پھر سے جوڑ دے۔ اسی طرح جس طہر میں مباشرت کی جاچکی ہو اس میں طلاق کے ممنوع ہونے کی مصلحت یہ ہے کہ اس زمانے میں اگر حمل قرار پا جائے تو مرد اور عورت دونوں میں سے کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہوسکتا، اس لیے وہ وقت طلاق دینے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ حمل کا علم ہو جانے کی صورت میں تو مرد بھی دس مرتبہ سوچے گا کہ جس عورت کے پیٹ میں اس کا بچہ پرورش پا رہا ہے اسے طلاق دے یا نہ دے، اور عورت بھی اپنے اور اپنے بچے کے مستقبل کا خیال کر کے شوہر کی ناراضی کے اسباب دور کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ لیکن اندھیرے میں بے سوچے سمجھے تیر چلا بیٹھنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ حمل قرار پا چکا تھا، تو دونوں کو پچھتانا پڑے گا۔

یہ باتیں ان مدخولہ عورتوں کے بارے میں تھیں جن کو حیض آتا ہو اور جن کے حاملہ ہونے کا امکان ہو۔ دوسری بات جو احادیث بالا سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دے کر ہمیشہ کی علیحدگی کے لیے طلاق نہ دے بیٹھو بلکہ ایک یا حد سے حد دو طلاقیں دے کر عدت تک انتظار کرو تاکہ اس مدت میں ہر وقت تمہارے لیے رجوع کی گنجایش باقی رہے۔ یہ حکم ان مدخولہ عورتوں کے معاملے میں بھی مفید ہے جن کو حیض آتا ہو اور ان کے معاملہ میں بھی مفید ہے جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا جنھیں حیض آنا شروع نہ ہوا ہو، یا جن کا طلاق کے وقت حاملہ ہونا معلوم ہو۔ اس حکم کی پیروی کی جائے تو کسی شخص کو بھی

طلاق دے کر پچھتانا نہ پڑے، کیونکہ اس طرح طلاق دینے سے عدت کے اندر رجوع بھی ہو سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد بھی یہ ممکن رہتا ہے کہ سابق میاں بیوی پھر باہم رشتہ جوڑنا چاہیں تو ازسرنو نکاح کرلیں۔

ابن عباسؓ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''طلاق حیض کی حالت میں نہ دے، اور نہ اس طہر میں دے جس کے اندر شوہر مباشرت کر چکا ہو بلکہ اسے چھوڑے رکھے یہاں تک کہ حیض سے فارغ ہو کر وہ طاہر ہو جائے۔ پھر اسے ایک طلاق دے دے۔ اس صورت میں اگر وہ رجوع نہ بھی کرے اور عدت گزر جائے تو وہ صرف ایک ہی طلاق سے جدا ہوگی۔'' (ابن جریر) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ''عدت والی طلاق یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر طلاق دی جائے۔'' عِکرمہ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ''طلاق اس حالت میں دے کہ عورت کا حاملہ ہونا معلوم ہو اور اس حالت میں نہ دے کہ وہ اس سے مباشرت کر چکا ہو اور کچھ پتہ نہ ہو کہ وہ حاملہ ہوگئی ہے یا نہیں'' (ابن کثیر)۔ حضرت حسن بصری اور ابن سیرین دونوں کہتے ہیں کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر طلاق دی جائے یا پھر اس حالت میں دی جائے جب کہ حمل ظاہر ہو چکا ہو۔ (ابن جریر)

صحابہ کرام سے اس بارے میں جو فتاویٰ منقول ہیں وہ بھی حضورؐ کے مندرجہ بالا ارشادات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ ابن مسعودؓ نے پوچھا پھر اس پر تمہیں کیا فتویٰ دیا گیا؟ اس نے عرض کیا ''مجھ سے کہا گیا ہے کہ عورت مجھ سے جدا ہوگئی۔'' آپ نے فرمایا صَدَقُوْا، هُوَ مِثْلُ مَا يَقُوْلُوْنَ ''لوگوں نے سچ کہا، مسئلہ یہی ہے کہ جو وہ بیان کرتے ہیں۔'' عبدالرزاق نے علقمہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے ابن مسعودؓ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو ۹۹ طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ثَلَاثٌ بَيْنَهَا وَسَائِرُهُنَّ عُدْوَانٌ ''تین طلاقیں اسے جدا کرتی ہیں اور باقی سب زیادتیاں ہیں۔'' وکیع بن الجراح نے اپنی سنن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا یہ مسلک نقل کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ سے ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے بیٹھا ہوں انہوں نے فرمایا بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ ''وہ تین طلاقوں سے تجھ سے جدا ہوگئی۔'' ایسا ہی واقعہ حضرت علیؓ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے جواب دیا بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَاقْسِمْ سَائِرَهُنَّ عَلٰى نِسَائِكَ۔ ''تین طلاقوں سے تو وہ تجھ سے جدا ہوگئی، باقی طلاقوں کو اپنی دوسری عورتوں پر تقسیم کرتا پھر۔'' ابوداؤد اور ابن جریر نے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ مجاہد کی روایت نقل کی ہے کہ وہ ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے بیٹھا ہوں۔ ابن عباس سن کر خاموش رہے، حتیٰ کہ میں نے خیال کیا شاید یہ اس کی بیوی کو اس کی طرف پلٹا دینے والے ہیں، پھر انہوں نے فرمایا ''تم میں سے ایک شخص پہلے طلاق دینے میں حماقت کا ارتکاب کر گزرتا ہے، اس کے بعد آ کر کہتا ہے یا ابن عباس یا ابن عباس! حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا اور تو نے اللہ سے تقویٰ نہیں کیا، اب میں تیرے لیے کوئی راستہ نہیں پاتا، تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔'' ایک اور روایت جسے مؤطا اور تفسیر ابن جریر میں کچھ لفظی فرق کے ساتھ مجاہد ہی سے نقل کیا گیا ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں۔ پھر ابن عباس سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے جواب دیا ''تین طلاقوں سے تو وہ تجھ سے جدا ہوگئی، باقی ۹۷ سے تو نے اللہ کی آیات کو کھیل بنایا۔'' یہ

مؤطا کے الفاظ ہیں۔ ابن جریر میں ابن عباس کے جواب کے الفاظ یہ ہیں ”تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی اور تو نے اللہ کا خوف نہیں کیا کہ وہ تیرے لیے اس مشکل سے نکلنے کا راستہ پیدا کرتا“ امام طحاوی نے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالی ہیں، انہوں نے جواب دیا اِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَاَثِمَ وَاَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ ”تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب کیا اور شیطان کی پیروی کی۔ اللہ نے اس کے لیے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں رکھا ہے۔“ ابوداؤد اور مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے پہلے تین طلاقیں دے دیں، پھر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا اور فتویٰ پوچھنے نکلا۔ حدیث کے راوی محمد بن ایاس بن بکیر کہتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، دونوں کا جواب یہ تھا اِنَّكَ اَرْسَلْتَ مَاكَانَ مِنْ يَّدِكَ مَاكَانَ مِنْ فَضْلٍ۔ ”تیرے لیے جو گنجائش تھی تو نے اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔“ زَمَخْشَرِی نے کشاف میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس جو شخص بھی ایسا آتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں اسے وہ مارتے تھے اور اس کی طلاقوں کو نافذ کر دیتے تھے۔ سعید بن منصور نے یہی بات صحیح سند کے ساتھ حضرت انس کی روایت سے نقل کی ہے۔ اس معاملہ میں صحابہ کرام کی عام رائے جسے ابن ابی شیبہ اور امام محمد نے ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، یہ تھی کہ اِنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ يَتْرُكُهَا حَتّٰى تَحِيْضَ ثَلَاثَةَ حَيْضٍ۔ ”صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آدمی بیوی کو صرف ایک طلاق دے دے اور اس کو چھوڑے رکھے یہاں تک کہ اسے تین حیض آجائیں۔“ یہ ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں اور امام محمد کے الفاظ یہ ہیں: ”كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ لَّا تَزِيْدُوْا فِي الطَّلَاقِ عَلٰى وَاحِدَةٍ حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ“ ”ان کو پسند یہ طریقہ تھا کہ طلاق کے معاملہ میں ایک سے زیادہ نہ بڑھیں یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے۔“

فقہاءِ اسلام کے نزدیک طلاق کی قسمیں

ان احادیث و آثار کی مدد سے فقہاءِ اسلام نے جو مفصل قانون مرتب کیا ہے اسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:

حنفیہ طلاق کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: احسن، حسن اور بدعی۔ احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ایسے طہر میں جس کے اندر اس نے مجامعت نہ کی ہو، صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جاتے دے۔ حسن یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے۔ اس صورت میں تین طہروں میں تین طلاق دینا بھی سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ اور طلاق بدعت یہ ہے کہ آدمی بیک وقت تین طلاق دے دے، یا ایک ہی طہر کے اندر الگ الگ اوقات میں تین طلاق دے، یا حیض کی حالت میں طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں وہ مباشرت کر چکا ہو، ان میں سے جو فعل بھی وہ کرے گا گناہ گار ہوگا۔ یہ تو ہے حکم ایسی مدخولہ عورت کا جسے حیض آتا ہو۔ رہی غیر مدخولہ عورت تو اسے سنت کے مطابق طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دی جاسکتی ہے اور اگر عورت ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہوگیا ہو یا ابھی آنا شروع ہی نہ ہوا ہو تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے حاملہ ہونے کا امکان نہیں ہے اور اگر عورت حاملہ ہو تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کا حاملہ ہونا پہلے ہی معلوم ہے۔

لیکن ان تینوں قسم کی عورتوں کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک مہینہ بعد طلاق دی جائے اور احسن یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، احکام القرآن للجصاص، عمدۃ القاری)

امام مالکؒ کے نزدیک بھی طلاق کی تین قسمیں ہیں: سنی، بدعی مکروہ، اور بدعی حرام۔ سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جسے حیض آتا ہو طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ بدعی مکروہ یہ ہے کہ ایسے طہر کی حالت میں طلاق دی جائے جس میں آدمی مباشرت کر چکا ہو، یا مباشرت کیے بغیر ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاقیں دے ڈالی جائیں یا عدت کے اندر الگ الگ طُہروں میں تین طلاقیں دی جائیں یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں۔ اور بدعی حرام یہ ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دی جائے۔

(حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، احکام القرآن لابن العربی)

امام احمد بن حنبلؒ کا معتبر مذہب یہ ہے جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے: مدخولہ عورت کو حیض آتا ہو اسے سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر اسے طلاق دی جائے پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ لیکن اگر اسے تین طہروں میں تین الگ الگ طلاقیں دی جائیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں یا حیض کی حالت میں طلاق دی جائے، یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت کی گئی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو، تو یہ سب طلاق بدعت اور حرام ہیں۔ لیکن اگر عورت غیر مدخولہ ہو یا ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، یا حاملہ ہو تو اس کے معاملے میں نہ وقت کے لحاظ سے سنت و بدعت کا کوئی فرق ہے نہ تعداد کے لحاظ سے۔ (الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذہب احمد بن حنبلؒ)

امام شافعیؒ کے نزدیک طلاق کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا فرق صرف وقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ تعداد کے لحاظ سے۔ یعنی مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو، اسے حیض کی حالت میں طلاق دینا، یا جو حاملہ ہو سکتی ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہوا ہو، بدعت اور حرام ہے۔ رہی طلاقوں کی تعداد، تو خواہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں، یا ایک ہی طہر میں دی جائیں، یا الگ الگ طہروں میں دی جائیں، بہر حال یہ سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اور غیر مدخولہ عورت، یا ایسی عورت جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا حیض آیا ہی نہ ہو، یا جس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو، اس کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (مغنی المحتاج)

حلالہ ـــــ سازشی نکاح

۸۵۔ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ الْاٰخَرُ مِنْ عُسَیْلَتِهَا مَاذَاقَ الْاَوَّلُ.

”رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، اور اس دوسرے شوہر کے ساتھ اس کی خلوت بھی ہوئی مگر مباشرت نہیں ہوئی، پھر اس نے اسے طلاق دے دی، اب کیا اس عورت کا اپنے سابق شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا: ”نہیں جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے اسی طرح لطف اندوز نہ ہو چکا ہو جس طرح پہلا شوہر ہوا تھا۔“

تخریج:﴿۱﴾ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ (يَعْنِىْ ثَلاثًا) فَتزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ، فَدَخَلَ بِهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَىْ يُوَاقِعَهَا، أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الاَوَّلِ؟ قَالَتْ، قَالَ النَّبِىُّ ﷺ : لاتَحِلُّ لِلاَوَّلِ حَتّٰى تَذُوْقَ عُسَيْلَةَ الْاٰخرِ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.(١٩)

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ فِى الرَّجُلِ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْأَةُ يُطَلِّقُهَا، ثُمَّ يَتزَوَّجُهَا رَجُلٌ اٰخرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا، فَتَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ؟ قَالَ: لاَ، حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ.(٢٠)

﴿۳﴾ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهٗ رَجُلٌ اٰخرُ، فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يَتزَوَّجَهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لاَ، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.(٢١)

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْىٰ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلاثًا، فَتَزَوَّجَتْ، فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِىُّ ﷺ أَتَحِلُّ لِلاَوَّلِ؟ قَالَ: لا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ.(٢٢)

مسلم میں روایت کے الفاظ:

﴿۵﴾ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَتزَوَّجُهَا الرَّجُلُ، فَيُطَلِّقُهَا، فَتَتزَوَّجُ رَجُلاً آخَرَ، فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ؟ قَالَ: لاَ، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.

ایک روایت میں ہے:

﴿۶﴾ لاَحَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ الْاَوَّلُ. (٢٣)

﴿۷﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِىُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ ثَلاثًا فَيَتزَوَّجُهَا اٰخرُ، فَيُغْلَقُ الْبَابُ وَيُرْخَى السِّتْرُ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا هَلْ تَحِلُّ لِلاَوَّلِ؟ قَالَ: لاَ، حَتّٰى يَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ.(٢٤)

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی روایت کے آخر میں ہے:

﴿۸﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لاَ، حَتّٰى يَكُوْنَ الْاٰخرُ قَدْ ذَاقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَيْلَتِهِ.(٢٥)

﴿۹﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلاثًا لاتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الاَوَّلِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَيُخَالِطَهَا وَيَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا.(٢٦)

﴿۱۰﴾ عَنْ اَنَسٍؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ کَانَتْ تَحْتَہٗ امْرَأَۃٌ فَطَلَّقَھَا ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَھَا بَعْدَہٗ رَجُلٌ فَطَلَّقَھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا، أَتَحِلُّ لِزَوْجِھَا الْاَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا، حَتّٰی یَذُوْقَ الْاٰخَرُ مَاذَاقَ الْاَوَّلُ مِنْ عُسَیْلَتِھَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَیْلَتِہٖ.(۲۷)

تشریح: نبی ﷺ نے صاف تصریح فرمادی ہے کہ تحلیل کے لیے محض نکاحِ تزویج کافی نہیں ہے بلکہ عورت اس وقت تک پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے لطفِ صحبت حاصل نہ کرلے۔

(حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص محض اپنی مطلقہ بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے سازش کے طور پر اس کا نکاح کرائے اور پہلے سے یہ طے کرے کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق دے دے گا تو یہ سراسر ایک ناجائز فعل ہے۔ ایسا نکاح، نکاح نہ ہوگا، بلکہ محض ایک بدکاری ہوگی اور ایسے سازشی نکاح وطلاق سے عورت ہرگز اپنے سابق شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ (تفہیم القرآن ج۱، البقرہ، حاشیہ:۲۵۳)

۸۶۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ.

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تحلیل کرنے والے اور تحلیل کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' (ترمذی، نسائی)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، ثَنَا زُھَیْرٌ، حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِیْلُ عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِسْمَاعِیْلُ: وَاُرَاہُ قَدْ رَفَعَہٗ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ۔(۲۸)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ.(۲۹)

ـــــ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ وَقَدْ رُوِیَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ غَیْرِوَجْہٍ۔ وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْھُمْ عُمَرُؓ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُؓ بْنُ عَفَّانَ وَعَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُمَرَؓ وَغَیْرُھُمْ وَھُوَ قَوْلُ الْفُقَھَاءِ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ۔

کرائے کا سانڈ

۸۷۔ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ ھُوَالْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ.

''حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کرائے کا سانڈ کون ہوتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں! فرمایا، وہ تحلیل کرنے والا ہے۔ خدا کی لعنت ہے تحلیل کرنے والے پر بھی اور اس شخص پر بھی جس کے لیے تحلیل کی جائے۔'' (ابن ماجہ، دارقطنی)

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحِ الْمِصْرِیُّ. ثَنَا اَبِیْ، قَالَ سَمِعْتُ اللَّیْثَ بْنَ سَعْدٍ یَقُوْلُ:

قَالَ لِیْ اَبُوْ مُصْعَبٍ مِشْرَحُ بْنُ هَاعَانٍ، قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَلاأُخْبِرُكُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰی!یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.(۳۰)

تشریح: گویا کہ سازشی نکاح،جس میں پہلے سے یہ طے شدہ ہو کہ عورت کو سابق شوہر کے لیے حلال کرنے کی خاطر ایک آدمی اس سے نکاح کرے گا اور مباشرت کرنے کے بعد اسے طلاق دے دے گا۔امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس سے تحلیل تو ہو جائے گی،مگر یہ فعل مکروہ تحریمی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵،الطلاق،حاشیہ:۱)

جو شخص اپنی مطلقہ عورت کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے اس کا نکاح کرائے اور جو اس غرض سے نکاح کرے،دونوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے،اور ایسے شخص کو آپ تیس مستعار (کرائے کے سانڈ) سے تشبیہ دیتے ہیں۔فی الواقع اس طرح کے نکاح اور زنا میں کوئی فرق نہیں ہے۔حیرت ان علماء پر ہوتی ہے جو اس صریح حرام اور نہایت شنیع اور شرمناک حیلے کا فتویٰ لوگوں کو دیتے ہیں۔ (حقوق الزوجین،اصل دوم:طلاق...)

ماٰخذ

(۱) مسلم ج۱ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق، باب من جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك۔☆ المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔ ☆دارقطنی ج٤۔ص٤٦ ☆المُستَدرك للحاکم ج٢۔کتاب الطلاق مستدرك میں اناءۃ هے۔

(۲) مسلم ج۱ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث۔☆ نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة۔ نسائی نے الم تعلم ان الثلاث کانت علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وصدرا من خلافة عمر رضی الله عنهما ترُد الی الواحدة: قال: نعم، نقل کیاهے۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وماورد فی خلاف ذلك۔ ☆المصَنَّف لعبدالرزاق ج٦۔ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔☆دارقطنی ج٤۔ص٤٧عن ابن عباس۔

(۳) مسلم ج۱۔ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث۔ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب الخلع والطلاق باب مَن جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج٥۔ کتاب الطلاق باب ماقالوا: اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها فهی واحدة۔ ☆دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق۔ عن ابن عباس هناتك کی جگه هنیئاتك نقل کیاهے۔

(٤) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق۔ باب نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك۔ بیهقی میں اجیزوهن علیهم هے۔

(٥) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق باب فی البتة۔☆ السنن الکبری ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی کنایات الطلاق التی لایقع الطلاق بها الخ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق باب الطلاق بما نوی به الطالق۔

(۶) ترمذی ج ۱ ـ ابواب الطلاق واللعان باب فی الرجل طلق امرأته البتة۔

(۷) ابوداؤد ج ۲ ـ کتاب الطلاق باب فی البتة۔☆ابن ماجه کتاب الطلاق باب طلاق البتة۔☆دارمی کتاب الطلاق باب۸ فی الطلاق البتة۔☆السنن الکبریٰ ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی کنایات الطلاق التی لایقع الطلاق بها الخ۔ ☆المستدرك للحاکم ج ۲ ـ کتاب الطلاق باب الطلاق بما نوی به الطالق۔☆دارقطنی ج ۲ ـ ص ۳۴ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج ۵ ـ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الرجل یطلق امرأته البتة۔

(۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق باب الاختیار للزوج ان لایطلق الا واحدة۔

(۹) نسائی ج ۶ کتاب الطلاق، الثلاث المجموعة ومافیه من التغلیظ۔

(۱۰) دارقطنی ج ۴ ـ کتاب الطلاق ـ☆السنن الکبریٰ ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وماورد فی ذلك۔☆المصنف لعبدالرزاق ج ۶ ـ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔

(۱۱) دارقطنی ج ۴ ـ کتاب الطلاق والخلع والإیلاء وغیره، حدیث ۵۶ ـ☆السنن الکبری ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی امضاء الطلاق الثلاث وان کن مجموعات۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج ۵ ـ کتاب الطلاق فی الرجل یطلق امرأته مائة او الفاً فی قول واحد۔

(۱۲) المصنف لعبدالرزاق بحواله روح المعانی جز ۲۸ ـ سورة الطلاق۔

(۱۳) المصنف لعبدالرزاق ج ۶ ـ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔ ابراهیم بن عبید اللّٰه ضعیف ذکره ابن حجر فی اللسان۔☆مجمع الزوائد ج ۴ ـ کتاب الطلاق باب فیمن طلق اکثر من ثلاث۔

(۱۴) دارقطنی ج ۴ ـ ص ۲۰ ☆مجمع الزوائد ج ۴ ـ ص ۳۳۸ ـ

(۱۵) دارقطنی ج ۴ ـ کتاب الطلاق ـ☆المصنف لعبد الرزاق ج ۶ ـ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔

(۱۶) دارقطنی ج ۴ ـ کتاب الطلاق ـ☆مؤطا امام مالك کتاب الطلاق باب ماجاء فی البتة۔

(۱۷) دارقطنی ج ۴ ـ کتاب الطلاق ـ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق۔

(۱۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق باب الاختیار للزوج ان لایطلق الا واحدة حدیث ـ ۱۴۹۴۸☆ مصنف ابنِ ابی شیبة ج ۵ ـ کتاب الطلاق باب فی الرجل یطلق امرأته مائة او الفاً فی قول واحد۔

(۱۹) ابوداؤد ج ۲ ـ کتاب الطلاق باب المبتوتة لایرجع الیها زوجها حتی تنکح غیره۔☆ترمذی ابواب النکاح ج ۱ ـ باب ماجاء فیمن یطلق امرأته ثلاثا فیتزوجها آخر فیطلقها قبل ان یدخل بها۔ حدیث عائشة حدیث حسن صحیح۔ ☆مسند احمد ج ۶ ـ عن عائشةؓ۔☆ ابنِ کثیر ج ۱ ـ عن عائشةؓ۔

(۲۰) نسائی کتاب الطلاق ج ۶ ـ باب ۱ حلال المطلقة ثلاثا والنکاح الذی یحلها به۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح باب الرجل یطلق امرأته ثلاثا فتزوج فیطلقها قبل ان یدخل بها، اترجع الی الاول۔

(۲۱) مؤطا امام مالك ج ۲ ـ کتاب النکاح، نکاح المُحَلِّلِ وما اشبه۔☆ابن کثیر ج ۱ ـ ص ۲۷۸ ـ

(۲۲) بخاری ج ۲ ـ کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث لقول الله تعالی الطلاق مرتان الخ۔☆مسلم ج ۲ کتاب النکاح باب لاتحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتی تنکح زوجا غیره ویطأ ها ثم یفارقها وتنقضی عدتها۔☆ السنن الکبری ج ۷ ـ کتاب الخلع والطلاق باب الاختیارللزوج ان لایطلق الاواحدة۔☆ ابن کثیر ج ۱ ص ۲۸۷☆کنز العمال ج ۹ ـ ص ۶۵۷ ـ

(٢٣) مسلم ج٢، کتاب النکاح، باب لاتحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتی تنکح زوجا غیره ویطأها ثم یفارقها وتنقضی عدتها۔ مسند احمد ج٢۔ص١٩٣عن عائشة۔

(٢٤) مسند احمد ج٢۔ص٢٥،٦٢،٨٥ عن ابن عمر۔

(٢٥) مسند احمدج٣۔ص٢٨٤ ج٦۔ص٩٦عن عائشۃؓ۔☆مصنف ابن ابی شیبه ج٢۔٤۔ص٢٧٥عن ابن عمرؓ۔☆نسائی کتاب النکاح ج٦۔ باب احلال المطلقة ثلاثا والنکاح الذی یحلها به۔

(٢٦) الطبرانی وابویعلیٰ بحواله مجمع الزوائد ج٤۔کتاب الطلاق باب متی تحل المبتوتة۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج٢۔٤ ث٢٧٥ عن ابن عمرؓ۔

(٢٧) مسند احمد ج٣۔ص٢٨٤ عن انس البزار ابویعلی بحواله مجمع الزوائد ج٤۔ص٣٥٠☆مصنف ابنِ ابی شَیبة ج٢۔٤۔ص٢٧٥ عن انس۔

(٢٨) ابوداؤد کتاب النکاح باب فی التحلیل۔☆ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی المحلل والمحلل له۔

(٢٩) نسائی کتاب النکاح ج٦۔ باب احلال المطلقة ثلاثا ومافیه من التغلیظ۔ عن عبدؓاللّٰه بن مسعود۔☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح باب المحلِّل والمحلل لهٗ۔ عن عقبة بن عامرؓ۔☆دارمی کتاب النکاح باب ٥٣ فی النهی عن التحلیل۔ عن عبداللّٰهؓ بن مسعود۔ ☆ السنن الکبریٰ ج٧۔ کتاب النکاح باب ماجاء فی نکاح المحلل۔ عن ابن مسعودؓوعلیؓ۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔عن عبداللّٰه بنؓ مسعود وعلیؓ۔☆المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب الطلاق باب لعن اللّٰه المحلل والمحلل له۔ عن عقبةؓ بن عامر۔☆مجمع الزوائد ج٤۔ص٢٦٧عن ابی هریرةؓ۔ ☆مسنداحمد ج١۔ص٤٤٨،٤٥٠،٤٥١،٤٦٢ عبداللّٰه بن مسعودؓ۔ج١۔ص٨٣،٨٧،٨٨،٩٣،١٠٧،١٢١، ١٣٣، ١٤٨،١٥٠عن علیؓ ج٢۔ص٣٢٢☆کنز العمال ج٩۔حدیث نمبر ٢٧٨٤٨باب التحلیل۔

(٣٠) ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب المحلل والمحلل له۔☆دارقطنی ج٤۔ کتاب النکاح حدیث نمبر٢٨۔☆فی الزوائد: فی اسناده مشرح بن هاعان، ذکره ابن حبان فی الثقات، وقَال یخطئی ویخالف، وذکره فی الضعفاء وقال : یروی عن عقبة بن عامر منا کیر لایتابع علیه والصواب ترك ما انفرد به۔ وقال ابن یونس کان فی جیش الحجاج الذین رموا الکعبة بالمنجنیق۔ وقال احمد: معروف، وقال ابن معین والذهبی: ثقة، ویحی بن عثمان بن صالح، قال عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، تکلموا فیه۔ وقال ابویونس: کان حافظا للحدیث، وحدث بما لم یکن یوجد عند غیرهٗ۔ ☆ابن ماجه کتاب النکاح باب المحلل والمحلل کے تحت☆دارقطنی ج٤۔کتاب النکاح عن عقبةؓ بن عامر۔ دارقطنی میں لَعَنَ اللّٰهُ الُمحلّل وَالُمُحَلَّلَ لهٗ هے۔ المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب النکاح باب لعن اللّٰه المحلل والمحلل له۔ عقبةؓ بن عامر جهنی هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔حاکم نے مشرح بن هاعان یحدث عن عقبة بن عامر بیان کرکے کهاهے، هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔☆السنن الکبری ج٧۔ کتاب النکاح باب ماجاء فی نکاح المحلل۔ عن عقبةؓ بن عامر۔☆کنزالعمال ج٩۔حدیث نمبر٢٧٨٤٩۔

عدت اور نان نفقہ

عدت کہاں گزاری جائے

۸۸۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی بہن فریعہ بنت مالک کے شوہر جب قتل کردیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ شوہر کے گھر ہی میں عدت گزاریں۔ (ابوداوٴد، نسائی، ترمذی)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ الْقَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ اِسْحَاقَ بْنِ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ، عَنْ عَمَّتِہٖ زَیْنَبَ بِنْتِ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ، اَنَّ الْفُرَیْعَۃَ بِنْتَ مَالِکِ بْنِ سِنَانٍ ــــ وَھِیَ اُخْتُ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ ــــ اَخْبَرَتْھَا اَنَّھَا جَآءَ تْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَسْاَلُہٗ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِھَا فِیْ بَنِیْ خُدْرَۃَ فَاِنَّ زَوْجَھَا خَرَجَ فِیْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَہٗ اَبَقُوْا حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِطَرَفِ الْقَدُّوْمِ لَحِقَھُمْ فَقَتَلُوْہُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِیْ فَاِنِّیْ لَمْ یَتْرُکْنِیْ فِیْ مَسْکَنٍ یَمْلِکُہٗ وَلَانَفَقَۃٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :نَعَمْ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِی الْحُجْرَۃِ، اَوْ فِی الْمَسْجِدِ، دَعَانِیْ، اَوْ اَمَرَ بِیْ فَدُعِیْتُ لَہٗ، فَقَالَ: کَیْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَیْہِ الْقِصَّۃَ الَّتِیْ ذَکَرْتُ مِنْ شَاْنِ زَوْجِیْ، قَالَتْ: فَقَالَ:اُمْکُثِیْ فِیْ بَیْتِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ.قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِیْہِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَرْسَلَ اِلَیَّ فَسَاَلَنِیْ عَنْ ذٰلِکَ، فَاَخْبَرْتُہٗ فَاتَّبَعَہٗ وَقَضٰی بِہٖ.(۱)

ترجمہ : زینب بنت کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ فریعہ جو ابوسعید خدری کی بہن ہیں، نے اپنا واقعہ خود بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں یہ دریافت کرنے کے لیے کہ میں اپنے خاندان بنی خدرہ میں (عدت) گزارنے کے لیے جاسکتی ہوں یا نہیں؟ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اس کے خاوند اپنے گھر سے بھاگے ہوئے سرکش غلاموں کی تلاش کے لیے گھر سے نکلے، طرف القدوم کے مقام پر ان سے جا ملے۔ انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کردیا۔ اس صورت واقعہ کی روشنی میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں عدت گزارنے کے لیے اپنے خاندان میں واپس جاسکتی ہوں یا نہیں کیونکہ میرے خاوند کا نہ تو کوئی ذاتی ملکیت کا مکان ہے جس میں رہائش رکھ سکوں اور نہ نان ونفقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا، ہاں! یہ جواب سن کر میں آپ کے پاس سے نکلی ابھی حجرے کی حدود میں ہی تھی یا مسجد میں کہ آپؐ نے مجھے واپس بلایا، یا مجھے واپس لانے کے لیے کسی کو حکم فرمایا، میں واپس خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی تو فرمایا، تو نے کیسے واقعہ سنایا تھا؟ میں نے اپنے شوہر کے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ پھر نئے سرے سے سنایا۔ فریعہ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اپنے گھر میں ٹکی رہو تاوقتیکہ عدت کی مدت پوری ہوجائے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے پھر چار ماہ دس دن عدت اسی گھر میں پوری کی۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کا دورِ خلافت شروع ہوا تو انہوں نے مجھے بلوا بھیجا۔ انہوں نے اس فیصلہ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے فیصلہ کی روداد سنادی۔ انہوں نے بھی اسی فیصلہ کی پیروی کرتے ہوئے فیصلہ دیا۔

ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے پھر لکھا ہے:

—— وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیْرِھِمْ۔ لَمْ یَرَوْا لِلْمُعْتَدَّةِ اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُھَا وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ، وَقَالَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیْرِھِمْ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَعْتَدَّ حَیْثُ شَآءَتْ وَاِنْ لَّمْ تَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا۔ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

﴿۲﴾اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ:حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ، عَنْ شُعْبَةَ، وَابْنُ جُرَیْجٍ وَیَحْیٰ بْنُ سَعِیْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ کَعْبٍ، عَنِ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِکٍ، اَنَّ زَوْجَھَا خَرَجَ فِیْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ فَقَتَلُوْهُ، قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَیْجٍ : وَکَانَتْ فِیْ دَارٍ قَاصِیَةٍ، فَجَآءَتْ وَمَعَھَا اَخُوْھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرُوْا لَهُ، فَرَخَّصَ لَھَا حَتّٰی اِذَا رَجَعَتْ دَعَاھَا، فَقَالَ: اِجْلِسِیْ فِیْ بَیْتِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهُ.

ترجمہ: زینب بنت کعب، فارعہ بنت مالک کے حوالہ سے بیان کرتی ہیں کہ اس کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں گھر سے نکلے، غلاموں نے انہیں قتل کردیا۔ شعبہ اور ابن جریج کہتے ہیں کہ فارعہ ایک دور دراز الگ تھلگ مکان میں رہائش پذیر تھی۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر سارا واقعہ آپؐ کو سنایا۔ روداد واقعہ سن کر آپؐ نے اسے اجازت دے دی۔ مگر ابھی واپس ہوئی تھی کہ اسے واپس بلایا اور فرمایا اپنے گھر ہی میں اس وقت تک بیٹھی رہو تاوقتیکہ عدت کی مدت پوری ہوجائے۔

اسی باب میں دوسری روایت:

﴿۳﴾عَنِ الْفُرَیْعَةِ بِنْتِ مَالِکٍ، اَنَّ زَوْجَھَا تَکَارٰی عُلُوْجًا لِیَعْمَلُوْا لَهُ، فَقَتَلُوْهُ، فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَتْ: اِنِّیْ لَسْتُ فِیْ مَسْکَنٍ لَهُ وَلَایَجْرِیْ عَلَیَّ مِنْهُ رِزْقٌ اَفَاَنْتَقِلُ اِلٰی اَھْلِیْ وَیَتَامَایَ وَاَقُوْمُ عَلَیْھِمْ، قَالَ: اِفْعَلِیْ ثُمَّ قَالَ: کَیْفَ قُلْتِ؟ فَأَعَادَتْ عَلَیْهِ قَوْلَھَا، قَالَ: اعْتَدِّیْ حَیْثُ بَلَغَکِ الْخَبَرُ.

اس روایت میں اتنا فرق ہے کہ عدت وہیں گزارو جہاں شوہر کے فوت ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

اسی باب میں ایک اور روایت:

﴿۴﴾عَنْ فُرَيْعَةَ اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِیْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهٗ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقَدُّوْمِ، قَالَتْ: فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ اِلٰى اَهْلِیْ وَذَكَرَتْ لَهُ حَالاً مِنْ حَالِهَا، قَالَتْ فَرَخَّصَ لِیْ، فَلَمَّا اَقْبَلْتُ، نَادَانِیْ، فَقَالَ: اُمْكُثِیْ، فِیْ اَهْلِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ.(۲)

ترجمہ : فریعہ کا بیان ہے کہ ان کے شوہر اپنے بھگوڑے غلاموں کو تلاش کرنے نکلے، طرف القدوم کے مقام پر ان کو قتل کر دیا گیا۔ تو فُریعہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی ساری صورت حال بیان کی اور کہتی ہیں کہ میں نے اپنے میکے منتقل ہونے کا بھی ذکر کیا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے (پہلے) مجھے رخصت عنایت فرمادی مگر جب میں واپس جانے کے لیے متوجہ ہوئی تو مجھے آواز دے کر واپس بلالیا اور فرمایا، اس وقت تک اپنے مرحوم شوہر کے گھر ہی ٹھہرو جب تک عدت کی مدت پوری نہیں ہوتی۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ (مُحَمَّدِ) نِالْمَرْوَزِیُّ، ثَنَا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ، ثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ، قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَ تْ، وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى "غَيْرَاِخْرَاجٍ" قَالَ عَطَاءٌ:اِنْ شَآءَ تْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهٖ وَسَكَنَتْ فِیْ وَصِيَّتِهَا، وَاِنْ شَآءَ تْ خَرَجَتْ؛ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ، قَالَ عَطَاءٌ:ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى تَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَ تْ.(۳)

ترجمہ : حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ عورت کے عدت اپنے شوہر کے ہاں گزارنے کے حکم کو قرآن کی اس آیت ''نہ نکالی جائیں۔'' (بقرہ:۲۴۰) نے منسوخ کر دیا، اب جہاں چاہے وہ عدت گزار سکتی ہے۔ عطاء کا قول ہے کہ اگر وہ چاہے تو عدت اپنے میکے میں پوری کر سکتی ہے اور رہائش وہ وہاں رکھے گی جس کی اسے وصیت کی گئی ہو اور اگر نکلنا چاہے تو اللہ کے فرمان ''پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے وہ جو کچھ بھی کریں اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے۔'' کے بموجب نکل بھی سکتی ہیں۔ عطاء کہتے ہیں، جب میراث کا حکم آ گیا تو پھر اپنے خاوند کے ہاں عدت گزارنا منسوخ ہو گیا، اب جہاں چاہے وہ عدت گزار سکتی ہے۔

نان نفقہ

۸۹۔ لَيْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَةٌ

''دارقُطنی کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، بیوہ حاملہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔''

تخریج: نَاعَلِیُّ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ طَاهِرٍ، نَامُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْبُوْشَنْجِیُّ، نَا اِسْحَاقُ بْنُ زِيَادٍ الْاَبَلِیُّ،

نا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ، نَا حَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِيَةِ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَةٌ.(٤)

تشریح: اس معاملے میں کہ اگر حاملہ کا شوہر مر جائے، قطع نظر اس سے کہ وہ طلاق دینے کے بعد مرا ہو یا اس نے کوئی طلاق نہ دی ہو اور عورت زمانہ حمل میں بیوہ ہوگئی ہو، اس سلسلے میں فقہاء کے مسالک یہ ہیں:

(۱) امام شافعیؒ ان احادیث سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے البتہ اسے سکونت کا حق ہے۔ (مغنی المحتاج)

(۲) حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ شوہر کے مجموعی ترکہ میں اس کا نفقہ واجب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، قاضی شُریح، ابوالعالیہ، شعبی اور ابراہیم نخعی سے بھی یہی قول منقول ہے، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بھی ایک قول اسی کی تائید میں ہے۔ (آلوسی، جصّاص)

(۳) ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ اُس پر اُس کے پیٹ کے بچہ کے حصے میں سے خرچ کیا جائے اگر میت نے کوئی میراث چھوڑی ہو۔ اور اگر میراث نہ چھوڑی ہو تو میت کے وارثوں کو اس پر خرچ کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ (البقرہ: ۲۳۳)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ متوفی شوہر کے مال میں اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی ایک تیسرا قول یہی منقول ہوا ہے (جصّاص)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے ترکہ میں سے اس کو جو میراث کا حصہ ملا ہو اس سے وہ اپنا خرچ پورا کر سکتی ہے، لیکن شوہر کے مجموعی ترکے پر اس کا نفقہ عائد نہیں ہوتا، جس کا بار تمام وارثوں پر پڑے۔

(۵) ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ اس کا نفقہ متوفی شوہر کے مال میں اسی طرح واجب ہے جس طرح اس کے مال میں کسی کا قرض واجب ہوتا ہے (جصّاص)۔ یعنی مجموعی ترکہ میں سے جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہے اسی طرح اس کا نفقہ بھی ادا کیا جائے۔

(۶) امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زُفرؒ کہتے ہیں کہ میّت کے مال میں اس کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ کیونکہ موت کے بعد میت کی کوئی ملکیت ہی نہیں ہے، اس کے بعد تو وہ وارثوں کا مال ہے۔ ان کے مال میں حاملہ بیوہ کا نفقہ کیسے واجب ہو سکتا ہے (ہدایہ: جصّاص)، یہی مسلک امام احمد بن حنبل کا ہے۔ (الانصاف)

(۷) امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے، البتہ اسے سکونت کا حق ہے (مغنی المحتاج)۔ ان کا استدلال حضرت ابوسعید خُدری کی بہن فریعہ بنتِ مالک کے اس واقعہ سے ہے کہ ان کے شوہر جب قتل کر دیئے گئے تو

رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ شوہر کے گھر ہی میں عدت گزاریں (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)۔ مزید برآں ان کا استدلال دارقطنی کی اس روایت سے ہے کہ حضورؐ نے فرمایا لَيْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَةٌ ''بیوہ حاملہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔'' یہی مسلک امام مالکؒ کا بھی ہے (حاشیہ الدسوقی)۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ: ۱۷)

عدم نفقہ کی صورت میں تفریق

۹۰۔ دارقطنی اور بیہقی میں نبی ﷺ کا یہ فیصلہ منقول ہے کہ عدم نفقہ کی صورت میں زوجین کے درمیان تفریق کرادی جائے۔ (حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: نفقہ)

تخریج: قَالَ وَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيٰ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، اَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَعْجِزُ عَنْ نَفَقَةِ امْرَأَتِهِ، قَالَ: اِنْ عَجَزَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. (۵)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے ان سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کا نان نفقہ دینے سے عاجز ہے انہوں نے جواب دیا اگر وہ عاجز و بے بس ہے تو دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی۔

ایک روایت میں یفرق بینھما ہے۔

متوفی حاملہ کی عدت

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (الطلاق: ۴)

''اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔''

۹۱۔ اَجَلُ كُلِّ حَامِلٍ اَنْ تَضَعَ مَا فِيْ بَطْنِهَا.

''ہر حاملہ عورت کی عدت کی مدت اس کے وضع حمل تک ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالْكَرِيْمِ بْنِ اَبِي الْمُخَارِقِ يُحَدِّثُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اُولَاتِ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، قَالَ: اَجَلُ كُلِّ حَامِلٍ اَنْ تَضَعَ مَافِيْ بَطْنِهَا. (۶)

تشریح: ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حجر کہتے ہیں کہ اگرچہ اس کی سند میں کلام کی گنجائش ہے، لیکن چونکہ یہ متعدد سندوں سے نقل ہوئی ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔

۹۲۔ سُبَیعہ اسلمیہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بحالت حمل بیوہ ہوئی تھیں اور شوہر کی وفات کے چند روز بعد (بعض روایات میں ۲۰ رد ن، بعض میں ۲۵ دن، بعض میں ۴۰ دن اور بعض میں ۳۵ دن بیان ہوئے ہیں) ان کا وضع حمل ہو گیا تھا۔ حضورؐ سے ان کے معاملہ میں فتویٰ پوچھا گیا تو آپ نے ان کو نکاح کی اجازت دے دی اس واقعہ کو بخاری و مسلم نے کئی طریقوں سے حضرت اُمِ سلمہ سے روایت کیا ہے۔ اسی واقعہ کو بخاری، مسلم، امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت مِسور بن مخرمہ سے بھی روایت کیا ہے۔ مسلم نے خود سبیعہ اسلمیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں حضرت سعد بن خولہ کی بیوی تھی۔ حجۃ الوداع کے زمانے میں میرے شوہر کا انتقال ہو گیا جب کہ میں حاملہ تھی۔ وفات کے چند روز بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ تم چار مہینے دس دن سے پہلے نکاح نہیں کر سکتیں۔ میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فتویٰ دیا کہ تم وضع حمل ہوتے ہی حلال ہو چکی ہو، اب چاہو تو دوسرا نکاح کر سکتی ہو۔ اس روایت کو بخاری نے بھی مختصراً نقل کیا ہے۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا يَحْىٰ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجُ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ، اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ، كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّیَ عَنْهَا وَهِیَ حُبْلٰى، فَخَطَبَهَا اَبُوالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَايَصْلُحُ اَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّیَ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ، فَمَكُثَتْ قَرِيْبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ، ثُمَّ جَآءَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: اِنْكِحِیْ.(۷)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ زوجہ رسول ﷺ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اسلم قبیلہ کی سبیعہ نامی ایک خاتون اپنے خاوند کی زوجیت ہی میں تھی کہ شوہر فوت ہو گیا اور وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ ابوالسنابل نے پیغام نکاح دیا۔ اس عورت نے ان سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا اس کا بیان ہے کہ ابوالسنابل نے کہا اللہ کی قسم تیرے لیے یہ مناسب ہی نہیں ہے کہ تو نکاح کرے جب تک دونوں مدتوں میں سے آخری تک عدت نہ گزار لے۔ اس کے بعد وہ تقریباً دس راتیں ہی گزار سکی کہ وضع حمل ہو گیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور مسئلہ دریافت کیا) تو آپ نے فرمایا نکاح کر لو۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْىٰ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبُوْهُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: اَفْتِنِیْ فِی امْرَاَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ، قُلْتُ اَنَا: وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ يَعْنِی اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْاَلُهَا، فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ وَهِیَ حُبْلٰى، فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَاَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ اَبُوالسَّنَابِلِ فِيْمَنْ خَطَبَهَا.(۸)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ کا بیان ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا۔ اس وقت ان کے پاس حضرت ابوہریرہ بھی تشریف فرماتھے۔ اس شخص نے ابن عباس سے عرض کی کہ مجھے ایسی عورت کے متعلق فتویٰ ارشاد فرمائیں جس نے خاوند کی وفات کے چالیس روز بعد بچے کو جنم دیا ہو۔ ابن عباس نے فرمایا آخرالاجلین اس کی مدت عدت ہے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں، میں نے قرآن کی آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ پڑھی۔ مقصود یہ بتانا تھا کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی ابوسلمہ کے بیٹے کے ساتھ تھا کہ ابن عباس نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں درپیش مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ حضرت ام سلمہ نے سبیعہ اسلمیہ کا واقعہ سنایا۔ وہ حمل سے تھیں خاوند کی وفات کے چالیس شب بعد ان کو وضع حمل ہو گیا۔ ان کو پیغام نکاح دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ پیغام نکاح دینے والوں میں ابوالسنابل بھی تھا۔

﴿۳﴾ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاْءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ، وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ، قَالَ: اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ، وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اِذَا وَلَدَتْ، فَقَدْ حَلَّتْ، فَدَخَلَ اَبُوْسَلَمَةَ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ. فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ، فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْاٰخَرُ كَهْلٌ، فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِّ، فَقَالَ الْكَهْلُ: لَمْ تَحْلِلْ وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّبًا فَرَجَا اِذَا جَاءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثِرُوْهُ بِهَا، فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: قَدْ حَلَلْتِ، فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ. (۹)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرات ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ دونوں سے ایسی عورت کی مدت عدت کے بارے میں استفسار کیا گیا جو خاوند کی وفات کے وقت حاملہ تھی۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کی مدت عدت آخرالاجلین ہے اور ابوہریرہؓ بولے کہ ولادت کے بعد وہ حلال ہو جاتی ہے۔ اتنے میں ابوسلمہ ام سلمہ کے پاس آئے اور ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کی وفات کے نصف ماہ بعد بچے کو جنم دیا تھا۔ پھر دو آدمیوں نے اسے پیغام نکاح بھیجا۔ ایک ان میں سے نوجوان تھا اور دوسرا ادھیڑ عمر۔ سبیعہ کا اپنا رجحان نوجوان کی طرف ہوا تو ادھیڑ عمر شخص نے کہا کہ وہ حلال ہی نہیں ہوئی ــــ اس وقت سبیعہ کے گھر والے باہر گئے ہوئے تھے ــــ اسے (ادھیڑ عمر شخص کو) امید تھی کہ جب اس (سبیعہ) کے گھر والے آئیں گے تو اسے ترجیح دیں گے۔ اس صورت حال میں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور (مسئلہ دریافت کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو حلال ہو چکی ہے اب جس سے چاہے نکاح کر لے۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزْعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَاْذَنَتْ اَنْ تَنْكِحَ، فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ. (۱۰)

ترجمہ: مسوَر بن مخرمہ سے مروی روایت میں ہے کہ سبیعہ، خاوند کی وفات کے چند روز بعد نفاس کی حالت میں مبتلا ہوئی (چند روز بعد وضع حمل ہوگیا) تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نکاح کرنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی اور اس نے نکاح کرلیا۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰ تَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ قَالَ حَرْمَلَةُ: نَا، وَقَالَ اَبُو الطَّاهِرِ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ ابْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، اَنَّ اَبَاهُ کَتَبَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِیِّ، یَاْمُرُهٗ اَنْ یَدْخُلَ عَلٰی سُبَیْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِیَّةِ، فَیَسْأَلُهَا عَنْ حَدِیْثِهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ اسْتَفْتَتْهُ، فَکَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ یُخْبِرُهٗ اَنَّ سُبَیْعَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا کَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ فِیْ بَنِیْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَیٍّ، وَکَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّیَ عَنْهَا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهِیَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَیْهَا اَبُو السَّنَابِلِ ابْنِ بَعْکَکٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ لَهَا: مَالِیْ اُرَاکِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّکِ تَرْجِیْنَ النِّکَاحَ، اِنَّکِ وَاللّٰهِ مَا اَنْتِ بِنَاکِحٍ حَتّٰی تَمُرَّ عَلَیْکِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ. قَالَتْ سُبَیْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِیْ ذٰلِکَ: جَمَعْتُ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حِیْنَ اَمْسَیْتُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِکَ فَاَفْتَانِیْ بِاَنِّیْ قَدْ حَلَلْتُ حِیْنَ وَضَعْتُ حَمْلِیْ وَاَمَرَنِیْ بِالتَّزْوِیْجِ اِنْ بَدَالِیْ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، فَلَا اَرٰی بَاْسًا اَنْ تَتَزَوَّجَ حِیْنَ وَضَعَتْ وَاِنْ کَانَتْ فِیْ دَمِهَا غَیْرَ اَنَّهٗ لَا یَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتّٰی تَطْهُرَ.(۱۱)

ترجمہ: عبید اللہ نے بتایا کہ میرے والد نے عمر بن عبد اللہ کو لکھا جس میں انہوں نے عمر بن عبد اللہ کو سبیعہ کے پاس جانے کا حکم دیا تھا کہ اس کے پاس جائے اور اس کے معاملۂ عدت کی مدت اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے جواب کے بارے میں دریافت کرے۔ عمر بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عُتبہ کو لکھا جس میں انہوں نے اسے اطلاع دی کہ سبیعہ کا بیان یہ ہے کہ وہ سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی، سعد کا تعلق بنو عامر بن لؤیّ سے تھا اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو معرکہ بدر میں شریک تھے۔ ان کا انتقال حجۃ الوداع کے موقع پر ہوگیا اور وہ (سبیعہ) اس وقت حمل سے تھی۔ خاوند کی وفات کے بعد جلد ہی اس نے بچے کو جنم دیا۔ جب ایام نفاس سے فارغ ہوئی تو اس نے پیغام رسانوں کے لیے کچھ بناؤ سنگار کرلیا۔ اس دوران میں ابو السنابل ان کے پاس آئے، ان کا تعلق بنی عبد الدار سے تھا۔ سبیعہ سے مخاطب ہو کر پوچھا، کیا بات ہے میں تجھے بنی سنوری دیکھ رہا ہوں، نکاح کا ارادہ ہے کیا؟ اللہ کی قسم تم نکاح نہیں کرسکتی تاوقتیکہ چار ماہ دس دن کی مدت عدت پوری نہ کرلو۔ سبیعہ کہتی ہے کہ جب ابو السنابل نے مجھے یہ بات کہی تو شام کو میں نے اپنا لباس درست کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ

سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا کہ میں حلال ہو چکی ہوں وضع حمل کے بعد۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو نکاح کر لے۔ ابن شہاب کا قول ہے کہ میں تو اس بارے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ وضع حمل کے بعد وہ نکاح کر لے خواہ ایام نفاس ہی میں ہو بشرطیکہ خاوند اس دوران میں مباشرت نہ کرے۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا اَحمَدُ بنُ مَنِیعٍ، ثَناحُسَینُ ابنُ مُحَمَّدٍ، ثَنا شَیبَانُ عَن مَنصُورٍ، عَنِ اِبرَاھِیمَ، عَنِ الاَسوَدِ، عَن اَبِی السَّنَابِلِ بنِ بَعکَکٍ، قَالَ: وَضَعَت سُبَیعَةُ بَعدَ وَفَاتِ زَوجِھَا بِثَلاثَةٍ وَّعِشرِینَ یَومًا اَوخَمسَةٍ وَّعِشرِینَ یَومًا، فَلَمَّا تَعَلَّت تَشَوَّقَت لِلنِّکَاحِ فَاَنکَرَ عَلَیھَا ذٰلِکَ، فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِن تَفعَل فَقَد حَلَّ اَجلُھَا. (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوالسنابل سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ سبیعہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد تئیس یا پچیس روز وضع حمل سے فارغ ہوگئی تو اس نے نکاح میں دلچسپی کا اظہار کیا، ابوالسنابل نے اسے منع کیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا، اگر اس نے ایسا کیا ہے (تو اس کے لیے جائز ہے) کہ اس کی مدت عدت پوری ہوگئی ہے۔

—— وَفِی البَابِ عَن اُمِّ سَلَمَةَ۔ حَدِیثُ اَبِی السَّنَابِلِ حَدِیثٌ مَشھُورٌ غَرِیبٌ مِّن ھٰذَا الوَجہِ۔ وَلَا نَعرِفُ لِلاَسوَدِ شَیئًا عَن اَبِی السَّنَابِلِ وَسَمِعتُ مُحَمَّدًا یَقُولُ۔ لَا اَعرِفُ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ عَاشَ بَعدَ النَّبِیِّ ﷺ۔

—— وَالعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِندَ اَکثَرِ اَھلِ العِلمِ مِن اَصحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیرِھِم: اَنَّ الحَامِلَ المُتَوَفّٰی عَنھَا زَوجُھَا اِذَا وَضَعَت فَقَد حَلَّ لَھَا التَّزوِیجُ وَاِن لَّم تَکُن اِنقَضَت عِدَّتُھَا۔ وَھُوَ قَولُ سُفیَانَ الثَّورِیِّ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحمَدَ وَاِسحَاقَ۔ وَقَالَ بَعضُ اَھلِ العِلمِ مِن اَصحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیرِھِم تَعتَدُّ اٰخِرَالاَجَلَینِ وَالقَولُ الاَوَّلُ اَصَحُّ۔

﴿۷﴾ اَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ وَھبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِی اَبُوعَبدِالرَّحِیمِ، قَالَ: حَدَّثَنِی زَیدُ بنُ اَبِی اُنَیسَةَ، عَن یَزِیدَ بنِ اَبِی حَبِیبٍ، عَن مُحَمَّدِ ابنِ مُسلِمٍ الزُّھرِیِّ، قَالَ: کَتَبَ اِلَیهِ یَذکُرُ اَنَّ عُبَیدَ اللّٰهِ بنَ عَبدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ اَنَّ زُفَرَ بنَ اَوسِ بنِ الحَدَثَانِ النَّصرِیَّ، حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ بنَ بَعکَکِ بنِ السَّبَّاقِ قَالَ لِسُبَیعَةَ الاَسلَمِیَّةِ: لَاتَحِلِّینَ حَتّٰی یَمُرَّ عَلَیکِ اَربَعَةُ اَشھُرٍ وَّعَشرٍ اَقصَی الاَجَلَینِ، فَاَتَت رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَتهُ عَن ذٰلِکَ فَزَعَمَت اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَفتَاھَا اَن تَنکِحَ اِذَا وَضَعَت حَملَھَا، وَکَانَت حُبلٰی مِن تِسعَةِ اَشھُرٍ حِینَ تُوُفِّیَ زَوجُھَا، وَکَانَت تَحتَ سَعدِ بنِ خَولَةَ، فَتُوُفِّیَ فِی حَجَّةِ الوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَکَحَت فَتًی مِن قَومِھَا حِینَ وَضَعَت مَا فِی بَطنِھَا. (۱۳)

ترجمہ: حضرت ابوالسنابل نے سبیعہ اسلمیہ سے کہا کہ تو اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ چار ماہ دس دن کی مدت عدت پوری نہ کر لے۔ یہ سن کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا، اور اس

کا اپنا گمان بھی یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ وضع حمل کے بعد اسے نکاح ثانی کی اجازت دیں گے۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو وہ اس وقت نو ماہ کی حاملہ تھیں —— خاوند ان کا سعد بن خولہ تھا، حجۃ الوداع کے موقع پر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ وفات ہوگئی —— اپنے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کی ولادت سے جب یہ فارغ ہوگئی تو اس نے اپنے قبیلہ کے ایک نوجوان سے شادی کرلی۔

〈۸〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، وَعَمْرِو بْنِ عُتْبَةَ، اَنَّهُمَا كَتَبَا اِلٰی سُبَیْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ یَسْاَلَانِهَا عَنْ اَمْرِهَا، فَكَتَبَتْ اِلَیْهِمَا اَنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ فَتَهَیَّاَتْ تَطْلُبُ الْخَیْرَ، فَمَرَّ بِهَا اَبُوالسَّنَابِلِ ابْنُ بَعْكَكٍ، فَقَالَ: قَدْ اَسْرَعْتِ اعْتَدِّیْ اٰخِرَ الْاَجَلَیْنِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا، فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْلِیْ، قَالَ: وَفِیْمَ ذَاكَ؟ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: اِنْ وَجَدْتِّ زَوْجًا صَالِحًا، فَتَزَوَّجِیْ.(۱۴)

ترجمہ: مسروق اور عمرو بن عُتبہ دونوں نے سبیعہ سے اس کے معاملہ عدت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا۔ ان کے مکتوب کے جواب میں سبیعہ نے لکھا کہ خاوند کی وفات کے پچیس روز بعد اسے وضع حمل ہوگیا تو اس نے خیر کی طلب میں یعنی شادی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرلیا۔ اسی اثناء میں ابوالسنابل کا اس طرف سے گزر ہوا، اس نے کہا تو نے بڑی جلدی کی، تمہیں تو چار ماہ دس دن کی عدت پوری کرنی چاہیے۔ یہ سن کر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرے لیے بخشش اور معافی کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، کس بارے میں؟ میں نے سارا واقعہ سنایا جو مجھے پیش آیا تھا۔ آپ نے فرمایا، اگر تجھے صالح خاوند مل گیا ہے تو نکاح کرلو۔

مسند احمد میں مروی روایت کا متن:

〈۹〉 عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی سُبَیْعَةَ بِنْتِ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیَّةِ، فَسَاَلْتُهَا عَنْ اَمْرِهَا، فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ فَتُوُفِّیَ عَنِّیْ، فَلَمْ اَمْكُثْ اِلَّا شَهْرَیْنِ، حَتّٰی وَضَعْتُ، قَالَتْ: فَخَطَبَنِیْ اَبُوالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، اَخُوْبَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ، فَتَهَیَّاْتُ لِلنِّكَاحِ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَیَّ حَمُوِیُّ وَقَدِ اخْتَضَبْتُ وَتَهَیَّاْتُ، فَقَالَ: مَا ذَا تُرِیْدِیْنَ یَا سُبَیْعَةُ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: اُرِیْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَالَكِ مِنْ زَوْجٍ حَتّٰی تَعْتَدِّیْنَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا، قَالَتْ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ ﷺ لِیْ: قَدْ حَلَلْتِ فَتَزَوَّجِیْ.(۱۵)

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سبیعہ بنت ابی برزہ الاسلمیہ کے پاس گیا اور اس سے اس کے واقعہ کے متعلق پوچھا، تو اس نے بتایا کہ میں سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی، وہ فوت ہوگیا۔ ابھی دو ماہ ہی گزرے تھے کہ میں وضع حمل سے فارغ ہوگئی۔ ابوالسنابل نے مجھے پیغام نکاح دیا، اس کا تعلق بنوعبدالدار سے تھا، میں نکاح کے لیے آمادہ

ہوگئی اور کچھ تیاری کرلی تو میرے پاس میرا دیور یا جیٹھ آیا تو اس وقت خضاب وغیرہ لگا کر میں آراستہ ہوچکی تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا، کیا ارادہ ہے سبیعہ؟ میں نے جواب دیا کہ شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا واللہ جب تک تم عدت کی مدت چار ماہ دس دن پورے نہ کرلو دوسرے خاوند سے کیسے نکاح کرسکتی ہو! کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں سیدھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے میرے لیے فرمایا، تم حلال ہوچکی ہو اب شادی کرلو۔

﴿۱۰﴾ عَنْ عَائِشَةَؓ، اَنَّهَا قَالَتْ: طُلِّقَتْ امْرَأَةٌ فَمَكَثَتْ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا ثُمَّ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ لَهَا: تَزَوَّجِيْ. (۱۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت کو طلاق دی گئی۔ تیئیس ایام کے بعد اسے وضع حمل ہوگیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور اس صورت حال کا ذکر آپ سے کیا، آپؐ نے اسے فرمایا کہ نکاح کرلے۔

بیوہ حاملہ کی عدت

۹۳۔ حضرت ابی بن کعب کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب سورہ طلاق کی آیت نمبر ۴ نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا یہ مطلقہ اور بیوہ دونوں کے لیے ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا، ہاں!

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، ثَنَا اَبُوْبَكْرٍ الْمَقْدَمِيُّ، اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنِ الْمُثَنّٰى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَلِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا قَالَ هِيَ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَلِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا. (۱۷)

ترجمہ: ابی بن کعبؓ سے مروی ہے انہوں نے خود بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا، حاملہ کی عدت کی مدت تو وضع حمل ہے، مطلقہ ثلاثہ اور متوفی عنہا کے لیے کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ مدت مطلقہ ثلاثہ اور متوفیٰ عنہا دونوں کے لیے ہے۔

—— علامہ ابن کثیر نے اس حد روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی سند میں مثنی بن صباح نہیں۔ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے علاوہ مذکورہ بالا سند سے بھی روایت نقل کی ہے۔ نقل کر کے لکھتے ہیں:

—— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ مُنْكَرٌ لِاَنَّ فِيْ اِسْنَادِهِ الْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ وَهُوَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ بِمَرَّةٍ وَلٰكِنْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ بِسَنَدٍ آخَرَ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوٗدَ السَّمَانِيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَرَّانِيُّ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَدْرِيْ اَمُشْتَرِكَةٌ اَمْ مُبْهَمَةٌ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّةُ آيَةٍ؟ قَالَ "اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" اَلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا وَالْمُطَلَّقَةُ قَالَ نَعَمْ۔ (۱۸)

(۲) اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، نَا اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، اَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، اَنَا الشَّافِعِيُّ، اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، فَقَدْ حَلَّتْ، فَاَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:لَوْ وَلَدَتْ وَزَوْجُهَا عَلَى السَّرِيْرِ لَمْ يُدْفَنْ، لَحَلَّتْ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.(۱۹)

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ سے اس عورت کے بارے میں استفسار کیا گیا جس کا شوہر اس کے حالتِ حمل میں وفات پا گیا ہو۔ ابن عمرؓ نے فتویٰ دیا کہ جب اس کا حمل وضع ہو جائے وہ حلال ہو گئی۔ اور ایک انصاری نے انہیں یہ خبر دی کہ حضرت عمر بن الخطاب کا فتویٰ تو یہ ہے کہ اگر عورت نے عین اس موقع پر وضع حمل کر لیا کہ شوہر کی میت ابھی چار پائی پر رکھی گھر میں موجود ہے تو وہ اسی لمحہ حلال ہو گئی۔

تشریح : اس امر پر تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔ لیکن اس امر میں اختلاف واقع ہو گیا ہے کہ آیا یہی حکم اس عورت کا بھی ہے جس کا شوہر زمانہ حمل میں وفات پا گیا ہو؟ یہ اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ سورہ بقرہ آیت ۲۳۴ میں اس عورت کی عدت ۴ مہینے دس دن بیان کی گئی ہے جس کا شوہر وفات پا جائے اور وہاں اس امر کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ یہ حکم آیا تمام بیوہ عورتوں کے لیے عام ہے یا ان عورتوں کے لیے خاص ہے جو حاملہ نہ ہوں۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان دونوں آیتوں کو ملا کر اس سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ حاملہ مطلّقہ کی عدت تو وضع حمل تک ہی ہے، مگر بیوہ حاملہ کی عدت آخر الاجلین ہے، یعنی مطلقہ کی عدت اور حاملہ کی عدت میں سے جو زیادہ طویل ہو وہی اس کی عدت ہے۔ مثلاً اگر اس کا بچہ چار مہینے دس دن سے پہلے پیدا ہو جائے تو اسے چار مہینے دس دن پورے ہونے تک عدت گزارنی ہوگی۔ اور اگر اس کا وضع حمل اس وقت تک نہ ہو تو پھر اس کی عدت اس وقت پوری ہوگی جب وضع حمل ہو جائے۔ یہی مذہب امامیہ کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ سورۂ طلاق کی یہ آیت سورۂ بقرہ کی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس لیے بعد کے حکم نے پہلی آیت کے حکم کو غیر حاملہ کے لیے خاص کر دیا ہے اور ہر حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ وہ مطلقہ ہو یا بیوہ۔ اس مسلک کی رو سے عورت کا وضع حمل چاہے شوہر کی وفات کے فوراً بعد ہو جائے یا ۴ مہینے ۱۰ دن سے زیادہ طول کھینچے، بہر حال بچہ پیدا ہوتے ہی وہ عدت سے باہر ہو جائے گی۔

صحابہ کی کثیر تعداد سے یہی مسلک منقول ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حاملہ بیوہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کی عدت وضع حمل تک ہے۔ اس

پر انصار میں سے ایک صاحب بولے کہ حضرت عمرؓ نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر شوہر ابھی دفن بھی نہ ہوا ہو بلکہ اس کی لاش اس کے بستر پر ہی ہو اور اس کی بیوی کے ہاں بچہ ہو جائے تو وہ دوسرے نکاح کے لیے حلال ہو جائے گی۔ یہی رائے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو مسعودؓ بدری اور حضرت عائشہؓ کی ہے، اور اسی کو ائمہ اربعہ اور دوسرے اکابر فقہاء نے اختیار کیا ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر حاملہ کے پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہوں تو آخری بچے کی ولادت پر عدت ختم ہوگی۔ بچہ خواہ مردہ ہی پیدا ہو، اس کی ولادت سے عدت ختم ہو جائے گی۔ اسقاط حمل کی صورت میں اگر دائیاں اپنے فن کی رو سے یہ کہیں کہ یہ محض خون کا لوتھڑا نہ تھا بلکہ اس میں آدمی کی صورت پائی جاتی تھی، یا یہ رسولی نہ تھی بلکہ آدمی کی اصل تھی تو ان کا قول قبول کیا جائے گا اور عدت ختم ہو جائے گی (مغنی المحتاج)۔ حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک بھی اس کے قریب قریب ہے۔ مگر اسقاط کے معاملہ میں ان کا مذہب یہ ہے کہ جب تک انسانی بناوٹ ظاہر نہ پائی جائے محض دائیوں کے اس بیان پر کہ یہ آدمی ہی کی اصل ہے اعتماد نہیں کیا جائے گا اور اس سے عدت ختم نہ ہوگی (بدائع الصنائع۔ الانصاف)۔ لیکن موجودہ زمانے میں طبی تحقیقات کے ذریعہ سے یہ معلوم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی کہ جو چیز ساقط ہوئی ہے وہ واقعی انسانی حمل کی نوعیت رکھتی تھی یا کسی رسولی یا جمے ہوئے خون کی قسم سے تھی، اس لیے اب جہاں ڈاکٹروں سے رائے حاصل کرنا ممکن ہو وہاں یہ فیصلہ بآسانی کیا جا سکتا ہے کہ جس چیز کو اسقاط حمل کہا جاتا ہے وہ واقعی اسقاط تھا یا نہیں اور اس سے عدت ختم ہوئی یا نہیں۔ البتہ جہاں ایسی طبی تحقیق ممکن نہ ہو وہاں حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک ہی زیادہ مبنی بر احتیاط ہے اور جاہل دائیوں پر اعتماد کرنا مناسب نہیں ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، الطلاق، حاشیہ: ۱۴)

مفقود الخبر کی بیوی کے لیے انتظار کی مدت

۹۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِمْرَأَةُ الْمَفْقُوْدِ اِمْرَأَتُهٗ حَتّٰى يَأْتِيَهَا الْبَيَانُ. (سنن دارقطنی)

"حضورؐ نے فرمایا کہ مفقود کی بیوی اسی کی بیوی ہے جب تک کہ اس کا حال معلوم نہ ہو جائے۔"

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوالْحَسَنِ عَلِيُّ ابْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ نِ الصَّفَّارُ، نَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْفَضْلِ ابْنِ جَابِرِ نِ السقطيُّ، نَا صَالِحُ بْنُ مَالِكٍ، نَا سَوَّارُ بْنُ مُصْعَبٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ شَرَحْبِيْلَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِمْرَأَةُ الْمَفْقُوْدِ، اِمْرَأَتُهٗ، حَتّٰى يَأْتِيَهَا الْبَيَانُ. (۲۰)

تشریح: لیکن یہ حدیث سوار بن مصعب اور محمد بن شرحبیل ہمدانی کے واسطہ سے پہنچی ہے جو مجروح ہیں۔ ابنِ شرحبیل کے متعلق ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ اَنَّهٗ يَرْوِيْ عَنِ الْمُغِيْرَةَ مَنَاكِيْرَ وَاَبَاطِيْلَ[1] اور سوار بن مصعب کے متعلق ابن قطان نے

---

[1] وہ مغیرہ سے ایسی باتیں روایت کرتا ہے، جو منکر اور جھوٹی ہوتی ہیں۔

لکھا ہے کہ وہ متروکین میں ابنِ شرحبیل سے زیادہ مشہور ہے۔ پس یہ حدیث ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے علاوہ بریں مفقود کے مسئلہ میں حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے اکابر صحابہ کی آراء میں جو اختلاف ہوا ہے، وہ اس بات پر دلیل ہے کہ ان حضرات میں سے کسی کو اس حدیث کا علم نہ تھا اور نہ ان کے عہد میں کسی صحابی کو اس کی خبر تھی۔ کیونکہ اگر صحابہ میں سے کوئی بھی اس حدیث سے واقف ہوتا تو وہ ان حضرات کے سامنے اسے پیش کر کے اختلاف کو ختم کر دیتا۔ محمد بن شرحبیل اس حدیث کو مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد کی نہایت نمایاں شخصیتوں میں سے ہیں اور گورنری کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ کیسے ممکن تھا کہ ان کو نبی ﷺ کی یہ حدیث معلوم ہوتی اور وہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمان غنیؓ کو اس کے خلاف فیصلے کرنے دیتے۔ ان وجوہ سے سمجھنا چاہیے کہ مفقود کے بارے میں کوئی حکم منصوص نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق کلیتاً اہل علم کے اجتہاد سے ہے۔

(حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مفقود الخبر)

مطلقہ مبتوتہ کا نان نفقہ

۹۵۔ فاطمہؓ بنت قیس القہر یہ اولین مہاجرات میں سے تھیں بڑی عاقلہ سمجھی جاتی تھیں، اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے موقع پر اصحاب شوریٰ کا اجتماع انہی کے ہاں ہوا تھا۔ یہ پہلے ابوعمرو بن حفص بن المغیرۃ المخزومی کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے کر الگ کر دیا اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت اُسامہؓ بن زید سے کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ ان کے شوہر ابوعمرو پہلے ان کو دو طلاق دے چکے تھے۔ پھر جب حضرت علیؓ کے ساتھ وہ یمن بھیجے گئے تو انہوں نے وہاں سے باقی ماندہ تیسری طلاق بھی ان کو بھیج دی۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ابوعمرو ہی نے اپنے رشتہ داروں کو پیغام بھیجا تھا کہ عدت کے زمانے میں ان کو گھر میں رکھیں اور ان کا خرچ برداشت کریں اور بعض میں یہ ہے کہ انہوں نے خود نفقہ وسکونت کے حق کا مطالبہ کیا تھا (بہر حال جو صورت بھی ہو شوہر کے رشتہ داروں نے ان کا حق ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ دعویٰ لے کر نبی ﷺ کے پاس پہنچیں، اور حضورؐ نے فیصلہ فرمایا کہ نہ تمہارے لیے نفقہ ہے نہ سکونت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْأَةِ عَلٰى زَوْجِهَا مَا كَانَتْ لَهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَاِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنٰى ''عورت کا نفقہ اور اس کی سکونت تو شوہر پر اس صورت میں واجب ہے جب کہ شوہر کو اس پر رجوع کا حق ہو مگر جب رجوع کا حق نہ ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکونت۔'' (مسند احمد)

(طبرانی اور نسائی نے بھی قریب قریب یہی روایت نقل کی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں فَاِذَا كَانَتْ لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنٰى۔ ''لیکن جب وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک اس کے سوا کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے تو پھر اس کے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکونت''۔

یہ حکم بیان کرنے کے بعد حضورؐ نے ان کو پہلے امّ شریک کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا اور بعد میں فرمایا کہ تم ابن امِّ مکتوم کے ہاں رہو۔

تخریج :〈۱〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَحْمَدَ الدَّقَّاقُ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْقِلَابَةَ، نَا اَبِیْ، نَاحَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِيَةِ،عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ،عَنْ جَابِرٍ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ.(۲۱)

ـــــــ قَالَ عَبْدُالْحَقِّ فِیْ اَحْكَامِهٖ، اِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ مَاذُكِرَ فِيْهِ السِّمَاعُ، اَوْكَانَ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ، وَحَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِيَةِ اَبُوْمُعَاذٍ الْبَصْرِیُّ اَيْضاً، لَا يُحْتَجُّ بِهٖ، وَالْاَشْبَهُ وَقْفُهٗ عَلٰى جَابِرٍ اِنْتَهٰى۔ وَفِی التَّقْرِيْبِ حَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِيَةِ اَبُوْمُعَاذٍ نِالْبَصْرِیُّ صَدُوْقٌ بِهِمٍ اِنْتَهٰى وَرَوٰى عَنْهُ مُسْلِمٌ۔(۲۲)

〈۲〉 حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى، قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، اَنَّ اَبَا عَمْرِو ابْنِ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، وَهُوَ غَائِبٌ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلَهٗ بِشَعِيْرٍ، فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَیْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ:لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ، فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِیْ، اِعْتَدِّیْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ، فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِیْ، قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ، ذَكَرْتُ لَهٗ اَنَّ مُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ وَاَبَاجَهْمٍ خَطَبَانِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَمَّااَبُوْجَهْمٍ،فَلَايَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ، وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَصُعْلُوْكٌ لَامَالَ لَهٗ اِنْكِحِیْ اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهٗ، ثُمَّ قَالَ:اِنْكِحِیْ اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهٗ، فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَاُغْتُبِطْتُّ.(۲۳)

ترجمہ : حضرت فاطمہؓ بنت قیس سے مروی ہے کہ (ان کے شوہر) ابوعمرو بن حفص نے ان کو طلاق بتہ (بائن) دے دی۔ اس وقت وہ گھر سے باہر تھے۔ اپنے وکیل کو تھوڑے سے جو دے کر فاطمہ کے پاس بھیج دیا۔ اس پر فاطمہ ناراض وغصہ ہوئیں۔ وکیل نے اس سے کہا، اللہ کی قسم تمہارے لیے ہمارے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے (نان ونفقہ وغیرہ)۔ (یہ سن کر) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ساری صورت حال آپ کے سامنے بیان کی۔ آپ نے سماعت کے بعد فرمایا کہ تمہارے لیے ان کے ذمہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اور فاطمہ کو فرمایا کہ وہ ام شریک کے ہاں مدتِ عدت گزارے۔ ذرا وقفہ کے بعد فرمایا ام شریک ایسی خاتون ہے جس کے پاس میرے صحابی اکثر جمع رہتے ہیں، تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت پوری کرو، کیونکہ وہ ایک نابینا آدمی ہیں۔ وہاں تم اپنے کپڑے (اوڑھنی) اتار کر بے تکلف رہ سکتی ہو (پردہ کا اہتمام نہیں کرنا پڑے گا)۔ اور جب تم عدت پوری کر کے حلال ہوجاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب میں نے پوری عدت گزار لی تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم دونوں نے مجھے پیغام نکاح دیا ہے۔ آپ نے اپنی رائے اس

طرح دی کہ جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے وہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا اور معاویہ مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو مجھے یہ مشورہ ناگوار و ناپسند ہوا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا (مشورہ دیا) کہ اُسامہ سے نکاح کرلو، بس پھر میں نے ان سے نکاح کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں پھر اتنی خیر و خوبی دی کہ میں قابلِ رشک قرار پائی۔

مسند احمد میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

﴿۳﴾وَكَانَ اَهْلُهَا كَرِهُوْا ذٰلِكَ، فَقَالَتْ : لَا اَنْكِحُ اِلَّا الَّذِى دَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَنَكَحْتُهُ. (٢٤)

ترجمہ: فاطمہ کے خاندان والوں نے اُسے ناپسند کیا، تو وہ بولی، نہیں! میں اسی سے نکاح کروں گی جس کی طرف مجھے رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے۔ چنانچہ میں نے اسی آدمی (اسامہؓ) سے نکاح کرلیا۔

﴿۴﴾اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، اَخْبَرَتْهُ. وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ مَخْزُوْمٍ، اَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَخَرَجَ اِلٰى بَعْضِ الْمَغَازِىْ، وَاَمَرَ وَكِيْلَهُ اَنْ يُّعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ، فَتَقَالَّتْهَا، فَانْطَلَقَتْ اِلٰى بَعْضِ نِسَآءِ النَّبِىِّ ﷺ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهِىَ عِنْدَهَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ، فَرَدَّتْهَا، وَزَعَمَ اَنَّهُ شَىْءٌ تَطَوَّلَ بِهٖ. قَالَ: صَدَقَ. قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: فَانْتَقِلِىْ اِلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ فَاعْتَدِّىْ عِنْدَهَاثُمَّ قَالَ: اِنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ امْرَاَةٌ يَكْثُرُعُوَّادُهَا. فَانْتَقِلِىْ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ اَعْمٰى فَانْتَقَلَتْ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ، فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا اَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ، فَجَآءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَاْمِرُهُ فِيْهِمَا، فَقَالَ: اَمَّا اَبُوالْجَهْمِ، فَرَجُلٌ اَخَافُ عَلَيْكِ قِسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا، وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَرَجُلٌ اَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ فَتَزَوَّجَتْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ ذٰلِكَ. (٢٥)

ترجمہ: فاطمہؓ بنت قیس کا اپنا بیان ہے کہ وہ بنومخزوم کے ایک آدمی کی زوجیت میں تھی، اس نے اس کو طلاق بائن دے دی اور خود کسی معرکہ جنگ کی طرف چلا گیا اور اپنے وکیل کو یہ کہہ گیا کہ فاطمہ کو کچھ سامان نان و نفقہ دے دے۔ (تھوڑا سا سامان دیکھ کر) فاطمہ نے اسے بہت تھوڑا سمجھا اور نبی ﷺ کی ایک اہلیہ کے پاس چلی گئی، (مسئلہ دریافت کرنے کے لیے) اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے کہ وہ ابھی اسی اہلیہ کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اے رسول خدا! یہ فاطمہ بنتِ قیس ہیں۔ فلاں صاحب نے اسے طلاق دے دی ہے اور کچھ سامانِ نان و نفقہ اسے بھیج دیا ہے جسے اس نے واپس کر دیا ہے۔ اس مرد کے خیال میں یہ مال دے کر احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اس نے ٹھیک کہا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے فاطمہ کو حکم دیا کہ تو ام کلثوم کے ہاں منتقل ہو جا اور وہاں اپنی عدت پوری کر لے۔ معاً خیال آیا اور فرمایا کہ اُمِ کلثوم تو ایسی خاتون

ہے کہ اس کے ہاں تو مردوں کی آمد ورفت بہ کثرت رہتی ہے لہٰذا تو عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس چلی جا، وہ نابینا آدمی ہے۔ (وہاں تجھے کوئی پریشانی لاحق نہ ہوگی) چنانچہ وہ عبداللہ کے ہاں چلی گئی۔ ان کے پاس عدت پوری کی۔ پھر ابوجہم اور معاویہ دونوں نے اسے پیغام نکاح دیا۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مشورہ کے لیے حاضر ہوئی، آپ نے فرمایا، ابوجہم تو ایسا آدمی ہے جس کی لاٹھی کی مار کا مجھے اندیشہ ہے اور معاویہ تو مفلس آدمی ہے۔ پھر فاطمہ نے اس مشورہ کے بعد اسامہ بن زید سے نکاح کرلیا۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (اللَّفْظُ لِعَبْدٍ) **قَالَا: اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اِلَى الْيَمَنِ، فَاَرْسَلَ اِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيْقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا، وَاَمَرَلَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِىْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَةٍ، فَقَالَا لَهَا وَاللّٰهِ! مَالَكِ نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنِىْ حَامِلًا، فَاَتَتِ النَّبِىَّ ﷺ، فَذَكَرَتْ لَهُ قَوْلَهُمَا، فَقَالَ: لَانَفَقَةَ لَكِ، فَاسْتَاْذَنَتْهُ فِى الْاِنْتِقَالِ، فَاَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: اَيْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ. وَكَانَ اَعْمٰى، تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَايَرَاهَا، فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا اَنْكَحَهَا النَّبِىُّ ﷺ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ يَسْئَالُهَا عَنِ الْحَدِيْثِ، فَحَدَّثَتْهُ بِهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ لَمْ نَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّامِنِ امْرَأَةٍ، سَنَاْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِىْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ، فَبَيْنِىْ وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ. قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ**(الطلاق:۱) **الْاٰيَةَ. قَالَتْ: هٰذَا لِمَنْ كَانَتْ لَهُ مُرَاجَعَةٌ، فَاَىُّ اَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ؟ فَكَيْفَ تَقُوْلُوْنَ، لَانَفَقَةَ لَهَا اِذَا لَمْ تَكُنْ حَامِلًا؟ فَعَلَامَ تَحْبِسُوْنَهَا؟**(۲۶)

ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ابوعمرو، حضرت علیؓ کی معیت میں یمن کی طرف گئے تو ابوعمرو نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ایک طلاق جو باقی تھی وہ بھی بھیج دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ دونوں کو کہہ گیا کہ اسے سامانِ نان ونفقہ پہنچادیں۔ مگران دونوں نے فاطمہ سے کہا تمہارے لیے کوئی نان ونفقہ نہیں، ہاں اگرتو حاملہ ہوتی (تو پھر حقدار تھی) یہ سن کر فاطمہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے دونوں کی گفتگو بیان کی، آپ نے فرمایا، تیرے لیے نفقہ تو نہیں ہے۔ پھر اس نے کہیں منتقل ہونے کی اجازت طلب کی آپ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی۔ تو اس نے پوچھا یارسول اللہ میں عدت کہاں گزاروں؟ فرمایا، ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ۔ وہ نابینا صحابی تھے، ان کے ہاں وہ اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ سکتی تھی وہ اسے نہ دیکھ سکتا تھا۔ پس جب اس کی مدت عدت پوری ہوگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح

اسامہ بن زید کے ساتھ کر دیا۔ مروان نے قبیصہ بن ذُویب کو اس کے قصہ کے بارے میں معلومات دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے اپنی ساری روداد سنا دی۔ مروان بولا ہم نے یہ حدیث ایک عورت کی زبان سے سنی ہے، ہم ایک ایسا مضبوط ومعتبر امر اختیار کریں گے جس پر سب لوگوں کو ہم نے پایا ہے۔ فاطمہ کو جب مروان کی یہ بات پہنچی تو اس نے کہا، میرے اور تمہارے درمیان قرآن فیصل ہے۔ مروان نے کہا اللہ کا ارشاد تو یہ ہے کہ مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو فاطمہ نے کہا یہ تو ان عورتوں کے حق میں ہے جن کو رجعی طلاق ہوئی ہو۔ تین طلاقوں کے بعد بھلا کوئی نئی بات پیدا ہو گی؟ پھر تم لوگ کیوں کر کہتے ہو کہ اس کے لیے نفقہ نہیں ہے جب تک کہ وہ حاملہ نہ ہو۔ جب نان ونفقہ بھی نہیں دیتے ہو تو پھر اسے کیوں روکتے ہو؟

﴿۶﴾حَدَّثَنِی اِسۡحَاقُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ، قَالَ: نَاعَبۡدُالرَّحۡمٰنِ، عَنۡ سُفۡیَانَ، عَنۡ اَبِیۡ بَکۡرِبۡنِ اَبِی الۡجَهۡمِ قَالَ: سَمِعۡتُ فَاطِمَةَ بِنۡتَ قَیۡسٍ تَقُوۡلُ: اَرۡسَلَ اِلَیَّ زَوۡجِیۡ اَبُوۡعَمۡرِو بۡنُ حَفۡصِ بۡنِ الۡمُغِیۡرَةَ عَیَّاشَ بۡنَ اَبِیۡ رَبِیۡعَةَ بِطَلَاقِیۡ، وَاَرۡسَلَ مَعَهٗ بِخَمۡسَةِ اٰصُعٍ تَمۡرٍ وَخَمۡسَةِ اٰصُعٍ شَعِیۡرٍ فَقُلۡتُ: اَمَالِیۡ نَفَقَةٌ اِلَّا هٰذَا؟ وَلَااَعۡتَدُّ فِیۡ مَنۡزِلِکُمۡ؟قَالَ:لَا، قَالَتۡ: فَشَدَدۡتُ عَلَیَّ ثِیَابِیۡ وَاَتَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: کَمۡ طَلَّقَکِ؟ قُلۡتُ: ثَلَاثًا.قَالَ:صَدَقَ لَیۡسَ لَکِ نَفَقَةٌ، اِعۡتَدِّیۡ فِیۡ بَیۡتِ ابۡنِ عَمِّکِ ابۡنِ اُمِّ مَکۡتُوۡمٍ،فَاِنَّهٗ ضَرِیۡرُ الۡبَصَرِتُلۡقِیۡ ثَوۡبَکِ عِنۡدَهٗ الحدیث.(۲۷)

ترجمہ: ابوبکر بن ابی الجہم سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فاطمہ بنت قیس کو کہتے سنا کہ میرے شوہر ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ نے عیاش بن ابی ربیعہ کے ذریعہ مجھے طلاق بھیج دی اور اس کے بدست پانچ صاع کھجوریں اور پانچ صاع جو بھی بھیجے۔ میں نے کہا کیا بس میرے لیے اتنا سامان نان ونفقہ؟ اور پھر عدت بھی میں تمہارے گھر نہیں گزار سکتی؟ اس نے کہا نہیں (عدت بھی ہمارے ہاں نہیں گزار سکتی)۔ فاطمہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے کپڑے سمیٹے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور واقعہ عرض کیا) آپ نے دریافت فرمایا، کتنی طلاقیں دی ہیں اس نے تمہیں؟ میں نے عرض کیا تین۔ فرمایا، پھر اس نے ٹھیک کہا ہے تمہارے لیے اس کے ذمہ نان ونفقہ نہیں ہے، جاؤ ابن ام مکتوم اپنے چچازاد بھائی کے ہاں عدت پوری کرو وہ نابینا ہے، تمہیں اوڑھنی اتار کر رکھنے میں دقت نہیں ہو گی۔

﴿۷﴾حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، نَاجَرِیۡرٌ، عَنۡ مُغِیۡرَةَ، عَنِ الشَّعۡبِیِّ، قَالَ: قَالَتۡ فَاطِمَةُ بِنۡتُ قَیۡسٍ: طَلَّقَنِیۡ زَوۡجِیۡ ثَلَاثًا عَلٰی عَهۡدِ النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ ﷺ:لَاسُکۡنٰی لَکِ وَلَانَفَقَةَ. قَالَ مُغِیۡرَةُ: فَذَکَرۡتُهٗ لِاِبۡرَاهِیۡمَ، فَقَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَانَدَعُ کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِیِّنَا ﷺ بِقَوۡلِ امۡرَاَةٍ،لَانَدۡرِیۡ أحَفِظَتۡ اَمۡ نَسِیَتۡ. فَکَانَ عُمَرُ یَجۡعَلُ لَهَا السُّکۡنٰی وَالنَّفَقَةَ.(۲۸)

ترجمہ: فاطمہ بنت قیس کا بیان ہے کہ عہد نبوی میں میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

نہ تیرے لیے رہایش ہے اور نہ نفقہ۔ حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے اس کا ذکر کیا تو وہ بولا کہ حضرت عمرؓ کا قول تو یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو نہیں چھوڑ سکتے محض ایک عورت کی بات کی بنیاد پر، ہمیں نہیں معلوم کہ اسے یاد رہا یا بھول گئی، حضرت عمرؓ ایسی عورت کے لیے بھی رہائش اور نفقہ مقرر فرماتے تھے۔

—— قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ وَ عَبْدُاللّٰهِ اَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ وَهُوَقَوْلُ سُفْيَانِ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ، وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَهَا السُّكْنٰى وَلَانَفَقَةَ لَهَا۔ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، وَاللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ وَالشَّافِعِيِّ۔

—— وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا جَعَلْنَا لَهَا السُّكْنٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّااَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔ قَالُوْا هُوَالْبَذَاءُ، اَنْ تَبْذُوْعَلٰى اَهْلِهَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّ فَاطِمَةَ اِبْنَةَ قَيْسٍ لَمْ يَجْعَلْ لَّهَا النَّبِيُّ ﷺ اَلسُّكْنٰى لَمَاكَانَتْ تَبْذُوْ عَلٰى اَهْلِهَا، قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلَا نَفَقَةَ لَهَا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قِصَّةِ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ۔

—— دیگر اہل علم، صحابہ کرام میں سے حضرت عمرؓ اور عبداللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ اس کو رہائش اور نفقہ دونوں مہیا کیا جائے گا، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک رہائش تو اس کے لیے ہے مگر نفقہ نہیں۔ اس گروہ میں مالک بن انس، لیث، ابن سعد اور امام شافعی ہیں۔

—— امام شافعی کا قول ہے کہ ہم نے ایسی عورت کے لیے رہایش کو کتاب اللہ کی رو سے رکھی ہے کہ ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں الا یہ کہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں، ان کا کہنا ہے کہ وہ بدزبانی ہے جس سے اپنے گھر والوں کے ساتھ پیش آئے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ فاطمہ بنت قیس کو حضورؐ نے اسی وجہ سے رہایش سے منع کر دیا تھا۔ اور امام شافعیؒ اس کے لیے نفقہ کا انکار فاطمہ بنت قیس کے قصہ میں حدیث رسول کی وجہ سے کرتے ہیں۔

〈۸〉حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: ثَنَا مُجَالِدٌ، قَالَ: ثَنَا عَامِرٌ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَاَتَيْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، فَحَدَّثَتْنِيْ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ، قَالَتْ: فَقَالَ لِيْ اَخُوْهُ: اُخْرُجِيْ مِنَ الدَّارِ، فَقُلْتُ: اِنَّ لِيْ نَفَقَةً وَسُكْنٰى حَتّٰى يَحِلَّ الْاَجَلُ، قَالَ: لَا، قَالَتْ: فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: اِنَّ فُلَانًا طَلَّقَنِيْ، وَاِنَّ اَخَاهُ اَخْرَجَنِيْ وَمَنَعَنِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةَ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: مَالَكَ وَلِابْنَةِ آلِ قَيْسٍ؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اَخِيْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا جَمِيْعًا. قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُنْظُرِيْ يَا ابْنَةَ آلِ قَيْسٍ! اِنَّمَا النَّفَقَةُ

وَالسُّکْنٰی لِلْمَرْأَةِ عَلٰی زَوْجِھَا مَاکَانَتْ لَهٗ عَلَیْھَا رَجْعَةٌ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ لَهٗ عَلَیْھَا رَجْعَةٌ فَلَانَفَقَةَ وَلَاسُکْنٰی، فَاخْرُجِیْ، فَانْزِلِیْ عَلٰی فُلَانَةَ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّهٗ یَتَحَدَّثُ اِلَیْھَا، اِنْزِلِیْ عَلَی ابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ، فَاِنَّهٗ اَعْمٰی لَایَرَاکِ، ثُمَّ لَاتَنْکِحِیْ حَتّٰی اَکُوْنَ اُنْکِحُکِ قَالَتْ: فَخَطَبَنِیْ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ، فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، اَسْتَأْمِرُهٗ فَقَالَ: اَلَاتَنْکِحِیْنَ مَنْ ھُوَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ فَقُلْتُ: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَانْکِحْنِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ، قَالَتْ: فَاَنْکَحَنِیْ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ الحدیث.(۲۹)

ترجمہ: عامر کا بیان ہے کہ میں مدینہ آیا اور فاطمہ بنت قیس سے ملا۔ اس نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند کو کسی سریہ میں فوجی مہم پر بھیج دیا۔ فاطمہ کا بیان ہے کہ میرے شوہر کے بھائی (دیور یا جیٹھ) نے مجھے کہا: اس کے گھر سے باہر نکل جا۔ میں نے اسے کہا کہ جب تک عدت پوری نہیں ہوتی میرا نان ونفقہ ورہایش اس کے ذمہ ہے۔ وہ بولا ایسا نہیں ہے۔ فاطمہ نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ فلاں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اس کا بھائی مجھے گھر سے باہر نکال رہا ہے۔ رہایش بھی رکھنا ممنوع کر دیا ہے اور نان ونفقہ بھی بند کر دیا ہے۔ حضورؐ نے اسے بلوایا، اور دریافت فرمایا کہ تیرا اور فاطمہ (آل قیس کی بیٹی) کا کیا معاملہ ہے؟ وہ بولا، یارسول اللہ! میرے بھائی نے اسے پوری تین طلاقیں دے دی ہیں۔

فاطمہ کا اپنا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے سخن میری جانب کر کے فرمایا: اے آل قیس کی بیٹی! دیکھ لے نان ونفقہ اور رہایش ایسی عورت کے لیے ہے جسے رجعی طلاق ہو اور شوہر کے لیے رجوع کا موقع باقی ہو۔ جب خاوند کے لیے رجوع کا موقع باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں نہ اس کے ذمہ رہایش ہے اور نہ نان ونفقہ۔ لہٰذا تو شوہر کے گھر سے چلی جا اور فلاں کے ہاں جا کر رہایش رکھ۔ راوی نے پھر کہا آپ اس سے گفتگو فرماتے رہے کہ ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جا اور وہاں ڈیرہ ڈال لے، وہ نابینا آدمی ہے تجھ پر اس کی نظریں نہیں پڑیں گی۔ پھر تم از خود نکاح نہ کر لینا تاوقتیکہ میں تمہارے نکاح کا بندوبست نہ کروں۔ فاطمہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک قریشی آدمی نے نکاح کا پیغام دیا، میں مشورہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جسے میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اس سے نکاح کرے؟ میں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! جسے آپ محبوب رکھتے ہیں اس سے میرا نکاح کر دیں، تو آپ نے اسامہ بن زید کے ساتھ میرا نکاح کر دیا۔

〈۹〉حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَاحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نَاشَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰ وَھُوَ ابْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَیْسٍ اُخْتَ الضَّحَّاکِ ابْنِ قَیْسٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَا حَفْصِ بْنَ الْمُغِیْرَةَ الْمَخْزُوْمِیَّ طَلَّقَھَا ثَلَاثًا ثُمَّ انْطَلَقَ اِلَی الْیَمَنِ، فَقَالَ لَھَا اَھْلُهٗ لَیْسَ لَکِ عَلَیْنَا نَفَقَةٌ، فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فِیْ نَفَرٍ، فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ، فَقَالُوْا: اِنَّ اَبَا حَفْصٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ

ثَلاثًا، فَهَلْ لَهَا مِنْ نَفَقَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ ﷺ: لَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، وَاَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنْ لَّاتَسْبِقِيْنِيْ بِنَفْسِكِ، وَاَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ اِلٰى اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ يَاْتِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ، فَانْطَلِقِيْ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ نِ الْاَعْمٰى، فَاِنَّكِ اِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَاكِ، فَانْطَلَقَتْ اِلَيْهِ، فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.(٣٠)

ترجمہ : ابن ابی کثیر سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ فاطمہ بنت قیس کو اس کے شوہر ابوحفص بن مغیرہ مخزومی نے تین طلاق دے دی پھر یمن کی طرف چلا گیا۔ ابوحفص کے گھر والوں نے فاطمہ سے کہا کہ ہمارے ذمہ تمہارا نان ونفقہ نہیں ہے۔ خالدؓ بن ولید اپنے چند ساتھیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپؐ حضرت میمونہؓ کے ہاں تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ابوحفص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، کیا فاطمہ کے لیے کوئی نفقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے نفقہ تو نہیں البتہ عدت ہے اور فاطمہ کے پاس حضورؐ نے پیغام بھیجا کہ اپنے بارے میں جلدی نہ کرے۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ ام شریک کے ہاں منتقل ہوجا، معًا پھر فرمایا کہ ام شریک کے ہاں تو مہاجرین اولین کی آمدورفت رہتی ہے لہٰذا تو ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جا، وہ بصارت سے قدرتی طور پر محروم شخص ہے۔ جب تجھے اوڑھنی سر سے اتارنے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس کی نظریں تجھ پر نہ پڑیں گی۔ چنانچہ فاطمہ، ابن امّ مکتوم کے ہاں چلی گئی، جب عدت کے ایام پورے ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح اسامہ بن زید بن حارثہ کے ساتھ کردیا۔

〈١٠〉وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْاَحْمَدَ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِيُّ، فَحَدَّثَ الشَّعْبِيُّ بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لَّهَا سُكْنٰى وَلَانَفَقَةَ، ثُمَّ اَخَذَ الْاَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حُصًى فَحَصَبَهٗ بِهٖ، فَقَالَ: وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: لَانَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَانَدْرِيْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ اَوْنَسِيَتْ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَايَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ.(الطلاق:١) (٣١)

ترجمہ : ابواسحاق کا بیان ہے کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ ایک بڑی مسجد (جامع مسجد) میں بیٹھا ہوا تھا اور ہماری مجلس میں شعبی بھی موجود تھے۔ شعبی نے فاطمہ بنت قیس کا قصۂ طلاق پر گفتگو شروع کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کے لیے نہ تو نان ونفقہ مقرر فرما کر دلوایا اور نہ رہائش، اسود نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر شعبی کی طرف پھینکیں اور کہا افسوس ہے کہ تم ایسی بات بیان کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ ہم محض ایک عورت کی بات کی وجہ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں، جب کہ ہمیں علم نہیں کہ شاید وہ یاد رکھ سکی ہو یا بھول گئی ہو۔ اس کے لیے رہائش بھی ہے اور نان ونفقہ بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ خود وہ نکلیں الا یہ کہ کسی کھلی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

نسائی اور دار قطنی کی ایک روایت میں حضرت عمر سے مندرجہ ذیل عبارت بھی منقول ہے:

〈۱۱〉قَالَ عُمَرُ: اِنْ جِئْتَ بِشَاهِدَيْنِ يَشْهَدَانِ اَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِلَّا لَمْ نَتْرُكْ كِتَابَ اللّٰهِ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ، لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ.(۳۲)

〈۱۲〉حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَالَيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهُ قَالَ: سَاَلْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، فَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ زَوْجَهَا الْمَخْزُوْمِيَّ طَلَّقَهَا، فَاَبٰى اَنْ يُّنْفِقَ عَلَيْهَا، فَجَاءَ تْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَانَفَقَةَ لَكِ فَانْتَقِلِيْ، فَاذْهَبِيْ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَكُوْنِيْ، عِنْدَهٗ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهٗ.(۳۳)

ترجمہ: ابوسلمہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے اس کی طلاق کے متعلق سوال کیا، اس نے بتایا کہ اس کے شوہر ـــ جو مخزوم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ـــ نے اسے طلاق دے دی اور (دورانِ عدت) کے اخراجات دینے سے انکار کردیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کو سارا واقعہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا، نہ تیرے لیے نفقہ ہے اور نہ رہائش، تو ابنِ ام مکتوم کے ہاں چلی جا اور وہاں اپنی عدت کے ایام پورے کر! وہ نابینا آدمی ہے تم اس کے ہاں کپڑے اتار سکتی ہو۔

〈۱۳〉عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهٗ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ اَنْفَقَ عَلَيْهَا نَفَقَةَ دُوْنٍ، فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ قَالَتْ، وَاللّٰهِ لَاُعْلِمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنْ كَانَ لِيْ نَفَقَةٌ، اَخَذْتُ الَّذِيْ يُصْلِحُنِيْ، وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لِّيْ نَفَقَةٌ، لَمْ اٰخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَانَفَقَةَ لَكِ وَلَاسُكْنٰى.(۳۴)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے انہوں نے فاطمہ بنت قیس کے حوالہ سے بیان کیا کہ اسے اس کے شوہر نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں طلاق دے دی اور خرچہ معمول سے کم کرنے لگا۔ جب فاطمہ نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے کہا کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کو ضرور آگاہ کروں گی اور معلوم کروں گی کہ اگر میرے لیے شریعت میں نفقہ لینے کی گنجایش ہے تو پھر اتنا نفقہ حاصل کروں گی جتنا مجھے درکار ہے اور اگر شرعی اعتبار سے میرے لیے نفقہ کا کوئی حق نہیں ہوگا تو پھر میں اپنے شوہر سے کوئی چیز بھی نہ لوں گی۔ (یہ عزم لے کر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لیے نہ کوئی نفقہ ہے اور نہ رہائش۔

ایک اور روایت:

〈۱۴〉عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُطَلَّقَةِ قَالَ: لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى وَلَانَفَقَةٌ.(۳۵)

تشریح: اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلقہ کو اگر رجعی طلاق دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کی

ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔اور اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر عورت حاملہ ہو تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کر دینے والی بہر حال اس کے وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہوگا۔اس کے بعد اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلّقہ مبتوتہ (جسے قطعی طور پر الگ کر دینے والی طلاق دی گئی ہو) سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے؟ یا صرف سکونت کا حق رکھتی ہے؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے؟

ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے، یہ رائے حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) قاضی شریح اور ابراہیم نخعی کی ہے۔اسی کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے، اور امام سفیان ثوری اور حسن بن صالح کا بھی یہی مذہب ہے اس کی تائید دار قطنی کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثاً لَهَا السُّكْنىٰ وَالنَّفَقَةُ اس کی مزید وضاحت فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں حضرت عمرؓ کے قول سے ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے علم میں لازماً رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت ہوگی کہ ایسی عورت کے لیے نفقہ اور سکونت کا حق ہے۔ بلکہ ابراہیم نخعی کی ایک روایت میں تو یہ تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو رد کرتے ہوئے فرمایا تھا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهَا السُّكْنىٰ وَالنَّفَقَةُ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی۔''

امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں اس مسئلے پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس مسلک کے حق میں پہلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا ہے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ''ان کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو'' اس فرمانِ الٰہی کا اطلاق اس شخص پر بھی تو ہوتا ہے جو دو طلاق پہلے دے کر رجوع کر چکا ہو اور اب اسے صرف ایک ہی طلاق دینے کا حق باقی ہو۔دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دینے کا یہ طریقہ بتایا کہ ''آدمی یا تو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو یا ایسی حالت میں طلاق دے جب کہ عورت کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو'' تو اس میں آپ نے پہلی، دوسری یا آخری طلاق کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ''ان کو اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو'' ہر قسم کی طلاق سے متعلق مانا جائے گا۔تیسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حاملہ مطلقہ خواہ رجعیہ ہو یا مبتوتہ، اس کی سکونت اور اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔اور غیر حاملہ رجعیہ کے لیے بھی یہ دونوں حقوق واجب ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ سکونت اور نفقہ کا وجوب دراصل حمل کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں قسم کی عورتیں شرعاً شوہر کے گھر میں رہنے پر مجبور ہیں۔اب اگر یہی حکم مبتوتہ غیر حاملہ کے بارے میں بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی سکونت اور اس کا نفقہ مرد کے ذمے نہ ہو۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے۔یہ مسلک سعید بن المسیّب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی، اوزاعی، لیث اور ابوعبید رحمہم اللہ کا ہے اور امام شافعی اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔لیکن مغنی المحتاج میں امام شافعی کا مسلک اس سے مختلف بیان ہوا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

تیسرا گروہ کہتا ہے مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔یہ مسلک حسن بصری، حماد، ابن ابی لیلیٰ، عمرو بن

دینار، طاؤس، اسحاق بن راہویہ اور ابوثور کا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے امام احمد بن حنبل اور امامیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تَجِبُ سُکْنٰی لِمُعْتَدَّةِ طَلَاقٍ حَائِلٍ اَوْ حَامِلٍ وَلَا بَائِنٍ... وَالْحَائِلُ الْبَائِنُ لَانَفَقَةَ لَهَا وَلَا كِسْوَةَ'' طلاق کی بنا پر جو عورت عدت گزار رہی ہو اس کے لیے سکونت کا حق واجب ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو، مگر بائنہ کے لیے واجب نہیں ہے...اور غیر حاملہ بائنہ کے لیے نہ نفقہ ہے اور نہ کپڑا۔'' اس مسلک کا استدلال ایک تو قرآن مجید کی اس آیت سے ہے کہ لَاتَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ اَمْرًا۔ ''تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔'' اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ بات مطلّقہ رجعیہ کے حق ہی میں درست ہو سکتی ہے نہ کہ مبتوتہ کے حق میں۔ اس لیے مطلقہ کو گھر میں رکھنے کا حکم بھی رجعیہ کے حق ہی کے لیے خاص ہے۔ دوسرا استدلال فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ہے۔ جسے کتب حدیث میں بکثرت صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ (جو اوپر درج کی گئی ہے)۔

اس حدیث کو جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ان کے دلائل یہ ہیں:

اولاً، ان کو شوہر کے رشتہ داروں کا گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ بہت تیز زبان تھیں اور شوہر کے رشتہ دار ان کی بدمزاجی سے تنگ تھے۔ سعید بن المسیّب کہتے ہیں کہ ''ان خاتون نے اپنی حدیث بیان کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دیا ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ زبان دراز تھیں اس لیے ان کو ابن اُمّ مکتوم کے ہاں رکھا گیا (ابوداؤد)۔ دوسری روایات میں سعید بن المسیّب کا یہ قول منقول ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کے رشتہ داروں سے زبان درازی کی تھی اس لیے انہیں اس گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا گیا تھا (جصّاص)۔ سلیمان بن یَسار کہتے ہیں کہ ان کا گھر سے نکلنا دراصل بدمزاجی کی وجہ سے تھا (ابوداؤد)۔

ثانیاً، ان کی روایت کو حضرت عمرؓ نے اس زمانے میں رد کر دیا تھا جب بہ کثرت صحابہ موجود تھے اور اس معاملہ کی پوری تحقیقات ہو سکتی تھی۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو فاطمہؓ کی یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے فرمایا لَسْنَا بِتَارِكِىْ آيَةً فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ وَقَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَعَلَّهَا اَوْهَمَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةَ۔ ''ہم کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اللہ ﷺ کے قول کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے، جسے شاید کچھ وہم ہوا ہو۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی''۔ (جصاص) ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا، وہاں شعبی نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا ذکر کیا، اس پر حضرت اسود نے شعبی کو کنکریاں کھینچ ماریں اور کہا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب فاطمہ کی یہ روایت پیش کی گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا ''ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے رد نہیں کر سکتے، معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اس کے لیے نفقہ اور سکونت ہے اللہ کا حکم ہے لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ یہ روایت باختلاف الفاظ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں منقول ہوئی ہے۔

ثالثاً، مروان کے زمانہ حکومت میں جب مطلقہ مبتوتہ کے متعلق ایک نزاع چل پڑی تھی، حضرت عائشہؓ نے فاطمہ بنت قیس

کی روایت پر سخت اعتراضات کیے تھے۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، کیا آپ کو فاطمہ کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا "فاطمہ کی حدیث کا ذکر نہ کرو تو اچھا ہے" (بخاری)۔ بخاری نے دوسری روایت جو نقل کی ہے اس میں حضرت عائشہ کے الفاظ یہ ہیں "فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے وہ خدا سے ڈرتی نہیں؟" تیسری روایت میں حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "فاطمہ کے لیے یہ حدیث بیان کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔" حضرت عُروہ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فاطمہ پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہا "وہ دراصل ایک خالی مکان میں تھیں جہاں کوئی مونس نہ تھا اس لیے ان کی سلامتی کی خاطر حضورؐ نے ان کو گھر بدل دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔"

رابعاً، ان خاتون کا نکاح بعد میں اُسامہ بن زیدؓ سے ہوا تھا، اور محمد بن اسامہ کہتے ہیں کہ جب کبھی فاطمہ اس حدیث کا ذکر کرتیں میرے والد، جو چیز بھی ان کے ہاتھ لگتی اٹھا کر ان پر دے مارتے تھے (جصّاص)۔ ظاہر ہے کہ حضرت اُسامہ کے علم میں سنت اس کے خلاف نہ ہوتی تو وہ اس حدیث کی روایت پر اتنی ناراضی کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ: ۱۶)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق، باب فی المتوفی عنها تنتقل حدیث ۲۳۰۰۔☆ابن ماجه کتاب الطلاق، باب این تعتد المتوفی عنها زوجها۔☆ترمذی ج۱ ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء این تعتد المتوفی عنها زوجها۔

(۲) نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق، باب مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتی تحل حدیث ۳۵۲۸۔

(۳) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق باب من رای التحول۔☆نسائی ج۲۔ کتاب الطلاق باب الرخصة للمتوفی عنها زوجها ان تعتد حیث شاء ت۔

(٤) سنن دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق۔

(٥) دارقطنی ج۳ کتاب النکاح حدیث۱۹۲مطبوعه نشر السنة ملتان۔☆نیل الاوطار ج٦۔ کتاب النکاح۔ باب اثبات الفرقة للمرأة اذا تعذرت النفقة باعسار ونحوه۔☆مؤطا امام مالك ج۲۔جامع الطلاق۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ص۴٦۹، ٤۷۰☆السنن الکبریٰ بیهقی میں هے قال ابوالزناد: قُلْتُ: سُنَّةٌ؟ قَالَ سَعِيْدٌ: سُنَّةٌ۔
قال الشافعی والذی یشبه قول سعید سنة ان تکون سنة من رسول الله ﷺ اور فی ارجل لایجد ماینفق علی امرأته قال یفرق بینهما والی روایت ص ٤۷۰ پر هے۔☆ابن ابی شیبه ج٥۔ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الرجل یعجز عن نفقةِ امرأته یجبر علی ان یطلق الخ۔

(٦) تفسیر ابن جریر طبری ج۱۲پ۲۸۔ص۹۳ ۔ عن ابی بن کعب۔☆عبد الله بن مسعود سے بهی یهی الفاظ یعنی اجل الحامل ان تضع مافی بطنها منقول هیں اس میں کل کا لفظ نهیں۔ حواله مذکوره بالا۔☆تفسیر ابنِ کثیر ج٤۔ سورة الطلاق۔☆عبد الکریم هذا ضعیف ولم یُدرِكْ اُبیًّا۔

(۷) بخاری ج۲۔ کتاب الطلاق باب واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔☆ نسائی کتاب الطلاق ج۶۔باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة ۔

(۸) بخاری ج۲۔کتاب التفسیر، سورة الطلاق۔☆مسلم ج۱۔کتاب الطلاق، باب انقضاء العدة المتوفی عنھا وغیرھا بوضع الحمل۔☆ مسلم نے ان سبیعة الاسلمیة نفست بعد وفات زوجھا بلیال نقل کیاھے۔☆نسائی ج۶۔ کتاب الطلاق، باب عدة المتوفی عنھا زوجھا۔ نسائی کی روایت میں بعشرین لیلة ھے۔ ☆ترمذی ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی الحامل المتوفی عنھا زوجھا تضع ۔ ترمذی اور نسائی دونوں نے بعد وفاة زوجھا بیسیر بیان کیاھے۔ ☆دارمی ج۲۔کتاب الطلاق، باب۱۱۔فی عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا والمطلقة۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة۔

(۹) نسائی ج۶۔کتاب الطلاق۔ باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا حدیث۳۵۰۸۔☆مؤطا امام مالك ج۲۔کتاب الطلاق، عدة المتوفی عنھا زوجھا اذا کانت حاملا۔

(۱۰) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق، باب واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔☆نسائی ج ٦۔کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة عن مسوربن مخرمة۔

(۱۱) مسلم ج۱۔ص۴۳۲ کتاب الطلاق باب انقضاء العدة المتوفی عنھا وَغَیرُھا لوضع الحمل۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی عدة الحامل۔☆مُسندِ احمد ج۶۔ص۴۳۲عن سُبَیْعة الاسلمیة (الفاظ مختلف ھیں)☆نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ص۴۲۸،۴۲۹ ☆روح المعانی ج۱۰۔سورة الطلاق۔

(۱۲) ترمذی ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فی الحامل المتوفی عنھا زوجھا تضع۔☆نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆دارمی ج۲،کتاب الطلاق باب ۱۱فی عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا والمطلقة۔☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب الحامل المتوفی عنھا زوجھا اذا وضعت حلت للازواج۔

(۱۳) نسائی ج۶۔ کتاب الطلاق باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔

(۱۴) ابن ماجه کتاب الطلاق، باب الحامل المتوفی عنھا زوجھا اذا وضعت حلت للازواج ۔

(۱۵) مسند احمد ج۲۔ص۴۳۲۔

(۱۶) المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب الطلاق باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔

(۱۷) مسند احمد ج۵۔ص۱۱ ابی بن کعب۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆ابن ابی حاتم بحواله ابن کثیر ج٤۔ ص۳۸۲عبد بن حمید فی زوائد المسند، ابویعلی، والضیاء فی المختارة۔ بحواله روح المعانی جز۲۸ مجلد۱۲ ص۱۲۱ ☆فتح القدیر ج۵۔ص۲٤٤ ☆ابن مردویه بحواله فتح القدیر للشوکانی۔☆تفسیر ابن جریرج۱۲۔جز ۲۸ ۔ص۹۳عن ابی بن کعب۔

(۱۸) ابن کثیر ج٤۔الطلاق:٤ ☆صاحب تعلیق المغنی شمس الحق عظیم آبادی رقم طراز ھیں۔ رواہ الطبرانی وابن ابی حاتم من حدیث ابن لھیعة وھوضعیف۔ ☆دارقطنی ج٤ص۳۹حاشیه۶۰۔

(۱۹) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة۔☆ مؤطا امام مالک ج۲۔کتاب الطلاق باب عدة المتوفی عنها زوجها اذا کانت حاملا۔ مؤطا میں لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ ہے۔

(۲۰) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب العدد باب من قال امرأة المفقود امرأته حتی یأتیها یقین وفاته۔ ورواہ زکریابن یحی الواسطی عن سوار بن مصعب وسوارضعیف۔☆سنن دارقطنی ج۳۔کتاب النکاح باب امرأة المفقود۔ دارقطنی نے البیان کی جگہ الخبر نقل کیاہے۔ کنز العمال ج۱۶۔ حدیث نمبر۴۴۷۶۰۔ عن المغیرة۔☆نصب الرایه للزیلعی ج۳۔ص۴۷۳☆قال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل: سَأَلْتُ اَبِی عَنْ هذا الحدیث، فَقَالَ: هذا حدیث منکر، ومحمد بن شرحبیل متروک الحدیث، یروی عن المغیره بن شعبة مناکیرو اباطیل، واعله ایضا عبدالحق بمحمد بن شرحبیل، متروک ، وقال ابن القطان فی کتابه: وسوار بن مصعب اشهر فی المتروکین منه، ودونه صالح بن مالک ولایعرف، ودونه محمد بن الفضل ولایعرف حاله،☆دارقطنی ج۳۔ص۳۱۲،۳۱۳ کے نیچے حاشیه ۱۵۴ میں التعلیق المغنی لابی الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

(۲۱) سنن دارقُطنی ج۴۔کتاب الطلاق باب الخلع والایلاء وغیرہ۔

(۲۲) دارقطنی ج۴۔ص۲۱پر تعلیق المغنی حاشیه ۶۰۔

(۲۳) مسلم ج۲۔کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لها۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق۔باب فی نفقة المبتوتة۔☆ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء ان لایخطب الرجل علی خطبة اخیه هذا حدیث حسن صحیح۔☆مسنداحمد ج۶۔ص۴۱۲فاطمہؓ بنت قیس۔

(۲۴) مسند احمد ج۲۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب العدد باب ماجاء فی قول اللّٰه عزوجل الا ان یأتین بفاحشة مبینة بیهقی میں تضعین ثیابکِ تک ہے۔

(۲۵) نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب الرخصة فی خروج المبتوتة من بیتها فی عدّتها لسکناها۔☆مُسندِ احمدج۶۔ ص۴۱۴۔فاطمہؓ بنت قیس۔

(۲۶) مسلم ج۱۔کتاب الطلاق باب المطلقة البائن لانفقة لها۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی نفقة المبتوتة۔ ☆نسائی کتاب الطلاق ج۶۔ باب نفقَةِ الحامل المبتوتة۔ عن عبیدالله بن عبدالله۔

(۲۷) مسلم ج۱۔کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لها۔☆نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب نفقة البائن۔ ☆ترمذی ج۱۔ ابواب النکاح باب ماجاء ان لایخطب الرجل علی خطبة اخیه۔☆مُسند احمد ج۶۔ فاطمہؓ بنت قیس۔☆ترمذی اور نسائی اور مسند میں ووضع لی عشرة اقفزة عند ابن عمّ لَهٗ کے الفاظ بھی منقول ہیں۔

(۲۸) ترمذی ج۱ ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فی المطلقة ثلاثا لاسکنٰی لها ولانفقة۔☆ ابن ماجه کتاب الطلاق باب المطلقة ثلاثا هل لها سکنی ونفقة۔ ابوداؤد میں ہے انما کان ذلک من سوء الخلق۔☆ابوداؤد ج۲ کتاب الطلاق باب من انکر ذلک علی فاطمة بنت قیس۔ امام بخاری نے کتاب الطلاق باب المطلقة اذا خشی علیها فی مسکن زوجها ان یُقتحم علیها او تبذُوَ علی اهلهابفاحشة کے تحت بیان کیاہے۔ لَقَدْ عابت ذلک عائشة اشد العیب ـــــ یعنی حدیث فاطمة بنت قیس ـــــ وقالت ان فاطمة کانت فی مکان وحش فخیف علی ناحیتها فلذلک رخص لها النبی ﷺ۔☆ابوداؤدج۲کتاب الطلاق، باب من انکر ذلک علی فاطمة بنت قیس،

حديث ۲۲۹۱ ـ ☆ابن ماجه كتاب الطلاق ـ باب هل تخرج المرأة فى عدتها؟ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۷، كتاب العدد باب ماجاء فى قول الله عزوجل الا ان ياتين بفاحشة مبينة ـ

(۲۹) مسند احمد ج۶ ـ ص۴۱۷ فاطمہؓ بنت قيس ـ

(۳۰) مسلم ج۱ ـ كتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لها ـ ☆ابوداؤد ج۲ ـ كتاب الطلاق، باب فى نفقة المبتوتة ـ ☆مسند احمد ج۶ ـ ص۴۱۲ فاطمہؓ بنت قيس ـ

(۳۱) مسلم ج۲ ـ كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لانفقة لها ـ ☆ابوداؤد ج۲ ـ كتاب الطلاق باب من انكر ذلك على فاطمة (مختصر) ☆نسائى ج۶ ـ كتاب الطلاق، باب الرخصة فى خروج المبتوتة من بيتها فى عدّتها لسكناها ـ ☆دارقطنى ج۴ ـ كتاب الطلاق ـ

(۳۲) نسائى ج۶ ـ كتاب الطلاق باب الرخصة فى خروج المبتوتة من بيتها ـ ☆دارقطنى ج۴ ـ ص۲۶ دارقطنى ميں لم يقل فيه وسنة نبينا هے ـ وهذا اصح ـ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۷ ـ كتاب العدد باب مقام المطلقة فى بيتها ـ

(۳۳) مسلم ج۱ ـ كتاب الطلاق باب المطلقة البائن لانفقة لها ـ

(۳۴) مسلم ج۱ ـ كتاب الطلاق باب المطلقة البائن لانفقة لها ـ

(۳۵) مسلم اور ابوداؤد نے كتاب الطلاق باب فى نفقة المبتوته كے ضمن ميں اور مسند احمد ج۶،ص۴۱۲ پر فاطمه بنت قيس سے يه روايت بهى نقل كى هے ـ

فصل: ۱۳

ایلاء

قرآن میں اس کا ذکر

لِلَّذِیۡنَ یُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَۃِ اَشۡہُرٍ فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ، وَاِنۡ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔ (البقرہ: ۲۲۶، ۲۲۷)

''جولوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر انہوں نے رجوع کرلیا، تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو جانے رہیں کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔''

واقعہ ایلاء کی تفصیل

۹۶۔ بخاری میں حضرت انسؓ سے اور مسند احمد میں حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ[۱] سے یہ روایات منقول ہوئی ہیں کہ حضورؐ نے ایک مہینہ تک کے لیے اپنی بیویوں سے علیحدہ رہنے کا عہد فرمالیا تھا اور اپنے بالا خانے میں بیٹھ گئے تھے۔ ۲۹ دن گزر جانے پر جبریلؑ نے آکر کہا آپ کی قسم پوری ہوگئی، مہینہ مکمل ہوگیا۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبۡدُالۡعَزِیۡزِ بۡنُ عَبۡدِاللّٰہِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیۡمَانُ ابۡنُ بِلَالٍ، عَنۡ حُمَیۡدٍ عَنۡ اَنَسٍ، قَالَ: اٰلٰی رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ مِنۡ نِّسَآئِہٖ، وَکَانَتۡ انۡفَکَّتۡ رِجۡلُہٗ، فَاَقَامَ فِیۡ مَشۡرُبَۃٍ تِسۡعًا وَّعِشۡرِیۡنَ لَیۡلَۃً ثُمَّ نَزَلَ وَقَالُوۡا: یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اٰلَیۡتَ شَہۡرًا، قَالَ: اِنَّ الشَّہۡرَ یَکُوۡنُ تِسۡعًا وَّعِشۡرِیۡنَ۔ (۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھائی (اس وقت) آپ کے پاؤں میں چوٹ آگئی تھی۔ آپ اپنے مکان کے بالا خانہ میں ایک کم تیس روز قیام پذیر رہے۔ پھر نیچے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ الگ رہنے کی قسم کھائی تھی۔ فرمایا، مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔

---

[۱] حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت مسند احمد میں نہیں ملی۔ (مرتب)

مسند احمد کی ایک روایت :

﴿۲﴾عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: تَمَّ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ. (۲)

نسائی میں ہے:

﴿۳﴾عَنْ اَنَسٍ، قَالَ اٰلَی النَّبِیُّ ﷺ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فِیْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِیْلَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَیْسَ اٰلَیْتَ عَلٰی شَهْرٍ؟ قَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ. (۳)

ترجمہ : حضرت انس سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے مہینہ بھر الگ رہنے کی قسم کھائی اور اپنے بالا خانہ میں قیام پذیر ہوگئے۔ایک کم تیس روز گزرنے کے بعد نیچے تشریف لائے تو کہا گیا، یارسول اللہ! کیا آپ نے پورا مہینہ الگ رہنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟ فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت :

﴿۴﴾عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ:اَقْسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَایَدْخُلَ عَلٰی نِسَآئِهٖ شَهْرًا، قَالَتْ: فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِیْنَ، قَالَتْ: فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ بَدَاَ بِهٖ، فَقُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ:اَلَیْسَ كُنْتَ اَقْسَمْتَ شَهْرًا فَعُدْتُّ الْاَیَّامَ تِسْعًا وَعِشْرِیْنَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ. (٤)

ترجمہ : ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی کہ وہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے۔وہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ انتیس روز ٹھہرے (پھر نیچے آگئے) تو میں پہلی عورت تھی جسے یہ بات سوجھی (کہ مہینہ تو تیس روز کا ہوتا ہے) تو میں نے عرض کیا، کیا آپؐ نے ایک مہینہ الگ رہنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟ میں دن گنتی رہی ہوں ابھی انتیس روز ہوئے ہیں (ایک روز باقی ہے) نبی ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا یَحْیٰ ابْنُ زَكَرِیَّا بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا اٰلٰی لِاَنَّ زَیْنَبَ رَدَّتْ عَلَیْهِ هَدِیَّتَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ اَقْمَأَتْكَ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاٰلٰی مِنْهُنَّ. (٥)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے ایلاء کیا کیونکہ زینب نے آپ کا ہدیہ واپس کر دیا تھا۔اس موقع پر حضرت عائشہ نے حضورؐ سے کہا، یارسول اللہ! زینب نے آپ کی تذلیل کی ہے۔اس پر رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض ہوگئے اور ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی روایت:

﴿۶﴾عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اٰلٰی مِنْ بَعْضِ نِسَآئِهٖ شَهْرًا، فَلَمَّا كَانَ تِسْعَةٌ وَّعِشْرِیْنَ، رَاحَ اَوْ غَدَا، فَقِیْلَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا مَضٰی تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ. (٦)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کے پاس ایک ماہ کے لیے نہ جانے کی قسم کھالی۔ مگر جب انتیس روز گزر رے تو صبح یا شام نیچے تشریف لے آئے۔ توجہ دلائی گئی کہ یا رسول اللہ ابھی ایک کم تیس روز گزرے ہیں۔ فرمایا مہینہ ۲۹ر دن کا بھی ہوتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی روایت :

﴿۷﴾ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَآئَهٗ شَهْرًا، فَكَانَ يَكُوْنُ فِي الْعُلُوِّ وَيَكُنَّ فِي السِّفْلِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِنَّ فِيْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ مَكَثْتَ تِسْعًاوَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الشَّهْرَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا. بِاَصَابِعِ يَدِهٖ مَرَّتَيْنِ وَقَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ اِبْهَامَهٗ. (۷)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ کے لیے اپنی بیویوں کو چھوڑ دیا اور بالا خانہ میں چلے گئے، اور ازواج نیچے (اپنے حجروں) میں رہیں۔ ۲۹ روز گزرنے پر نبی ﷺ نیچے اتر کران کے پاس آئے تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ ۲۹ روز ٹھیرے ہیں (مہینہ پورا ہونے میں ایک روز باقی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ اس طرح کا بھی ہوتا ہے۔ دو مرتبہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کھولا اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند رکھا (اس طرح ۲۹ کی تعداد ہوئی)۔

تشریح: (دراصل یہ نوبت اس لیے آئی کہ حضورؐ کی دو بیویوں نے آپؐ کے خلاف جتھہ بندی کی تھی اور دو بدو جواب دیے جس پر قرآن میں سورہ تحریم میں آیات نازل ہوئیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے) کہ یہ دو بیویاں کون تھیں اور وہ معاملہ کیا تھا جس پر یہ عتاب ہوا، اس کی تفصیل ہمیں حدیث میں ملتی ہے۔

۹۷۔ مسند احمد، بخاری، مُسلم، ترمذی اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک مفصل روایت نقل ہوئی ہے جس میں کچھ لفظی اختلافات کے ساتھ یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

''میں ایک مدت سے اس فکر میں تھا کہ حضرت عمرؓ سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے وہ کون سی دو بیویاں تھیں جنہوں نے حضورؐ کے مقابلے میں جتھہ بندی کر لی تھی۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ارشاد فرمائی ہے کہ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میری ہمت نہ پڑتی تھی۔ آخر ایک مرتبہ وہ حج کے لیے تشریف لے گئے اور میں ان کے ساتھ گیا۔ واپسی پر راستہ میں ایک جگہ ان کو وضو کراتے ہوئے مجھے موقع مل گیا اور میں نے یہ سوال پوچھ لیا۔ انہوں نے جواب دیا وہ عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔ پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں کو دبا کر رکھنے کے عادی تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہمیں یہاں ایسے لوگ ملے جن پر ان کی بیویاں حاوی تھیں، اور یہی سبق ہماری عورتیں بھی ان سے سیکھنے لگیں۔ ایک روز میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے پلٹ کر جواب دے رہی ہے (اصل الفاظ ہیں فَاِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِيْ) مجھے یہ بہت ناگوار ہوا کہ وہ مجھے پلٹ کر جواب دے۔ اس

نے کہا آپ اس بات پر کیوں بگڑتے ہیں کہ میں آپ کو پلٹ کر جواب دوں؟ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بیویاں حضورؐ کو دوبدو جواب دیتی ہیں (اصل لفظ ہے لِیُرَاجِعْنَہٗ) اور ان میں سے کوئی حضورؐ سے دن دن بھر روٹھی رہتی ہے (بخاری کی روایت میں ہے کہ حضورؐ اس سے دن بھر ناراض رہتے ہیں)۔ یہ سن کر میں گھر سے نکلا اور حفصہؓ کے ہاں گیا (جو حضرت عمرؓ کی بیٹی اور حضورؐ کی بیوی تھیں)۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو حضورؐ کو دوبدو جواب دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے پوچھا اور کیا تم میں سے کوئی دن دن بھر حضورؐ سے روٹھی رہتی ہے؟ (بخاری کی روایت میں ہے کہ حضورؐ دن بھر اس سے ناراض رہتے ہیں؟)۔ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا نامراد ہوگئی اور گھاٹے میں پڑ گئی وہ عورت جو تم میں سے ایسا کرے۔ کہا تم میں سے کوئی اس بات سے بے خوف ہوگئی ہے کہ اپنے رسول کے غضب کی وجہ سے اللہ اس پر غضبناک ہو جائے اور وہ ہلاکت میں پڑ جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کبھی زبان درازی نہ کر (یہاں بھی وہی الفاظ ہیں لَا تُرَاجِعِی[1]) اور نہ ان سے کسی چیز کا مطالبہ کر، میرے مال سے تیرا جو جی چاہے مانگ لیا کر۔ تو اس بات سے کسی دھوکے میں نہ پڑ کہ تیری پڑوسن (مراد ہیں حضرت عائشہؓ) تجھ سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر امِّ سلمہؓ کے پاس پہنچا جو

---

[1] (حضرت عمرؓ دوسرے روز صبح حضورؐ کی خدمت میں گئے اور اُن کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی) اس قصے کو ہم نے مسند احمد اور بخاری کی روایات جمع کر کے مرتب کیا ہے۔ اس میں حضرت عمرؓ نے مراجعت کا لفظ جو استعمال کیا ہے اسے لغوی معنی میں نہیں لیا جا سکتا بلکہ سیاق و سباق خود بتا رہا ہے کہ یہ لفظ دوبدو جواب دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور حضرت عمرؓ کا اپنی بیٹی سے یہ کہنا کہ لَا تُرَاجِعِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ، صاف طور پر اس معنی میں ہے کہ ''حضور سے زبان درازی نہ کیا کر۔'' اس ترجمے کو بعض لوگ غلط کہتے ہیں اور ان کا اعتراض یہ ہے کہ مراجعت کا ترجمہ پلٹ کر جواب دینا یا دوبدو جواب دینا تو صحیح ہے، مگر اس کا ترجمہ ''زبان درازی'' صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ معترض حضرات اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اگر کم مرتبے کا آدمی اپنے سے بڑے مرتبے کے آدمی کو پلٹ کر جواب دے، یا دوبدو جواب دے تو اسی کا نام زبان دارزی ہے۔ مثلاً باپ اگر بیٹے کو کسی بات پر ڈانٹے یا اس کے کسی فعل پر ناراضی کا اظہار کرے اور بیٹا اس پر ادب سے خاموش رہنے یا معذرت کرنے کے بجائے پلٹ کر جواب دینے پر اتر آئے تو اس کو زبان درازی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ پھر جب یہ معاملہ باپ اور بیٹے کے درمیان نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور امت کے کسی فرد کے درمیان ہو تو صرف ایک غبی آدمی ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا نام زبان درازی نہیں ہے۔

بعض دوسرے لوگ ہمارے اس ترجمے کو سُوءِ ادب قرار دیتے ہیں حالانکہ سوءِ ادب اگر ہو سکتا تھا تو اس صورت میں جب کہ ہم اپنی طرف سے اس طرح کے الفاظ حضرت حفصہؓ کے متعلق استعمال کرنے کی جسارت کرتے۔ ہم نے تو حضرت عمرؓ کے الفاظ کا صحیح مفہوم ادا کیا ہے اور یہ الفاظ انہوں نے اپنی بیٹی کو اس کے قصور پر سرزنش کرتے ہوئے استعمال کیے ہیں۔ اسے سوءِ ادب کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یا تو باپ اپنی بیٹی کو ڈانٹتے ہوئے بھی ادب سے بات کرے، یا پھر اس کی ڈانٹ کا ترجمہ کرنے والا اپنی طرف سے اس کو باادب کلام بنا دے۔

اس مقام پر سوچنے کے قابل بات دراصل یہ ہے کہ اگر معاملہ صرف ایسا ہی ہلکا اور معمولی سا تھا کہ حضورؐ کبھی اپنی بیویوں کو کچھ کہتے تھے اور وہ پلٹ کر کچھ جواب دے دیا کرتی تھیں، تو آخر اس کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے براہ راست خود ان ازواج مطہرات کو شدت کے ساتھ تنبیہ فرمائی؟ اور حضرت عمرؓ نے اس معاملہ کو کیوں اتنا سخت سمجھا کہ پہلے بیٹی کو ڈانٹا اور پھر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر جا کر ان کو اللہ کے غضب سے ڈرایا؟ اور سب سے زیادہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے خیال میں ایسے ہی زود رنج تھے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر بیویوں سے ناراض ہو جاتے تھے اور کیا معاذ اللہ آپ کے نزدیک حضورؐ کی تنک مزاجی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ ایسی ہی باتوں پر ناراض ہو کر آپؐ ایک دفعہ سب بیویوں سے مقاطعہ کر کے اپنے حجرے میں عزلت گزیں ہو گئے تھے؟ ان سوالات پر اگر کوئی شخص غور کرے تو اسے لامحالہ ان آیات کی تفسیر میں دو ہی راستوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا۔ یا تو اسے ازواج مطہرات کے احترام کی اتنی فکر لاحق ہو کہ وہ اللہ اور رسول پر حرف آ جانے کی پروانہ کرے۔ یا پھر سیدھی طرح یہ مان لے کہ اس زمانے میں ان ازواج مطہرات کا رویہ فی الواقع ایسا ہی قابل اعتراض ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان پر ناراض ہو جانے میں حق بجانب تھے اور حضورؐ سے بڑھ کر خود اللہ تعالیٰ اس بات میں حق بجانب تھا کہ ان ازواج کو اس رویہ پر شدت سے تنبیہ فرمائے۔

میری رشتہ دار تھیں اور میں نے اس معاملہ میں ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا ابن خطاب تم بھی عجیب آدمی ہو۔ ہر معاملہ میں تم نے دخل دیا یہاں تک کہ اب رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیویوں کے معاملے میں دخل دینے چلے ہو۔ ان کی اس بات نے میری ہمت توڑ دی۔ پھر ایسا ہوا کہ میرا ایک انصاری پڑوسی رات کے وقت میرے گھر آیا اور اس نے مجھے پکارا ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور جو بات کسی کی باری کے دن ہوتی تھی وہ دوسرے کو بتا دیا کرتا تھا۔ زمانہ وہ تھا جب ہمیں غسّان کے حملے کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ اس کے پکارنے پر جب میں نکلا تو اس نے کہا ایک بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے۔ میں نے کہا کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں، اس سے بھی بڑا معاملہ ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، میں نے کہا برباد ہوگئی اور نامراد ہوگئی حفصہؓ، (بخاری) کے الفاظ ہیں رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ) مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ یہ ہونے والی بات ہے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ فَقَالَ اَبُو الضُّحٰی: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَآءُ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِنْهُنَّ اَهْلُهَا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَمَلَآنٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَجَآءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ عُلِّيَّةٍ لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَرَجَعَ، فَنَادٰى بِلَالًا، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ؟ فَقَالَ: لَا، وَلٰكِنِّيْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا، فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ، فَدَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ. (۸)

ترجمہ: ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک روز علی الصبح ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ازواج مطہرات رو رہی ہیں اور ہر ایک بیوی کے پاس اس کے اہل خانہ بیٹھے ہیں۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اتنے میں عمرؓ آئے اور سیدھے نبی کریم ﷺ کے پاس اوپر چڑھ گئے۔ حضورؐ اس وقت اپنے بالا خانہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمرؓ نے تین مرتبہ یکے بعد دیگرے آپ کو سلام عرض کیا مگر کسی نے پلٹ کر جواب نہیں دیا تو عمرؓ واپس لوٹ آئے اور بلالؓ کو بلایا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس بالا خانہ میں داخل ہوئے اور پوچھا کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں، بلکہ میں نے ایک ماہ ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے۔ انتیس روز کے بعد آپؐ تشریف لے آئے اور اپنی بیویوں کے ہاں تشریف لے گئے۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ قَالَ: مَكَثْتُ سَنَةً اُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اٰيَةً فَمَااسْتَطِيْعُ اَنْ اَسْئَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتّٰى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ (رَجَعْنَا) وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ، عَدَلَ اِلَى الْاَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَّهُ، قَالَ: فَوَقَفْتُ لَهُ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ اَزْوَاجِهٖ؟ فَقَالَ: تَانِكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ

لَاُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَکَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَّکَ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ مَاظَنَنْتُ اَنَّ عِنْدِیْ مِنْ عِلْمٍ، فَسَلْنِیْ فَاِنْ کَانَ لِیْ عِلْمٌ خَبَّرْتُکَ بِهٖ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ عُمَرُ. وَاللّٰهِ اِنْ کُنَّا فِی الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَآءِ اَمْرًا حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ مَا اَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ: فَبَيْنَا اَنَا فِیْ اَمْرٍ اَتَاَمَّرُهٗ اِذْ قَالَتِ امْرَأَتِیْ: لَوْصَنَعْتَ کَذَا وَکَذَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: مَالَکِ وَلِمَا هٰهُنَا تَکَلُّفُکِ فِیْ اَمْرٍ اُرِيْدُهٗ؟ فَقَالَتْ لِیْ: عَجَبًا لَّکَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَاتُرِيْدُ اَنْ تُرَاجِعَ اَنْتَ، وَاِنَّ بُنْتَکَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانًا فَقَامَ عُمَرُ، فَاَخَذَ رِدَاءَهٗ مَکَانَهٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا. يَابُنَيَّةُ! اِنَّکِ لَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللّٰهِ اِنَّا لَنُرَاجِعُهٗ، فَقُلْتُ: تَعْلَمِيْنَ عَنِّیْ اُحَذِّرُکِ عُقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَابُنَيَّةُ لَاتَغُرَّنَّکِ هٰذِهِ الَّتِیْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِیْ مِنْهَا، فَکَلَّمْتُهَا، فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَّکَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی تَبْتَغِیْ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَزْوَاجِهٖ، فَاَخَذَتْنِیْ وَاللّٰهِ اَخْذًا کَسَرَتْنِیْ عَنْ بَعْضِ مَا کُنْتُ اَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا، وَکَانَ لِیْ صَاحِبٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غِبْتُ، اَتَانِیْ بِالْخَبَرِ، وَاِذَا غَابَ کُنْتُ اَنَا اٰتِيْهِ بِالْخَبَرِ، وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِکًا مِنْ مُّلُوْکِ غَسَّانَ ذُکِرَلَنَا اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَسِيْرَ اِلَيْنَا، فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ، فَاِذَا صَاحِبِیْ الْاَنْصَارِیْ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ: افْتَحْ افْتَحْ، فَقُلْتُ: جَآءَ الْغَسَّانِیُّ؟ فَقَالَ: بَلْ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِکَ، اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْوَاجَهٗ، فَقُلْتُ: رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ، فَاَخَذْتُ ثَوْبِیْ، فَاَخْرُجُ حَتّٰی جِئْتُ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ يَرْقٰی عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْوَدُ عَلٰی رَأْسِ الدَّرَجَةِ، فَقُلْتُ: قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِیْ قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ اُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّهٗ لَعَلٰی حَصِيْرٍ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَیْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهٖ وِسَادَةٌ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَضًا مَصْبُوْبًا وَعِنْدَ رَأْسِهٖ اَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ اَثَرَ الْحَصِيْرِ فِیْ جَنْبِهٖ، فَبَکَيْتُ، فَقَالَ: مَايُبْکِيْکَ؟ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ کِسْرٰی وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ.(۹)

امام بخاری نے کتاب الطلاق میں جو روایت نقل کی ہے اس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

〈۳〉حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰی اَنْ اَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ

مِنۡ اَزۡوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيۡنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنۡ تَتُوۡبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجۡتُ مَعَهٗ، وَعَدَلَ وَعَدَلۡتُ مَعَهٗ بِاِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَآءَ فَسَكَبۡتُ عَلٰى يَدَيۡهِ مِنۡهَا فَتَوَضَّأَ، فَقُلۡتُ لَهٗ: يَا اَمِيۡرَالۡمُؤۡمِنِيۡنَ! مَنِ الۡمَرۡأَتَانِ مِنۡ اَزۡوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنۡ تَتُوۡبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا؟ قَالَ: وَاعَجَبًا لَّكَ يَاابۡنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفۡصَةُ، ثُمَّ اسۡتَقۡبَلَ عُمَرُ الۡحَدِيۡثَ يَسُوۡقُهٗ قَالَ: كُنۡتُ اَنَا وَجَارٌ لِّيۡ مِنَ الۡاَنۡصَارِ فِيۡ بَنِيۡ اُمَيَّةَ بۡنِ زَيۡدٍ وَهُمۡ مِنۡ عَوَالِي الۡمَدِيۡنَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوۡلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنۡزِلُ يَوۡمًا وَاَنۡزِلُ يَوۡمًا، فَاِذَا نَزَلۡتُ جِئۡتُهٗ بِمَا حَدَثَ مِنۡ خَبَرِ ذٰلِكَ الۡيَوۡمِ مِنَ الۡوَحۡيِ اَوۡغَيۡرِهٖ، وَاِذَا نَزَلَ، فَعَلَ مِثۡلَ ذٰلِكَ، وَكُنَّا مَعۡشَرَ قُرَيۡشٍ نَغۡلِبُ النِّسَآءَ، فَلَمَّا قَدِمۡنَا عَلَى الۡاَنۡصَارِ اِذَا قَوۡمٌ تَغۡلِبُهُمۡ نِسَآءُ هُمۡ، فَطَفِقَ نِسَآءُ نَا يَاۡخُذۡنَ مِنۡ اَدَبِ نِسَآءِ الۡاَنۡصَارِ، فَصَخِبۡتُ عَلَى امۡرَأَتِيۡ فَرَاجَعَتۡنِيۡ، فَاَنۡكَرۡتُ اَنۡ تُرَاجِعَنِيۡ، قَالَتۡ: وَلِمَ تُنۡكِرُ اَنۡ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزۡوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعۡنَهٗ وَاِنَّ اِحۡدَاهُنَّ لَتَهۡجُرُهُ الۡيَوۡمَ حَتَّى اللَّيۡلِ، فَاَفۡزَعَنِيۡ ذٰلِكَ، وَقُلۡتُ لَهَا: قَدۡخَابَ مَنۡ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنۡهُنَّ، ثُمَّ جَمَعۡتُ عَلَيَّ ثِيَابِيۡ، فَنَزَلۡتُ، فَدَخَلۡتُ عَلٰى حَفۡصَةَ، فَقُلۡتُ لَهَا: اَيۡ حَفۡصَةُ! أَتُغَاضِبُ اِحۡدَاكُنَّ النَّبِيَّ ﷺ الۡيَوۡمَ حَتَّى اللَّيۡلِ، قَالَتۡ: نَعَمۡ، فَقُلۡتُ: قَدۡ خِبۡتِ وَخَسِرۡتِ أَفَتَاۡمَنِيۡنَ اَنۡ يَّغۡضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَهۡلِكِيۡ لَاتَسۡتَكۡثِرِي النَّبِيَّ ﷺ وَلَا تُرَاجِعِيۡهِ فِيۡ شَيۡءٍ وَّلَا تَهۡجُرِيۡهِ وَسَلِيۡنِيۡ مَابَدَالَكِ وَلَايَغُرَّنَّكِ اَنۡ كَانَتۡ جَارَتُكِ اَوۡضَأَ مِنۡكِ وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيۡدُ عَائِشَةَ. قَالَ عُمَرُ: وَكُنَّا قَدۡتَحَدَّثۡنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنۡعِلُ الۡخَيۡلَ لِغَزۡوِنَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الۡاَنۡصَارِيُّ يَوۡمَ نَوۡبَتِهٖ، فَرَجَعَ اِلَيۡنَا عِشَآءً، فَضَرَبَ بَابِيۡ ضَرۡبًا شَدِيۡدًا وَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ، فَفَزِعۡتُ، فَخَرَجۡتُ اِلَيۡهِ، فَقَالَ: قَدۡحَدَثَ الۡيَوۡمَ اَمۡرٌعَظِيۡمٌ، قُلۡتُ: مَاهُوَ؟ أَجَآءَ غَسَّانُ؟ قَالَ: لَا، بَلۡ اَعۡظَمُ مِنۡ ذٰلِكَ وَاَهۡوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَآءَ هٗ، فَقُلۡتُ: خَابَتۡ حَفۡصَةُ وَخَسِرَتۡ قَدۡ كُنۡتُ اَظُنُّ هٰذَا يُوۡشِكُ اَنۡ يَكُوۡنَ، فَجَمَعۡتُ عَلَيَّ ثِيَابِيۡ، فَصَلَّيۡتُ صَلَاةَ الۡفَجۡرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَشۡرُبَةً لَهٗ فَاعۡتَزَلَ فِيۡهَا. وَدَخَلۡتُ عَلٰى حَفۡصَةَ، فَاِذَا هِيَ تَبۡكِيۡ، فَقُلۡتُ: مَايُبۡكِيۡكِ؟ أَلَمۡ اَكُنۡ حَذَّرۡتُكِ هٰذَا؟ اَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتۡ: لَاَادۡرِيۡ، هَاهُوَذَامُعۡتَزِلٌ فِي الۡمَشۡرُبَةِ، فَخَرَجۡتُ، فَجِئۡتُ اِلَى الۡمِنۡبَرِ، فَاِذَا حَوۡلَهٗ رَهۡطٌ يَبۡكِيۡ بَعۡضُهُمۡ، فَجَلَسۡتُ مَعَهُمۡ قَلِيۡلًا، ثُمَّ غَلَبَنِيۡ مَااَجِدُ، فَجِئۡتُ الۡمَشۡرُبَةَ الَّتِيۡ فِيۡهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلۡتُ لِغُلَامٍ لَهٗ اَسۡوَدَ: اِسۡتَاۡذِنۡ لِعُمَرَ، فَدَخَلَ الۡغُلَامُ، فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: كَلَّمۡتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرۡتُكَ لَهٗ، فَصَمَتَ، فَانۡصَرَفۡتُ حَتّٰى جَلَسۡتُ مَعَ الرَّهۡطِ الَّذِيۡنَ عِنۡدَالۡمِنۡبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِيۡ مَااَجِدُ فَجِئۡتُ، فَقُلۡتُ لِلۡغُلَامِ: اِسۡتَاۡذِنۡ لِعُمَرَ،

فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ، فَصَمَتَ، فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ، فَجِئْتُ الْغُلَامَ، فَقُلْتُ: اِسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ، ثُمَّ رَجَعَ اِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ، فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ: اِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ، فَقَالَ: قَدْ اَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رُمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: اَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ؟ فَرَفَعَ اِلَيَّ بَصَرَهُ، فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ: اَسْتَأْنِسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْرَأَيْتَنِيْ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآءُ هُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْرَأَيْتَنِيْ. وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَأَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ تَبَسُّمَةً اُخْرٰى، فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ، فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهِ فَوَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ اَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ، فَاِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: اَوَفِيْ هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ اِنَّ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ قَدْ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَغْفِرْلِيْ، فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَآءَهُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَانَ قَالَ: مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً، دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ كُنْتَ قَدْ اَقْسَمْتَ اَنْ لَّاتَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَاِنَّمَا اَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا، فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةَ التَّخْيِيْرِ. فَبَدَأَ بِيْ اَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِّسَآئِهٖ فَاخْتَرْتُهُ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَآءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میری ہمیشہ یہ تمنا وخواہش رہی کہ حضرت عمرؓ سے دریافت کروں کہ ازواج رسولؐ میں سے وہ دو خواتین کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔'' یہ خواہش میرے دل ہی

میں تھی کہ حضرت عمرؓ حج پر تشریف لے گئے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ (واپسی پر) حضرت عمرؓ قضائے حاجت کے لیے اصل راستہ سے کترا کر چلے تو میں بھی ان کے ساتھ ہی پانی کا لوٹا لے کر مڑ گیا۔ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر لوٹے میں سے پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا۔ (اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) میں نے عرض کیا، یا امیر المومنین! ازواج مطہرات میں سے حضور ﷺ کی وہ دو کون سی بیویاں تھیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) کیوں کہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے ابن عباس! مجھے تم پر تعجب ہے۔ وہ دونوں تو عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔ پھر حضرت عمرؓ بقیہ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور بیان فرمائی کہ میں اور میرا انصاری ہمسایہ بنو امیہ بن زید میں رہائش پذیر تھے اور یہ لوگ مدینہ کے اطراف کے باشندے تھے، ہم دونوں باری باری سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جس روز میں جاتا اپنے ساتھی کو اس روز کی وحی وغیرہ کی تمام خبریں آ کر بتا دیتا، جب وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا۔ ہم قریش قبیلہ کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم مدینہ میں انصار کے پاس آ گئے تو معلوم ہوا کہ انصاری عورتیں اپنے خاوندوں پر غالب ہیں۔ پس ہماری بیویوں نے بھی انصاری خواتین کے آداب سیکھنے شروع کر دیے۔ چنانچہ ایک روز میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے دو بدو مجھے جواب دیا۔ اس کا مجھے دو بدو جواب دینا اچھا نہ لگا، تو وہ بولی کہ میرا دو بدو جواب دینا آپ کو کیوں برا محسوس ہوا جب کہ خدا کی قسم! نبی ﷺ کی بیویاں آپ سے دو بدو باتیں کرتی ہیں، اور کوئی ایک تو شام تک روٹھی رہتی ہے۔ اس نے تو مجھے گھبراہٹ و پریشانی میں مبتلا کر دیا، میں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ تو نامراد ہوگئی، پھر میں نے جانے کے لیے تیاری کی اور نیچے اتر کر حفصہ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی نبی ﷺ کو ناراض بھی کر دیتی ہے اور دن بھر شام تک ناراض ہی رہتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا، تو نامراد ہے اور خسارہ میں ہے، کیا تمہیں اس کا خوف نہیں کہ آپ کے غصہ اور ناراض رہنے کی وجہ سے اللہ کو غصہ آ جائے اور وہ ناراض ہو جائے اور تو ماری جائے! تم نبی ﷺ سے زیادہ نہ مانگا کرو اور نہ آپ کو دو بدو جواب دیا کرو اور نہ آپ سے بولنا بند کیا کرو۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت پیش آئے مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تو اس بات سے کسی دھوکہ میں نہ پڑ کہ تیری پڑوسن (مراد ہیں عائشہ) تجھ سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم یہ بات سن چکے تھے کہ غسّان (شام کا بادشاہ) ہم سے لڑنے کے لیے اپنے گھوڑوں کو نعل لگوا رہا ہے۔ میرا انصاری دوست اپنی باری کے دن آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا اور شام کو واپس آیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور دریافت کیا کہ عمر گھر پر ہیں۔ میں گھبرایا اور باہر آیا تو اس نے کہا کہ آج ایک بہت عظیم واقعہ پیش آیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کیا غسان نے آ کر حملہ کر دیا ہے؟ وہ بولا نہیں، اس سے بھی عظیم اور خوفناک واقعہ۔ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ حفصہؓ تو نامراد ہوئی اور خسارے میں پڑ گئی۔ مجھے گمان یہی تھا کہ ایسا پیش آنے والا ہے، میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ نبی ﷺ تو نماز سے فارغ ہو کر اپنے

بالا خانے میں تشریف لے جا کر گوشہ نشین ہو گئے اور میں حفصہؓ کے پاس چلا گیا، دیکھا تو وہ رو رہی ہے۔ میں نے پوچھا کس بات نے تجھے رولا دیا ہے؟ کیا میں نے اس سے تمہیں خبردار نہیں کیا تھا؟ کیا نبی ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟ وہ بولی مجھے تو معلوم نہیں۔ وہ اس بالا خانے میں گوشہ نشین ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا تو دیکھتا ہوں کہ منبر کے گرد لوگ بیٹھے ہیں، بعض رو بھی رہے ہیں۔ پھر میں تھوڑی سی دیر ان کے ساتھ بیٹھا۔ پھر دل میں جو کھٹک محسوس کر رہا تھا وہ غالب آئی اور میں اٹھ کر اس بالا خانے کی طرف چلا جس میں آپ گوشہ نشین تھے۔ میں نے آپ کے حبشی غلام سے کہا کہ وہ عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت طلب کرے، غلام اندر گیا اور نبی ﷺ سے بات کر کے واپس لوٹ آیا اور کہا کہ میں نے عرض مدعا میں آپ کا ذکر کیا آپ خاموش رہے میں وہاں سے اٹھ کر انہی لوگوں کے پاس پھر آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ دل میں جو کھٹک سی تھی اس نے پھر غلبہ کیا اور میں نے پھر غلام سے کہا کہ وہ عمر کے لیے ملاقات کی اجازت طلب کرے۔ وہ اندر گیا اور پلٹ آیا اور بتایا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا، آپ سن کر خاموش رہے، میں پھر انہیں لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میرے دلی خیال نے غلبہ کیا اور میں پھر غلام کے پاس گیا اور کہا کہ اجازت طلب کرو عمر کے لیے، وہ اندر داخل ہوا اور واپس پلٹ آیا اور کہا کہ میں نے تو آپ کا تذکرہ کیا ہے مگر آپ سن کر خاموش رہے۔ پس جب میں وہاں سے واپس ہوا تو غلام نے مجھے بلا کر کہا کہ نبی ﷺ نے اجازت دے دی ہے تو میں فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چھال بھرا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر استراحت فرما ہیں جس سے آپ کے جسم اطہر پر نشان پڑ گئے ہیں، میں نے سلام عرض کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے نظر اوپر میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں۔ میں نے خوشی میں اللہ اکبر کہا پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے عرض کیا۔ کاش آپ میری جانب متوجہ ہوں۔ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر غالب چلے آ رہے تھے۔ مدینہ میں آ کر ایسی قوم کو دیکھا جس کے مردوں پر عورتوں کا غلبہ ہے۔ یہ سن کر آپ مسکرائے میں نے پھر عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ توجہ فرمائیں تو عرض حال کروں۔ یہ کہہ کر انہوں نے واقعہ سنانا شروع کیا کہ میں حفصہ کے پاس گیا اور اسے کہا کہ تمہیں یہ بات دھوکہ میں مبتلا نہ کرے کہ تیری پڑوسن بہت خوبصورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کو بہت محبوب ہے ان کی مراد حضرت عائشہ تھیں یہ سن کر آپ دوبارہ مسکرائے جب میں نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو میں بیٹھ گیا اور آپ کے حجرے کو بغور دیکھنے لگا۔ خدا کی قسم! وہاں تین کھالوں کے سوا مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ ایسی کیفیت دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت پر فراوانی وکشائش فرمائے۔ فارس وروم کے لوگ کشادگی اور کشائش میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ دنیا ان کو خوب دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت تک نہیں کرتے۔ آپ نے ٹیک لگا رکھی تھی، یہ سن کر سیدھے بیٹھے اور فرمایا، ابن خطاب کیا تم بھی اس خیال میں مبتلا ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا ہی میں دنیوی ساز وسامان کی فراوانی جلدی سے دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے لیے معافی کی درخواست فرمائیں۔ نبی ﷺ اس بات کی وجہ سے جسے حفصہ نے عائشہ کے سامنے ظاہر کر دیا تھا ایک کم تیس روز اپنی بیویوں سے الگ ہو گئے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے اظہار ناراضگی فرمایا اس وقت آپ نے شدت ناراضگی کی وجہ سے بیویوں سے فرمایا تھا کہ ایک پورا مہینہ تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔ جب انتیس دن ہوئے تو

بالا خانے سے نیچے آئے اور داخلہ کا آغاز حضرت عائشہؓ کے ہاں سے کیا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، آپ نے تو ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہ آنے کی قسم کھائی تھی۔ میں دن شمار کرتی رہی ہوں ابھی ایک کم تیس دن ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا (قمری) مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی۔ سب ازواج مطہرات سے پہلے آپ نے مجھے ہی پوچھا، تو میں نے آپ کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد آپ نے باقی سب بیویوں کو بھی اختیار دیا، انہوں نے بھی عائشہؓ کی طرح جواب دیا۔

(احادیث بالا سے معلوم ہوتا ہے) کہ قصور صرف حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہی کا نہ تھا بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصوروار تھیں۔ اسی لیے ان دونوں کے بعد (آیت ۱۰) میں باقی سب ازواج کو بھی تنبیہ فرمائی گئی۔ (قرآن مجید) میں قصور کی نوعیت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی البتہ احادیث میں اس کے متعلق کچھ تفصیلات آئی ہیں ان کو ہم یہاں نقل کیے دیتے ہیں:

۹۸۔ بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''نبی ﷺ کی بیویوں نے آپس کے رشک اور رقابت میں مل جل کر حضورؐ کو تنگ کر دیا تھا (اصل الفاظ میں اِجْتَمَعَ نِسآءُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْغَیْرَةِ عَلَیْهِ) اس پر میں نے ان سے کہا کہ ''بعید نہیں کہ اگر حضورؐ تم کو طلاق دے دیں تو اللہ تم سے بہتر بیویاں آپؐ کو عطا فرما دے۔'' ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کا بیان ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ''مجھے خبر پہنچی کہ امہات المومنین اور نبی ﷺ کے درمیان کچھ ناچاقی ہوگئی ہے اس پر میں ان میں سے ایک ایک کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں حضورؐ کو عطا فرما دے گا۔ یہاں تک کہ جب میں امہات المومنین میں سے آخری کے پاس گیا (اور یہ بخاری کی ایک روایت کے بموجب امّ سلمہؓ تھیں) تو انہوں نے مجھے جواب دیا، اے عمر! کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کی نصیحت کے لیے کافی نہیں ہیں کہ تم انہیں نصیحت کرنے چلے ہو؟ اس پر میں خاموش ہوگیا'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ الآیَة۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: اجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ. (۱۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے آپس کے رشک اور رقابت میں مل جل کر حضورؐ کو تنگ کر دیا تو اس پر میں نے کہا کہ بعید نہیں کی حضورؐ تم کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں آپ کو عطا فرما دے، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

۹۹۔ مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد نبوی میں پہنچا، دیکھا کہ لوگ متفکر بیٹھے ہوئے کنکریاں اٹھا اٹھا کر گرا رہے ہیں اور آپس میں کہہ

رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے ہاں اپنے جانے اور ان کو نصیحت کرنے کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا ''بیویوں کے معاملہ میں آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں، اگر آپ ان کو طلاق دے دیں تو اللہ آپ کے ساتھ ہے، سارے ملائکہ اور جبریل ومیکائیل آپ کے ساتھ ہیں اور میں اور ابوبکر اور سب اہل ایمان آپ کے ساتھ ہیں'' میں اللہ کا شکر بجالاتا ہوں کہ کم ہی ایسا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کہی ہو اور اللہ سے یہ امید نہ رکھی ہو کہ وہ میرے قول کی تصدیق فرمادے گا، چنانچہ اس کے بعد سورۂ تحریم کی یہ آیات نازل ہوگئیں۔ پھر میں نے حضورؐ سے پوچھا کیا آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں! اس پر میں نے مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہو کر باآواز بلند اعلان کیا کہ حضورؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی ہے۔

تخریج: حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ:نَاعُمَرُ ابْنُ یُوْنُسَ الْحَنَفِیُّ، قَالَ:نَاعِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ، عَنْ سِمَاكٍ اَبِیْ زُمَیْلٍ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ:لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ نِسَآءَ هٗ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ یَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰى وَیَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَآءَ هٗ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ یُّؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ، قَالَ عُمَرُ:فَقُلْتُ: لَاَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْیَوْمَ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ:یَابِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَانِكِ اَنْ تُؤْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: مَالِیْ وَمَالَكَ یَاابْنَ الْخَطَّابِ عَلَیْكَ بِعَیْبَتِكَ؟ قَالَ:فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهَا:یَاحَفْصَةُ اَ قَدْ بَلَغَ مِنْ شَانِكِ اَنْ تُؤْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَایُحِبُّكِ وَلَوْلَا اَنَا، لَطَلَّقَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتْ اَشَدَّ الْبُكَاءِ فَقُلْتُ لَهَا اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: هُوَ فِیْ خِزَانَتِهٖ فِی الْمَشْرُبَةِ، فَدَخَلْتُ، فَاِذَا اَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى اُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ مُدَلٍّ رِجْلَیْهِ عَلٰى نَقِیْرٍ مِنْ خَشَبٍ وَهُوَجِذْعٌ یَرْقٰى عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَیَنْحَدِرُ فَنَادَیْتُ:یَا رَبَاحُ اِسْتَاْذِنْ لِیْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَظَرَ رَبَاحُ اِلَى الْغُرْفَةِ، ثُمَّ نَظَرَ اِلَیَّ، فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا، ثُمَّ قُلْتُ:یَا رَبَاحُ اسْتَاْذِنْ لِیْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَظَرَ رَبَاحُ اِلَى الْغُرْفَةِ، ثُمَّ نَظَرَ اِلَیَّ فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا. ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِیْ فَقُلْتُ:یَا رَبَاحُ اِسْتَاْذِنْ لِیْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ اَنِّیْ جِئْتُ مِنْ اَجْلِ حَفْصَةَ، وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا وَرَفَعْتُ صَوْتِیْ فَاَوْمٰی اِلَیَّ اَنْ ارْقَهْ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَمُضْطَجِعٌ عَلٰى حَصِیْرٍ، فَجَلَسْتُ، فَاَدْنٰى عَلَیْهِ اِزَارَهٗ وَلَیْسَ عَلَیْهِ غَیْرُهٗ وَاِذَا الْحَصِیْرُ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِهٖ، فَنَظَرْتُ بِبَصَرِیْ فِیْ خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِیْرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِیْ نَاحِیَةِ الْغُرْفَةِ وَاِذَا اَفِیْقٌ مُعَلَّقٌ، قَالَ: فَابْتَدَرَتْ عَیْنَایَ، قَالَ:مَا یُبْكِیْكَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

وَمَالِیْ لَااَبْکِیْ وَھٰذَا الْحَصِیْرُ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِکَ، وَھٰذِہٖ خِزَانَتُکَ لَااَرٰی فِیْھَا اِلَّا مَا اَرٰی، وَذَاکَ قَیْصَرُ وَکِسْرٰی فِی الثِّمَارِ وَالْاَنْھَارِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَصَفْوَتُہٗ وَھٰذِہٖ خِزَانَتُکَ، فَقَالَ: یَاابْنُ الْخَطَّابِ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَۃُ وَلَھُمُ الدُّنْیَا قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: وَدَخَلْتُ عَلَیْہِ حِیْنَ دَخَلْتُ وَاَنَا اَرٰی فِیْ وَجْھِہِ الْغَضَبَ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! مَایَشُقُّ عَلَیْکَ مِنْ شَاْنِ النِّسَآءِ، فَاِنْ کُنْتَ طَلَّقْتَھُنَّ، فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ وَمَلَائِکَتَہٗ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَعَکَ وَقَلَّ مَاتَکَلَّمْتُ وَاَحْمَدُ اللّٰہَ بِکَلَامٍ اِلَّارَجَوْتُ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ یُصَدِّقُ قَوْلِیَ الَّذِیْ اَقُوْلُ. وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ اٰیَۃُ التَّخْیِیْرِ عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ وَاِنْ تَظَاھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَمَوْلَاہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلَائِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ، وَکَانَتْ عَائِشَۃُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَفْصَۃُ تَظَاھَرَانِ عَلٰی سَائِرِ نِسَآءِ النَّبِیِّ ﷺ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَطَلَّقْتَھُنَّ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُوْنَ یَنْکُتُوْنَ بِالْحَصٰی یَقُوْلُوْنَ: طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِسَآءَہٗ أَفَاَنْزِلُ، فَاُخْبِرُھُمْ اَنَّکَ لَمْ تُطَلِّقْھُنَّ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنْ شِئْتَ، فَلَمْ اَزَلْ اُحَدِّثُہٗ حَتّٰی تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی کَشَرَ فَضَحِکَ، وَکَانَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا، ثُمَّ نَزَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ فَنَزَلْتُ اَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ مَایَمَسُّہٗ بِیَدِہٖ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّمَا کُنْتَ فِی الْغُرْفَۃِ تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ قَالَ: اِنَّ الشَّھْرَ یَکُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ، فَقُمْتُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ، فَنَادَیْتُ بِاَعْلٰی صَوْتِیْ، لَمْ یُطَلِّقْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِسَآءَہٗ وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ، وَاِذَا جَآءَ ھُمْ اَمْرٌ مِنَ الْاَمْنِ اَوِالْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْرَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِمِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ فَکُنْتُ اَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذَاکَ الْاَمْرَ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃَ التَّخْیِیْرِ.(۱۲)

ترجمہ: عبداللہؓ بن عباس نے بیان کیا کہ عمرؓ بن خطاب نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے جب اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی، میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ جمع ہیں کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کو پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے دل میں کہا کہ میں آج کا حال ضرور معلوم کروں گا، حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا اے ابوبکر کی لختِ جگر تمہارا اب یہ حال ہو گیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے لگی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابن خطاب مجھے تجھ سے اور تجھے مجھ سے کیا سروکار اپنی زنبیل کی خبر لو (اپنی بیٹی حفصہ کو سمجھاؤ، مجھے کیا نصیحت کرتے ہو)۔ اس کے بعد میں حفصہؓ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اب تم اس نہج تک پہنچ گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے لگی ہو۔ اللہ کی قسم تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ تجھ سے محبت نہیں رکھتے اگر میں نہ ہوتا تو آپ تجھے کبھی کے طلاق

دے چکے ہوتے اس پر حفصہ خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ اپنے کھانے پینے کے کمرے کے جھروکے میں ہیں۔ میں وہاں جا داخل ہوا کہ رباح خادم رسول اللہ ﷺ جھروکے کی چوکھٹ پر دونوں پاؤں کھجور کی کھدی ہوئی لکڑی پر لٹکائے بیٹھا تھا، یہ وہ تنا تھا جس کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ اوپر نیچے آتے جاتے تھے۔ میں نے آواز دی اے رباح میرے لیے رسول اللہ سے اپنے پاس آنے کی اجازت طلب کرو، رباح نے بالا خانہ کے کمرہ کی جانب نظر اٹھائی پھر میری طرف دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔ میں نے پھر کہا اے رَباح میرے لیے اپنے ہاں آنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرو، رباح نے پھر کمرے کی طرف نظر اٹھائی اور پھر میری طرف دیکھا مگر کہا کچھ بھی نہیں۔ پھر میں نے زوردار آواز سے کہا اے رباح میرے لیے اپنے پاس آنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرو۔ میرا خیال ہے شاید رسول اللہ ﷺ کو گمان ہوا ہو کہ میں حفصہ کے لیے آیا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ مجھے حفصہ کی گردن مار دینے کا ارشاد فرمائیں تو میں لازماً اس کی گردن مار دوں، یہ بات میں نے بلند آواز سے کہی۔ پس اس نے اشارہ سے اوپر چڑھ آنے کو کہا۔ تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ تو دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر استراحت فرما رہے ہیں، میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا تہبند اوپر کر لیا اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا آپ کے جسم اطہر پر نہ تھا۔ اور چٹائی نے آپ کے پہلو میں نشان ڈال دیا تھا اور میں نے اپنی نظر رسول اللہ ﷺ کے خزانہ کی طرف دوڑائی تو اس میں چند مٹھی برابر جو تھے اور کمرے کی ایک طرف درخت سلم کے پتے پڑے تھے اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت ابھی اچھی نہیں ہوئی تھی لٹکا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میری آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آپ نے پوچھا اے ابنِ خطاب تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبیؐ! میں کیوں نہ روتا جب کہ اس چٹائی نے آپ کے جسم اطہر کے پہلو میں نشانات ڈال دیئے ہیں اور یہ آپ کی ذخیرہ رکھنے کی جگہ (الماری) میرے سامنے ہے اس میں جو کچھ ملاحظہ کر رہا ہوں سو کر رہا ہوں، ادھر یہ قیصر و کسریٰ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں دادِ عیش دے رہے ہیں حالانکہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے برگزیدہ ہیں اور آپؐ کی ذخیرہ رکھنے کی جگہ کا یہ حال ہے (خالی پڑی ہے)۔ آپؐ نے فرمایا، اے ابنِ خطاب! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ چیزیں ہمیں آخرت میں ملیں اور ان کے لیے اس دنیائے فانی میں مل جائیں، میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اپنی بیویوں کے بارے میں کیا دشواری ہے؟ اگر آپ نے ان کو طلاق دے دی ہے تو اللہ تعالیٰ (کی مدد و نصرت) آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے، جبریل اور میکائیل، میں اور ابوبکر اور تمام مومنین آپ کے ساتھ ہیں۔ اکثر ایسا ہوا کہ میں جو بات کہتا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی جو تعریف کرتا تو امید رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے قول میں سچا ثابت فرمائے گا۔ بس پھر آیت تخییر ـــــ عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ... ـــــ نازل ہوئی یعنی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر تم ان کو طلاق دے دو تو آپ کو ایسی بیویاں ان کے بدلہ میں عنایت فرما دے جو ان سے بہتر ہوں اور اگر ان دونوں نے آپ کے خلاف جتھہ بندی کی تو اللہ تعالیٰ اس کا مولیٰ ہے جبریل اور صالح اہل ایمان ان کے ساتھ ہیں اس کے بعد ملائکہ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔'' عائشہ بنت ابی بکر اور حفصہ بنت عمر بن خطاب دونوں نے نبی ﷺ کی بیویوں کے خلاف جتھہ بندی کی تھی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ نے ان کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مسلمان کنکریاں

الٹ پلٹ کرر ہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ کیا اجازت ہے کہ میں نیچے اتر کر ان کو بتاؤں کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی؟ فرمایا ہاں اگر تم چاہتے ہو۔ میں نے آپؐ کے ساتھ گفتگو جاری رکھی یہاں تک کہ آپؐ کے چہرہ مبارک سے غصہ و ناراضگی کے آثار کافور ہو گئے اور آپؐ کا چہرہ کھل گیا دندان مبارک کھولے اور ہنسے۔ آپ کے سامنے کے دونوں دانت سب سے زیادہ حسین وخوبصورت تھے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نیچے تشریف لائے اور میں بھی کھجور کے تنے کو پکڑتے ہوئے نیچے اتر آیا اور رسول اللہ ﷺ نیچے اترے گویا کہ آپ زمین پر چل رہے ہیں اور اپنا ہاتھ کہیں بھی نہیں لگایا۔ تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ بالا خانہ میں ایک کم تیس روز قیام پذیر رہے ہیں۔ فرمایا کہ مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔ بس پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور بلند آواز سے پکار کر کہا کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، وَاِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ ... ''یعنی جب ان لوگوں کے پاس اطمینان بخش یا خوفناک خبر پہنچ جاتی ہے تو اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار آدمیوں تک پہنچادیتے تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جوان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کرسکیں پس میں نے اس معاملہ کا نتیجہ نکال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمادی۔''

۱۰۰۔ حافظ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ ازواج مطہرات کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک میں خود حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ تھیں، اور دوسری میں حضرت زینبؓ، حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج شامل تھیں۔

تشریح: ان تمام روایات سے کچھ اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی میں کیا حالات پیدا ہو گئے تھے جن کی بنا پر یہ ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ مداخلت کر کے ازواج مطہرات کے طرزِ عمل کی اصلاح فرمائے۔ یہ ازواج اگرچہ معاشرے کی بہترین خواتین تھیں، مگر بہر حال تھیں انسان ہی اور بشریت کے تقاضوں سے مبرا نہ تھیں، کبھی ان کے لیے مسلسل عسرت کی زندگی بسر کرنا دشوار ہو جاتا تھا اور وہ بے صبر ہو کر حضورؐ سے نفقہ کا مطالبہ کرنے لگتیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیات ۲۸، ۲۹ نازل فرما کر ان کو تلقین کی کہ اگر تمہیں دنیا کی خوشحالی مطلوب ہے تو ہمارا رسول تم کو بخیر وخوبی رخصت کردے گا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو تو پھر صبر وشکر کے ساتھ ان تکلیفوں کو برداشت کرو جو رسول کی رفاقت میں پیش آئیں[1] پھر کبھی انسانی فطرت کی بنا پر ان سے ایسی باتوں کا ظہور ہو جاتا تھا جو عام انسانی زندگی میں معمول کے خلاف نہ تھیں۔ مگر جس گھر میں ہونے کا شرف اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا تھا اس کی شان اور اس کی عظیم ذمہ داریوں سے وہ مطابقت نہ رکھتی تھیں۔ ان باتوں سے جب یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی کہیں تلخ نہ ہو جائے اور اس کا اثر اس کارِ عظیم پر مترتب نہ ہو جو اللہ تعالیٰ حضورؐ سے لے رہا تھا، تو قرآن مجید میں یہ آیات نازل کر کے ان کی اصلاح فرمائی گئی تاکہ ازواج مطہرات کے اندر اپنے اس مقام اور مرتبے کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہو جو اللہ کے آخری رسولؐ کی رفیقِ حیات ہونے کی حیثیت سے ان کو نصیب ہوا تھا، اور وہ اپنے آپ کو عام عورتوں کی طرح اور اپنے گھر کو عام گھروں کی طرح نہ سمجھ بیٹھیں۔ آیت کا پہلا ہی فقرہ ایسا تھا کہ ان کو سن کر ازواج مطہرات کے دل لرز اٹھے ہوں گے۔ اس

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ج ۴ الاحزاب حاشیہ ۴۱ اور دیباچہ سورہ احزاب ص: ۶۵۔

ارشاد سے بڑھ کر ان کے لیے تنبیہ اور کیا ہو سکتی تھی کہ ''اگر نبی تم کو طلاق دے دے تو بعید نہیں کہ اللہ اس کو تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں عطا کر دے۔' اول تو نبی ﷺ سے طلاق مل جانے کا تصور ہی ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اس پر یہ بات مزید کہ تم سے امہات المومنین ہونے کا شرف چھن جائے گا اور دوسری عورتیں جو اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی زوجیت میں لائے گا وہ تم سے بہتر ہوں گی اس کے بعد یہ ممکن ہی نہ تھا کہ ازواج مطہرات سے پھر کبھی کسی ایسی بات کا صدور ہوتا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کی نوبت آتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بس دو ہی مقامات ہم کو ایسے ملتے ہیں جہاں ان برگزیدہ خواتین کو تنبیہ فرمائی گئی ہے، ایک سورۂ احزاب اور دوسرے سورۂ تحریم۔ (تفہیم القرآن ج ۶، التحریم، حواشی: ۸۔۱۰)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲۔ کتاب الایمان والنذور، باب من حلف الا یدخل علی اهله شهرا وکان الشهر تسعا وعشرین۔ کتاب الطلاق، باب قوله تعالیٰ للذین یؤلون الخ☆ مسند احمد ج۱۔ ص۲۱۸۔ عبداللہؓ بن عباس۔ ج۶۔ ص۳۳۔ عائشۃؓ۔

(۲) مسند احمد، ج۱، ص۲۰۸۔

(۳) نسائی ج۶۔ کتاب الطلاق، باب الایلاء۔

(٤) مسند احمد ج٦۔ ص٣٣۔ عن عائشۃؓ۔☆ابن ماجه کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(٥) ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(٦) ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(۷) مسند احمد ج۳۔ ص۳۲۹۔ جابرؓبن عبدالله۔ جابر بن عبدالله کی ایک روایت میں کان رسول الله ﷺ اعتزل نساء ہ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

(۸) نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(۹) بخاری کتاب التفسیر ج۲۔ باب تبتغی بذٰلك مرضات ازواجك۔☆بخاری کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته، لحال زوجها۔☆مسلم ج۱۔ کتاب الطلاق باب بیان ان تخییره امرأته لایکون طلاقا الا بالنیة۔

(۱۰) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح باب موعظة الرجل ابنتهٗ لحال زوجها۔☆مسلم ج۱۔ کتاب الطلاق باب بیان ان تخییره امرأته لایکون طلاقا الابالنیة۔☆مسنداحمد ج۱۔ ص٣٤۔ عمر بن الخطاب۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر سورة التحریم۔ هذا حدیث حسن صحیح غریب۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح باب ماوجب علیه من تخییر النساء۔

(۱۱) بخاری کتاب التفسیر ج۲ باب قوله عسی ربه ان طلقکن ان یبدلهٗ ازواجا خیرًا منکن۔ مسلمات مومنات، قانتات تائبات عابدات سائحات ثیّبات وابکارا۔☆بخاری ج۱۔ کتاب الصلوٰة باب التوجه نحوالقبلة حیث کان۔

(۱۲) مسلم ج۱۔ کتاب الطلاق باب بیان ان تخییرهٗ امراتهٗ لایکون طلاقا الابالنیة۔

فصل : ۱۴

ظِہار

قرآن میں اس کا ذکر

قَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُكَ فِیۡ زَوۡجِهَا وَتَشۡتَكِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ، وَاللّٰهُ یَسۡمَعُ تَحَاوُرَ كُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ۔ اَلَّذِیۡنَ یُظٰهِرُوۡنَ مِنۡكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِهِمۡ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمۡ، اِنۡ اُمَّهٰتُهُمۡ اِلَّا الّٰٓیۡٔ وَلَدۡنَهُمۡ۔ وَاِنَّهُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡكَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَزُوۡرًا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ۔ وَالَّذِیۡنَ یُظٰهِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَةٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا۔ ذٰلِكُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ۔ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ شَهۡرَیۡنِ مُتَتَابِعَیۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا۔ فَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّیۡنَ مِسۡكِیۡنًا۔ ذٰلِكَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ۔ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُاللّٰهِ وَلِلۡكٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ۔ (المجادلة:۱-٤)

’’اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی، تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے۔‘‘

ظہار کا لغوی معنی اور اصل مفہوم

عرب میں بسا اوقات یہ صورت پیش آتی تھی کہ شوہر اور بیوی میں لڑائی ہوتی تو شوہر غصے میں آ کر کہتا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ۔ اس کے لغوی معنی تو یہ ہیں کہ ’’تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ‘‘ لیکن اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ’’تجھ سے مباشرت کرنا میرے لیے ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں سے مباشرت کروں۔‘‘ اس زمانے میں بھی بہت سے نادان لوگ بیوی سے لڑ کر اس کو ماں، بہن، بیٹی سے تشبیہ دے بیٹھتے ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی گویا اب اسے بیوی نہیں بلکہ ان عورتوں کی طرح سمجھتا ہے، جو اس کے لیے حرام ہیں، اسی فعل کا نام ظہار ہے۔

ظھر عربی زبان میں استعارے کے طور پر سواری کے لیے بولا جاتا ہے۔ مثلاً سواری کے جانور کو ظھر کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کی پیٹھ پر آدمی سوار ہوتا ہے۔ چوں کہ وہ لوگ بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کے لیے کہتے تھے کہ تجھے ظھر بنانا میرے اوپر ایسا حرام ہے جیسے اپنی ماں کو ظھر بنانا، اس لیے یہ کلمات زبان سے نکالنا ان کی اصطلاح میں ’’ظہار‘‘ کہلاتا تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں اہل عرب کے ہاں یہ طلاق، بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید قطع تعلق کا اعلان سمجھا جاتا تھا، کیوں کہ ان کے نزدیک اس کے معنی یہ تھے کہ شوہر اپنی بیوی سے نہ صرف ازدواجی رشتہ توڑ رہا ہے بلکہ اسے ماں کی طرح اپنے اوپر حرام قرار دے رہا ہے۔ اسی بنا پر اہلِ عرب کے نزدیک طلاق کے بعد تو رجوع کی گنجائش ہوسکتی تھی مگر ظہار کے بعد رجوع کا کوئی امکان باقی نہ رہتا تھا۔

ایک شخص منہ پھوڑ کر بیوی کو ماں سے تشبیہ دے دیتا ہے تو اس کے ایسا کہنے سے بیوی ماں نہیں ہوسکتی، نہ اس کو وہ حرمت حاصل ہوسکتی ہے جو ماں کو حاصل ہے۔ ماں کا ماں ہونا تو ایک حقیقی امرِ واقعہ ہے، کیوں کہ اس نے آدمی کو جنا ہے۔ اسی بنا پر اسے ابدی حرمت حاصل ہے۔ اب آخر وہ عورت جس نے اس کو نہیں جنا ہے، محض منہ سے کہہ دینے پر اس کی ماں کیسے ہو جائے گی، اور اس کے بارے میں عقل، اخلاق، قانون کسی چیز کے اعتبار سے بھی وہ حرمت کیسے ثابت ہوگی جو اس امرِ واقعی کی بنا پر جننے والی ماں کے لیے ہے۔ اس طرح ’’اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَھُمْ‘‘ کا ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے اس قانون کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے ظہار کرنے والے شوہر سے اس کی بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا تھا اور وہ اس کے لیے ماں کی طرح قطعی حرام سمجھ لی جاتی تھی۔

بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا اوّل تو ایک نہایت ہی بے ہودہ اور شرمناک بات ہے جس کا تصور بھی کسی شریف آدمی کو نہ کرنا چاہیے، کجا کہ وہ اسے زبان سے نکالے۔ دوسرے یہ جھوٹ بھی ہے، کیوں کہ ایسی بات کہنے والا اگر یہ خبر دے رہا ہے کہ اس کی بیوی اس کے لیے اب ماں ہوگئی ہے تو جھوٹی خبر دے رہا ہے۔ اور اگر وہ اپنا یہ فیصلہ سنا رہا ہے کہ آج سے اس نے اپنی بیوی کو ماں کی سی حُرمت بخش دی ہے تو بھی اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے، کیوں کہ خدا نے اسے یہ اختیارات نہیں دیے ہیں کہ جب تک چاہے ایک عورت کو بیوی کے حکم میں رکھے اور جب چاہے اسے ماں کے حکم میں کر دے۔ شارع وہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ

ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جننے والی ماں کے ساتھ مادری کے حکم میں دادی، نانی، ساس، دودھ پلانے والی عورت اور ازواج نبیؐ کو شامل کیا ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس حکم میں اپنی طرف سے کسی اور عورت کو داخل کر دے، کجا کہ اس عورت کو جو اس کی بیوی رہ چکی ہے۔ اس ارشاد سے یہ دوسرا قانونی حکم نکلا کہ ظہار کرنا ایک بڑا گناہ اور حرام فعل ہے جس کا مرتکب سزا کا مستحق ہے۔

یہ حرکت تو ایسی ہے کہ اس پر آدمی کو بہت ہی سخت سزا ملنی چاہیے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے اول تو ظہار کے معاملہ میں جاہلیت کے قانون کو منسوخ کر کے تمہاری خانگی زندگی کو تباہی سے بچالیا، دوسرے اس فعل کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے وہ سزا تجویز کی جو اس جرم کی ہلکی سے ہلکی سزا ہو سکتی ہے، اور سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ سزا کسی ضرب یا قید کی شکل میں نہیں بلکہ چند ایسی عبادات اور نیکیوں کی شکل میں تجویز کی جو تمہارے نفس کی اصلاح کرنے والی اور تمہارے معاشرے میں بھلائی پھیلانے والی ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں بعض جرائم اور گناہوں پر جو عبادات بطور کفارہ مقرر کی گئی ہیں وہ نہ محض سزا ہیں کہ عبادت کی روح سے خالی ہوں اور نہ محض عبادت ہیں کہ سزا کی اذیت کا کوئی پہلو ان میں نہ ہو۔ بلکہ ان میں یہ دونوں پہلو جمع کر دیے گئے ہیں، تا کہ آدمی کو اذیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ وہ ایک نیکی اور عبادت کر کے اپنے گناہ کی تلافی بھی کر دے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، المجادلہ، حواشی: ۳ تا ۶)

ظہار کے چند واقعات

حضرت اوس بنؓ صامت اور حضرت خولہؓ کا واقعہ

۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے بیان کے مطابق اسلام میں ظہار کا پہلا واقعہ اوس بن صامت انصاری کا ہے جن کی بیوی خولہ کی فریاد پر اللہ تعالیٰ نے (سورہ المجادلہ کی ابتدائی آیات) نازل فرمائیں۔ محدثین نے اس واقعہ کی جو تفصیلات متعدد راویوں سے نقل کی ہیں ان میں فروعی اختلافات تو بہت سے ہیں، مگر قانونی اہمیت رکھنے والے ضروری اجزاء قریب قریب متفق علیہ ہیں۔ خلاصہ ان روایت کا یہ ہے، حضرت اوس بن صامت بڑھاپے میں کچھ چڑچڑے بھی ہو گئے تھے اور بعض روایات کی رو سے ان کے اندر کچھ جنون کی سی لٹک بھی پیدا ہو گئی تھی جس کے لیے راویوں نے کَانَ بِهٖ لَمَمٌ کے الفاظ استعمال کیے ہیں لَمَم عربی زبان میں دیوانگی کو نہیں کہتے بلکہ اس طرح کی کیفیت کو کہتے ہیں جسے ہم اردو زبان میں ”غصے سے پاگل ہو جانے“ کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس حالت میں وہ پہلے بھی متعدد مرتبہ اپنی بیوی سے ظہار کر چکے تھے، مگر اسلام میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ بیوی سے لڑ کر ان سے اس حرکت کا صدور ہو گیا اس پر ان کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا قصہ آپ سے بیان کر کے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ، کیا میری اور میرے بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لیے رخصت کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔“ حضورؐ نے جو جواب دیا وہ مختلف راویوں نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں کہ ”ابھی تک اس مسئلے میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔“ اور بعض میں یہ الفاظ ہیں کہ ”میرا خیال یہ ہے کہ تم اس پر حرام ہو گئی ہو۔“ اور

بعض میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''تم اس پر حرام ہوگئی ہو۔'' اس جواب کو سن کر وہ نالہ وفریاد کرنے لگیں۔ بار بار انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ انہوں نے طلاق کے الفاظ تو نہیں کہے ہیں، آپ کوئی صورت ایسی بتائیں جس سے میں اور میرے بچے اور میرے بوڑھے شوہر کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔ مگر ہر مرتبہ حضورؐ ان کو وہی جواب دیتے رہے۔ اتنے میں آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا (اور بعض روایات کی رو سے ان کے شوہر کو بلا کر ان سے فرمایا) کہ ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ انہوں نے اس سے معذوری ظاہر کی تو فرمایا دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اوس کا حال تو یہ ہے کہ دن میں تین مرتبہ کھائیں پئیں نہیں تو ان کی بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر ۶۰ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا پڑے گا، انہوں نے عرض کیا وہ اتنی مقدرت نہیں رکھتے، الّا یہ کہ آپ مدد فرمائیں تب آپ نے انہیں اتنی مقدار میں سامان خوراک عطا فرمایا جو ساٹھ آدمیوں کی دو وقت کی غذا کے لیے کافی ہو، اس کی مقدار مختلف روایات میں مختلف بیان کی گئی ہے، اور بعض روایات میں یہ ہے کہ جتنی مقدار حضورؐ نے عطا فرمائی اتنی ہی خود حضرت خولہ نے اپنے شوہر کو دی تا کہ وہ کفارہ ادا کرسکیں۔ (تفہیم القرآن ج ۵، المجادلہ، حاشیہ: ۷)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا يَحْيٰ بْنُ آدَمَ، ثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ مَعْمَرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، عَنْ يُوْسُفَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ: ظَاهَرَ مِنِّيْ زَوْجِيْ اَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَشْكُوْ اِلَيْهِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَادِلُنِيْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ: اِتَّقِي اللّٰهَ، فَاِنَّهُ ابْنُ عَمِّكِ. فَمَا بَرِحْتُ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا اِلَى الْفَرَضِ[1] فَقَالَ: "يُعْتِقُ رَقَبَةً" قَالَتْ: لَايَجِدُ، قَالَ: فَيَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ: فَلْيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. قَالَتْ مَا عِنْدَهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهٖ، قَالَتْ: فَاُتِيَ سَاعَتَئِذٍ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاِنِّيْ اُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: قَدْ اَحْسَنْتِ، اِذْهَبِيْ، فَاَطْعِمِيْ بِهَا عَنْهُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، وَارْجِعِيْ اِلَى ابْنِ عَمِّكِ، قَالَ: وَالْعَرَقُ سِتُّوْنَ صَاعًا، قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْ هٰذَا: اِنَّهَا كَفَّرَتْ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْتَأْمِرَهُ.(۱)

—— وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: وَهٰذَا اَخُوْعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔

ترجمہ: حضرت خویلہؓ بنت مالک بن ثعلبہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ان کے خاوند اوسؓ بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا تو میں اس کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں مجھ سے مجادلہ کرنے لگے اور فرماتے تھے کہ اللہ سے ڈرو وہ تمہارا چچا زاد بھائی ہے۔ میں اپنی بات پر مصر رہی کہ قرآن مجید کا نزول شروع ہوگیا۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ .... ''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے...''

---

[1] الی الفرض: أي الی مافرض الله فی هذه الآیات من کفارة الظهار۔

آپ نے فرمایا وہ غلام آزاد کرے۔ خولہؓ نے عرض کیا، وہ اس کی استطاعت اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا تو پھر پے درپے دو ماہ کے روزے رکھے وہ بولیں، وہ تو کمزور بوڑھا ہے، اسے روزوں کی طاقت کہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، خولہ نے عرض کیا اس کے پاس تو خیرات وصدقہ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اس کا بیان ہے کہ اسی وقت کھجوروں کا ایک ٹوکرا آپؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ اسے دیکھ کر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ایک ٹوکرا میں بھی اپنی طرف سے پیش کردوں گی۔ آپؐ نے فرمایا، تو نے بہت اچھا کیا، جاؤ ساٹھ مسکینوں کو اس میں سے کھلا دو اور اپنے چچازاد بھائی کی طرف لوٹ جاؤ۔ راوی کا بیان ہے عَرَق ایسا ٹوکرا تھا جس میں ساٹھ صاع کی گنجایش تھی۔ ابوداؤد نے اسی روایت کے ضمن میں کہا ہے کہ اس عورت نے اپنے خاوند کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا خاوند سے مشورہ لیے بغیر۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَیَعْقُوْبُ قَالاَ: ثَنَا اَبِیْ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ یُوْسُفَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ فِیَّ وَفِیْ اَوْسِ بْنِ صَامِتٍ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَدْرَ سُوْرَةِ الْمُجَادِلَةِ، قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَهٗ، وَکَانَ شَیْخًا کَبِیْرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهٗ وَضَجِرَ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَیَّ یَوْمًا، فَرَاجَعْتُهٗ بِشَیْءٍ فَغَضِبَ، فَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ، فَجَلَسَ فِیْ نَادِیْ قَوْمِهٖ سَاعَةً، ثُمَّ دَخَلَ عَلَیَّ فَاِذَا هُوَ یُرِیْدُنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ، قَالَتْ، فَقُلْتُ: کَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسُ خُوَیْلَةَ بِیَدِهٖ، لَاتَخْلُصُ اِلَیَّ وَقَدْ قُلْتَ مَاقُلْتَ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فِیْنَا یَحْکُمُهٗ، قَالَتْ فَوَاثَبَنِیْ، وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ فَغَلَبْتُهٗ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْأَةُ الشَّیْخَ الضَّعِیْفَ، فَاَلْقَیْتُهٗ عَنِّیْ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ اِلٰی بَعْضِ جَارَاتِیْ، فَاسْتَعَرْتُ مِنْهَا ثِیَابَهَا، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰی جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَجَلَسْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ، فَذَکَرْتُ لَهٗ مَا لَقِیْتُ مِنْهُ، فَجَعَلْتُ اَشْکُوْ اِلَیْهِ ﷺ مَااَلْقٰی مِنْ سُوْءِ خُلُقِهٖ، قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: یَاخُوَیْلَةُ! ابْنُ عَمِّکِ شَیْخٌ کَبِیْرٌ، فَاتَّقِی اللّٰهَ فِیْهِ قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَابَرِحْتُ حَتّٰی نَزَلَ فِیَّ الْقُرْاٰنُ، فَتَغَشّٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاکَانَ یَتَغَشَّاهُ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ، فَقَالَ لِیْ: یَاخُوَیْلَةُ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْکِ وَفِیْ صَاحِبِکِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَیَّ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ اِلٰی قَوْلِهٖ وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرِیْهِ فَلْیُعْتِقْ رَقَبَةً، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاعِنْدَهٗ مَایُعْتِقُ، قَالَ: فَلْیَصُمْ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ، وَاللّٰهِ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَابِهِ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ: فَلْيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ قَالَتْ: قُلْتُ، وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَاكَ عِنْدَهُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاِنَّا سَنُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قَالَتْ: فَقُلْتُ، وَاَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَاُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: قَدْ اَصَبْتِ وَاَحْسَنْتِ، فَاذْهَبِيْ، فَتَصَدَّقِيْ عَنْهُ، ثُمَّ اسْتَوْصِيْ بِابْنِ عَمِّكِ خَيْرًا قَالَتْ: فَفَعَلْتُ.(۲)

ترجمہ: حضرت خولہ بنت ثعلبہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا، اللہ کی قسم سورہ مجادلہ کا ابتدائی حصہ میرے اور اوس بن صامت کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ وہ بیان کرتی ہے کہ میں اس کے پاس تھی۔ اوس کافی بوڑھا ہو چکا تھا۔ عادات واخلاق میں بگاڑ پیدا ہو گیا تھا اور تنگ دلی بھی پیدا ہو گئی۔ اس نے بیان کیا کہ ایک روز وہ میرے پاس آئے۔ کسی معاملہ میں میں نے ان سے دوبدو باتیں کیں تو وہ ناراض ہو گئے اور زبان سے کہہ دیا کہ اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ۔ ''تو میرے اوپر ایسی جیسی میری ماں کی پیٹھ'' یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے کچھ دیر اپنی قوم کے لوگوں کی مجلس میں گزار کر دوبارہ گھر آئے اور میرے پاس اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کی غرض سے داخل ہوئے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں خویلہ کی جان ہے تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب کہ تم یہ اور یہ کہہ چکے ہو، تاوقتیکہ اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں فیصلہ نہ کر دیں۔ خویلہؓ کہتی ہے کہ وہ اچھل کود کر میرے پاس آیا تو میں نے اس سے اپنے آپ کو روکنے کی کوشش کی اور میں اس پر غالب آ گئی جس طرح ایک عورت بوڑھے کمزور آدمی پر آ جاتی ہے۔ میں نے اسے اپنے سے دور پھینک دیا۔ پھر میں اپنی ایک ہمسائی کے پاس گئی اور اس کے کپڑے عاریۃً مانگ کر پہنے اور باہر نکل کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا پہنچی اور آپ کے سامنے بیٹھ گئی۔ پھر میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا جس سے میں دوچار ہوئی تھی۔ اوس کی بدخلقی سے جو مجھے تکلیف پہنچی اس کی شکایت آپؐ سے کرنے لگی۔ خولہ کا اپنا بیان ہے کہ آپؐ میری بپتا سنتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے خویلہ! تیرا چچازاد بھائی عمر دراز ہے اللہ سے ڈر مگر میں نے بخدا اپنی بات جاری رکھی کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو گیا۔ آپ پر وہی کیفیت طاری ہو گئی جو عموماً نزول وحی کے موقع پر ہوا کرتی تھی جب یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے میرا نام لے کر فرمایا اے خویلہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے شوہر کے بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے۔ آپؐ نے سورہ مجادلہ کا ابتدائی حصہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ سے لے کر وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک پڑھا ''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے...اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے۔'' آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اوس سے کہوں کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں کہ وہ آزاد کر سکے۔ آپ نے فرمایا اسے روزے رکھنے چاہئیں مسلسل دو ماہ کے۔ میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ وہ تو بوڑھا ضعیف ہے وہ روزے نہیں رکھ سکتا (وہ تو دن بھر میں تین مرتبہ کچھ کھائے پیے نہیں تو اس کی بینائی جواب دینے لگتی ہے) تو آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو اس طرح کھانا کھلائے کہ ایک مسکین کو ایک صاع کھجور ملے۔ اس پر بھی میں نے عرض کیا، اس کے پاس تو یہ بھی نہیں ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہم ایک ٹوکرا

کھجور سے اس کی مدد کریں گے۔تو میں نے عرض کیا حضور میں بھی ایک ٹوکرا کھجوروں کا مدد میں دوں گی۔آپؐ نے فرمایا تو نے پالیا اور بہت اچھا پایا۔جا اس کی طرف سے خیرات کر دے پھر اپنے چچازاد بھائی کے بارے میں بھلائی اور خیر خواہی کی وصیت قبول کر۔خولہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔

〈۳〉 قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْهَرَوِیُّ، حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ عَاصِمٍ، عَنْ دَاؤدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ، عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ، قَالَ: كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ دُلَیْجٍ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَ ضَرِیْرُ الْبَصَرِ فَقِیْرًا سَیِّئَی الْخُلُقِ، وَكَانَ طَلَاقُ اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ، اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ یُّطَلِّقَ امْرَاَتَهٗ، قَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ، وَكَانَ لَهَا مِنْهُ عَیِّلٌ اَوْعَیِّلَانِ. فَنَازَعَتْهُ یَوْمًا فِیْ شَیْءٍ، فَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ. فَاحْتَمَلَتْ عَلَیْهَا ثِیَابَهَا حَتّٰی دَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ فِیْ بَیْتِ عَائِشَةَ، وَعَائِشَةُ تَغْسِلُ شِقَّ رَأْسِهٖ فَقَدِمَتْ عَلَیْهِ وَمَعَهَا عَیِّلُهَا، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ زَوْجِیْ ضَرِیْرُ الْبَصَرِ فَقِیْرٌ لَاشَیْءَ لَهٗ سَیِّءُ الْخُلُقِ، وَاِنِّیْ نَازَعْتُهٗ فِیْ شَیْءٍ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِاُمِّیْ، وَلَمْ یُرِدْبِهِ الطَّلَاقَ، وَلِیْ مِنْهُ عَیِّلٌ اَوْعَیِّلَانِ، فَقَالَ: مَا اَعْلَمُكِ اِلَّا قَدْ حَرُمْتِ عَلَیْهِ، فَقَالَتْ: اَشْكُوْ اِلَی اللّٰهِ مَانَزَلَ بِیْ وَاَبَا صَبِیَّتِیْ، قَالَتْ: وَدَارَتْ عَائِشَةُ فَغَسَلَتْ شِقَّ رَأْسِهِ الْاٰخَرَ، فَدَارَتْ مَعَهَا، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، زَوْجِیْ ضَرِیْرُ الْبَصَرَ فَقِیْرٌ. سَیِّءُ الْخُلُقِ، وَاِنَّ لِیْ مِنْهُ عَیِّلاً اَوْ عَیِّلَیْنِ، وَاِنِّیْ نَازَعْتُهٗ فِیْ شَیْءٍ، فَغَضِبَ، وَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ، وَلَمْ یُرِدْ بِهِ الطَّلَاقَ، قَالَتْ فَرَفَعَ اِلَیَّ رَأْسَهٗ وَقَالَ: مَا اَعْلَمُكِ اِلَّا قَدْحَرُمْتِ عَلَیْهِ فَقَالَتْ: اَشْكُوْ اِلَی اللّٰهِ مَانَزَلَ بِیْ وَاَبَا صَبِیَّتِیْ، قَالَ: رَأَتْ عَائِشَةُ وَجْهَ النَّبِیِّ ﷺ تَغَیَّرَ، فَقَالَتْ لَهَا: وَرَاءَكِ فَتَنَحَّتْ، فَمَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غِشْیَانِهٖ ذٰلِكَ مَاشَآءَ اللّٰهُ فَلَمَّا انْقَطَعَ الْوَحْیُ، قَالَ: یَا عَائِشَةُ اَیْنَ الْمَرْاَةُ، فَدَعَتْهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذْهَبِیْ، فَأْتِیْنِیْ بِزَوْجِكِ، فَانْطَلَقَتْ تَسْعٰی، فَجَاءَ تْ بِهٖ، فَاِذَا هُوَكَمَا قَالَتْ ضَرِیْرُ الْبَصَرِ فَقِیْرٌ سَیِّءُ الْخُلُقِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَدْسَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اِلٰی قَوْلِهٖ وَالَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَتَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسَّهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اَفَلَا تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ؟ قَالَ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ، اِذَا لَمْ اٰكُلِ الْمَرَّتَیْنِ وَالثَّلَاثَ یَكَادُ اَنْ یَّعْشُوْ بَصَرِیْ، قَالَ: اَفَتَسْتَطِیْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا؟ قَالَ: لَااِلَّا اَنْ تُعِیْنَنِیْ قَالَ: فَاَعَانَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا، قَالَ وَحَوَّلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ فَجَعَلَهٗ ظِهَارًا. (۳)

ترجمہ : ابوالعالیہ روایت کرتے ہیں کہ خولہ بنت دلیج ایک انصاری کی زوجیت میں تھی وہ انصاری نابینا، ایک فقیر اور سیئی الخلق آدمی تھا۔۔۔ ایام جاہلیت میں طلاق اسے تصور کیا جاتا کہ جب مرد اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تو اسے کہتا کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ۔ ''تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔'' ۔۔۔ ان سے اس کے ایک یا دو بچے بھی تھے کسی معاملہ میں ان سے اس کی تکرار ہوگئی تو اس نے کہا کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ۔ یہ سنتے ہی اس عورت نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ اس وقت حضرت عائشہ کے حجرے میں تشریف فرما تھے اور حضرت عائشہ آپؐ کے سر کے ایک طرف کے بال دھو رہی تھیں کہ وہ عورت وہیں اپنے بچے کو لیے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا خاوند نابینا ہے تہی دست ہے اخلاق میں کچھ بگاڑ ہے۔ میری ان کے ساتھ کسی معاملہ میں تکرار ہوگئی، جس سے وہ ناراض اور غصہ ہو گئے اور اسی حالت میں اس نے مجھے اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ کہہ دیا مگر طلاق دینے کا اس کا ارادہ نہیں تھا۔ میرے ہاں اس سے بچہ یا بچے بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرا خیال ہے تم اس پر حرام ہوگئی ہو۔ اس پر وہ بولی، جو مصیبت مجھ پر اور میرے بچوں کے باپ پر آ پڑی ہے اس کی فریاد میں اللہ سے کرتی ہوں۔ خولہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ نے گھوم کر حضورؐ کے سر کی دوسری جانب کو دھونا شروع کیا تو عورت بھی ان کے ساتھ ہی گھوم گئی اور سامنے آ کر عرض کیا، یا رسول اللہ میرا شوہر بینائی سے محروم ہے تہی دامن ہے اخلاق وعادات میں بھی کچھ بگاڑ پیدا ہو گیا ہے، اور اس سے میرے ہاں بچہ یا بچے ہیں۔ میری ان سے کسی امر میں تکرار ہوگئی اور اس نے غصہ کی حالت میں مجھے کہہ دیا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ۔ اس سے ان کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا۔ یہ سن کر آپؐ نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا میں تیرے بارے میں کچھ نہیں جانتا بجز اس کے کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔ وہ عورت بولی جو مصیبت مجھ پر اور میرے بچوں کے باپ پر آن پڑی ہے اس کی فریاد اللہ تعالیٰ سے کرتی ہوں۔ اسی دوران میں حضرت عائشہؓ نے آپؐ کا روئے مبارک دیکھا کہ متغیر ہو رہا ہے تو اس عورت سے کہا دور رہو دور، چنانچہ وہ ایک طرف ہوگئی۔ جب تک اللہ نے چاہا آپؐ پر غشیان کی حالت طاری رہی جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ عائشہ وہ عورت کدھر ہے؟ حضرت عائشہؓ نے اسے آواز دے کر بلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اپنے شوہر کو لے آؤ۔ وہ بھاگی بھاگی گئی اور خاوند کو ساتھ لے کر حاضر ہوگئی تو اس مرد کی واقعتاً وہی کیفیت تھی جو اس عورت نے بیان کی تھی یعنی بینائی سے محروم، تہی دست فقیر اور سیئی الخلق۔ نبی کریم ﷺ نے پہلے تعوذ پڑھا پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ... ''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے ...جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی....'' پڑھا اور اس مرد سے پوچھا کہ آیا عورت کو چھونے سے پہلے تم میں ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس ذات برحق کی قسم

جس نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے میری حالت تو ایسی ہے کہ دن میں دو تین مرتبہ کچھ کھاؤں اور پیوں نہ تو میری بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ آپؐ نے دریافت کیا، کیا تم ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں الا یہ کہ آپ میری مدد فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی مدد فرمائی اور اسے کہا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے طلاق کو بدل کر اس کو ظہار کر دیا ہے۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسىٰ، عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ فِى الْجَاهِلِيَّةِ: اَنْتِ عَلَىَّ كَظَهْرِ اُمِّىْ حَرُمَتْ فِى الْاِسْلَامِ، فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ ظَاهَرَ فِى الْاِسْلَامِ اَوْسُ ابْنُ الصَّامِتِ، وَكَانَتْ تَحْتَهٗ ابْنَةُ عَمٍّ لَّهٗ، يُقَالُ لَهَا خَوْلَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَظَاهَرَ مِنْهَا فَاسْقَطَ فِىْ يَدِهٖ وَقَالَ: مَا اَرَاكِ اِلَّا قَدْ حَرُمْتِ عَلَىَّ، وَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلِقِىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَتْ عِنْدَهٗ مَاشِطَةً تَمْشِطُ رَاْسَهٗ، فَاَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ: يَاخُوَيْلَةُ مَا اُمِرْنَا فِىْ اَمْرِكِ بِشَىْءٍ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ فَقَالَ: يَاخُوَيْلَةُ اَبْشِرِىْ، قَالَتْ: خَيْرًا قَالَ: فَقَرَأَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىْ اِلَى اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا، قَالَتْ: وَاَىُّ رَقَبَةٍ لَنَا وَاللّٰهِ مَايَجِدُ رَقَبَةً غَيْرِىْ، قَالَ: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّهٗ يَشْرَبُ فِى الْيَوْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَذَهَبَ بَصَرُهٗ، قَالَ: فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، قَالَ: مِنْ اَيْنَ مَاهِىَ اِلَّا اُكْلَةً اِلٰى مِثْلِهَا، قَالَ: فَدَعَاهُ بِشَطْرِ وَسْقٍ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا وَالْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا، فَقَالَ: لِيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَلْيُرَاجِعْكِ. (٤)

ترجمہ: حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں، دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے اَنْتِ عَلَىَّ كَظَهْرِ اُمِّىْ ”تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔“ کہہ دیتا (تو اسے طلاق سمجھا جاتا) اسلام میں وہ عورت حرام ہو جاتی۔ اسلامی دور میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن صامت تھے۔ ان کی زوجیت میں ان کی چچا زاد بہن تھی، ان کا نام خولہ بنت خویلد تھا۔ اوس نے اس سے ظہار تو کر لیا مگر پشیمان ہو گئے اور خود ہی کہنے لگے، میرا خیال ہے کہ تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے۔ اسی طرح خولہ نے کہا (کہ میرا بھی خیال یہی ہے کہ میں تم پر حرام ہو گئی ہوں)۔ اوس نے خولہ سے کہا اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ (اور صورت واقعہ کے متعلق پوچھو!) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس وقت آپ کے پاس بالوں کو کنگھی کرنے والی آپ کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی، تو خولہ نے رسول اللہ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے سن کر فرمایا، اے خویلہ تیرے مسئلے کے بارے میں ابھی تک ہمیں کچھ حکم نہیں ملا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر وحی نازل

فرمائی، وحی کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خولہ مبارک ہو! اس نے کہا خیر ہو، راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خولہ کے سامنے قَدْ سَمِعَ... قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ـــــ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے... تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ہوگا ـــــ تک آیات تلاوت فرمائیں۔ خولہ بولیں، ہمارے پاس کون سا غلام ہے۔ اللہ کی قسم! اوس کے پاس تو کوئی غلام نہیں بس صرف میں ہی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا، اگر وہ غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے۔ خولہ نے عرض کیا بخدا ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر دن میں دو تین مرتبہ کچھ کھائیں، پیئیں نہیں تو ان کی بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر یہ بھی اس کے بس میں نہیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا یہ تو وہی شخص کر سکتا ہے جو اس طرح کا کھانا خود کھاتا ہو (ہمارے ہاں تو ایسا کھانا دستیاب نہیں)۔ راوی کے بیان کے مطابق نبی کریم ﷺ نے نصف وسق یعنی تیس صاع کھجوریں عنایت فرمائیں ـــــ یاد رہے وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے ـــــ اور ارشاد فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے اور تمہارے ساتھ رجوع کر لے۔

﴿۵﴾ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ: اَنْبَأَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ، لَقَدْ جَآءَ تْ خَوْلَةُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَشْكُوْ زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفٰی عَلَیَّ كَلَامُهَا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا الاية.(٥)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، حمد و ستایش اسی ذات کے لیے ہے جس کی سماعت ہر قسم کی آوازوں پر وسیع ہے۔ خویلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی، اس کی گفتگو آہستہ اور دھیمی ہونے کی وجہ سے مجھے پوری طرح سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ ... تَحَاوُرَكُمَا الآية ـــــ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے... ـــــ نازل فرمائی۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِيلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، اَنَّ جَمِيْلَةَ، كَانَتْ تَحْتَ اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ رَجُلاً بِهِ لَمَمٌ، فَكَانَ اِذَا اشْتَدَّ لَمَمُهُ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْهِ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ.(٦)

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ جمیلہ اوس بن صامت کی زوجیت میں تھی اور اوس کی طبیعت میں غصے میں پاگل ہو جانے کی کیفیت پائی جاتی تھی اور جب کبھی یہ بیماری زور پکڑ جاتی تو وہ اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے لیے ظہار کے کفارہ کی آیات نازل فرمائیں۔

﴿۷﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: تَبَارَکَ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُهُ کُلَّ شَیْءٍ اِنِّیْ لَاسْمَعُ کَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، وَیَخْفٰی عَلَیَّ بَعْضُهٗ، وَهِیَ تَشْتَکِیْ زَوْجَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ تَقُوْلُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَکَلَ شَبَابِیْ، وَنَثَرْتُ لَهٗ بَطْنِیْ حَتّٰی اِذَا کَبِرَتْ سِنِّیْ وَانْقَطَعَ وَلَدِیْ ظَاهَرَ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ فَمَا بَرِحَتْ حَتّٰی نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ بِهٰؤُلَآءِ الْاٰیَاتِ. قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰهِ.(۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بابرکت اور بلند وبالا ہے وہ ذات جس کی سماعت ہر چیز پر وسیع ہے۔ میں خولہ بنت ثعلبہ کی گفتگو سن رہی تھی مگر کچھ گفتگو مجھ پر مخفی رہی واضح نہیں ہوئی۔ وہ اپنے شوہر کا شکوہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اس نے میری جوانی کھا کر فنا کر دی اور میں نے اپنا پیٹ اس کے لیے پھیلا دیا یہاں تک کہ جب میں عمر رسیدہ ہوگئی اور بچے جننا منقطع ہو گئے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ خدایا میں تیرے حضور فریاد کرتی ہوں (کہ اس کا حل پیدا فرما) وہ اپنی گفتگو کو جاری رکھے ہوئے تھی کہ جبرئیلؑ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ... ــــــ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے ــــــ لے کر نازل ہوئے۔

سلمہ بن صخر بیاضی کا واقعہ

۱۰۲۔ سلمہ بن صخر بیاضی پر اعتدال سے کچھ زیادہ شہوت کا غلبہ تھا۔ رمضان آیا تو انہوں نے اس اندیشہ سے کہ کہیں روزے کی حالت میں دن کے وقت بے صبری نہ کر بیٹھیں، رمضان کے اختتام تک کے لیے بیوی سے ظہار کر لیا، مگر اپنی اس بات پر قائم نہ رہ سکے اور ایک رات بیوی کے پاس چلے گئے۔ پھر نادم ہو کر حضورؐ سے ماجرا عرض کیا: آپ نے فرمایا ایک غلام آزاد کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو اپنی بیوی کے سوا کچھ نہیں جسے آزاد کروں۔ فرمایا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔ انہوں نے عرض کیا کہ روزوں ہی میں تو صبر نہ کر سکنے کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا؟ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔'' انہوں نے کہا کہ ہم تو اس قدر غریب ہیں کہ رات کو بغیر کھائے سوئے ہیں اس پر آپ نے بنی زُریق کے محصل زکوٰۃ سے ان کو اتنا سامان خوراک دلوایا کہ ۶۰ آدمیوں میں بانٹ دیں اور کچھ اپنے بال بچوں کی ضروریات کے لیے بھی رکھ لیں۔ (مسند احمد، ابوداود، ترمذی)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (الْمَعْنٰی). قَالَا: ثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: ابْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ عَیَّاشٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ، قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ الْبَیَاضِیُّ، قَالَ: کُنْتُ امْرَأً اُصِیْبُ مِنَ النِّسَآءِ مَالَایُصِیْبُ غَیْرِیْ، فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ اَنْ اُصِیْبَ مِنِ امْرَأَتِیْ شَیْئًا یُتَایَعُ بِیْ حَتّٰی اُصْبِحَ فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتّٰی یَنْسَلِخَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَبَیْنَا هِیَ تَخْدِمُنِیْ ذَاتَ لَیْلَةٍ اِذْ تَکَشَّفَ لِیْ مِنْهَا شَیْءٌ، فَلَمْ اَلْبَثْ اَنْ نَزَوْتُ عَلَیْهَا، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ خَرَجْتُ اِلٰی قَوْمِیْ فَاَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ، وَقُلْتُ:

اِمْشُوْا مَعِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، قَالُوْا: لاَ وَاللّٰہِ، فَانْطَلَقْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرْتُہٗ، فَقَالَ: اَنْتَ بِذَاکَ یَاسَلَمَۃُ؟ قُلْتُ: اَنَا بِذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، مَرَّتَیْنِ، وَاَنَا صَابِرٌ لِاَمْرِ اللّٰہِ فَاحْکُمْ فِیَّ مَااَرَاکَ اللّٰہُ، قَالَ: حَرِّرْ رَقَبَۃً قُلْتُ: وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَمْلِکُ رَقَبَۃً غَیْرَھَا. وَضَرَبْتُ صَفْحَۃَ رَقَبَتِیْ، قَالَ: فَصُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ، قَالَ: وَھَلْ اَصَبْتُ الَّذِیْ اَصَبْتُ اِلاَّ مِنَ الصِّیَامِ؟ قَالَ: فَاَطْعِمْ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قُلْتُ: وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا وَحْشَیْنِ مَالَنَا طَعَامٌ، قَالَ: فَانْطَلِقْ اِلٰی صَاحِبِ صَدَقَۃِ بَنِیْ زُرَیْقٍ فَلْیَدْفَعْھَا اِلَیْکَ فَاَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَکُلْ اَنْتَ وَعِیَالُکَ بَقِیَّتَھَا. فَرَجَعْتُ اِلٰی قَوْمِیْ فَقُلْتُ: وَجَدْتُّ عِنْدَکُمُ الضِّیْقَ وَسُوْٓءَ الرَّاْیِ، وَوَجَدْتُّ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ السَّعَۃَ وَحُسْنَ الرَّاْیِ، وَقَدْ اَمَرَنِیْ، اَوْاَمَرَ لِیْ بِصَدَقَتِکُمْ. (۸)

—— زَادَ ابْنُ الْعَلاَءِ: قَالَ ابْنُ اِدْرِیْسَ: بَیَاضَۃُ بَطْنٌ مِنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ۔

ترجمہ: سلمہ بن صخر بیاضی نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اس قدر عورتوں کے پاس پہنچتا تھا کہ میرے سوا دوسرا کوئی اتنا نہیں پہنچتا تھا (میں کثیر الجماع۔ زیادہ شہوت رکھنے والا تھا) جب ماہ رمضان آیا تو اس خوف واندیشہ کے پیش نظر کہ اپنی بیوی سے کچھ کر نہ بیٹھوں جس کی برائی صبح تک جان کی لاگو رہے، میں نے اس سے ظہار کرلیا کہ ماہ رمضان کے اختتام تک اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ ہوا یہ کہ ایک رات وہ میری خدمت میں مصروف تھی کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ میرے سامنے کھل گیا تو پھر میں اپنے آپ پر ضبط نہ کرسکا اور اس سے جماع کرلیا۔ پھر صبح جب ہوئی تو اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا اور انہیں سارا واقعہ بیان کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ میرے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں چلیں انہوں نے کہا بخدا ہم تو نہیں جائیں گے۔ تو میں خود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور اپنا سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا، اے سلمہ تو نے یہ کام کیا! میں نے عرض کیا جی ہاں مجھ سے یہ فعل ہوگیا ہے۔ دو مرتبہ میں نے اس کا اعادہ کیا اور اب میں اللہ کے فیصلہ پر صابر ہوں جو حکم اب اللہ کا میرے متعلق ہو ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا اچھا ایک غلام آزاد کرو! میں نے عرض کیا، اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے میں تو اس گردن کے علاوہ کسی کا مالک نہیں ہوں ساتھ ہی میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا (یعنی صرف اپنی گردن کا مالک ہوں)۔ پھر آپ نے فرمایا، اچھا تو پھر تم مسلسل ولگاتار دو ماہ کے روزے رکھو! میں نے عرض کیا یہ مصیبت جس میں مبتلا ہوا ہوں روزے ہی کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے۔ فرمایا پھر ایک وسق کھجوریں لے کر ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو، میں نے عرض کیا اس ذات گرامی کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم دونوں میاں بیوی رات کو بھوکے سوئے ہیں کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس پر فرمایا کہ پھر بنو زریق کے عامل صدقہ کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں کھجوریں دے گا۔ ایک وسق کھجوریں تو ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور باقی کو اپنے اہل وعیال کو کھلاؤ اور خود بھی کھالو۔ میں واپس اپنی قوم میں آیا اور بتایا کہ میں نے تمہارے ہاں تو تنگ ظرفی کو پایا اور بری رائے کو پایا اور نبی ﷺ کی ذات میں فراخ دلی اور بہترین رائے پائی۔ آپ نے مجھے صدقہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا (اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں فرمائی)۔

〈۲〉اَنَّ سَلْمَانَ بْنِ صَخْرِنِ الْاَنْصَارِیَّ، اَحَدَبَنِیْ بَیَاضَةَ جَعَلَ امْرَأَتَهٗ عَلَیْهِ کَظَهْرِ اُمِّهٖ حَتّٰی یَمْضِیَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا مَضٰی نِصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَیْهَا لَیْلاً، فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْتِقْ رَقَبَةً، قَالَ: لَآاَجِدُهَا. قَالَ فَصُمْ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ: لَآاَسْتَطِیْعُ، قَالَ: اَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا، قَالَ: لَا اَجِدُ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَرْوَةَ ابْنِ عَمْرٍو: اِعْطِهٖ ذٰلِکَ الْعَرَقَ وَهُوَ مِکْتَلٌ یَاْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا اَوْسِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا. اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا.(۹)

ترجمہ : سلمان بن صخر بیاضی انصاری کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے رمضان کے مہینہ کے اختتام تک ظہار کرلیا۔ ابھی آدھا رمضان ہی گزرا تھا کہ رات کو اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا واقعہ عرض کیا، آپؐ نے اسے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کرو وہ بولا میرے پاس تو غلام نہیں ہے (اور خریدنے کی بھی ہمت نہیں ہے) پھر آپؐ نے فرمایا اچھا تو پھر پے درپے دو ماہ کے روزے رکھو وہ بولا میں تو استطاعت نہیں رکھتا (روزے نہیں رکھ سکتا) پھر آپؐ نے فرمایا، تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ! وہ بولا، میں استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر رسول ﷺ نے اس کے لیے فروہ بن عمرو سے فرمایا اسے یہ ٹوکرا —— (کھجوروں سے بھرا ہوا)۔ اس میں پندرہ یا سولہ صاع کھجوروں کی گنجایش ہوتی ہے —— مسکینوں کو کھلانے کے طور پر اسے دے دو۔

—— هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ یُقَالُ سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ وَ یُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرِ نِالْبَیَاضِیُّ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ کَفَّارَةِ الظِّهَارِ۔

ظہار کا ایک اور واقعہ

۱۰۳ ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اس سے مباشرت کرلی بعد میں حضورؐ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ اس سے الگ رہو جب تک کفارہ ادا نہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الطَّالَقَانِیُّ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا الْحَکَمُ ابْنُ اَبَانَ، عَنْ عِکْرِمَةَ، اَنَّ رَجُلاً ظَاهَرَ مِنْ امْرَأَتِهٖ ثُمَّ وَاقَعَهَا قَبْلَ اَنْ یُّکَفِّرَ، فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ، فَقَالَ: مَاحَمَلَکَ عَلٰی مَاصَنَعْتَ؟ قَالَ: رَاَیْتُ بَیَاضَ سَاقِهَا فِی الْقَمَرِ قَالَ: فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰی تُکَفِّرَ عَنْکَ.(۱۰)

ترجمہ : حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو اپنا واقعہ سنایا۔ آپ نے پوچھا جو فعل تو نے کیا ہے اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ اس نے کہا چاندنی رات میں مجھے اپنی بیوی کی پنڈلی کی سفیدی نظر آئی تو میں نہ رہ سکا۔ آپ نے فرمایا کفارہ ظہار ادا کرنے تک بیوی سے الگ رہو۔

ترمذی نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے :

〈۲〉عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهٖ، فَوَقَعَ عَلَیْهَا، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ

ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِیْ، فَوَقَعْتُ عَلَیْهَا قَبْلَ اَنْ اُکَفِّرَ، فَقَالَ: وَمَاحَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ! رَأَیْتُ خَلْخَالَهَا فِیْ ضَوْءِ الْقَمَرِ، قَالَ: فَلَاتَقْرَبْهَا حَتّٰی تَفْعَلَ مَاأَمَرَکَ اللّٰهُ. (۱۱)

ــــــ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور پھر اس سے ہم بستر بھی ہوگیا۔ اور اب آیا حضورؐ کی خدمت میں اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا مگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی میں اس سے مباشرت کر بیٹھا ہوں (کیا کروں؟) آپ نے اس سے دریافت فرمایا ایسا کرنے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا، اللہ تیرے حال پر رحم فرمائے! اس نے عرض کیا چاند کی چاندنی میں میری نظر اس کی پازیب پر پڑگئی (اور میں اس فعل کا مرتکب ہوگیا) آپ نے فرمایا جو حکم اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جب تک اس پر عمل نہ کرو بیوی کے اس وقت تک قریب مت جاؤ۔

﴿۳﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِیْ، فَرَأَیْتُ بَیَاضَ خَلْخَالِهَا فِی الْقَمَرِ، فَاَعْجَبَنِیْ، فَوَقَعْتُ عَلَیْهَا، قَالَ: اَوَمَا قَالَ اللّٰهُ: مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اَمْسِکْ عَنْهَا حَتّٰی تُکَفِّرَ. (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور اسی دوران میں چاندنی رات میں میری نظر اس کی پازیبوں پر جا پڑی جو مجھے بہت اچھی لگیں بس پھر میں نے اس سے جماع کرلیا (کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے) آپ نے فرمایا کیا تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں تھا کہ کفارہ پہلے ادا کیا جائے (ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے) وہ بولا یا رسول اللہ مجھ سے تو یہ فعل سرزد ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا کفارہ ادا کرنے تک اب اس سے رک جا۔

اپنی بیوی کو بہن کہنا

۱۰۴۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ اپنی بیوی کو بہن کہہ کر پکار رہا ہے اس پر آپ نے غصے سے فرمایا "یہ تیری بہن ہے؟" مگر آپ نے اسے ظہار قرار نہیں دیا۔ (ابوداؤد) (تفہیم القرآن ج ۵، المجادلہ حاشیہ: ۷)

تخریج: حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ. ح وَثَنَا اَبُوْکَامِلٍ، ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ وَخَالِدُ الطَّحَّانُ، اَلْمَعْنٰی کُلُّهُمْ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ الْهُجَیْمِیِّ، اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِامْرَأَتِهِ: یَا اُخَیَّةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اُخْتُکَ هِیَ؟ فَکَرِهَ ذٰلِکَ وَنَهٰی عَنْهُ. (۱۳)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی الظھارحدیث ۲۲۱۴۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ص۳۹۱۔۳۹۲۔کتاب الظھار۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج۵۔ المجادلۃ۔☆دارقطنی نے ج۴۔ص۳۱۷پر حضرت انس بن مالک سے مختصر روایت نقل کی ھے۔

(۲) مسند احمد ج۶۔ص۴۱۰۔۴۱۱۔خولہ بنت ثعلبہ۔ ابن المنذر، الطبرانی۔ ابن مردویہ وغیرہ بحوالہ فتح القدیر للشوکانی ج۵۔ص۱۸۴۔یوسف بن عبداللہ بنْ سلام عن خولہ بنت ثعلبہ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ ص۳۹۱۔۳۹۲۔کتاب الظھار باب لایجزی ان یطعم اقل من ستین مسکینا کل مسکین مدا من طعام بلدہ بیھقی میں مختصر ھے۔☆ تفسیر ابن کثیر ج۴۔ص۳۱۹۔خویلہ بنت ثعلبہ۔

(۳) ابن کثیر ج۴۔ المجادلہ:۴۔☆السنن الکبری ج۷۔کتاب الظھار۔ باب المظاھر الذی تلزمہ الکفارۃ۔ بیھقی نے اذا اراد الرجل ان یفارق امرأتہ کے علاوہ معمولی سالفظی اختلاف اور بھی نقل کیاھے۔ اس نے حول اللہ الطلاق فجعلہ ظھاراً بھی نقل نھیں کیا۔☆ابن جریر جز۲۸۔۳۰ ص۲۔۳ المجادلہ۔

(۴) ابن جریر جز۲۸۔۳۰ ص۳۔سورۃ المجادلہ۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب الظھار باب سبب نزول آیۃ الظھار۔ ابن مردویہ بحوالہ فتح القدیرج۵۔سورہ المجادلہ۔☆ابن کثیرج۴۔المجادلہ۔☆مجمع الزوائد ج۵۔کتاب الطلاق باب الظھار عن ابن عباس۔

(۵) نسائی کتاب الطلاق باب الظھار۔ابن کثیر ج۴۔ص۳۱۸ عن عائشہ۔

(۶) سنن ابی داؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی الظھار۔☆المستدرک للحاکم ج۲۔کتاب التفسیر☆ ابنِ جریر جز۲۸۔۳۰جلد۱۲۔المجادلۃ۔

(۷) ابن ماجہ کتاب الطلاق ۔ باب الظھار۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب الظھار باب سبب نزول آیۃ الظھار۔ ☆المستدرک للحاکم ج۲۔ کتاب التفسیر المجادلہ۔☆ ابن ابی حاتم، ابن مردویہ بحوالہ فتح القدیر للشوکانی ج۵۔المجادلہ۔

(۸) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی الظھار۔☆ترمذی ابواب التفسیر سورۃ المجادلۃ۔☆ھذا حدیث حسن۔ قال محمد : سلیمان بن یَسَار لم یسمع عندی من سَلَمۃ بن صخر، قال: ویقال سلمۃ بن صخر ویقال سلمان بن صخر۔ ☆ابن ماجہ کتب الطلاق ، باب الظھار۔☆دارمی ج۲۔کتاب النکاح باب فی الظھار۔ ☆دارقطنی ج۴ پر سند بیان کرکے سلمہ بن صخر کے واقعہ کی طرف اشارہ کیاھے۔☆مسنداحمد ج۵ص۴۳۶۔ سلمۃ بن صخر البیاضی۔☆السنن

الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الظهار باب لایقربها حتی یکفر۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق باب مسئلة الظهار وحکایة سلمة بن صخر۔المصنف لعبد الرزاق ج۶۔کتاب الطلاق باب المواقعة للتکفیر۔☆عبد بن حمید، الطبرانی بحواله فتح القدیر ج۵۔ ص۱۸۴۔☆تفسیر ابنِ کثیر ج٤۔ ص۳۱۹۔ سلمة بن صخر۔

(۹) ترمذی ابواب الطلاق واللعان۔ باب ماجاء فی کفارة الظهار۔

(۱۰) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی الظهار ابوداؤد نے ایك روایت میں فرأی بریق ساقها فی القمر بھی بیان کیاھے۔ ☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔ عن عکرمة کتاب الظهار، باب لایقربها حتی یکفر۔

(۱۱) ترمذی ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المظاهر یواقع قبل ان یکفر۔☆نسائی کتاب الطلاق، باب الظهار۔ ☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب المظاهر یجامع قبل ان یکفر۔ ☆ابن ماجه میں رأیت بیاض حجلیها فی القمر۔ فضحك رسول الله ﷺ بھی ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الظهار باب لایقربهاحتی یکفر۔ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق۔ باب مسئلة الظهار وحکایة سلمة بن صخر۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۶۔ص ٤۳۰۔ کتاب الطلاق۔ باب المواقعة للتکفیر۔☆فتح القدیر للشوکانی ج۵۔ص۱۸٤۔

(۱۲) السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الظهار باب لایقربها حتی یکفر۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق باب مسئلة الظهار۔☆ البزّار والطبرانی، وابن مردویه بحواله۔ فتح القدیر للشوکانی ج۵۔عن ابن عباس۔

(۱۳) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی الرجل یقول لامراته یا أختی۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق، باب مایکره من ذلك۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج۵۔ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الرجل یقول لامرأته یااخیة۔ عن الحسن۔

فصل:۱۵

لِعَان

قرآن مجید میں اس کا ذکر

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَo وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَo وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَo وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَo وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌo (النور:٦-١٠)

’’اور جولوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خودان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو اُن میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (اپنے الزام میں) جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص (اپنے الزام میں) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (اپنے الزام میں) سچا ہو۔ تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اس کا رحم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا التفات فرمانے والا ہے اور حکیم ہے تو (بیویوں پر الزام کا معاملہ تمہیں بڑی پیچیدگی میں ڈال دیتا)۔

لعان کا حکم

حد قذف کا حکم جب نازل ہوا تو لوگوں میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ غیر مرد اور عورت کی بدچلنی دیکھ کر تو آدمی صبر کر سکتا ہے، گواہ موجود نہ ہوں تو زبان پر قفل چڑھالے اور معاملے کو نظر انداز کر دے۔ لیکن اگر وہ خود اپنی بیوی کی بدچلنی دیکھ لے تو کیا کرے؟ قتل کر دے تو الٹا سزا کا مستوجب ہو۔ گواہ ڈھونڈنے جائے تو ان کے آنے تک مجرم کب ٹھیرا رہے گا۔ صبر کرے تو آخر کیسے کرے۔ طلاق دے کر عورت کو رخصت کر سکتا ہے، مگر نہ اس عورت کو کسی قسم کی مادّی یا اخلاقی سزا ملی نہ اس کے آشنا کو۔ اور اگر اسے ناجائز حمل ہو تو غیر کا بچہ الگ گلے پڑا۔ یہ سوال ابتداءً تو حضرت سعد بن عُبادہ نے ایک فرضی سوال کی حیثیت میں پیش کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ میں اگر خدانخواستہ اپنے گھر میں یہ معاملہ دیکھوں تو گواہوں کی تلاش میں نہیں جاؤں گا بلکہ تلوار سے

اسی وقت معاملہ طے کردوں گا (بخاری ومسلم)۔لیکن تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ بعض ایسے مقدمات عملاً پیش آ گئے جن میں شوہروں نے اپنی آنکھوں سے یہ معاملہ دیکھا اور نبی ﷺ کے پاس اس کی شکایت لے گئے۔عبداللہ بن مسعود اور ابن عمرؓ کی روایات ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص (غالباً عویمر عجلانی) نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ، اگر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پائے اور منہ سے بات نکالے تو آپ حدِ قذف جاری کر دیں گے، قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے، چپ رہے تو غیظ میں مبتلا رہے، آخر وہ کیا کرے؟ اس پر حضورؐ نے دعا کی کہ خدایا، اس مسئلے کا فیصلہ فرما (مسلم، بخاری، ابوداؤد، احمد، نسائی) ابن عباس کی روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے آ کر اپنی بیوی کا معاملہ پیش کیا جسے انہوں نے بچشم خود ملوث دیکھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''ثبوت لاؤ، ورنہ تم پر حدِّ قذف جاری ہوگی۔'' صحابہ میں اس پر عام پریشانی پھیل گئی، اور ہلال نے کہا اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، میں بالکل صحیح واقعہ عرض کر رہا ہوں جسے میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ بچا دے گا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری، احمد، ابوداؤد)۔اس میں جو طریق تصفیہ تجویز کیا گیا ہے اسے اسلامی قانون کی اصطلاح میں ''لِعان'' کہا جاتا ہے۔

یہ حکم آ جانے کے بعد نبی ﷺ نے جن مقدمات کا فیصلہ فرمایا ان کی مفصل رودادیں کتب حدیث میں منقول ہیں اور وہی لعان کے مفصل قانون اور ضابطۂ کارروائی کا ماخذ ہیں۔

ہلال بن اُمیّہ کا مقدمہ

۱۰۵۔ ہلال بن امیہ کے مقدمے کی جو تفصیلات صحاح ستہ اور مسند احمد اور تفسیر ابن جریر میں ابن عباس اور انس بن مالکؓ سے منقول ہوئی ہیں ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہلال اور ان کی بیوی، دونوں عدالتِ نبوی میں حاضر کیے گئے۔حضورؐ نے پہلے حکم خداوندی سنایا، پھر فرمایا ''خوب سمجھ لو کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت چیز ہے۔'' ہلال نے عرض کیا میں نے اس پر بالکل صحیح الزام لگایا ہے۔عورت نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے۔حضورؐ نے فرمایا ''اچھا، تو ان دونوں میں ملاعنت کرائی جائے۔'' چنانچہ پہلے ہلال اُٹھے اور انہوں نے حکم قرآنی کے مطابق قسمیں کھانی شروع کیں۔ نبی ﷺ اس دوران میں بار بار فرماتے رہے ''اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے، پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟'' پانچویں قسم سے پہلے حاضرین نے ہلال سے کہا ''خدا سے ڈرو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔ یہ پانچویں قسم تم پر عذاب واجب کر دے گی۔'' مگر ہلال نے کہا جس خدا نے یہاں میری پیٹھ بچائی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے عذاب نہیں دے گا، یہ کہہ کر انہوں نے پانچویں قسم بھی کھالی۔ پھر عورت اٹھی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔ پانچویں قسم سے پہلے اسے بھی روک کر کہا گیا کہ ''خدا سے ڈر، آخرت کے عذاب کی بہ نسبت دنیا کا عذاب برداشت کر لینا آسان ہے۔ یہ آخری قسم تجھ پر عذابِ الٰہی کو واجب کر دے گی۔'' یہ سن کر وہ کچھ دیر رُکتی اور جھجکتی رہی۔لوگوں نے سمجھا اعتراف کرنا چاہتی ہے۔مگر پھر کہنے لگی ''میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی'' اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور فیصلہ فرمایا کہ اس کا بچہ (جو اس وقت پیٹ میں تھا) ماں کی طرف منسوب ہوگا، باپ کا نہیں پکارا جائے گا، کسی کو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگانے کا حق نہ ہوگا، جو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگائے گا وہ حدِّ قذف کا مستحق ہوگا، اور اس کو زمانہ عدت کے نفقے اور سکونت کا کوئی حق ہلال پر حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق یا وفات کے بغیر شوہر سے جدا کی جارہی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو، وہ کس پر گیا ہے۔ اگر اس اِس شکل کا ہو تو ہلال کا ہے، اور اگر اس صورت کا ہو تو اس شخص کا ہے جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ وضع حمل کے بعد دیکھا گیا کہ وہ مؤخر الذکر صورت کا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا لَوْلَا الْاَیْمَانُ (یا بروایتِ دیگر لَوْلَامَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ) لَکَانَ لِیْ وَلَھَا شَاْنٌ" یعنی اگر قسمیں نہ ہوتیں (یا خدا کی کتاب پہلے ہی فیصلہ نہ کرچکی ہوتی) تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔"

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ، حَدَّثَنَا عِبَادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عِکْرِمَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَآءَ ھِلَالُ ابْنُ اُمَیَّۃَ. وَھُوَاَحَدُ الثَّلَاثَۃِ الَّذِیْنَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ. فَجَآءَ مِنْ اَرْضِہٖ عَشِیًّا فَوَجَدَ عِنْدَاَھْلِہٖ رَجُلاً، فَرَاٰی بِعَیْنِہٖ وَسَمِعَ بِاُذُنِہٖ، فَلَمْ یَھِجْہُ حَتّٰی اَصْبَحَ، ثُمَّ غَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ جِئْتُ اَھْلِیْ عِشَاءً فَوَجَدْتُّ عِنْدَھُمْ رَجُلاً، فَرَأَیْتُ بِعَیْنِیْ وَسَمِعْتُ بِاُذُنِیْ فَکَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاجَاءَ بِہٖ وَاشْتَدَّ عَلَیْہِ، فَنَزَلَتْ "وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ شُھَدَآءُ اِلَّآاَنْفُسُھُمْ، فَشَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ" الْاٰیَتَیْنِ کِلْتَیْھِمَا، فَسُرِّیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اَبْشِرْ یَاھِلَالُ! قَدْجَعَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَکَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا، قَالَ ھِلَالٌ: قَدْکُنْتُ اَرْجُوْ ذٰلِکَ مِنْ رَّبِّیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَرْسِلُوْا اِلَیْھَا، فَجَاءَ تْ، فَتَلاَ عَلَیْھِمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، وَذَکَّرَھُمَا وَاَخْبَرَھُمَا اَنَّ عَذَابَ الْآخِرَۃِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْیَا، فَقَالَ ھِلَالٌ: وَاللّٰہِ! لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَیْھَا، فَقَالَتْ: قَدْکَذَبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاعِنُوا بَیْنَھُمَا، فَقِیْلَ لِھِلَالٍ، اشْھَدْ، فَشَھِدَ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ. فَلَمَّا کَانَتِ الْخَامِسَۃُ قِیْلَ (لَہٗ) یَاھِلَالُ! اِتَّقِ اللّٰہَ فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ، وَاِنَّ ھٰذِہِ الْمُوْجِبَۃُ الَّتِیْ تُوْجِبُ عَلَیْکَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: وَاللّٰہِ! لَایُعَذِّبُنِی اللّٰہُ عَلَیْھَا کَمَا لَمْ یَجْلِدْنِیْ عَلَیْھَا. فَشَھِدَ الْخَامِسَۃَ "اَنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ، ثُمَّ قِیْلَ لَھَا اشْھَدِیْ فَشَھِدَتْ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ. فَلَمَّا کَانَتِ الْخَامِسَۃُ قِیْلَ لَھَا: اتَّقِی اللّٰہَ فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ ھٰذِہِ الْمُوْجِبَۃُ الَّتِیْ تُوْجِبُ عَلَیْکِ الْعَذَابَ، فَتَلَکَّأَتْ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰہِ! لَآاَفْضَحُ قَوْمِیْ، فَشَھِدَتِ الْخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَا اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ، فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَھُمَا وَقَضٰی اَنْ لَّایُدْعٰی وَلَدُھَا

لِاَبٍ، وَلَاتُرْمٰی وَلَایُرْمٰی وَلَدُھَا، وَمَنْ رَمَاھَا اَوْرَمٰی وَلَدَھَا فَعَلَیْهِ الْحَدُّ، وَقَضٰی اَنْ لَّابَیْتَ لَھَا عَلَیْهِ وَلَاقُوْتَ مِنْ اَجْلِ اَنَّھُمَا یَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَیْرِطَلَاقٍ، وَلَامُتَوَفّٰی عَنْھَا وَقَالَ: اِنْ جَآءَ تْ بِهٖ اُصَیْھِبَ اُرَیْصِحَ اُثَیْبِجَ حَمْشَ السَّاقَیْنِ فَھُوَلِھِلَالٍ، وَاِنْ جَآءَ تْ بِهٖ اَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِیًا خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ سَابِغَ الْاِلْیَتَیْنِ فَھُوَ لِلَّذِیْ رُمِیَتْ بِهٖ، فَجَآءَ تْ بِهٖ اَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِیًا خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ سَابِغَ الْاِلْیَتَیْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَوْلَا الْاَیْمَانُ لَکَانَ لِیْ وَلَھَا شَاْنٌ. قَالَ عِکْرِمَةُ، فَکَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمِیْرًا عَلٰی مِصْرَ وَمَا یُدْعٰی لِاَبٍ. (۱)

ترجمہ : حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ ـــــ ان کا شمار ان تین آدمیوں میں تھا جن کا قصور اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا تھا یہ حضرات غزوۂ تبوک کے موقع پر جہاد میں شمولیت سے رہ گئے تھے ـــــ اپنی زمین سے رات کو گھر واپس آئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھا۔ ان کی بُری کارکردگی کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور اپنے کانوں سے (اس موقع کی ان کی باہمی گفتگو سنی) اس کارروائی پر نہ ہلال نے اسے ڈانٹا اور نہ ہی دھمکایا (رات بھر وہ پیچ وخم کھاتا رہا)۔ صبح جب ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں شام کو جب واپس اپنے گھر پہنچا تو میں نے اس کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ میں نے یہ ساری (نازیبا) کارروائی کو بچشمِ خود دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ آپ کو ہلال کا بیان برا محسوس ہوا مگر ہلال پر یہ بار گراں گزری۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں ''جولوگ اپنی بیویوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہیں تو ان میں سے ہر ایک کے لیے شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ اپنے الزام میں سچا الخ۔ یہ آیتیں نازل ہوئیں اور وحی کی حالت کھل گئی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ہلال خوش ہو جا وَ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کشادگی پیدا فرمائی ہے اور اس سے نکلنے کا راستہ نکال دیا ہے۔ یہ سن کر ہلال نے کہا مجھے بھی اپنے پروردگار وآقا سے یہی امید تھی (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجو (چنانچہ کوئی بلانے گیا) وہ حاضرِ خدمت ہوئی تو آپ نے دونوں میاں بیوی کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور نصیحت فرمائی اور ان کو مطلع فرمایا کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزائے الٰہی سے بہت ہی نرم اور کم ہے (آخرت کا عذاب دنیا کی سزا سے بہت سخت وشدید ہے) ہلال نے عرض کیا اللہ کی قسم میں نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ وہ عورت بولی، اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔ دونوں کی گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے درمیان لعان کراؤ۔ پہلے ہلال سے کہا گیا کہ قسم کھا کر گواہی دو چنانچہ اس نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ پانچویں قسم کے وقت ہلال سے کہا گیا اے ہلال اللہ سے ڈر، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان وہلکا ہے اور یہ آخری گواہی ہے جو تجھ پر عذابِ الٰہی کو واجب کردے گی (اگر تو جھوٹا ہے) ہلال بولا، بخدا! اللہ تعالیٰ مجھے اس عورت کے خلاف الزام لگانے کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا۔ اسی طرح مجھے بچالے گا جس طرح اس نے میری پیٹھ کو کوڑوں کی سزا سے بچایا ہے۔ یہ عرض کر کے اس نے پانچویں قسم کھا کر گواہی دے دی کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت وپھٹکار ہو۔ اس

کے بعد اس عورت سے کہا گیا کہ اب تو قسم کھا کر گواہیاں دے۔ چنانچہ اس نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ جھوٹا ہے جب پانچویں قسم کی باری آئی تو اس عورت سے بھی کہا گیا کہ اللہ سے ڈر، دنیا کی سزا عذابِ آخرت کے مقابلہ میں بہت ہلکی ہے اور یہ پانچویں شہادت ہی ہے جو تجھ پر عذابِ الٰہی کو واجب کردے گی۔ یہ سن کر وہ چند لمحے سوچ میں پڑ گئی پھر بولی اللہ کی قسم میں اپنی قوم کو آج کے بعد ہمیشہ کے لیے رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں شہادت بھی دے دی کہ اس پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (شوہر) سچ کہتا ہو۔ پس اب رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کرادی اور یہ فیصلہ بھی فرمادیا کہ اس کے پیٹ سے جو (یہ) بچہ پیدا ہوگا اس کو باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا اور نہ اس عورت پر تہمت لگائی جائے گی اور نہ اس بچے کو حرامی قرار دیا جائے گا اور جو اس عورت کو زانیہ اور اس بچے کو ولد حرام قرار دے گا اس پر حدِ قذف ہوگی نیز یہ فیصلہ بھی فرمادیا کہ شوہر کے ذمہ نہ اس عورت کی رہائش ہوگی اور نہ ہی نان ونفقہ، اس لیے کہ ان میں جدائی وتفریق طلاق ووفات کے بغیر واقع ہوئی ہے۔ (اب اس کا خیال رکھا جائے کہ) اگر نومولود بچے کے بال بھورے رنگ کے ہوں، سرین دبلے پتلے ہوں، پیٹ چوڑا ہو، پنڈلیاں پتلی ہوں تو سمجھ لیجیے کہ یہ ہلال کا نطفہ ہے اور اگر وہ بچہ، گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا، موٹا، بھاری پنڈلیوں والا، بڑے سرین والا ہو تو سمجھ لیجیے کہ وہ اس شخص کے نطفہ سے ہے جس کے ساتھ اسے متہم کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے جب بچے کو جنم دیا تو وہ بچہ گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا، موٹا تازہ موٹی و بھاری پنڈلیوں والا، بھاری بھرکم سرین والا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر پہلے گواہیاں نہ ہو چکی ہوتیں تو میں اس عورت کی خبر لیتا اس سے بری طرح پیش آتا (اسے سزا دیتا تاکہ دوسروں کو عبرت ہوتی) عکرمہ نے بتایا کہ پھر وہی لڑکا مصر کا امیر مقرر ہوا مگر باپ کے نام سے اسے نہیں بلایا جاتا تھا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا ابْنُ اَبِی عَدِیٍّ، اَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانٍ، حَدَّثَنِی عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلْبَيِّنَةَ اَوْحَدٌّ فِیْ ظَهْرِکَ، قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا رَجُلاً عَلٰی امْرَأَتِهِ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْبَيِّنَةَ. وَاِلاَّ فَحَدٌّ فِیْ ظَهْرِکَ. فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ (نَبِيًّا) اِنِّیْ لَصَادِقٌ، وَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ فِیْ اَمْرِیْ مَايُبَرِّیءُ (بِهٖ) ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَتْ ”وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلاَّ اَنْفُسُهُمْ. فَقَرَأَ حَتّٰی بَلَغَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ“ فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمَا. فَجَآءَا، فَقَامَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ. ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ، وَقَالُوْا لَهَا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهَا سَتَرْجِعُ، فَقَالَتْ: لَا اَفْضَحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْيَوْمِ. فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَبْصِرُوْهَا، فَاِنْ جَآءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ

الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءِ. فَجَآءَ تْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَوْلاَ مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَأنٌ، قَالَ اَبُوْدَاؤدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ حَدِيْثُ ابْنِ بَشَّارٍ حَدِيْثُ هِلاَلٍ.(۲)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی بیوی کو شریک بن سحما سے ملوث قرار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، گواہ پیش کرو ورنہ حد قذف جاری ہوگی تمہاری پیٹھ پر۔ ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب ایک آدمی اپنی بیوی پر غیر مرد کو سوار دیکھے تو کیا وہ گواہ تلاش کرتا پھرے گا؟ آپؐ فرماتے جاتے تھے کہ گواہ، بصورت دیگر حدِ قذف تمہاری پیٹھ پر جاری ہوگی۔ ہلال بولا اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے میں بالکل سچ بول رہا ہوں (مجھے امید ہے) کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ بچا دے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی آپؐ نے یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ... لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ـــــ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں... اگر وہ سچا ہو ـــــ تک پڑھی۔ نبی ﷺ تشریف لے گئے اور ان دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے۔ پہلے ہلال اٹھے انہوں نے (حکم قرآنی کے مطابق) قسمیں کھانی شروع کیں۔ نبی ﷺ (اس دوران میں) بار بار فرماتے رہے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا۔ پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔ جب وہ پانچویں قسم پر پہنچی کہ اس پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچا ہو۔ اس دوران میں لوگ اسے کہتے رہے کہ یہ قسم عذاب الٰہی کو واجب کر دے گی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ یہ سن کر کچھ دیر رکتی اور جھجکتی رہی ہم نے سمجھا کہ اعتراف کرنا چاہتی ہے مگر وہ کہنے لگی میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو، وہ کس پر گیا ہے۔ اگر وہ سیاہ آنکھوں والا اور بڑے بڑے چوتڑوں والا، پرگوشت پنڈلیوں والا، پیدا ہو تو وہ شریک کا ہے اس نے بچہ جنا تو اسی صورت کا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اگر کتاب اللہ پہلے فیصلہ نہ کر چکی ہوتی تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔ یہ اہل مدینہ کے ان تفردات میں سے ہے جو وہ ابن بشار کے حوالہ سے ہلال کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، ح حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: نَاعَبْدُالْمَلِكِ ابْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ فِيْ اِمْرَةِ مُصْعَبٍ أَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: فَمَادَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَمَضَيْتُ اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لِلْغُلاَمِ اسْتَاْذِنْ لِيْ، قَالَ: اِنَّهُ قَائِلٌ، فَسَمِعَ صَوْتِيْ، قَالَ: ابْنُ جُبَيْرٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: اُدْخُلْ، فَوَاللّٰهِ مَاجَآءَ بِكَ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا حَاجَةٌ، فَدَخَلْتُ، فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةً مُتَوَسِّدٌ وِسَادَةً حَشْوُهَا لِيْفٌ، قُلْتُ: اَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلاَعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! نَعَمْ اِنَّ

اَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذَالِکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اَنْ لَّوْوَجَدَ اَحَدُنَا امْرَأَتَہٗ عَلٰی فَاحِشَۃٍ کَیْفَ یَصْنَعُ؟ اِنْ تَکَلَّمَ تَکَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنْ سَکَتَ، سَکَتَ عَلٰی مِثْلِ ذٰلِکَ قَالَ: فَسَکَتَ النَّبِیُّ ﷺ فَلَمْ یُجِبْہُ. فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَتَاہُ فَقَالَ: اِنَّ الَّذِیْ سَأَلْتُکَ عَنْہُ قَدِابْتُلِیْتُ بِہٖ. فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھٰؤُلَآءِ الْاٰیٰتِ فِیْ سُوْرَۃِ النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ (النور:۶۔۹) فَتَلَاھُنَّ عَلَیْہِ وَوَعَظَہٗ وَذَکَّرَہٗ وَاَخْبَرَہٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ، قَالَ: لَاوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَاکَذَبْتُ عَلَیْھَا ثُمَّ دَعَاھَا فَوَعَظَھَا وَذَکَّرَھَا وَاَخْبَرَھَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ قَالَتْ: لَاوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنَّہٗ لَکَاذِبٌ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَھِدَ اَرْبَعَ شَھٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَۃَ اَنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ ثُمَّ ثَنّٰی بِالْمَرْأَۃِ فَشَھِدَتْ اَرْبَعَ شَھٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَا اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَیْنَھُمَا.(۳)

ترجمہ : حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں مصعب بن زبیر کے دورِ خلافت میں دریافت کیا گیا کہ کیا ان کے مابین تفریق کرائی گئی تھی؟ میری سمجھ میں اس وقت کچھ نہ آیا کہ کیا جواب دوں۔ میں مکہ میں عبداللہ بن عمر کی رہایش گاہ کی طرف گیا اور ان کے خادم (غلام) سے کہا کہ وہ ملاقات کی اجازت لے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تو اس وقت آرام فرما رہے ہیں۔ میری آواز عبداللہ بن عمر نے سن لی، فرمایا، ابنِ جبیر ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! ابن جبیر ہوں۔ فرمایا، اندر آ جاؤ، بخدا! اس وقت تمھاری آمد ضرور کسی حاجت کی وجہ سے ہوگی۔ (اجازت ملنے پر) میں کمرے میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کمبل بچھائے بیٹھے تھے، کھجور کی چھال بھری ہوئی تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا ابوعبدالرحمٰن کیا لعان کرنے والے جوڑے کے مابین تفریق کرائی جائے گی؟ فرمایا، سبحان اللہ، ہاں! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا کہ اے رسولِ خدا ﷺ آپ کی کیا رائے اس بارے میں کہ ایک آدمی اپنی اہلیہ کو برا کام کراتے دیکھے تو وہ کیا کرے؟ اگر زبان سے کچھ بولے تو بری بات کرے گا اور اگر خاموش رہے تو ایسی بری اور ناگوار بات پر خاموش کیوں رہے، آپؐ یہ سن کر خاموش ہو رہے، اور کوئی جواب نہیں دیا۔ دوبارہ پھر وہی شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جو بات میں نے آنجناب سے دریافت کی تھی اس میں تو میں خود مبتلا کیا گیا ہوں۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیات وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ... ـــــ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں....ـــــ نازل فرمائیں۔ یہ آیات آپ نے اس مرد کو پڑھ کر سنائیں، اسے نصیحت کی، سمجھایا اور باخبر کیا کہ دنیا کی سزا عذاب آخرت کے مقابلہ میں بہت ہلکی ہے۔ وہ بولا نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی اہلیہ پر جھوٹ نہیں باندھا۔ پھر آپ نے اس عورت کو بلا کر سمجھایا، نصیحت فرمائی اور بتایا کہ دنیا کی سزا عذابِ آخرت کے مقابلہ میں بہت سہل اور ہلکی ہے، وہ بولی قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تب آپ نے مرد سے آغاز کیا۔ اس نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی شہادت دے کر کہا کہ وہ بالکل سچ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو۔ اس کے بعد عورت کی جانب آپ نے روئے سخن فرمایا۔ اس نے بھی

چار مرتبہ اللہ کے نام کی شہادت دے کر کہا کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچ بولتا ہو۔ اس پر آپ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔

(۴) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ. فَذَهَبَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ. وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ. وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ اَهْلِهِ خَدِلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ، فَجَاءَتْ شِبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ، فَقَالَ: لَاتِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ. (٤)

—— قَالَ اَبُوْصَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ خَدِلًا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس لعان کا ذکر کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس کے متعلق کچھ بات کہی اور چلے گئے۔ پھر ان کے پاس اس کے قبیلے کا ایک آدمی آیا اور شکایت کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اپنے قول کی وجہ سے ہی اس میں مبتلا کیا گیا ہوں چنانچہ عاصم اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس آدمی نے سارا واقعہ اپنی زبانی کہہ سنایا۔ اس آدمی نے حلیہ یہ بیان کیا کہ وہ شخص زرد رنگ کا دبلا پتلا، سیدھے بالوں والا تھا۔ اور مدعا علیہ پر گوشت پنڈلیوں والا، رنگ گندمی، موٹا تازہ تھا۔ یہ روداد سن کر نبی ﷺ نے اللہ کے حضور استدعا کی، اے اللہ! اس واقعہ کی حقیقت واضح فرمادے۔ (دعا قبول ہوئی) اور اس عورت نے جو بچہ جنا وہ اس شخص کے مشابہ تھا جسے متہم کیا گیا تھا۔ تب نبی ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ایک آدمی نے ابن عباس سے اسی مجلس میں سوال کیا کہ کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر بغیر گواہوں کے میں کسی کو رجم کرتا تو اس عورت کو ضرور کرتا۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا نہیں وہ عورت دوسری تھی جس نے اسلام میں برائی (زنا) کو رواج عام دیا۔

عویمر عجلانی کا مقدمہ

۱۰۶ ۔ عویمر عجلانی کے مقدمے کی روداد سہل بن سعد ساعدی اور ابن عمرؓ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ملتی ہے۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ عویمر اور ان کی بیوی، دونوں مسجد نبوی میں بلائے گئے۔ ملاعنت سے پہلے حضورؐ نے ان کو بھی تنبیہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا ''اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟'' جب کسی نے توبہ نہ کی تو دونوں میں ملاعنت کرائی گئی۔ اس کے بعد عویمر نے کہا ''یا رسول اللہ! اب اگر میں اس

عورت کو رکھوں تو جھوٹا ہوں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے تین طلاقیں دے دیں بغیر اس کے کہ حضورؐ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہوتا۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ان طلاقوں کو حضورؐ نے نافذ فرمادیا اور ان کے درمیان تفریق کرادی اور فرمایا کہ ''یہ تفریق ہے ہر ایسے جوڑے کے معاملے میں جو باہم لعان کرے۔'' اور سنت یہ قائم ہوگئی کہ لعان کرنے والے زوجین کو جدا کردیا جائے، پھر وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ مگر ابن عمر صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ان کے درمیان تفریق کرادی۔ سہل بن سعد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عورت حاملہ تھی اور عویمر نے کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے۔ اس بنا پر بچہ ماں کی طرف منسوب کیا گیا اور سنت یہ جاری ہوئی کہ اس طرح کا بچہ ماں سے میراث پائے گا اور ماں ہی اس سے میراث پائے گی۔

تخریج:﴿۱﴾حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ ابْنَ سَعْدِ نِالسَّاعِدِیَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُوَیْمِرًا الْعَجْلَانِیَّ جَآءَ اِلٰی عَاصِمِ ابْنِ عَدِیِّ نِالْاَنْصَارِیِّ، فَقَالَ لَهٗ: یَاعَاصِمُ اَرَاَیْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلاً اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَوْکَیْفَ یَفْعَلُ؟ سَلْ لِیْ یَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِکَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ، فَکَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰی کَبُرَ عَلٰی عَاصِمٍ مَاسَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰی اَهْلِهٖ جَآءَ هُ عُوَیْمِرٌ، فَقَالَ: یَاعَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَیْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِیْ بِخَیْرٍ قَدْکَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْئَلَةَ الَّتِیْ سَاَلْتُهٗ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَیْمِرٌ: وَاللّٰهِ لَاَنْتَهِیْ حَتّٰی اَسْأَلَهٗ عَنْهَا. فَاَقْبَلَ عُوَیْمِرٌ حَتّٰی جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلاً اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا. قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا، قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ عَلَیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَکْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ یَاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَکَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ.(۵)

ترجمہ : حضرت سھل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ عویمر عجلانی عاصم ابن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا، اے عاصم! بتاؤ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کرسکتا ہے؟ اگر وہ ایسا کرے گا تو تم اسے قاتل قرار دے کر قتل کردو گے، وہ بے چارہ کیا کرے؟ عاصم تم خود جا کر رسول اللہ ﷺ سے میرے اس مسئلہ کا حل دریافت کرو۔ عاصم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درپیش مسئلہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے بلاضرورت دریافت کیے جانے والے مسئلوں کو ناپسند فرمایا اور انہیں معیوب قرار دیا۔ عاصم نے نبی ﷺ کی جانب سے جو بات سنی اسے ناگوار محسوس کیا۔ پھر عاصم جب اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئے تو عویمر ان کے پاس آئے اور عاصم سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب ارشاد فرمایا؟ عاصم نے جواباً کہا کہ تم کوئی اچھی چیز نہیں لائے۔ آنحضور ﷺ نے اس استفسار پر ناگواری کا اظہار فرمایا، عویمر بولا اچھا قسم ہے خدائے پاک کی میں خود جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھ نہ لوں باز نہیں آؤں گا۔

چنانچہ عویمر آگے بڑھے اور رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لوگوں کے درمیان میں عرض کیا، اے رسول خدا! مجھے بتائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ دوسرے غیر مرد کو پالے اور وہ اسے قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے وہ بے چارہ کرے تو کیا کرے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے اور تیری بیوی کے متعلق آیت نازل ہو چکی ہے۔ جاؤ اپنی بیوی کو بھی لے آؤ۔ سہل کا بیان ہے کہ دونوں نے لعان کیا، میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ جب دونوں ملاعنت سے فارغ ہو گئے، تو عویمر نے کہا، اے رسول خدا ﷺ! اگر اب میں اسے پاس رکھتا ہوں تو اس پر جھوٹ باندھنے والا اقرار پاؤں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم جاری فرمانے سے پہلے ہی اس نے عورت کو تین طلاقیں دے ڈالیں۔ ابن شہاب کا قول ہے کہ اب لعان کرنے والوں کے لیے یہی طریقہ ہے۔

〈۲〉حَدَّثَنَا يَحْيٰ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهَا عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ، اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً اَيَقْتُلُهُ اَوْكَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَاْنِهِ مَاذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلاعُنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ امْرَأَتِكَ، قَالَ: فَتَلاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ. فَلَمَّا فَرَغَا، قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلاثًا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ذَاكَ تَفْرِيْقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلاعِنَيْنِ. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا اَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلاعِنَيْنِ. وَكَانَتْ حَامِلاً وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعىٰ لِاُمِّهِ، قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا اَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ نِالسَّاعِدِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِنْ جَآءَتْ بِهِ اَحْمَرَ قَصِيْرًا كَاَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلاَ اُرَاهَا اِلَّا قَدْصَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَآءَتْ بِهِ اَسْوَدَ اَعْيَنَ ذَا اَلْيَتَيْنِ فَلاَ اُرَاهُ اِلَّا قَدْصَدَقَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ.(٦)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد جو بنی سعد کے ایک فرد تھے، سے مروی ہے کہ انصار کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے رسول خدا ﷺ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو ملوث پالیتا ہے تو آیا وہ اسے قتل کرسکتا ہے یا پھر وہ کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں وہ حکم نازل فرمایا جو لعان کرنے والوں کے متعلق قرآن (کی سورہ نور) میں مذکور ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ جل شانہ نے تیرے اور تیری اہلیہ کے متعلق حکم نازل فرمادیا ہے۔ میرے سامنے انہوں نے مسجد میں لعان کیا۔ جب ملاعنت سے فارغ ہوئے تو مرد بولا کہ اگر میں اب اس کو اپنے پاس رکھتا ہوں

تو لوگوں کی نظروں میں جھوٹا قرار پاؤں گا۔ چنانچہ جیسے ہی دونوں لعان سے فارغ ہوئے اس نے نبیؐ کے حکم کا انتظار کیے بغیر پہلے ہی تین طلاقیں دے دیں اور اس کو نبی ﷺ کے روبرو جدا کر دیا تو آپؐ نے فرمایا ہر لعان کرنے والے کے درمیان علیحدگی وتفریق کی یہی صورت ہے۔ ابن جریج نے ابنِ شہاب کا قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے ملاعنت کرنے کی وجہ سے یہ طریقہ رائج ہو گیا کہ لعان کرنے والوں میں تفریق کرادی جائے۔ وہ عورت حمل سے تھی، پیدائش کے بعد بچہ ماں کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر ابنِ شہاب نے کہا کہ تقسیم وراثت میں بھی یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ عورت بچے کی اور بچہ ماں کا وارث ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ضابطہ مقرر فرمایا ہے۔ ابن جریج نے بواسطہ ابنِ شہاب بہ واسطہ سہل بن سعد ساعدی سے اس حدیث میں یہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر عورت نے سرخ رنگ کا پست قامت (ٹھگنا) بچہ جنم دیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ عورت سچی ہے اور وہ مرد جھوٹا ہے۔ اگر بڑی بڑی سیاہ آنکھوں، اور بڑے بڑے سرینوں والا بچہ جنم دیا تو پھر میں سمجھوں گا کہ مرد سچا ہے اس کے بعد اس نے مکروہ اور ناپسندیدہ صورت بچہ کو جنم دیا۔

ان دو مقدموں کے علاوہ متعدد روایات ہم کو کتب حدیث میں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کن اشخاص کے مقدموں کی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں بعض انہی دونوں مقدموں سے تعلق رکھتی ہوں، مگر بعض میں کچھ دوسرے مقدمات کا بھی ذکر ہے اور ان سے قانونِ لعان کے بعض اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۰۷۔ ابن عمر ایک مقدمے کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زوجین جب لعان کر چکے تو نبی ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کر دی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، احمد، ابن جریر)

تخریج〈۱〉عَنْ فَرْوَةَ بْنِ اَبِی الْمَغْرَاءِ، ثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اَلْمُتَلَاعِنَانِ اِذَا تَفَرَّقَا لَايَجْتَمِعَانِ اَبَدًا. قَالَ "صاحب التنقیح" اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ.(۷)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لعان کرنے والے زوجین جب جدا ہو جائیں تو پھر کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہو سکتا)۔

حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے:

〈۲〉اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ فِی الْمُتَلَاعِنَيْنِ اِذَا تَلَاعَنَا، قَالَ: يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا وَلَايَجْتَمِعَانِ اَبَدًا.(۸)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے لعان کرنے والے زوجین کے متعلق فرمایا کہ جب میاں بیوی لعان کر لیں تو ان کو جدا کر دیا جائے گا اور پھر وہ کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے۔

〈۳〉حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَاَتِهٖ قَذَفَهَا وَاَحْلَفَهَا.

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد اور عورت کے درمیان تفریق کرادی۔ اس مرد نے عورت پر تہمت زنا لگائی تھی۔ اس عورت سے قسم اٹھوائی۔

﴿۴﴾حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَحیٰ عَنْ عُبَیدِاللّٰہِ، قَالَ: اَخبَرَنِی نَافِعٌ عَنِ ابنِ عُمَرَ، لاعَنَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ رَجُلٍ وَامرَأَتِہِ مِنَ الاَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا. (۹)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے ایک مرد اور عورت کے درمیان ملاعنت کرائی اور پھر دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔

۱۰۸ ۔ ابن عمر کی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا گیا۔ پھر اس نے حمل سے انکار کیا۔ نبی ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور فیصلہ فرمایا کہ بچہ صرف ماں کا ہوگا (صحاح ستہ اور احمد)۔ ابن عمر ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ملاعنت کے بعد حضورؐ نے فرمایا ''تمہارا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک بہر حال جھوٹا ہے۔'' پھر آپ نے مرد سے فرمایا لَا سَبِیْلَ لَکَ عَلَیْھَا۔ ''اب یہ تیری نہیں رہی۔ نہ تو اس پر کوئی حق جتا سکتا ہے، نہ کسی قسم کی دست درازی یا دوسری منتقمانہ حرکت اس کے خلاف کرنے کا مجاز ہے۔'' مرد نے کہا یا رسول اللہ اور میرا مال (وہ مہر تو مجھے دلوایئے جو میں نے اسے دیا تھا)، فرمایا لَامَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْھَا فَھُوَ بِمَا اِسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِھَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْھَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْھَا ''یعنی مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے، اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدل ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی زیادہ دور چلا گیا، وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے''۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

تخریج:﴿۱﴾حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ زُرَارَۃَ، قَالَ: اَخبَرَنَا اِسمَاعِیلُ عَنْ اَیُّوبَ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ جُبَیرٍ، قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَہٗ فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ اَخَوَی بَنِی الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: اَللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ، فَھَلْ مِنکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا، وَقَالَ: اَللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ، فَھَلْ مِنکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا، فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا. قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِیْ، قِیلَ: لَامَالَ لَکَ، اِنْ کُنْتَ صَادِقًا، فَقَدْ دَخَلْتَ بِھَا وَاِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَھُوَ اَبْعَدُ مِنکَ. (۱۰)

ترجمہ : سعید بن جبیر سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے ابن عمرؓ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی، تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی کو جدا کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟ تو دونوں نے انکار کیا، آپ نے پھر فرمایا کہ اللہ کو خوب علم ہے کہ تم میں سے کوئی ایک یقیناً جھوٹا ہے، تو پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟ تو دونوں نے پھر انکار کر دیا، تو

آپ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس آدمی نے کہا، میرا مال؟ آپ نے فرمایا کہ تجھے مال نہیں ملے گا اس لیے کہ اگر تو سچا ہے تو اس سے صحبت کر چکا ہے اور اگر جھوٹا ہے تو مال تجھ سے اور بھی دور چلا گیا۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لاسَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِيْ؟ قَالَ: لامَالَ لَكَ، اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا. (۱۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا تم دونوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ دونوں میں سے ایک تو لازماً جھوٹا ہے اب یہ تیری نہیں رہی، نہ تو اس پر حق جتا سکتا ہے۔ مرد نے کہا یارسول اللہ مہر تو دلوا دیجیے جو میں نے اسے دیا تھا۔ فرمایا مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدلہ ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی ہے اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی دور چلا گیا وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے۔

﴿۳﴾حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ. (۱۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرد اور عورت کے درمیان ملاعنت کرائی۔ اس نے بچے کو اپنا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ آپ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور بچہ ماں کو دے دیا۔

۱۰۹ ۔ دارقطنی نے علی بن ابی طالب اور ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے: ''سنت یہ مقرر ہو چکی ہے کہ لعان کرنے والے زوجین پھر کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے'' (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہو سکتا) اور دارقطنی ہی حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ یہ دونوں پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۷)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْفِهْرِيِّ وَغَيْرِهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَنْفَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ مَاصُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سُنَّةً، قَالَ سَهْلٌ: حَضَرْتُ هٰذَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَضَتِ السُّنَّةُ بَعْدُ فِي الْمُتَلاعِنَيْنِ اَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لايَجْتَمِعَانِ اَبَدًا. (۱۳)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے نافذ فرمادیں۔ نبی ﷺ کے پاس جو کچھ کیا گیا ہو وہ سنت قرار پاتا ہے۔ سھل کا قول ہے کہ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کیا اس کے بعد لعان کرنے والوں کے درمیان یہ سنت جاری ہوگئی کہ جو زوجین لعان کے ذریعہ جدا ہوں وہ پھر کبھی بھی باہم جمع نہیں ہو سکتے۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ النَّیْسَابُوْرِیُّ، نَایُوْسُفُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ، نَاالْهَیْثَمُ ابْنُ جَمِیْلٍ، نَاقَیْسُ بْنُ الرَّبِیْعِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَقَیْسٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِیٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: مَضَتِ السُّنَّةُ فِی الْمُتَلَاعِنَیْنِ اَنْ لَّایَجْتَمِعَانِ اَبَدًا.(١٤)

دیگر چند مقدمات

۱۱۰۔ قبیصہ بن ذویب کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے حمل کو ناجائز قرار دیا، پھر اعتراف کرلیا کہ یہ حمل اس کا اپنا ہے، پھروضع حمل کے بعد کہنے لگا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔معاملہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پیش ہوا۔آپ نے اس پر حدِ قذف جاری کی اور فیصلہ کیا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ (دار قطنی، بیہقی)

تخریج: نَااَبُوْمُحَمَّدِ بْنُ صَاعِدٍ، نَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْحَکَمِ، نَاقُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَامَخْرَمَةُ ابْنُ بُکَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ سَمِعْتُ مَحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ یَزْعُمُ اَنَّ قَبِیْصَةَ بْنَ ذُؤَیْبٍ کَانَ یُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ جَلَدَ رَجُلاً مِائَةَ جَلْدَةٍ وَقَعَ عَلٰی وَلِیْدَةٍ لَهُ وَلَمْ یُطَلِّقْهَا الْعَبْدُ کَانَتْ تَحْتَ الْعَبْدِ، وَقَضٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فِیْ رَجُلٍ اَنْکَرَ وَلَدًا مِنْ امْرَأَةٍ وَهُوَفِیْ بَطْنِهَا، ثُمَّ اعْتَرَفَ بِهٖ وَهُوَ فِیْ بَطْنِهَا حَتّٰی اِذَا وَلَدَ اَنْکَرَهُ فَاَمَرَ بِهٖ عُمَرُ فَجَلَدَ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً لِفِرْیَتِهٖ عَلَیْهَا ثُمَّ اَلْحَقَ بِهٖ وَلَدَهَا.(١٥)

۱۱۱۔ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا، میری ایک بیوی ہے جو مجھے بہت محبوب ہے۔مگر اس کا حال یہ ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی (واضح رہے کہ یہ کنایہ تھا جس کے معنی زنا کے بھی ہو سکتے ہیں اور زنا سے کم تر درجے کی اخلاقی کمزوری کے بھی) نبی ﷺ نے فرمایا طلاق دے دے۔اس نے کہا مگر میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فرمایا تو اسے رکھے رہ۔یعنی آپ نے اس سے اس کنایے کی تشریح نہیں کرائی اور اس کے قول کو الزام زنا پر محمول کر کے لعان کا حکم نہیں دیا۔ (نسائی)

تخریج:﴿۱﴾اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ:حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، قَالَ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ وَغَیْرُهُ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ وَعَبْدِالْکَرِیْمِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَبْدُالْکَرِیْمِ یَرْفَعُهُ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَارُوْنُ لَمْ یَرْفَعْهُ، قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:اِنَّ عِنْدِیْ امْرَأَةً هِیَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَهِیَ لَاتَمْنَعُ یَدَ لَامِسٍ، قَالَ: طَلِّقْهَا، قَالَ:لَآاَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ:اسْتَمْتِعْ بِهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِیْثُ لَیْسَ بِثَابِتٍ، وَعَبْدُالْکَرِیْمِ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ، وَهَارُوْنُ بْنُ رِئَابٍ اَثْبَتُ مِنْهُ وَاَرْسَلَ الْحَدِیْثَ. وَهَارُوْنُ ثِقَةٌ، وَحَدِیْثُهُ اَوْلٰی بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِالْکَرِیْمِ.(١٦)

ابوداؤد نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

(۲)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ امْرَأَتِیْ لَاتَمْنَعُ یَدَلَامِسٍ، قَالَ:غَرِّبْهَا، قَالَ: اَخَافُ اَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِیْ، قَالَ: فَاسْتَمْتِعْ بِهَا.(۱۷)

(۳)حَدَّثَنَا مُوْسٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِکِ عَنْ وَرَّادٍ کَاتِبِ الْمُغِیْرَةِ، عَنِ الْمُغِیْرَةِ، قَالَ:قَالَ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَیْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِیْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّیْفِ غَیْرَمُصْفِحٍ، فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَیْرَةِ سَعْدٍ؟ لَاَنَا اَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّیْ.(۱۸)

مسلم میں مندرجہ ذیل الفاظ سے مروی ہے:

(۴)قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْوَجَدْتُّ مَعَ اَهْلِیْ رَجُلاً لَمْ اَمَسَّهٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ، قَالَ: کَلَّا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنْ کُنْتُ لَاُعَاجِلُهٗ بِالسَّیْفِ قَبْلَ ذٰلِکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْمَعُوْا اِلٰی مَایَقُوْلُ سَیِّدُکُمْ اَنَّهٗ لَغَیُوْرٌ وَّاَنَا اَغْیَرُمِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْیَرُمِنِّیْ.(۱۹)

۱۱۲۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ میرا ہے (یعنی محض لڑکے کے رنگ نے اسے شبہ میں ڈالا تھا ورنہ بیوی پر زنا کا الزام لگانے کے لیے اس کے پاس کوئی اور وجہ نہ تھی)۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ اونٹ تو ہوں گے۔ اس نے عرض کیا ہاں! آپ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ کہنے لگا سرخ۔ آپ نے پوچھا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں، بعض ایسے بھی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا شاید کوئی رگ کھینچ لے گئی (یعنی ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آ گیا)۔ فرمایا ''شاید اس بچے کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی'' اور آپ نے اسے نفی ولد (بچے کے نسب سے انکار) کی اجازت نہ دی۔ (بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد)

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ قَزْعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ، فَقَالَ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ اَسْوَدُ، فَقَالَ: هَلْ لَّکَ مِنْ اِبِلٍ؟قَالَ:نَعَمْ، قَالَ:مَا اَلْوَانُهَا؟قَالَ:حُمْرٌ، قَالَ: هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاَنّٰی ذٰلِکَ؟ قَالَ: لَعَلَّ نَزَعَهٗ عِرْقٌ، قَالَ: فَلَعَلَّ ابْنَکَ هٰذَا نَزَعَهٗ.(۲۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جس کا رنگ کالا ہے۔ آپؐ نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، آپؐ نے پھر اس سے پوچھا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ وہ بولا سرخ رنگ، آپؐ نے اس سے پھر دریافت فرمایا، کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ والا بھی ہے؟ وہ بولا، جی ہاں، آپؐ نے پھر دریافت فرمایا تو وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کیا شاید

اسے کوئی رگ کھینچ لائی ہوگی۔ (ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آ گیا) فرمایا شاید تیرے اس بچہ کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی۔

۱۱۳۔ ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آیت لعان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ''جو عورت کسی خاندان میں ایسا بچہ گھسا لائے جو اس خاندان کا نہیں ہے (یعنی حرام کا پیٹ رکھوا کر شوہر کے سر منڈھ دے) اُس کا اللہ سے کچھ واسطہ نہیں، اللہ اس کو جنت میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بچے کے نسب سے انکار کرے حالانکہ بچہ اس کو دیکھ رہا ہو، اللہ قیامت کے روز اس سے پردہ کرے گا اور اسے تمام اگلی پچھلی خلق کے سامنے رسوا کر دے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِی عَمْرٌو. یعنی ابْنُ الْحرِثِ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ، عَنْ سَعِیْدِ نِالْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ حِیْنَ نَزَلَتْ آیَةُ الْمُتَلاعِنَیْنِ، اَیُّمَا امْرَأَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ، وَلَنْ یُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ، وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ، احْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ، وَفَضَحَهٗ عَلٰی رُؤُسِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ. (۲۱)

ضابطۂ لعان کی اہم دفعات

آیت لعان اور یہ روایات ونظائر اور شریعت کے اصولِ عامہ اسلام میں قانون لعان کے وہ مآخذ ہیں جن کی روشنی میں فقہاء نے لعان کا مفصل ضابطہ بنایا ہے۔ اس ضابطے کی اہم دفعات یہ ہیں:

۱۔ جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے قتل کا مرتکب ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کو بطور خود حد جاری کرنے کا حق نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہوگا بشرطیکہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے (یہ کہ فی الواقع اس نے زنا ہی کے ارتکاب پر یہ فعل کیا)۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اُسے اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔ مالکیہ میں سے ابن القاسم اور ابن حبیب اس پر مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ زانی جسے قتل کیا گیا وہ شادی شدہ ہو، ورنہ کنوارے زانی کو قتل کرنے پر اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اس کو قصاص سے صرف اُس صورت میں معاف کیا جائے گا جب کہ وہ زنا کے چار گواہ پیش کرے، یا مقتول مرنے سے پہلے خود اس امر کا اعتراف کر چکا ہو کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا، اور مزید یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو۔ (نیل الاوطار، ج ٦، ص ۲۲۸)

۲۔ لِعان گھر بیٹھے آپس ہی میں نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے عدالت میں جانا ضروری ہے۔

۳۔ لِعان کے مطالبے کا حق صرف مرد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ عورت بھی عدالت میں اس کا مطالبہ کر سکتی ہے جب کہ شوہر اُس پر بدکاری کا الزام لگائے یا اس کے بچے کا نسب تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

۴۔ کیا لِعان ہر زوج اور زوجہ کے درمیان ہوسکتا ہے یا اس کے لیے دونوں میں کچھ شرائط ہیں؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جس کی قسم قانونی حیثیت سے معتبر ہو اور جس کو طلاق دینے کا اختیار ہو وہ لعان کرسکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک صرف عاقل اور بالغ ہونا اہلیتِ لعان کے لیے کافی ہے خواہ زوجین مسلم ہوں یا کافر، غلام ہوں یا آزاد، مقبول الشہادت ہوں یا نہ ہوں، اور مسلم شوہر کی بیوی مسلمان ہو یا ذمی۔ قریب قریب یہی رائے امام مالک اور امام احمد کی بھی ہے۔ مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ لعان صرف ایسے آزاد مسلمان زوجین ہی میں ہوسکتا ہے جو قذف کے جرم میں سزا یافتہ نہ ہوں۔ اگر عورت اور مرد دونوں کافر ہوں، یا غلام ہوں، یا قذف کے جرم میں پہلے کے سزا یافتہ ہوں تو ان کے درمیان لعان نہیں ہوسکتا۔ مزید برآں اگر عورت کبھی اس سے پہلے حرام یا مشتبہ طریقے پر کسی مرد سے ملوث ہوچکی ہو تب بھی لعان درست نہ ہوگا۔ یہ شرطیں حنفیہ نے اس بنا پر لگائی ہیں کہ ان کے نزدیک لعان کے قانون اور قذف کے قانون میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں ہے کہ غیر آدمی اگر قذف کا مرتکب ہو تو اس کے لیے حد ہے اور شوہر اس کا ارتکاب کرے تو وہ لعان کر کے چھوٹ سکتا ہے۔ باقی تمام حیثیتوں سے لعان اور قذف ایک ہی چیز ہے۔ علاوہ بریں حنفیہ کے نزدیک چونکہ لعان کی قسمیں شہادت کی حیثیت رکھتی ہیں، اس لیے وہ کسی ایسے شخص کو اس کی اجازت نہیں دیتے جو شہادت کا اہل نہ ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلے میں حنفیہ کا مسلک کمزور ہے اور صحیح بات وہی ہے جو امام شافعی نے فرمائی ہے۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے قذف زوجہ کے مسئلے کو آیت قذف کا ایک جز نہیں بنایا ہے بلکہ اس کے لیے الگ قانون بیان کیا ہے، اس لیے اس کو قانونِ قذف کے ضمن میں لاکر وہ تمام شرائط اس میں شامل نہیں کی جاسکتیں جو قذف کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔ آیت لعان کے الفاظ آیت قذف کے الفاظ سے مختلف ہیں اور دونوں الگ الگ حکم ہیں، اس لیے لعان کا قانون آیت لعان ہی سے اخذ کرنا چاہئے نہ کہ آیت قذف سے۔ مثلاً آیت قذف میں سزا کا مستحق وہ شخص ہے جو پاک دامن عورتوں (محصنات) پر الزام لگائے۔ لیکن آیتِ لعان میں پاک دامن بیوی کی شرط کہیں نہیں ہے۔ ایک عورت چاہے کبھی گناہ گار بھی رہی ہو، اگر بعد میں وہ توبہ کر کے کسی شخص سے نکاح کرلے اور پھر اس کا شوہر اس پر ناحق الزام لگائے تو آیت لعان یہ نہیں کہتی کہ اس عورت پر تہمت رکھنے کی یا اس کی اولاد کے نسب سے انکار کردینے کی شوہر کو کھلی چھٹی دے دو کیونکہ اس کی زندگی کبھی داغ دار رہ چکی ہے۔ دوسری اور اتنی ہی اہم وجہ یہ ہے کہ قذف زوجہ اور قذفِ اجنبیہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ان دونوں کے بارے میں قانون کا مزاج ایک نہیں ہوسکتا۔ غیر عورت سے آدمی کا کوئی واسطہ نہیں۔ نہ جذبات کا، نہ عزت کا، نہ معاشرت کا، نہ حقوق کا، اور نہ نسل و نسب کا۔ اُس کے چال چلن سے اگر ایک آدمی کو کوئی بڑی سے بڑی باوقعت دلچسپی ہوسکتی ہے تو بس یہ کہ معاشرے کو بداخلاقی سے پاک دیکھنے کا جوش اسے لاحق ہو۔ اس کے برعکس اپنی بیوی سے آدمی کا تعلق ایک طرح کا نہیں کئی طرح کا ہے اور بہت گہرا ہے۔ وہ اس کے نسب اور اس کے مال اور اس کے گھر کی امانت دار ہے۔ اس کی زندگی کی شریک ہے۔ اس کے رازوں کی امین ہے۔ اس کے نہایت گہرے اور نازک جذبات اس سے وابستہ ہیں۔ اُس کی بدچلنی سے آدمی کی غیرت اور عزت پر، اُس کے مفاد پر، اور اس کی آئندہ نسل پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ یہ دونوں معاملے آخر ایک کس حیثیت سے ہیں کہ دونوں کے لیے قانون کا مزاج ایک ہی ہو۔ کیا ایک ذمی، یا ایک غلام، یا ایک سزا یافتہ آدمی کے لیے اُس کی بیوی کا معاملہ کسی آزاد اہل شہادت مسلمان کے

معاملے سے کچھ بھی مختلف یا اہمیت اور نتائج میں کچھ بھی کم ہے؟ اگر وہ اپنی آنکھوں سے کسی کے ساتھ اپنی بیوی کو ملوث دیکھ لے، یا اس کو یقین ہو کہ اس کی بیوی غیر سے حاملہ ہے تو کون سی معقول وجہ ہے کہ اسے لعان کا حق نہ دیا جائے؟ اور یہ حق اس سے سلب کرنے کے بعد ہمارے قانون میں اس کے لیے اور کیا چارہ کار ہے؟ قرآن مجید کا منشا تو صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شادی شدہ جوڑوں کو اس پیچیدگی سے نکالنے کی ایک صورت پیدا کرنا چاہتا ہے جس میں بیوی کی حقیقی بدکاری یا ناجائز حمل سے ایک شوہر، اور شوہر کے جھوٹے الزام یا اولاد کے نسب سے بے جا انکار کی بدولت ایک بیوی مبتلا ہو جائے۔ یہ ضرورت صرف اہل شہادت آزاد مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں ہے، اور قرآن کے الفاظ میں بھی کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جو اس کو صرف انہی تک محدود کرنے والی ہو۔ رہا یہ استدلال کہ قرآن نے لعان کی قسموں کو شہادت قرار دیا ہے اس لیے شہادت کی شرائط یہاں عائد ہوں گی، تو اس کا تقاضا پھر یہ ہے کہ اگر عادل مقبول الشہادت شوہر قسمیں کھالے اور عورت قسم کھانے سے پہلو تہی کرے تو عورت کو رجم کر دیا جائے، کیونکہ اس کی بدکاری پر شہادت قائم ہو چکی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس صورت میں حنفیہ رجم کا حکم نہیں لگاتے۔ یہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ وہ خود بھی ان قسموں کو بعینہٖ شہادت کی حیثیت نہیں دیتے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ خود قرآن بھی ان قسموں کو شہادت کے لفظ سے تعبیر کرنے کے باوجود شہادت نہیں قرار دیتا ورنہ عورت کو چار کے بجائے آٹھ قسمیں کھانے کا حکم دیتا۔

۵۔ لِعان محض کنایے اور استعارے یا اظہارِ شک وشبہ پر لازم نہیں آتا، بلکہ صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جب کہ شوہر صریح طور پر زنا کا الزام عائد کرے یا صاف الفاظ میں بچے کو اپنا بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ امام مالک اور لیث بن سعد اس پر یہ مزید شرط بڑھاتے ہیں کہ قسم کھاتے وقت شوہر کو یہ کہنا چاہیے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بیوی کو زنا میں مبتلا دیکھا ہے۔ لیکن یہ قید بے بنیاد ہے۔ اس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔

۶۔ اگر الزام لگانے کے بعد شوہر قسم کھانے سے پہلو تہی کرے تو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اسے قید کر دیا جائے گا اور جب تک وہ لعان نہ کرے یا اپنے الزام کا جھوٹا ہونا نہ مان لے، اسے نہ چھوڑا جائے گا، اور جھوٹ مان لینے کی صورت میں اس کو حدِّ قذف لگائی جائے گی۔ اس کے برعکس امام مالک، شافعی، حسن بن صالح اور لیث بن سعد کی رائے یہ ہے کہ لعان سے پہلو تہی کرنا خود ہی اقرارِ کذب ہے اس لیے حدِّ قذف واجب آ جاتی ہے۔

۷۔ اگر شوہر کے قسم کھا چکنے کے بعد عورت لعان سے پہلو تہی کرے تو حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اسے قید کر دیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک وہ لعان نہ کرے، یا پھر زنا کا اقرار نہ کر لے۔ دوسری طرف مذکورہ بالا ائمہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اسے رجم کر دیا جائے گا۔ ان کا استدلال قرآن کے اس ارشاد سے ہے کہ عورت سے عذاب صرف اس صورت میں دفع ہو گا جب کہ وہ بھی قسم کھالے۔ اب چونکہ وہ قسم نہیں کھاتی اس لیے لامحالہ وہ عذاب کی مستحق ہے۔ لیکن اس دلیل میں کمزوری یہ ہے کہ قرآن یہاں "عذاب" کی نوعیت تجویز نہیں کرتا بلکہ مطلقاً سزا کا ذکر کرتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ سزا سے مراد یہاں زنا ہی کی سزا ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زنا کی سزا کے لیے قرآن نے صاف الفاظ میں چار گواہوں کی شرط لگائی

ہے۔اس شرط کو محض ایک شخص کی چار قسمیں پورا نہیں کر دیتیں۔شوہر کی قسمیں اس بات کے لیے تو کافی ہیں کہ وہ خود قذف کی سزا سے بچ جائے اور عورت پر لعان کے احکام مترتب ہو سکیں، مگر اس بات کے لیے کافی نہیں ہیں کہ ان سے عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے۔عورت کا جوابی قسمیں کھانے سے انکار شبہ ضرور پیدا کرتا ہے اور بڑا قوی شبہ پیدا کر دیتا ہے، لیکن شبہات پر حدود جاری نہیں کی جا سکتیں۔اس معاملہ کو مرد کی حدِ قذف پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا قذف تو ثابت ہے، جبھی تو اس کو لعان پر مجبور کیا جاتا ہے۔مگر اس کے برعکس عورت پر زنا کا الزام ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ اُس کے اپنے اقرار یا چار عینی شہادتوں کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔

۸۔ اگر لعان کے وقت عورت حاملہ ہو تو امام احمد کے نزدیک لعان بجائے خود اس بات کے لیے کافی ہے کہ مرد اس حمل سے بری الذمہ ہو جائے اور بچہ اُس کا قرار نہ پائے قطع نظر اس سے کہ مرد نے حمل کو قبول کرنے سے انکار کیا ہو یا نہ کیا ہو۔امام شافعی کہتے ہیں کہ مرد کا الزام زنا اور نفی حمل دونوں ایک چیز نہیں ہیں، اس لیے مرد جب تک حمل کی ذمہ داری قبول کرنے سے صریح طور پر انکار نہ کرے وہ الزام زنا کے باوجود اسی کا قرار پائے گا کیونکہ عورت کے زانیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو حمل بھی زنا ہی کا ہو۔

۹۔امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ دوران حمل میں مرد کو نفی حمل کی اجازت دیتے ہیں اور اس بنیاد پر لعان کو جائز رکھتے ہیں۔مگر امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر مرد کے الزام کی بنیاد زنا نہ ہو بلکہ صرف یہ ہو کہ اس نے عورت کو ایسی حالت میں حاملہ پایا ہے جب کہ اس کے خیال میں حمل اس کا نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں لعان کے معاملے کو وضع حمل تک ملتوی کر دینا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات کوئی بیماری حمل کا شبہ پیدا کر دیتی ہے اور درحقیقت حمل ہوتا نہیں ہے۔

۱۰۔اگر باپ بچے کے نسب سے انکار کرے تو بالاتفاق لعان لازم آتا ہے۔اور اس امر میں بھی اتفاق ہے کہ ایک دفعہ بچے کو قبول کر لینے کے بعد (خواہ یہ قبول کر لینا صریح الفاظ میں ہو یا قبولیت پر دلالت کرنے والے افعال، مثلاً پیدائش پر مبارک باد لینے یا بچے کے ساتھ پدرانہ شفقت برتنے اور اس کی پرورش سے دلچسپی لینے کی صورت میں) پھر باپ کو انکار نسب کا حق نہیں رہتا، اور اگر کرے تو حد قذف کا مستحق ہو جاتا ہے۔مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ باپ کو کس وقت تک انکارِ نسب کا حق حاصل ہے۔امام مالک کے نزدیک اگر شوہر اُس زمانے میں گھر پر موجود رہا ہے، جب کہ بیوی حاملہ تھی تو زمانہ حمل سے لے کر وضع حمل تک اس کے لیے انکار کا موقع ہے، اس کے بعد وہ انکار کا حق نہیں رکھتا۔البتہ اگر وہ غائب تھا اور اس کے پیچھے ولادت ہوئی تو جس وقت اسے علم ہو وہ انکار کر سکتا ہے۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر پیدائش کے بعد ایک دو روز کے اندر وہ انکار کرے تو لعان کر کے وہ بچے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا، لیکن اگر سال دو سال بعد انکار کرے تو لعان ہوگا مگر وہ بچے کی ذمہ داری سے بری نہ ہو سکے گا۔امام ابو یوسف کے نزدیک ولادت کے بعد، یا ولادت کا علم ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر اندر باپ کو انکار نسب کا حق ہے، اس کے بعد یہ حق ساقط ہو جائے گا۔مگر یہ چالیس دن کی قید بے معنی ہے۔صحیح بات وہی ہے جو امام ابوحنیفہ نے فرمائی ہے کہ ولادت کے بعد یا اس کا علم ہونے کے بعد ایک دو روز کے اندر ہی انکار نسب کیا جا سکتا ہے، الا یہ کہ اس میں کوئی ایسی رکاوٹ ہو جسے معقول رکاوٹ تسلیم کیا جا سکے۔

۱۱۔ اگر شوہر طلاق دینے کے بعد مطلقہ بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لعان نہیں ہوگا بلکہ اس پر قذف کا مقدمہ قائم کیا جائے گا، کیوں کہ لعان زوجین کے لیے ہے اور مطلقہ عورت اس کی بیوی نہیں ہے۔ الا یہ کہ طلاق رجعی ہو اور مدت رجوع کے اندر وہ الزام لگائے۔ مگر امام مالک کے نزدیک یہ قذف صرف اس صورت میں ہے جب کہ کسی حمل یا بچے کا نسب قبول کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ درمیان میں نہ ہو۔ ورنہ مرد کو طلاق بائن کے بعد بھی لعان کا حق حاصل ہے کیوں کہ وہ عورت کو بدنام کرنے کے لیے نہیں بلکہ خود ایک ایسے بچے کی ذمہ داری سے بچنے کے لیے لعان کر رہا ہے جسے وہ اپنا نہیں سمجھتا۔ قریب قریب یہی رائے امام شافعی کی بھی ہے۔

۱۲۔ لِعان کے قانونی نتائج میں سے بعض متفق علیہ ہیں، اور بعض میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے:

متفق علیہ نتائج یہ ہیں: عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔ مرد بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا قرار پائے گا، نہ باپ کی طرف منسوب ہوگا نہ اس سے میراث پائے گا، ماں اس کی وارث ہوگی اور وہ ماں کا وارث ہوگا۔ عورت کو زانیہ اور اس کے بچے کو ولد الزنا کہنے کا کسی کو حق نہ ہوگا، خواہ لعان کے وقت اس کے حالات ایسے ہی کیوں نہ ہوں کہ لوگوں کو اس کے زانیہ ہونے میں شک نہ رہے۔ جو شخص لعان کے بعد اس پر یا اس کے بچے پر سابق الزام کا اعادہ کرے گا وہ حد کا مستحق ہوگا۔ عورت کا مہر ساقط نہ ہوگا۔ عورت دورانِ عدت میں مرد سے نفقہ اور مسکن پانے کی حق دار نہ ہوگی۔ عورت اس مرد کے لیے حرام ہو جائے گی۔

اختلاف دو مسئلوں میں ہے۔ ایک یہ کہ لعان کے بعد عورت اور مرد کی علیحدگی کیسے ہوگی؟ دوسرے یہ کہ لعان کی بنا پر علیٰحدہ ہو جانے کے بعد کیا ان دونوں کا پھر مل جانا ممکن ہے؟ پہلے مسئلے میں امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جس وقت مرد لعان سے فارغ ہو جائے اسی وقت فرقت آپ سے آپ واقع ہو جاتی ہے خواہ عورت جوابی لعان کرے یا نہ کرے۔ امام مالک، لیث بن سعد اور زُفر کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں جب لعان سے فارغ ہوں تب فرقت واقع ہوتی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں کہ لعان سے فرقت آپ ہی آپ واقع نہیں ہو جاتی بلکہ عدالت کے تفریق کرانے سے ہوتی ہے۔ اگر شوہر خود طلاق دے دے تو بہتر، ورنہ حاکم عدالت ان کے درمیان تفریق کا اعلان کرے گا۔ دوسرے مسئلے میں امام مالک، ابو یوسف، زُفر، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، شافعی، احمد بن حنبل اور حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ لعان سے جو زوجین جدا ہوئے ہوں وہ پھر ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، دوبارہ وہ باہم نکاح کرنا بھی چاہیں تو کسی حال میں نہیں کر سکتے۔ یہی رائے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بھی ہے۔ بخلاف اس کے سعید بن مسیّب، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جبیر، ابوحنیفہ اور محمد رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ اگر شوہر اپنا جھوٹ مان لے اور اس پر حدِّ قذف جاری ہو جائے تو پھر ان دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے کے لیے حرام کرنے والی چیز لعان ہے۔ جب تک وہ اس پر قائم رہیں، حرمت بھی قائم رہے گی۔ مگر جب شوہر اپنا جھوٹ مان کر سزا پا گیا تو لعان ختم ہو گیا اور حرمت بھی اٹھ گئی۔

ماخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی اللعان حدیث ۲۲۵٦۔

(۲) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی اللعان حدیث۲۲۵٤۔☆ نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب کیف اللعان ابن ماجه ج۱۔کتاب الطلاق، باب اللعان۔☆بخاری ج۲۔کتاب التفسیر۔ سورة النور، باب قوله۔ ویدرأ عنها العذاب ان تشهد شهادات باللّٰه انه لمن الصّٰدقین۔☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان (بهت مختصر)۔☆ المستدرك ج۲۔ کتاب الطلاق۔ مسئلة اللعان۔

(۳) مسلم ج۱۔کتاب اللعان حدیث۱٤۹۳۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی اللعان۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الطلاق واللعان۔ باب ماجاء فی اللعان۔☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب عظة الامام الرجل والمرأة عند اللعان۔

(٤) بخاری ج۲ کتاب الطلاق، باب قول النبی ﷺ لوکنت راجماً بغیر بیّنة۔☆مسلم ج۱ کتاب اللعان۔☆نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق۔ باب قول الامام اللّٰهُمَّ بین۔☆مسند احمد ج۱ ص۳۳۵ ۔۳۳٦عن ابن عباس۔

(۵) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق، باب اللعان من طلق بعد اللعان۔☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی اللعان۔☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب الرخصة فی ذلك اور باب بدء اللعان۔☆ ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب ۲۷اللعان۔☆سنن دارمی ج۲۔کتاب النکاح باب فی اللعان۔

(٦) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق، باب التلاعن فی المسجد۔☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی اللعان۔☆ابنِ ماجه ج۱۔کتاب الطلاق باب اللعان۔

(۷) نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ بحواله سنن دارقطنی۔

(۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ص۴۱۰۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ص۱۱۲۔ اور فتح القدیر للشوکانی ج٤ ص۱۱پر المتلاعنان لایجتمعان ابداً موقوفا علی عمرؓ وابن مسعود، وعلیؓ منقول هے۔☆موقوفاً علی عمر، وابن عمرؓ وابن مسعود، ولم یرویاه مرفوعاً اصلا۔ بحواله نصب الرأیة ج۳۔ص۲۵۱۔

(۹) بخاری ج۲ کتاب الطلاق، باب التفریق بین المتلاعنین۔☆مسلم ج۱ کتاب اللعان۔

(۱۰) بخاری ج۲ کتاب الطلاق، باب صداق الملاعنة۔☆نسائی ج٦ کتاب الطلاق باب استتابة المتلاعنین بعد اللعان۔

(۱۱) بخاری ج۲۔ کتاب الطلاق، باب المتعة التی لم یفرض لها اور دوسری جگه ابعد لك کے بعد منها نهیں هے۔ ☆مسلم ج۱کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲کتاب الطلاق باب فی اللعان۔ ☆نسائی ج٦کتاب الطلاق باب

اجتماع المتلاعنین۔☆نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ باب اللعان۔☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷۔کتاب اللعان باب لعان الزوجین بمحضر طائفة من المؤمنین۔ اس میں ابعد لك منها او منه ھے اس میں فذاك ابعد لك کے بعد فیه اوفیها ھے۔☆فتح القدیر للشوکانی ج۴۔ ص۱۱۔☆مسند احمد ج۲ص۱۱۔ ابن عمر۔ اس نے منها روایت نہیں کیا۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج۷۔ ص۱۱۹۔عن ابن عمر۔

(۱۲) بخاری ج۲۔ کتاب الطلاق، باب یُلْحَقُ الولدُ بالمُلَاعِنَةِ۔☆مسلم ج۱کتاب اللعان۔☆نسائی ج۶۔ کتاب الطلاق۔ باب نفی الولد باللعان والحاقه بامه۔☆ ابن ماجه ج۱۔ کتاب الطلاق۔ باب اللعان۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب النکاح باب فی اللعان عن ابن عمر۔

(۱۳) ابو داؤد ج۲کتاب الطلاق، باب فی اللعان۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ص ۴۱۰عن سهل بن سعد ساعدی۔

(۱۴) دارقطنی ج۲کتاب النکاح۔

(۱۵) دارقطنی ج۲کتاب الحدود۔

(۱۶) نسائی ج۶۔کتاب النکاح، باب تزویج الزانیة۔☆ نسائی ج۶باب ماجاء فی الخلع کے تحت عن ابن عباس کے حواله سے روایت کو مرفوع بیان کرکے کہاھے قال ابوعبدالرحمن هذا خطاء والصواب مرسل۔

(۱۷) ابو داؤد ج۲کتاب النکاح، باب النهی عن التزویج من لم یلد من النساء۔

(۱۸) بخاری ج۲۔کتاب المحاربین من اهل الکفرة والردة باب من رای مع امرأته رجلا فقتله۔☆بخاری ج۲کتاب النکاح باب الغیرة۔ ☆مسلم ج۲کتاب اللعان۔

(۱۹) مسلم ج۲کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۴کتاب الدیات باب من وجدمع اهله رجلا أیقتلهٗ؟۔اس کو السنن الکبریٰ ج۸کتاب الحدود۔ باب الشهود فی الزنا میں بھی لیا گیاھے۔☆ مؤطا ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔ ☆ابو داؤد ج۴کتاب الدیات باب من وجد مع اهله رجلا أیقتلهٗ؟

(۲۰) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق باب اذا عرض بنفی الولد۔☆بخاری ج۲۔کتاب المحاربین باب ماجاء فی التعریض۔ ☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق۔ باب اذا شك فی الولد۔☆نسائی ج۶ کتاب الطلاق باب اذا عرض بامرأته وشکت فی ولده واراد الانتفاء منه۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح ج۱۔باب الرجل یشك فی ولده۔

(۲۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب اذا شك فی الولد۔☆نسائی ج۸کتاب النکاح باب التغلیظ فی الانتفاء من الولد۔☆سنن دارمی ج۲کتاب النکاح، باب من جحد ولدهٗ وهویعرفهٗ۔ عن ابی هریرةؓ۔ ☆نسائی نے یوم القیامة کا اضافه بھی نقل کیاھے۔☆ابن ماجه کتاب الفرائض باب من انکر ولده حدیث نمبر۳۷۴۳۔☆المستدرك للحاکم ج۲ کتاب الطلاق باب مسئلة اللعان۔☆کنز العمال ج۵ حدیث ۱۳۰۰۸۔

اختیارات وحقوق

مرد کے اختیارات

١١٤ ۔ اِضْرِبُوْهُنَّ اِذَا عَصَيْنَكُمْ فِي الْمَعْرُوْفِ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلاَ يَضْرِبُ الْوَجْهَ وَلاَ يُقَبِّحُ.

''اگر وہ تمہارے کسی جائز حکم کی نافرمانی کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ منہ پر نہ مارے اور گالم گلوچ نہ کرے۔''

تخریج: حَدَّثَنِي الْمُثَنّٰى، قَالَ: ثَنَا حِبَّانُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا يَحْيٰ بْنُ بِشْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهِ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَمُبَرِّحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِضْرِبُوْهُنَّ اِذَا عَصَيْنَكُمْ فِي الْمَعْرُوْفِ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.(١)

مرد کی قوامیت

١١٥ ۔ اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ. (بخاری)

''مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمراں ہے۔ اور اپنی رعیت میں اپنے عمل پر وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔''

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَان، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ، فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهِ، وَهُوَمَسْئُوْلٌ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، اَلَآ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ.(٢)

ترجمہ: حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سب حکمراں ہو اور سب اپنے اپنے عمل کے اللہ کے حضور جواب دہ ہو۔ امام حکمراں ہے وہ اپنے اعمال کا خدا کے حضور جواب دہ ہے اور مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمراں ہے وہ ان کے بارے میں خدا کے ہاں جواب دہ ہے، اور عورت نگراں ہے اپنے شوہر کے گھر کی وہ جواب دہ ہے، اور غلام نگراں ہے اپنے مالک کے مال پر وہ اس بارے میں جوابدہ ہے۔ سنو تم سب حکمراں ہو اور تم سب سے خدا کے ہاں باز پرس ہو گی۔

⟨۲⟩حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا تم سب نگراں ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور امیر بھی نگراں ونگہبان ہے اور مرد اپنے گھر والوں پر نگراں ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگراں ہے۔ پس تم سب نگراں ہو اور سب سے اپنی اپنی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

⟨۳⟩اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ قَالَ: وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ: وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور امام نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہوگا اور مرد اپنے اہل وعیال پر نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم (گھریلو ملازم) اپنے مالک کے مال میں نگرانی کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ گمان ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا بھی نگراں ہے اور اس سے باز پرس اس کی رعیت کے متعلق ہوگی۔ اور تم سب نگراں ہو تم سب سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

⟨۴⟩عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْءَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُالرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(٥)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سن لو! تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پرسش ہوگی۔ اور لوگوں کا امام بھی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند اور اس کی اولاد پر نگراں ہے اس سے ان سب کے بارے میں پرسش ہوگی اور آدمی کا غلام اپنے مالک وآقا کے مال پر نگراں ہے اس سے اسی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ غور سے سن لو تم سب نگراں ونگہبان ہو اور سب سے اس کی رعیت کے متعلق پرسش ہوگی۔

﴿۵﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، فَالْاَمِيْرُ الَّذِىْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهُوَمَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(٦)

اس روایت میں عنھم ضمیر جمع مذکر بیان کی گئی ہے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سنو! کہ تم سب نگراں ومحافظ ہواور تم میں سے ہرایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔لوگوں پر جو امیر مقرر ہوا ہے وہ ان سب پر نگراں ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا اور مرد محافظ ونگراں ہے اپنے گھر والوں پر اور اس سے سب گھر والوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگراں ہے، ان کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔اور غلام اپنے مالک وآقا کے مال پر نگراں ہے، اس سے اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ لہٰذا تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری کا جواب دہ ہے۔

تشریح : خاندان میں مرد کی حیثیت قوّام کی سی ہے، یعنی وہ خاندان کا حاکم ہے، محافظ ہے، اخلاق اور معاملات کا نگراں ہے، اس کی بیوی اور بچوں پر اس کی اطاعت فرض ہے (بشرطیکہ وہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کا حکم نہ دے) اور اس پر خاندان کے لیے روزی کمانے اور ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کی ذمہ داری ہے۔

۱۱٦ ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا وَزَوْجُهَا كَارِهٌ لَعَنَهَا كُلُّ مَلَكٍ فِى السَّمَاءِ وَكُلُّ شَىْءٍ مَرَّتْ عَلَيْهِ غَيْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰى تَرْجِعَ . (كشف الغمة)

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلتی ہے تو آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور جن وانس کے سوا ہر وہ چیز جس پر سے وہ گزرتی ہے پھٹکار بھیجتی ہے تاوقتیکہ وہ واپس نہ ہو۔''

تخریج:﴿۱﴾ اَيُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَابِغَيْرِاِذْنِهٖ لَعَنَهَا كُلُّ شَىْءٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اِلَّااَنْ يَرْضٰى عَنْهَا زَوْجُهَا.(٧)

ترجمہ : جو عورت بھی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے شوہر کے گھر سے باہر نکلے اس پر ہر اس چیز نے لعنت کی ہے جس پر شمس وقمر طلوع کریں الا یہ کہ اس کا شوہر راضی ہو جائے۔

خطیب بغدادی نے حضرت انس کے حوالہ سے مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے:

﴿۲﴾اَيُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَتْ فِىْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى تَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهَا اَوْ يَرْضٰى عَنْهَا زَوْجُهَا.(٨)

ترجمہ: جو عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نکلی وہ اس وقت تک اللہ کی ناراضگی کی لپیٹ میں رہتی ہے جب تک کہ وہ واپس گھر لوٹ نہیں آتی یا اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔

۱۱۷۔ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لاَ طَاعَةَ لِمَنۡ لَّمۡ یُطِعِ اللّٰهَ. رَوَاهُ اَحۡمَدُ مِنۡ حَدِیۡثٍ وَلاَ طَاعَةَ فِیۡ مَعۡصِیَةِ اللّٰهِ. (مسنداحمد)

''نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی اطاعت نہ کرے، اس کی اطاعت نہ کی جائے۔ اللہ کی نافرمانی میں کسی شخص کی فرمانبرداری نہیں کی جاسکتی ہے۔ فرمانبرداری صرف معروف میں ہے (ایسے حکم میں جو جائز اور معقول ہو)۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ مُثَنّٰی وَابۡنُ بَشَّارٍ وَاللَّفۡظُ لِابۡنِ مُثَنّٰی، قَالاَ: نَا مُحَمَّدُ بۡنُ جَعۡفَرٍ، قَالَ: نَاشُعۡبَةُ عَنۡ زُبَیۡدٍ، عَنۡ سَعۡدِ بۡنِ عُبَیۡدَةَ، عَنۡ اَبِیۡ عَبۡدِالرَّحۡمٰنِ عَنۡ عَلِیٍّ، اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ جَیۡشًا وَاَمَّرَعَلَیۡهِمۡ رَجُلاً، فَاَوۡقَدَ نَارًا، وَقَالَ: اُدۡخُلُوۡهَا، فَاَرَادَ نَاسٌ اَنۡ یَّدۡخُلُوۡهَا وَقَالَ الۡاٰخَرُوۡنَ اِنَّا فَرَرۡنَا مِنۡهَا، فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِرَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِیۡنَ اَرَادُوۡا اَنۡ یَّدۡخُلُوۡهَا: لَوۡدَخَلۡتُمُوۡهَا، لَمۡ تَزَالُوۡا فِیۡهَا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَةِ، وَقَالَ لِلۡاٰخَرِیۡنَ قَوۡلاً حُسۡنًا قَالَ: لاَطَاعَةَ فِیۡ مَعۡصِیَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الۡمَعۡرُوۡفِ. (۹)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کسی طرف روانہ فرمایا، ایک آدمی کو ان پر امیر لشکر مقرر کیا۔ اس آدمی نے آگ جلا کر ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ کچھ لوگوں نے تو سوچا کہ اس میں داخل ہو جائیں (امیر کے حکم کی تعمیل میں) مگر کچھ دوسروں نے کہا اسی سے تو ہم نے فرار کی راہ لی ہے۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا گیا۔ جن لوگوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا ان کے متعلق آپ نے فرمایا: اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اسی میں رہتے، اور داخل نہ ہونے والوں کے بارے میں عمدہ اور اچھی بات فرمائی، اور کہا اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو صرف معروف میں ہے۔

اس طرح خاندان کی تنظیم اس طور پر کی گئی ہے کہ اس کا ایک سردھرا اور صاحب امر ہو جو شخص اس نظم میں خلل ڈالنے کی کوشش کرے اس کے حق میں نبی ﷺ کی یہ وعید ہے کہ:

۱۱۸۔ مَنۡ اَفۡسَدَ امۡرَاَةً عَلٰی زَوۡجِهَا فَلَیۡسَ مِنَّا. (کشف الغمه)

''جو کوئی عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کرنے کی کوشش کرے اس کا کچھ تعلق ہم سے نہیں۔'' (پردہ، باب ۱۰: مرد...)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیۡ اَبِیۡ، ثَنَا اَبُوا الۡجَوَّابِ، ثَنَا عَمَّارُ ابۡنُ رُزَیۡقٍ، عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عِیۡسٰی، عَنۡ عِکۡرِمَةَ، عَنۡ یَحۡیٰ بۡنِ یَعۡمُرَ، عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنۡ خَبَّبَ خَادِمًا عَلٰی اَهۡلِهَا فَلَیۡسَ مِنَّا، وَمَنۡ اَفۡسَدَ اِمۡرَاَةً عَلٰی زَوۡجِهَا فَلَیۡسَ هُوَمِنَّا. (۱۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی کے غلام کو اس کے مالکوں کے خلاف خراب کیا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جس نے کسی عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کرنے کی کوشش کی اس کا کچھ تعلق ہم سے نہیں۔

مرد کے حقوق

۱۱۹ ۔ اِنَّ لَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّایُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ.

’’تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ہاں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ جَمِیْعًا عَنْ حَاتِمٍ، قَالَ اَبُوْبَکْرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ ابْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْمَدَنِیُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ:دَخَلْنَا عَلٰی جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَیَّ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ ابْنِ حُسَیْنٍ...فَاَتٰی بَطْنَ الْوَادِیِّ، فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ:اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا ــــ فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ وَلَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّایُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ. فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِکَ فَاضْرِبُوْھُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ ...(۱۱)

ترجمہ : حضرت محمد بن علی بن حسین کا بیان ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آنے والے لوگوں کے بارے میں پوچھا (کہ کون کون صاحب ہیں؟) تا آنکہ مجھ تک پہنچے میں نے عرض کیا میں محمد ہوں علی بن حسین کا بیٹا (حضرت جابر نے حج کے متعلق لمبی حدیث بیان کی جس میں یہ حصہ تھا) نبی ﷺ وادی کے درمیان میں پہنچے تو لوگوں سے خطاب فرمایا کہ یقیناً تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن اس ماہ مبارک میں، تمہارے اس شہر میں تم پر حرام ہے ـــــ لہٰذا اللہ سے عورتوں کے معاملہ میں ڈرو تم لوگوں نے ان کو حاصل کیا ہے اللہ کی امان کے واسطہ و ذریعہ سے اور ان کی شرم گاہوں کو اللہ کے حکم سے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ہاں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو جو جسم پر اپنا نشان نہ چھوڑے (معمولی مار)...

۱۲۰ ۔ لَا تُصَدِّقُ بِشَیْءٍ مِّنْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَاِنْ فَعَلَتْ کَانَ لَہُ الْاَجْرُ وَعَلَیْھَا الْوِزْرُ وَلَا تَخْرُجُ مِنْ بَیْتِہٖ اِلَّابِاِذْنِہٖ.

’’وہ اس کے گھر میں سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے، اگر ایسا کرے گی تو اجر شوہر کو ملے گا اور گناہ عورت پر ہوگا، نیز وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نہ نکلے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاؤُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: اِنَّ امْرَأَةً اَتَتْهُ، فَقَالَتْ: مَاحَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی امْرَأَتِهٖ؟ فَقَالَ: لَاتَمْنَعُهُ نَفْسَهَا وَاِنْ کَانَتْ عَلٰی ظَهْرِ قَتَبٍ، وَلَا تُعْطِیْ مِنْ بَیْتِهٖ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ، فَاِنْ فَعَلَتْ ذَالِکَ کَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَعَلَیْهَا الْوِزْرُ، وَلَاتَصُوْمُ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ اَثِمَتْ وَلَمْ تُوْجَرْ وَاَنْ لَّاتَخْرُجَ مِنْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ مَلَائِکَةُ الْغَضَبِ وَمَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ حَتّٰی تَتُوْبَ اَوْتَرْجِعَ، قِیْلَ: وَاِنْ کَانَ ظَالِمًا قَالَ: وَاِنْ کَانَ ظَالِمًا.(١٢)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھنے لگی کہ خاوند کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ شوہر سے اپنے نفس کو نہ روکے خواہ اونٹ کے پلان پر کیوں نہ بیٹھی ہو، اوراس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے اگر اس نے کچھ دے دیا تو شوہر کو اجر ملے گا اوراس کے کھاتے میں گناہ درج ہوگا۔ اور نفلی روزہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے، اگر ایسا کرے گی تو گناہ گار ہوگی اجر وثواب نہیں ملے گا اوراس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہ نکلے۔ اگر نکلے گی تو ملائکہ غضب اور ملائکہ رحمت دونوں اس پر لعنت کرتے رہیں گے تا آنکہ وہ توبہ کرلے یا واپس لوٹ آئے۔ کہا گیا خواہ شوہر کا رویہ ظالمانہ ہو، فرمایا خواہ خاوند ظالم ہو۔

۱۲۱۔ لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ یَوْماً وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ مِّنْ غَیْرِ رَمَضَانَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

’’عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں رمضان کے سوا نفل روزے اس کی اجازت کے بغیر ایک دن بھی نہ رکھے۔‘‘

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ، قَالَا: نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ یَوْمًامِنْ غَیْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.(١٣)

قَالَ اَبُوْعِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ.

ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی نقل کی ہے:

﴿۲﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النِّسَآءَ اَنْ یَّصُمْنَ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ.(١٤)

ترجمہ: حضرت ابوسعید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا منع فرمایا۔

﴿۳﴾ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَصُوْمُ امْرَأَةٌ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ غَیْرَ رَمَضَانَ الحدیث.(١٥)

﴿۴﴾ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ یَوْمًا وَاحِدًا وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِلَّا رَمَضَانَ.(١٦)

﴿۵﴾ وَاَنْ لَّاتَصُوْمَ یَوْمًا وَاحِدًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِلَّاالْفَرِیْضَةَ فَاِنْ فَعَلَتْ اَثِمَتْ وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنْهَا الخ.(١٧)

سنن دارمی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت:

﴿۶﴾عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لاَ تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ یَوْمًا تَطَوُّعًا فِیْ غَیْرِ رَمَضَانَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّابِاِذْنِهٖ.(۱۸)

﴿۷﴾حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَایَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّابِاِذْنِهٖ الحدیث.(۱۹)

۱۲۲ ـ خَیْرُالنِّسَاءِ امْرَأَةٌ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْهَا سَرَّتْکَ وَاِذَا اَمَرْتَهَا اَطَاعَتْکَ وَاِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْکَ فِیْ مَالِکَ وَنَفْسِهَا.

''بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے اور جب تو اس کو حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے اور جب تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال اور اپنے نفس میں تیرے حق کی حفاظت کرے۔''

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنِی الْمُثَنّٰی، قَالَ: ثَنَا اَبُوْصَالِحٍ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَیْرُ النِّسَآءِ امْرَأَةٌ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْهَا سَرَّتْکَ، وَاِذَا اَمَرْتَهَا اَطَاعَتْکَ، وَاِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْکَ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِکَ.(۲۰)

﴿۲﴾ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ: مَااسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ، بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ، خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ، وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ، وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ، وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ.(۲۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے تقویٰ کے بعد ایک مومن کے لیے ایک صالح بیوی سے زیادہ اچھی اور مفید کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اگر اس کی طرف دیکھے تو خاوند کو خوش کردے اور اگر اس کے اعتماد پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اسے سچا کر دکھائے اور خاوند کی غیر حاضری وعدم موجودگی میں اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیر خواہی کرے۔

عبداللہ بن سلام سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے مروی ہے:

﴿۳﴾عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: خَیْرُ النِّسَآءِ تَسُرُّکَ اِذَا اَبْصَرْتَ وَتُطِیْعُکَ اِذَا اَمَرْتَ وَتَحْفَظُ غَیْبَتَکَ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِکَ.(۲۲)

ترجمہ: عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تجھے خوش کردے اور جب تو اسے حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور تیری عدم موجودگی میں اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

﴿۴﴾ اَخبَرَنَا قُتَیبَۃُ، قَالَ:حَدَّثَنَا اللَّیثُ، عَنِ ابنِ عَجلاَنَ، عَن سَعِیدِ ابنِ الْمَقبُرِیِّ، عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ، قَالَ:قِیلَ لِرَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، اَیُّ النِّسَآءِ خَیرٌ؟ قَالَ: الَّتِی تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَاتُخَالِفُہٗ فِی نَفسِھَا وَمَالِھَا بِمَایَکرَہُ.(۲۳)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر اوراچھی ہے؟ فرمایا وہ عورت کہ جب تو اسے دیکھے تو تجھے خوش کردے اور جب تو اسے حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور اپنے نفس و مال میں جو خاوند کو ناپسند ہو اس سے مخالفت نہ کرے۔

﴿۵﴾ اَلاَ اُخبِرُکَ بِخَیرِ مَایَکنِزُ الْمَرءُ؟ اَلْمَرأَۃُ الصَّالِحَۃُ : اِذَا نَظَرَ اِلَیھَا سَرَّتہُ، وَاِذَا اَمَرَھَا اَطَاعَتہُ، وَاِذَا غَابَ عَنھَا حَفِظَتہُ.(۲٤)

ترجمہ : کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ مرد کا بہترین خزانہ کیا ہے؟ صالحہ عورت، جب مرد اس کی طرف نظر اٹھائے تو اسے سرور ومسرت دے اور جب اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر اس کے پاس نہ ہوا (غیر حاضر ہو) تو اس کی حفاظت کرے۔

﴿۶﴾ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ اَیُّ النِّسَآءِ خَیرٌ؟ قَالَ:اَلَّتِی تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیھَا وَتُطِیعُہٗ اِذَا اَمَرَھَا وَلَاتُخَالِفُہٗ فِی نَفسِھَا وَلَامَالِھَا.(۲۵)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ عورتوں میں بہتر عورت کون سی ہے؟ فرمایا، وہ عورت جب مرد اسے دیکھے تو اسے خوش کردے اور جب حکم دے تو اس کی اطاعت کرے نیز اپنے نفس و مال کے معاملہ میں خاوند کی مخالفت نہ کرے۔

﴿۷﴾ عَن عَمرِو بنِ یَحیٰ بنِ جَعدَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:خَیرُ فَائِدَۃٍ اسْتَفَادَھَا الْمُسلِمُ بَعدَ الْاِسلَامِ امرَأَۃٌ جَمِیلَۃٌ، تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیھَا، وَتُطِیعُہٗ اِذَا اَمَرَھَا وَتَحفَظُہٗ اِذَا غَابَ عَنھَا فِی مَالِہٖ وَنَفسِھَا.

ترجمہ : عمرو بن یحیی بن جعدہ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ اسلام لانے کے بعد بہتر فائدہ جو مسلمان نے حاصل کیا وہ بہتر عادات والی عورت ہے جب مرد اسے دیکھے تو اسے مسرت حاصل ہو اور جب اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے۔خاوند کی عدم موجودگی میں شوہر کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔

۱۲۳ ـ لاَطَاعَۃَ لِمَخلُوقٍ فِی مَعصِیَۃِ الْخَالِقِ.

’’خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔‘‘

تخریج: قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَطَاعَةُ الْوَالِدَیْنِ وَاجِبَةٌ فِی الْمَعْرُوْفِ لَافِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ.(٢٦)

تشریح: اس عام حکم اطاعت (شوہر کی اطاعت) میں صرف ایک استثناء ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر عورت سے اس کا شوہر اللہ کی معصیت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کا حکم ماننے سے انکار کر سکتی ہے بلکہ اسے انکار کر دینا چاہیے۔ مثلاً وہ فرض نماز اور روزے سے منع کرے، یا شراب پینے کا حکم دے، یا پردۂ شرعی ترک کرائے، یا فواحش کا ارتکاب اس سے کرانا چاہے، تو عورت نہ صرف اس کی مجاز ہے، بلکہ اس کا فرض ہے کہ شوہر کے ایسے حکم کو ٹھکرا دے۔ اس لیے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (حقوق الزوجین، اصول قانون:...حقوق)

شوہر کی اطاعت کے حدود

١٢٤۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے، جب تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔''

تشریح: یہاں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت سے اہم اور اقدم اپنے خالق کی اطاعت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شوہر خدا کی معصیت کا حکم دے یا خدا کے عائد کیے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کی اطاعت سے انکار کر دینا عورت کا فرض ہے اس صورت میں اگر وہ اس کی اطاعت کرے گی تو گناہ گار ہوگی[1] بخلاف اس کے اگر شوہر اپنی بیوی کو نفل نماز یا نفل روزہ ترک کرنے کے لیے کہے تو لازم ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے اس صورت میں اگر وہ نوافل ادا کرے گی تو مقبول نہ ہوں گے۔ (تفہیم القرآن ج ۱، النساء، حاشیہ: ۵۸)

١٢٥۔ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْءَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلآئِکَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ. (بخاری)

''جو عورت اپنے شوہر سے اجتناب کر کے اس سے الگ رات گزارے، اس پر ملائکہ لعنت بھیجتے ہیں جب تک کہ وہ رجوع نہ کرے۔''

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ.(٢٧)

---

[1] حدیث میں ہے کہ ''اگر خداوند کریم اپنے بعد کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو وہ بیوی کے لیے اس کا شوہر ہوتا۔'' اس کا مقصد عورت کے لیے اس کے شوہر کی اہمیت پر زور دینا ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ عورت کے لیے معبود کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ مقصد عورت کے ذہن نشین یہ بات کرنا ہے کہ شوہر کے بغیر اس کو معاشرے میں عزت اور حفاظت حاصل نہیں ہو سکتی، اس لیے اسے حتی الامکان اپنے شوہر سے موافقت کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور اس کے مقابلے میں نشوز کی روش اختیار نہ کرنی چاہیے۔ اس کو اگر کوئی شخص ظلم سے تعبیر کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے خود پوچھ لے کہ شوہر کے بغیر ان کی زندگی کیسی گزرتی ہے۔ (مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اول، ۱۱۱: بیوی...)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات بسر کرے تو اس کی واپسی تک ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالاَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَاشُعْبَةُ، قَالَ:سَمِعْتُ قَتَادَةَ یُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ.(۲۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر رات گزارتی ہے تو صبح کی آمد تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

〈۳〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَامِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهَا، فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا.

ایک اور روایت میں ہے:

〈۴〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ، فَلَمْ تَاْتِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ.(۲۹)

〈۵〉حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَیْمَانَ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ، فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ.(۳۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

〈۶〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ، فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ(۳۱)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے شوہر غصے اور ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

—— تَابَعَهٗ شُعْبَةُ، وَاَبُوْحَمْزَةَ وَابْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

〈۷〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ، (فَاَبَتْ) فَلَمْ تَاْتِهٖ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ. (۳۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد اپنی بیوی کو صنفی خواہش کے لیے اپنے بستر پر آنے کے لیے بلاتا ہے اور وہ نہیں آتی۔ شوہر ناراضگی کی حالت میں رات گزارتا ہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

〈۸〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنِ امْرَأَةٍ یَطْلُبُ زَوْجُهَا مِنْهَا حَاجَةً فَتَاْبٰی فَیَبِیْتُ وَهُوَ عَلَیْهَا غَضْبَانُ اِلَّا بَاتَتْ تَلْعَنُهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی یُصْبِحَ. (۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت ایسی نہیں کہ اس کا شوہر اس سے اپنی صنفی خواہش پوری کرنے کا مطالبہ کرے، اور وہ عورت انکار کرے اور شوہر اس حال میں رات گزارے کہ وہ اس پر ناراض ہو مگر ایسی صورت میں رات گزارتی ہے تو صبح تک ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

〈۹〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَامِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهَا، فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا. (۳۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب مرد اپنی بیوی کو اپنی جنسی خواہش کے لیے اپنے بستر پر آنے کے لیے بلاتا ہے اور وہ آنے سے انکار کر دیتی ہے تو جو آسمان پر ہے وہ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ شوہر اس سے راضی نہیں ہو جاتا۔

۱۲۶۔ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ امْرَأَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا. (ترمذی)

''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھ لے۔ اور اس کے حسن سے متاثر ہو تو اپنی بیوی کے پاس چلا جائے، کیونکہ اس کے پاس وہی ہے جو اس کے پاس تھا۔'' (پردہ، باب ۱۰: نکاح)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَاعَبْدُالْاَعْلٰی بْنِ عَبْدِالْاَعْلٰی، نَاهِشَامُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ الدَّسْتَوَائِیُّ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی امْرَأَةً، فَدَخَلَ عَلٰی زَیْنَبَ، فَقَضٰی حَاجَتَهٗ، وَخَرَجَ، وَقَالَ: اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اَقْبَلَتْ، اَقْبَلَتْ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ، فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ امْرَأَةً فَاَعْجَبَتْهُ، فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ، فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا. (۳۵)

—— وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، حَدِیْثُ جَابِرٍ۔ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

〈۲〉 اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ امْرَأَةً حَسْنَآءَ فَاَعْجَبَتْهُ، فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ، فَاِنَّ الْبُضْعَ وَاحِدٌ، وَمَعَهَا مِثْلُ الَّذِیْ مَعَهَا. (۳۶)

بیوی کے حقوق

یہ خیال کہ عورت کی پوزیشن خانگی زندگی میں فروتر رکھی گئی ہے وہ یہ کہ مرد کو چار چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ اگر آپ غور کریں تو یہ بات بہت آسانی کے ساتھ آپ کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ عورت کے لیے تین سوکنوں کا برداشت کرنا جتنا تکلیف دہ ہے اس سے بدرجہا زیادہ تکلیف دہ چیز اس کے لیے یہ ہوسکتی ہے کہ اس کے شوہر کی کئی محبوبائیں اور داشتائیں ہوں۔ اسلام نے اسی کو روکنے کے لیے مرد کو ایک سے زائد نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ ایک مرد ناجائز تعلقات میں جتنا بے باک ہوسکتا ہے، شادیاں رچانے میں اتنا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ شادی کی صورت میں مرد کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا ہے اور طرح طرح کی پیچیدگیوں سے اسے سابقہ پیش آتا ہے۔ یہ دراصل عورتوں ہی کے فائدے کے لیے ایک روک تھام ہے نہ کہ مردوں کے لیے بے جا رعایت۔ دوسرے طریقے کا تجربہ آجکل مغرب کی سوسائٹی کر رہی ہے وہاں ایک طرف تو جائز سوکنوں کا سدباب کر دیا گیا ہے۔ لیکن دوسری طرف ناجائز سوکنوں سے عورت کو بچانے کا کوئی انتظام اس کے سوا نہیں کیا گیا کہ وہ انہیں برداشت نہ کر سکے تو شوہر سے طلاق حاصل کرنے کے لیے عدالت میں نالش کر دے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اس سے عورت کی مصیبت کچھ کم ہوگئی ہے؟ چھڑی چھٹانک عورت تو شاید سوکن سے بچنے کے لیے طلاق کو آسان سمجھ لے مگر کیا بچوں والی عورت کے لیے بھی یہ نسخہ آسان ہے؟ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: بیوی...)

۱۲۷۔ سَأَلَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ: اُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اَبُوْکَ. (بخاری)

''ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! مجھ پر حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا ''تیری ماں کا'' اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا ''تیری ماں'' اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا، ''تیری ماں'' اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا ''تیرا باپ''۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اَبُوْکَ. (۳۷)

﴿۲﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اَبُوْکَ. (۳۸)

—— مسلم کی ایک دوسری روایت میں مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ بھی منقول ہے۔

تشریح: حضورؐ ہی نے بیٹے کو بتایا کہ خدا اور رسول کے بعد سب سے زیادہ عزت اور قدر و منزلت اور حسن سلوک کی مستحق تیری ماں ہے۔

۱۲۸ ۔ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ. (بخاری)

''اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کردی ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ:حَدَّثنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ وَرَّادٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ: وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةِ الْمَالِ.(۳۹)

ترجمہ: حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی، حقداروں کا حق نہ دینا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کیا ہے اور تمہارے لیے قیل وقال، اور کثرتِ سوال اور اضاعتِ مال کو مکروہ قرار دیا ہے۔

۱۲۹ ۔اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ. (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ:حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.(۴۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورت پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے تو اسے توڑ بیٹھے گا۔ اور اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

تشریح: حضورؐ ہی نے انسان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ جذبات کی فراوانی اور حسیات کی نزاکت اور انتہا پسندی کی جانب میل وانعطاف عورت کی فطرت میں ہے اسی فطرت پر اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور یہ انوثت کے لیے عیب نہیں، اس کا حسن ہے۔ تم اس سے جو کچھ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہو اسی فطرت پر قائم رکھ کر ہی اٹھا سکتے ہو، اگر اس کو مردوں کی طرح سیدھا اور سخت بنانے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔

۱۳۰ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ جب تک حضورؐ زندہ رہے ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے میں احتیاط کرتے تھے کہ مبادا ہمارے حق میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔ جب حضورؐ نے وفات پائی تب ہم نے کھل کر بات کرنی شروع کی۔ (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:كُنَّا نَتَّقِى الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآءِ نَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ هَيْبَةَ اَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.(۴۱)

تشریح: اس طرح محمد ﷺ وہ پہلے اور درحقیقت آخری شخص ہیں جنہوں نے عورت کی بہ نسبت نہ صرف مرد کی، بلکہ عورت کی اپنی ذہنیت کو بھی بدل دیا اور جاہلی ذہنیت کی جگہ ایک نہایت صحیح ذہنیت پیدا کی جس کی بنیاد جذبات پر نہیں بلکہ خالص عقل اور علم پر تھی۔ پھر آپ نے باطنی اصلاح پر ہی اکتفا نہ فرمائی بلکہ قانون کے ذریعہ سے عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور مردوں کے ظلم کی روک تھام کا بھی انتظام کیا اور عورتوں میں اتنی بیداری پیدا کی کہ وہ اپنے جائز حقوق کو سمجھیں اور ان کی حفاظت کے لیے قانون سے مدد لیں۔

سرکار رسالتمآبؐ کی ذات میں عورتوں کو ایک ایسا رحیم و شفیق حامی اور ایسا زبردست محافظ مل گیا تھا کہ اگر ان پر ذرا سی بھی زیادتی ہوتی تو وہ شکایت لے کر بے تکلف حضورؐ کے پاس دوڑ جاتی تھیں، اور مرد اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں ان کی بیویوں کو آنحضرتؐ تک شکایت لے جانے کا موقع نہ مل جائے۔

ابنِ ماجہ میں ہے کہ حضورؐ نے بیویوں پر دست درازی کرنے کی عام ممانعت فرمادی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے شکایت کی کہ عورتیں شوخ ہوگئی ہیں، ان کو مطیع کرنے کے لیے مارنے کی اجازت ہونی چاہیے، آپؐ نے اجازت دے دی۔ لوگ نہ معلوم کب سے بھرے بیٹھے تھے، جس روز اجازت ملی، اسی روز ستر عورتیں اپنے گھروں میں پٹی گئیں۔ دوسرے دن نبی ﷺ کے مکان پر فریادی عورتوں کا ہجوم ہوگیا۔ سرکار نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا، خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

۱۳۱۔ لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُوْنَ امْرَأَةً كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِيْ زَوْجَهَا فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰٓئِكَ خِيَارَكُمْ.

’’آج محمدؐ کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کررہی تھی۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی وہ تم میں ہرگز اچھے لوگ نہیں ہیں۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، انبأ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اِيَاسِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَاتَضْرِبُنَّ اِمَاءَ اللّٰهِ، فَجَاءَ عُمَرُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ ذَئِرَ النِّسَآءُ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ. فَاْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ، فَضُرِبْنَ، فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ طَائِفُ نِسَآءٍ كَثِيْرٍ، فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُوْنَ امْرَأَةً، كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِيْ زَوْجَهَا، فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰٓئِكَ خِيَارَكُمْ.(۴۲)

تشریح: اسی اخلاقی اور قانونی اصلاح کا نتیجہ ہے کہ اسلامی سوسائٹی میں عورت کو وہ بلند حیثیت حاصل ہوئی جس کی نظیر دنیا کی سوسائٹی میں نہیں پائی جاتی۔ مسلمان عورت دنیا اور دین میں مادی، عقلی اور روحانی حیثیت سے عزت اور ترقی کے ان بلند سے بلند مدارج تک پہنچ سکتی ہے جن تک مرد پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کا عورت ہونا کسی مرتبہ میں بھی اس کی راہ میں حائل نہیں

ہے۔ آج اس بیسویں صدی میں بھی دنیا اسلام سے بہت پیچھے ہے۔ افکار انسانی کا ارتقاب بھی اس مقام تک نہیں پہنچا ہے جس پر اسلام پہنچا ہے۔ مغرب نے عورت کو جو کچھ دیا ہے عورت کی حیثیت سے نہیں دیا ہے، بلکہ مرد بنا کر دیا ہے۔ عورت درحقیقت اب بھی اس کی نگاہ میں ویسی ہی ذلیل ہے جیسی پرانے دور جاہلیت میں تھی۔ گھر کی ملکہ، شوہر کی بیوی، بچوں کی ماں، ایک اصلی اور حقیقی عورت کے لیے اب بھی کوئی عزت نہیں۔ عزت اگر ہے تو اس مرد مؤنث یا زنِ مذکر کے لیے ہے جو جسمانی حیثیت سے تو عورت، مگر دماغی اور ذہنی حیثیت سے مرد ہو اور تمدن و معاشرت میں مرد ہی کے سے کام کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ انوثت کی عزت نہیں، رجولیت کی عزت ہے۔ پھر احساس پستی کی ذہنی الجھن (Inferiority Complex) کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ مغربی عورت مردانہ لباس فخر کے ساتھ پہنتی ہے، حالانکہ کوئی مرد زنانہ لباس پہن کر برسرعام آنے کا خیال بھی نہیں کرسکتا۔ بیوی بننا لاکھوں مغربی عورتوں کے نزدیک موجب ذلت ہے، حالانکہ شوہر بننا کسی مرد کے نزدیک ذلت کا موجب نہیں۔ مردانہ کام کرنے میں عورتیں عزت محسوس کرتی ہیں، حالانکہ خانہ داری اور پرورش اطفال جیسے خالص زنانہ کاموں میں کوئی مرد عزت محسوس نہیں کرتا۔ پس بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ مغرب نے عورت کو بحیثیت عورت ہونے کے کوئی عزت نہیں دی ہے۔ یہ کام اسلام اور صرف اسلام نے کیا ہے کہ عورت کو تمدن و معاشرت میں اس کے فطری مقام پر رکھ کر عزت و شرف کا مرتبہ عطا کیا۔ اور صحیح معنوں میں انوثت کے درجہ کو بلند کر دیا۔ اسلامی تمدن عورت کو عورت اور مرد کو مرد رکھ کر دونوں سے الگ الگ وہی کام لیتا ہے جس کے لیے فطرت نے اسے بنایا ہے۔ اور پھر ہر ایک کو اس کی جگہ پر ہی رکھتے ہوئے عزت اور ترقی اور کامیابی کے یکساں مواقع بہم پہنچاتا ہے اس کی نگاہ میں انوثت اور رجولیت دونوں انسانیت کے ضروری اجزا ہیں۔ تعمیر تمدن کے لیے دونوں کی اہمیت یکساں ہے۔ دونوں اپنے اپنے دائرے میں جو خدمات انجام دیتے ہیں، وہ یکساں مفید اور یکساں قدر کی مستحق ہیں۔ نہ رجولیت میں کوئی شرف ہے، نہ انوثت میں کوئی ذلت۔ جس طرح مرد کے لیے عزت اور ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ مرد رہے اور مردانہ خدمات انجام دے اسی طرح عورت کے لیے بھی عزت اور ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ عورت رہے اور زنانہ خدمات انجام دے۔ ایک صالح تمدن کا کام یہی ہے کہ وہ عورت کو اس کے فطری دائرہ عمل میں رکھ کر پورے انسانی حقوق دے، عزت اور شرف عطا کرے، تعلیم و تربیت سے اس کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو چمکائے، اور اسی دائرے میں اس کے لیے ترقیوں اور کامیابیوں کی راہیں کھولے۔ (پردہ، باب ۱۰: عورت کی اصلی...)

عورت کو جو عزّ و شرف عطا کیا

۱۳۲ ـ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهَا. (مسلم)

”جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔“

تخریج: حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، نَا اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ

اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا، جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ، وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ. (۴۳)

تشریح: وہ محمد ﷺ ہی کی ذات ہے جس نے ذلت اور عار کے مقام سے اٹھا کر عورت کو عزت کے مقام پر پہنچایا۔ وہ حضور ہی ہیں جنہوں نے باپ کو بتایا کہ بیٹی کا وجود تیرے لیے ننگ و عار نہیں ہے۔ بلکہ اس کی پرورش اور اس کی حق رسانی تجھے جنت کا مستحق بناتی ہے۔

۱۳۳۔ مَنِ ابْتُلِیَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ کُنَّ لَہٗ سِتْراً مِّنَ النَّارِ. (مسلم)

''جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں، اور وہ اچھی طرح ان کی پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰہِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُرْوَۃَ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ امْرَاَۃٌ مَعَھَا ابْنَتَانِ لَھَا، تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَتَمْرَۃٍ، فَاَعْطَیْتُھَا اِیَّاھَا، فَقَسَمَتْھَا بَیْنَ ابْنَتَیْھَا وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْھَا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ، وَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْنَا، فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ ھٰذِہِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ، کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. (۴۴)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ قَھْزَادٍ، نَاسَلَمَۃُ بْنُ سُلَیْمَانَ، اَنَا عَبْدُاللّٰہِ، اَنَامَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِبْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَۃَ، عَنْ عَائِشَۃَ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ بَھْرَامٍ، وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اِسْحَاقَ، وَاللَّفْظُ لَھُمَا قَالاَ: اَنَا اَبُوالْیَمَانِ، اَنَاشُعَیْبٌ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ عُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: جَآءَ تْنِیْ امْرَاَۃٌ وَمَعَھَا ابْنَتَانِ لَھَا فَسَأَلَتْنِیْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَتَمْرَۃٍ وَاحِدَۃٍ، فَاَعْطَیْتُھَا اِیَّاھَا، فَاَخَذَتْھَا، فَقَسَمَتْھَا بَیْنَ ابْنَتَیْھَا، وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْھَا شَیْئًا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاھَا، فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ، فَحَدَّثْتُہٗ حَدِیْثَھُمَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنِ ابْتُلِیَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ، فَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. (۴۵)

۱۳۴۔ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ. (نسائی)

''دنیا کی نعمتوں میں بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ نُمَیْرِ نِالْھَمْدَانِیُّ، قَالَ: نَاعَبْدُاللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ، قَالَ: نَاحَیْوَۃُ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ شُرَحْبِیْلُ بْنُ شَرِیْکٍ، اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ.(٤٦)

تشریح: حضورؐ ہی نے شوہر کو بتایا کہ نیک بیوی تیرے لیے دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

١٣٥ ۔حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا اَلنِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ. (نسائی)

''دنیا کی چیزوں میں مجھ کو سب سے زیادہ محبوب عورت اور خوشبو ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج:〈١〉حَدَّثَنِیْ الشَّیْخُ الْاِمَامُ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ النَّسَائِیُّ، قَالَ: اَخْبَرَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عِیْسٰی الْقَوْمَسِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ اَبُوالْمُنْذِرِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ، وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ.(٤٧)

ایک روایت میں ہے :

〈٢〉 حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ، وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ.

١٣٦ ۔ لَیْسَ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ اَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَۃِ الصَّالِحَۃِ. (ابن ماجہ)

''دنیا کی بہترین نعمتوں میں سے کوئی چیز نیک بیوی سے بہتر نہیں ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَاعِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ زِیَادِ بْنِ اَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا الدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَلَیْسَ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ اَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَۃِ الصَّالِحَۃِ.(٤٨)

عورت کے تمدنی حقوق

١٣٧ ۔خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِنِسَاءِہٖ وَاَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ.

''تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ لطف و مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔''

تخریج:〈١〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰ، نَامُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ، نَاسُفْیَانُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ، وَاَنَاخَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ، فَدَعُوْهُ.(٤٩)

ـــــ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرُوِىَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ مُرْسَلاً۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں اچھا اور بہتر وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے اور میں خود اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہوں۔ اور جب تمہارا صاحب فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔

〈۲〉حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ، نَاعَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، نَا اَبُوْسَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ. (٥٠) (وفى الباب عن عائشة، وابن عباس، حديث ابى هريرة حديث حسن صحيح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل مومن وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے اور تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔

تشریح: شوہر کو بیوی پر جو اختیارات اسلام نے عطا کیے ہیں ان کے استعمال میں حسنِ سلوک اور فیاضانہ برتاؤ کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ''عورتوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو'' اور وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔ ''آپس کے تعلقات میں فیاضی کو نہ بھول جاؤ'' یہ محض اخلاقی ہدایات ہی نہیں ہیں، اگر شوہر اپنے اختیارات کے استعمال میں ظلم سے کام لے تو عورت کو قانون سے مدد لینے کا حق بھی حاصل ہے۔ (پردہ، باب ۱۰: تمدنی حقوق)

عورتوں کی تعلیم

۱۳۸ ـ اَيُّمَارَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ. (بخاری)

''جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کو خوب تعلیم دے، اور عمدہ تہذیب وشائستگی سکھائے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے، اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

تخریج〈۱〉 حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحِ نِالْهَمْدَانِىُّ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِىُّ، حَدَّثَنِىْ اَبُوبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ، فَعَلَّمَهَا، فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، وَاَدَّبَهَا، فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ،

وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَآمَنَ بِیْ، فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَاَیُّمَا مَمْلُوْكٍ اَدّٰى حَقَّ مَوَالِيْهِ، وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ الخ.(٥١)

ترجمہ: حضرت ابو بردہؓ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کسی شخص کے پاس لونڈی ہو اس نے اسے تعلیم دی اور خوب اچھی تعلیم دی اور اسے ادب وشائستگی سکھائی اور خوب عمدہ شائستگی سکھائی پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے اسے دو اجر ملیں گے۔ اور اہل کتاب میں سے جو کوئی پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر مجھ پر ایمان لایا اسے دو اجر ملیں گے۔ اور جس کسی غلام نے اپنے آقا کا حق ادا کیا اور اپنے خالق کا بھی حق ادا کیا اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔

ابو بردہ سے ایک اور روایت:

﴿۲﴾قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ، رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَأُهَا، فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ الخ.(٥٢)

﴿۳﴾عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهٗ جَارِيَةٌ اَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَاَيُّمَا عَبْدٍ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ فَلَهٗ اَجْرَانِ.(٥٣)

ابوموسیٰ اشعری سے مروی ایک روایت:

﴿۴﴾قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَدَّبَ الرَّجُلُ اَمَتَهٗ، فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ، وَاِذَا اٰمَنَ بِعِيْسٰى ثُمَّ اٰمَنَ بِیْ فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَالْعَبْدُ اِذَا اتَّقٰى رَبَّهٗ، وَاَطَاعَ مَوَالِيْهِ فَلَهٗ اَجْرَانِ.(٥٤)

تشریح: عورتوں کو دینی اور دنیوی علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کی تعلیم تربیت کو اسی قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہے۔ نبی ﷺ سے دین واخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی حاصل کرتی تھیں۔ آپؐ نے ان کے لیے اوقات معین فرما دیئے تھے، جن میں وہ آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتی تھیں۔ آپ کی ازواج مطہرات اور خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں کی، بلکہ مردوں کی بھی معلّمہ تھیں۔ اور بڑے بڑے صحابہ وتابعین ان سے حدیث، تفسیر، اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اشراف تو درکنار، نبی ﷺ نے لونڈیوں تک کو علم سکھانے کا حکم دیا تھا (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے)۔

پس جہاں تک نفس تعلیم کا تعلق ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا ہے۔ البتہ نوعیت میں

فرق ضروری ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم و تربیت وہ ہے جو اس کو ایک بہترین بیوی، بہترین ماں اور بہترین گھر والی بنائے۔ اس کا دائرہ عمل گھر ہے۔ اس لیے خصوصیت کے ساتھ اس کو ان علوم کی تعلیم دی جانی چاہیے جو اس دائرہ میں اسے زیادہ مفید بنا سکتے ہوں۔ مزید برآں وہ علوم بھی اس کے لیے ضروری ہیں جو انسان کو انسان بنانے والے ہیں۔ ایسے علوم اور ایسی تربیت سے آراستہ ہونا ہر مسلمان عورت کے لیے لازم ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی عورت غیر معمولی عقلی و ذہنی استعداد رکھتی ہو۔ اور ان علوم کے علاوہ دوسرے علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرنا چاہے تو اسلام اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہے، بشرطیکہ وہ ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لیے مقرر کیے ہیں۔ (پردہ، باب ۱۰: عورتوں...)

سوال: اب تو تمام علماء نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ موجودہ تمدنی ضروریات پوری کرنے کے لیے علم کا حاصل کرنا عورتوں کے لیے ضروری ہے۔ لیکن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی کام کرسکتی ہیں۔ یا تو اسلامی احکام کی پابندی کریں یا علم حاصل کریں۔ پردے کی پابند ہوتے ہوئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طبقات الارض، آثار قدیمہ، انجینئرنگ اور تمام ایسے علوم جن میں سروے اور دور دراز سفر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان علوم کے لیے خواتین کس طرح کام کرسکتی ہیں۔ جب کہ محرم کے بغیر عورت کا تین دن سے زائد کی مسافت پر نکلنا بھی منع ہے اب کیا ہر جگہ وہ اپنے ساتھ محرم کو لیے لیے پھرے گی؟

یہ علوم تو ایک طرف رہے، میں تو ڈاکٹری اور پردے کو بھی ایک دوسرے کی ضد سمجھتا ہوں۔ اول تو ڈاکٹری کی تعلیم ہی جو جسمانیات کی نگاہیں پھیلا دینے والے معلومات سے پر ہوتی ہے، حیا کے اس احساس کو ختم کردینے کے لیے کافی ہے جس کی مشرقی عورتوں سے توقع کی جاتی ہے، خواہ وہ ڈاکٹری پردے ہی میں سیکھی جائے، اور پڑھانے والی تمام خواتین ہی کیوں نہ ہوں؟ دوم ڈاکٹر بننے پر ایک خاتون کو مریضوں کے لواحقین سے روابط کی اس قدر ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے لیے غیر مردوں سے بات چیت پر قدغن لگانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اس کے پیش نظر اگر ہم خواتین کو ڈاکٹر بننے سے روکتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے گھروں کی مریض خواتین کے ہر مرض کے علاج کے لیے مرد ڈاکٹروں کی خدمات کی ضرورت پڑے گی اور رائج الوقت نظریہ حیا کے مطابق یہ تو اس سے بھی زیادہ معیوب سمجھا جائے گا۔

جواب: عورتوں کی تعلیم کے متعلق آپ نے جن مشکلات کا ذکر کیا ہے، ان کے بارے میں بھی کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے ہی آپ اس بات کو سمجھ لیں کہ فطرت نے عورت اور مرد کے دائرہ کار الگ رکھے ہیں۔ اپنے دائرہ کار کے فرائض انجام دینے کے لیے عورت کو جس سے بہتر تعلیم کی ضرورت ہے وہ اسے ضرور ملنی چاہیے۔ اور اسلامی حدوں میں وہ پوری طرح دی جاسکتی ہے۔ اس طرح عورت کے لیے ایسی علمی و ذہنی ترقی بھی ان حدود کے اندر رہتے ہوئے ممکن ہے جو عورت کو اپنے دائرہ کار کے فرائض انجام دیتے ہوئے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس معاملہ میں کوئی انتظام نہ کرنا مسلمانوں کی کوتاہی ہے نہ کہ اسلام کی۔ لیکن وہ تعلیم جو مرد کے دائرہ کار کے لیے عورت کو تیار کرے عورت ہی کے لیے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے تباہ کن ہے۔ اور اس کی کوئی گنجایش اسلام میں نہیں ہے۔ (رسائل و مسائل چہارم، عام مسائل: کیا اسلام...)

جہیز کی شرعی حیثیت

’’جہیز کا دینا ناجائز نہیں۔ مگر آج کل اس کو جو شکل دے دی گئی ہے وہ بری ہے۔ خدا اور رسولؐ نے تو جہیز کے بارے میں مجبور نہیں کیا۔ اگر کوئی جہیز نہ بھی ہو تو بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ دراصل ایک مسلمان معاشرے میں عدم توازن اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے جس چیز کا حکم نہیں دیا لوگ وہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ’’کرنا پڑتا ہے‘‘ لیکن جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مثلاً میراث کے جو حصے اللہ نے مقرر کیے ہیں انہیں ادا نہیں کرتے، ایسا طرزِ عمل کبھی مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔ (۱۵اے ذیلدار پارک دوم، ص: ۲۲۹)

ماٰخذ

(۱) تفسیر ابن جریر ج۴۔ سورہ نساء آیت واھجروھن فی المضاجع۔☆ بخاری نے کتاب النکاح کے تحت باب مایکرہ من ضرب النساء وقولہ واضربوھن ضربا غیر مبرح باندھاھے۔☆ مسلم نے کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ کے تحت فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ نقل کیاھے۔ ☆ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجھا۔

(۲) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب قولہ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔

(۳) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب المرأۃ راعیۃ فی بیت زوجھا۔ ☆الادب المفرد للبخاری عن ابن عمر۔

(۴) بخاری ج۱ کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القریٰ والمُدن۔ کتاب الاستقراض باب العبد راع فی مال سیدہ الخ۔ کتاب الوصایا باب تاویلہ قولہ من بعد وصیۃ یوصٰی بھا او دین الخ۔ کتاب العتق باب العبد راع فی مال سیدہ الخ۔☆ مسند احمد ج۲ ص ۱۲۱۔ عبداللہ بن عمر۔ ☆کنزالعمال ج۶۔ حدیث نمبر ۱۴۶۷۰ عن ابن عمر۔

(۵) بخاری ج۲۔ کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ۔☆مسلم ج۲۔ کتاب الامارۃ باب قضیۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر والحث علی الرفق بالرعیۃ والنھی عن ادخال المشقۃ علیھم۔☆مسند احمد ج۲۔ ص۵ عبداللہ بن عمر اس مقام پر والعبد راع ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔ کتاب قتال اھل البغی باب ماعلی السلطان من القیام الخ۔

(۶) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الامارۃ باب مایلزم الامام من حق الرعیۃ۔☆ترمذی ابواب الجھاد ج۱ باب ماجاء فی الامام، حدیث ابن عمر حدیث حسن صحیح۔ وحدیث ابی موسیٰ غیرمحفوظ وحدیث انس غیر محفوظ۔☆ مسند احمد ج۲۔ ص ۵۴، ۱۱۱۔ عبداللہ بن عمر۔

(۷) الدیلمی عن انس۔ بحوالہ کنزالعمال ج۱۶۔ حدیث نمبر ۴۵۰۹۶۔

(۸) کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر ٤٥٠٠٧۔

(۹) مسلم ج۲۔کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃِ الامراء فی غیرمعصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ۔☆ابوداؤد ج۳۔ کتاب الجھاد باب فی الطاعۃ۔ عن علی۔☆نسائی جز۷۔کتاب البیعۃ باب جزاء من امر بمعصیۃ فاطاع۔ عن علی۔ ☆مسند احمد ج۱۔ص۱۲۹عن علی۔ اور کنز العمال ج٦ص۷۷۔حدیث نمبر۱٤۹۱۱ لاطاعۃ بشر فی معصیۃ اللہ ھے۔☆مسند احمد ج۱ص۱۳۱پر عن علی لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ عزوجل۔☆مسندا حمد ج٤ص٤۲٦۔ ٤۲۷۔٤۳۲۔٤۳٦عن عمران بن حصین اس مقام پر لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ تبارك وتعالیٰ ھے۔☆مسنداحمد ج٥۔ص۷۰عن حکم بن عمرو غِفاری۔ اس جگہ لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ تبارك وتعالیٰ ھے۔ ص٦٦۔٦۷۔ عن رجل۔ یھاں پر لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ تعالیٰ ھے۔ ☆المستدرك للحاکم ج۳۔ص٤٤۳۔ عن حکم بن عمرو غفاری۔ ☆کنزالعمال ج٥۔ حدیث نمبر۱٤۸۷٤۔

(۱۰) مسند احمد ج۲۔ص۳۹۸۔☆ابوداؤد کتاب الطلاق، باب فیمن خبّت امرأۃ علی زوجھا۔☆ابوداؤد نے لَیۡسَ مِنَّا مَنۡ خَبَّبَ امۡرَأَۃَ عَلٰی زَوۡجِھَا روایت کیاھے اور ابوداؤد کتاب الادب باب فیمن خبّب مملوکا علی مولاہ کے تحت مَنۡ خَبَّبَ زَوۡجَۃَ امۡرِئٍ اَوۡمَمۡلُوۡکَہٗ فَلَیۡسَ مِنَّا نقل کیاھے۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح، باب فیمن افسد امرأۃ علی زوجھا۔ عن بریدۃ۔☆المستدرك ج۲۔کتاب الطلاق باب لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجھا اوعبد اعلی سیدہ۔

(۱۱) مسلم ج۱کتاب الحج حجۃ النبی ﷺ۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب المناسك(الحج) باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ۔ ☆ترمذی ج۱۔ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔☆ابنِ ماجہ کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی الزوج اور کتاب المناسك باب حجۃ رسول اللہ ﷺ۔☆دارمی ج۱۔کتاب المناسك باب ۳٤ فی سنۃ الحج۔ عن جابر۔☆مسند احمد ج٥۔ص۷۳۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ ص۲۹٥ کتاب القسم والنشوز باب حق المرأۃ علی الرجل۔ عن جابر۔☆کنزالعمال ج۱ص۳۷۸۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج۱ الرجال قوامون علی النساء کے تحت (سورۃ النساء)۔

(۱۲) ابوداؤد الطیالسی ج۸۔ص۲٦۳۔عن ابن عمرؓ۔☆ کنزالعمال ج۱٦ص۳۳۹ عن ابن عمرؓ اورص۳۳٥پر فان فعلت لعنھا اللہ وملائکۃ الغضب حتی تتوب اوتراجع کے الفاظ ھیں اور السنن الکبریٰ للبیھقی نے بھی یھی الفاظ نقل کیے ھیں۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی بیان حقہ عَلَیۡھَا۔

(۱۳) ترمذی ج۱ابواب الصوم باب ماجاء فی کراھیۃ صوم المرأۃ الاباذن زوجھا۔ ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا۔

(۱٤) ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا۔

(۱٥) ابوداؤد کتاب الصیام باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا۔☆مسنداحمد ج۳۔ص٥۰۰۔ابوھریرہ☆ السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی بیان حقہ علیھا۔☆مسند احمد ج۲ص٤۷٦ پر حضرت ابوھریرہؓ سے ایك روایت باین الفاظ بھی منقول ھے۔

(۱٦) المصنف لعبد الرزاق ج٤۔ص۳۰٦۔ اور یہ بھی منقول ھے:عن مجاھد ان النبی ﷺ نھی امرأۃ ان تصوم یوما من

غیر رمضان الا باذن زوجها۔☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر ٤٤٧٨٠۔ حدیث نمبر ٤٤٨١٣ کے الفاظ لاتصوم امرأة یوما واحدًا وزوجها شاهد الاباذنه هیں۔

(١٧) کنزالعمال ج١٦۔ص٣٣٤۔٣٣٥۔ عن ابن عمر۔٣٣٩پر عن ابن عمر کے واسطه سے ابن عساکر کی روایت بهی موجود هے۔

(١٨) دارمی ج١۔ کتاب الصوم باب ٢٠ النهی عن صوم المرأة تطوعا الاباذن زوجها۔☆ ابوداؤد الطیالسی ج٨۔ ص٢٦٣پر ابن عمر سے منقول هے لاتصوم تطوعا الاباذنه۔

(١٩) بخاری ج٢۔کتاب النکاح باب لاتاذن المرأة فی بیت زوجها الاباذنه۔☆مسلم ج١کتاب الزکاة۔ باب اجرالخازن الامین والمرأة اذا تصدقت من بیت زوجها الخ اس میں لَاتَصُمِ الْمَرأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاذْنِهٖ هے۔ ☆السنن الکبریٰ ج٤۔کتاب الصیام باب المرأة لاتصوم تطوعا وبعلها شاهد الا باذنه اس کے الفاظ هیں: قال رسول الله ﷺ لَاتَصُوْمُ الْمَرأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاذْنِهٖ۔☆المستدرك للحاکم ج١۔کتاب الصوم باب لاتصوم امرأة الا باذنِ زوجها۔میں صرف لَاتَصُوْمُ امْرَأَةٌ اِلَّابِاذْنِ زَوْجِهَا هے۔☆مجمع الزوائد ج٣۔کتاب الصیام باب صیام المرأة بغیر اذن زوجها۔ عن ابی هریرة۔

(٢٠) تفسیر ابن جریر ج٤۔پ٤ص٣٩۔ ☆ تفسیر ابن کثیر ج١سورة النساء۔☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر ٤٤٤٧٧، کنزالعمال میں فی مالها ونفسها هے۔ اصل ابن جریر میں مالك هے۔☆مسند ابی داؤد الطیالسی جز ٩ حدیث نمبر٢٣٢٥۔عن ابی هریرة اس میں هے خیر النساء الّتی الخ۔☆احکام القرآن للجصاص ج١۔ البقرة اور ج٣ سوره نساء۔ الرجال قوامون علی النساء کے تحت۔

(٢١) ابنِ ماجه کتاب النکاح باب افضل النساء۔ عن ابی هریرة۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب فی المرأة الصالحة وغیرها، فیه جابر الجعفی وهو ضعیف۔ ابنِ ماجه کی روایت کے راوی علی بن یزید کے بارے میں بخاری نے منکر الحدیث کهاهے اور ایك دوسرا راوی عثمان بن ابی العاتکة مختلف فیه هے۔

(٢٢) مجمع الزوائدج٤۔ کتاب النکاح باب فی المرأة الصالحة وغیرها۔

(٢٣) نسائی ج٦۔کتاب النکاح باب ای النساء خیر۔☆مسند احمد ج٢۔ ص٢٥١۔٤٣٢۔٤٣٨۔ عن ابی هریرة۔ ☆ابوداؤد نے کتاب الزکاة باب فی حقوق المال میں نقل کیاهے۔

(٢٤) ابوداؤد ج٢۔کتاب الزکاة باب فی حقوق المال۔☆المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب التفسیر باب خیر مایکنز المرء المرأة الصالحة۔ ☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث ٤٤٤٥٠۔

(٢٥) السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب استحباب التزوج بالودود الولود۔☆المستدرك للحاکم ج٢۔ کتاب النکاح باب ای النساء خیر؟ عن ابی هریرة۔

(٢٦) احکام القرآن للجصاص ج٣۔ باب بر الوالدین۔ مصنف ابنِ ابی شیبة ج٢۔٤ کتاب النکاح باب المرأة الصالحة والسیئة الخلق۔

(٢٧) بخاری ج٢۔ کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها۔

(۲۸) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب القسم والنشوز۔ باب ماجاء فی بیان حقه علیها۔

(۲۹) حواله مذکوره بالا اور کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر ۴۵۰۰۰۔☆دارمی کتاب النکاح، باب ۳۸۔ فی حق الزوج علی المرأة۔

(۳۰) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرةً فِرَاش زوجها۔☆تفسیر ابن کثیر ج۱سورة النساء۔ الرجال قوّامون علی النساء کے تحت۔

(۳۱) بخاری ج۱۔کتاب بدإ الخلق باب اذا قال احدکم اٰمین والملائکة فی السماء اٰمین الخ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماحق الزوج علی امرأته۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة میں فباتت غضبان علیهاهے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی بیان حقه علیها۔

(۳۲) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة۔☆کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر۴٤۷۹۲۔

(۳۳) مجمع الزوائد ج٤۔ کتاب النکاح باب فیمن یدعوها زوجها فتعتل بحواله الطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات۔

(۳٤) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها۔

(۳۵) ترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی الرجل یری المرأة فتعجبه۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۲۔٤۔کتاب النکاح، باب ماقالوا فی الرجل یری المرأة فتعجبه۔ من قال: یجامع اهله۔

(۳٦) کنز العمال ج۱٦۔ حدیث ٤٤۸٤۲۔

(۳۷) بخاری ج۲۔کتاب الادب، بابٌ من احق الناس بحُسن الصحبةِ۔☆مسلم ج۲کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین وأیهما احق به۔☆الادب المفرد للبخاری باب بر الاب عن ابی هریرة۔ اس میں مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیُ کے بجائے مَنْ اَبَرُّ؟ سے روایت کا آغاز هواهے۔ ☆ ابوداؤد ج٤کتاب الادب باب فی برالوالدین۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب البروالصلة، باب ماجاء فی برالوالدین۔☆ابوداؤد اور ترمذی کی روایت بهی من ابَرُّ؟ سے شروع هوتی هے۔ آخر میں الاقرب فالاقرب هے۔☆ابن ماجه کتاب الادب، باب۱ برالوالدین۔ عن ابی هریرة۔ اس نے بهی من ابرّ؟ سے آغاز نقل کیاهے۔☆مجمع الزوائدج۸۔کتاب البر والصلة باب ماجاء فی البرّ وحق الوالدین، عن ابی هریرة۔ الزوائد میں جاء ت امرأة الی رسول الله ﷺ فقالت : یارسول الله من ابرُّ؟ ☆المستدرك للحاکم ج٤ص۱۵۰۔ کتاب البروالصلة باب برامك ثم اباك ثم الاقرب فالاقرب۔

(۳۸) مسلم ج۲۔کتاب البروالصلة، باب برالوالدین وایهما احق به۔☆ ابن ماجه کتاب الوصایا، باب النهی عن الامساك فی الحیاة والتبذیر عندالموت۔☆ابن ماجه نے مَاحَقُّ النَّاسِ مِنِّیُ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ سے روایت شروع کی هے۔☆مسند احمد ج۲۔ص۳۲۷۔۳۹۱۔ عن ابی هریرة ص۳۲۷ پر منقول روایت کا آغاز اَیُّ النَّاسِ اَحَقُّ مِنِّیُ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ۔ اور ص ۳۹۱ پر منقول روایت کا آغاز نَبِّئْنِیُ بِاَحَقِّ النَّاسِ مِنِّیُ صُحْبَةً سے هواهے۔

(۳۹) بخاری ج۲۔کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر۔☆بخاری ج۱۔کتاب الاستقراض، باب ما یُنهیٰ عن اضاعة المال الخ۔☆بخاری ج۲۔کتاب الرقاق، باب مایکره من قیل وقال۔ ☆بخاری ج۲۔کتاب الاعتصام، باب

مایکرہ من کثرۃ السُوال۔☆مسلم ج۲۔کتاب الاقضیۃ، باب النھی عن کثرۃ المسائل من غیرحاجۃ الخ☆دارمی کتاب الرقاق، باب ۳۸ ان اللہ کرہ لکم قیل وقال۔☆مسنداحمد ج۴۔ص۲۴۶۔۲۵۱۔۲۵۴۔۲۵۵۔ ☆مجمع الزوائد ج۸۔کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی الحقوق کے تحت اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثلاثا عقوق الامھات الخ عن معقل بن یسار۔

(۴۰) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب المُدَاراۃ مع النساء وقول النبی ﷺ انما المرأۃ کالضلع۔☆مجمع الزوائد ج۴۔عن عائشۃؓ۔ اس کا آخری فقرہ وھی یستمتع بھا علی عوج ھے۔☆المستدرک للحاکم ج۴۔کتاب البروالصلۃ باب المرأۃ خلقت من ضلع اعوج۔ مستدرک نے ان ترکتھا تعش بھا نقل کیاھے۔

(۴۱) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء۔

(۴۲) ابن ماجہ کتاب النکاح، باب ضرب النساء۔☆المستدرک للحاکم ج۲۔کتاب النکاح، باب حق الزوجۃ علی الزوج۔☆ ابوداؤد ج۲۔ کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء۔☆ابوداؤد اور مستدرک نے سبعون کے بجائے نساء کثیر نقل کیاھے اورص۱۹۱ پر سبعون بھی ھے اور اس مقام پر لیس اولئك خیارکم ھے۔☆کنز العمال ج۱۔ حدیث نمبر ۴۴۹۸۴۔☆ابنِ سعد بحوالہ کنزالعمال ج۱۔ص۳۷۸۔

(۴۳) مسلم ج۲۔کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات۔

(۴۴) بخاری ج۱ کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولوبشق تمرۃ۔ ☆مسلم ج۲۔کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات۔ مسلم نے ھٰذِہٖ روایت نھیں کیا۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی النفقات علی البنات ھذا حدیث حسن صحیح۔☆مسند احمد ج۶۔ص۳۳۔۸۸۔۱۶۶۔۲۴۳۔

(۴۵) مسلم ج۲۔کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات۔☆ کنز العمال ج۱۶۔

(۴۶) مسلم ج۲۔کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء۔☆نسائی ج۶۔کتاب النکاح، باب المرأۃ الصالحۃ۔ نسائی نے اِنَّ الدُّنیَا کُلَّھَا مَتَاعٌ، وَخَیرُ مَتَاعِ الدُّنیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔ نقل کیاھے۔ ☆مسند احمد ج۲۔ ص۱۶۸عبداللہ بن عمرو۔

(۴۷) نسائی ج۷۔کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء۔☆ مسند احمد ج۳۔ص۱۲۸۔۱۹۹۔۲۸۵۔ عن انس۔ ☆المستدرک للحاکم ج۲۔ کتاب النکاح باب خیر ھذہ الامۃ اکثرھم نساء۔ عن انس۔

(۴۸) ابن ماجہ کتاب النکاح، باب۵۔۱فضل النساء۔

(۴۹) ترمذی ابواب المناقب، باب فی فضل ازواج النبی ﷺ۔☆ابنِ ماجہ کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء۔ عن ابن عباس۔☆ سنن دارمی کتاب النکاح، باب۵۵ فی حسن معاشرۃ النساء۔ عن عائشۃؓ۔☆مجمع الزوائدج۴۔ کتاب النکاح، باب حق المرأۃ علی الزوج۔ عن ابن عباس۔☆کنزالعمال ج۱۶۔حدیث نمبر۴۴۹۴۱۔☆ ابن عساکر عن علی بحوالہ کنز العمال ج۱۶حدیث ۴۴۹۴۳۔☆ المستدرک للحاکم ج۴۔کتاب البر والصلۃ، باب خیرکم خیرکم للنساء۔ عن ابن عباس مستدرک نے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِلنِّسَآءِ نقل کیاھے۔ ☆تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج۷۔☆زاد المعاد ج۱۔ص۵۵ فصل فی ھدیہ فی النکاح ومعاشرتہ ﷺ أھلہ۔

(۵۰) ترمذی ج۱ ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔☆ ابن ماجہ کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ

النساء۔☆ مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح، باب حق المرأة علی الزوج۔☆مجمع الزوائد میں خیرکم خیرکم لنسائھم۔ عن ابی ھریرۃ بھی روایت کیا گیاھے۔کنز العمال ج١٦۔ حدیث ٤٤٩٧١۔☆ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج٧۔ص٢١٢پر حضرت عائشه کے واسطه سے قالت: قال رسول الله ﷺ ان خیارکم احسنکم اخلاقا والطفکم باھله نقل کیاھے۔

(٥١) بخاری ج٢۔کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری ومن اعتق جاریته ثم تزوجها۔

(٥٢) بخاری ج١۔کتاب العلم باب تعلیم الرجل امته واهله۔

(٥٣) امام بخاری نے ج١۔ص٣٤٦۔ کتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادۃ ربه عزوجل ونصح سیده۔

(٥٤) بخاری ج١ کتاب الانبیاء، باب قول الله عزوجل واذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اهلها الخ۔کتاب الجهاد، باب من فضل من اسلم من اهل الکتابَیْنِ کے تحت ثَلَاثَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتین الخ روایت کی ھے۔☆مسلم ج١کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمدﷺ۔ ☆ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجها۔ اس میں صرف من اعتق جاریته وتَزَوَّجَهَا کَانَ لَهٗ اَجْرَانِ ھے۔ ☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب٤٢۔ الرجل یعتق اَمَتَهٗ ثم یتزوجها۔ عن ابی موسیٰ۔ ☆سنن دارمی کتاب النکاح، باب٤٦۔ فضل من اعتق امة ثم تزوجها عن ابی موسیٰ۔☆مسند احمد ج٤۔ ص٣٩٥۔٣٩٨۔٤٠٨۔٤١٤۔٤٤٥۔☆الادب المفرد للبخاری ص٦١ پر ابوبردہ عن ابیه کے حواله سے ثلاثة لھم اجران والی روایت نقل کی ھے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح، باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها۔ عن ابی موسی اشعری بیهقی نے ثلاثة لھم اجران اورایما رجل کانت له جاریة والی دونوں روایتیں نقل کی ھیں۔

فصل: ۱۷

عزل کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر

۱۳۹۔ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عزل کرتے تھے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ. وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.(۱)

تشریح: مسلمانوں میں جو حضرات ضبط ولادت کے مؤید ہیں ان کو اپنی تائید میں قرآن مجید سے ایک لفظ بھی نہیں مل سکتا۔ اس لیے وہ حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور بعض ایسی احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن حدیث سے استدلال کرنے میں چند امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، جن کو نظر انداز کر کے کسی فقہی مسئلہ کا استنباط نہیں کیا جا سکتا۔

اولاً: مسئلہ متعلقہ کے باب میں تمام احادیث کا استقصاء کیا جائے۔

ثانیاً: ارشاد نبوی کے موقع و محل کو پیش نظر رکھا جائے۔

ثالثاً: اس وقت عرب کے جو حالات تھے ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لہٰذا ہم ان تینوں امور کو ملحوظ رکھ کر ان احادیث پر نظر ڈالیں گے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عرب جاہلیت میں برتھ کنٹرول کے لیے قتل کا طریقہ رائج تھا، جس کے دو وجوہ تھے۔ ایک معاشی حالات کی خرابی، جن کی وجہ سے ماں باپ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے، تا کہ ان کے رزق میں کوئی شریک پیدا نہ ہو۔ دوسرے غیرت کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ، جو لڑکیوں کے قتل کا محرک ہوتا تھا۔ اسلام نے آ کر اس کو سختی کے ساتھ منع کیا اور اس باب میں عربوں کی ذہنیت ہی بدل دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کا رجحان عزل، یعنی مباشرت بلا انزال فی الفرج کی طرف راغب ہوا۔ لیکن یہ رجحان عام نہ

تھا، نہ برتھ کنٹرول کی کوئی تحریک جاری ہوئی تھی، نہ اس کو قومی پالیسی بنانا مقصود تھا، نہ اس کے محرک وہ عہد جاہلیت کے جذبات وخیالات تھے، جن کی وجہ سے قتل اولاد کے ظالمانہ طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ بلکہ دراصل اس کے تین وجوہ تھے۔ جو احادیث کے تتبع سے ہم کو معلوم ہوتے ہیں:

- ایک یہ خیال کہ لونڈی سے اولاد نہ ہو۔
- دوسرے یہ کہ لونڈی کے ام ولد[1] بن جانے سے یہ خوف تھا کہ اس کو پھر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ہوگا۔
- تیسرے یہ کہ زمانۂ رضاعت میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔

ان وجوہ سے مخصوص حالات میں بعض صحابہ نے عزل کی ضرورت محسوس کی اور یہ دیکھ کر کہ اس فعل کے عدم جواز کا کوئی صریح حکم کتاب وسنت میں نہیں آیا ہے اس پر عمل کیا، مثلاً ابن عباس سعد بن ابی وقاص اور ابوایوب انصاریؓ، انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت جابرؓ بھی ہیں، جنہوں نے شارع کے سکوت کو رضا پر محمول کیا ہے، چنانچہ ان سے جو احادیث مروی ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

”ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عزل کرتے تھے۔“

كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ۔

”ہم عزل کرتے تھے اس حال میں کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔“

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ۔

”ہم عہد رسول اللہ ﷺ میں عزل کرتے تھے جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔“

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ اور ان کے ہم خیال صحابہؓ نے عزل کے باب میں کوئی صریح حکم نہ ہونے کو اس کے جواز کی دلیل سمجھا۔ ایک اور حدیث جو انہی صحابی سے امام مسلم نے نقل کی یہ ہے کہ ”ہم عہد رسالت میں عزل کرتے تھے، اس کی خبر حضورؐ کو پہنچی، اور آپؐ نے ہم کو منع نہ فرمایا۔“ اس حدیث میں بھی ابہام ہے۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ حضورؐ سے کچھ پوچھا گیا یا نہیں اور پوچھا گیا تو حضورؐ نے اس پر کیا فرمایا؟

دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اس مسئلے میں حضورؐ سے سوال کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اور ہم نے عزل کیا، پھر اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

”کیا تم ایسا کرتے ہو؟“ ”کیا تم ایسا کرتے ہو؟“ ”کیا تم ایسا کرتے ہو؟ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔“ (بخاری)

---

[1] یعنی بچے کی ماں۔

امام مالکؒ نے مؤطا میں انہی ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق میں ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں۔ اہل وعیال سے دوری ہم پر شاق گزر رہی تھی۔ ہم نے چاہا کہ ان عورتوں سے استمتاع کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہماری خواہش یہ بھی تھی کہ ان کو فروخت کردیں۔ اس لیے ہم نے خیال کیا کہ ان سے عزل کرنا چاہیے تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔ ہم نے حضورؐ سے سوال کیا، آپؐ نے فرمایا:

١٤٠ ـ مَاعَلَيْكُمْ اَنْ لاَّ تفعَلُوْا، مَا مِنْ نَسمَةٍ كَائِنَةٍ اِلَّا وَهِىَ كَائِنَةٌ.

”کیا بگڑ جائے گا اگر تم ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔“

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ قَالَ: اَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَوَ اَنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ؟ قَالَهَا ثَلاثًا: مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، اِلَّا هِىَ كَائِنَةٌ.** (٢)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ہاتھ کچھ لونڈیاں آئیں، ہم ان سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، کیا تم ایسا کرتے ہو؟ آپ نے اس کو تین مرتبہ دہرایا اور فرمایا، قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر رہیں گے۔

〈۲〉 **حَدَّثَنِىْ يَحْىٰ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَسَّانٍ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ، اَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ اَبَاسَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىَّ، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ، قَالَ اَبُوْسَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىُّ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ غَزْوَةِ بَنِى الْمُصْطَلِقِ، فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْىِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَعْزِلَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْئَالَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ: مَاعَلَيْكُمْ اَنْ لَّاتَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وَهِىَ كَائِنَةٌ.** (٣)

بخاری میں ابوسعید خدری سے مروی ایک روایت:

〈۳〉 **فَسَأَلُوا النَّبِىَّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: مَاعَلَيْكُمْ اَلَّاتَفْعَلُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.** (٤)

ترجمہ: لوگوں نے نبی ﷺ سے عزل کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا بگڑ جائے گا اگر ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جن کو اللہ پیدا فرمانے والا ہے ان کو لکھ چکا ہے۔

﴿۴﴾وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزْعَةَ، سَأَلْتُ اَبَاسَعِيْدٍ فَقَالَ:قَالَ النَّبِیُّ ﷺ:لَيْسَ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ اِلَّااللّٰهُ خَالِقُهَا.

ترجمہ : مجاہد قزعہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ساری مخلوق کا خالق تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَايُوْنُسُ ،قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، قَالَ:سَمِعْتُ اَبَا الْوَدَّاکِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ:لَمَّااَصَبْنَا سَبْیَ خَيْبَرَ، سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: لَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَآءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا لَمْ يَمْنَعْهُ شَیْءٌ.(۵)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر کچھ لونڈیاں ہمارے ہاتھ آئیں۔ تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا ہر قطرہ منی میں یہ صلاحیت نہیں کہ اس سے بچہ ہو۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا فرمانا چاہے تو پھر کوئی چیز مانع نہیں بن سکتی۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب عزل کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

۱۴۱ ۔ لَاعَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا ذَالِکَ.

''اگر تم ایسا نہ کرو گے تو کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔''

تخریج:﴿۱﴾عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّهٗ قَالَ:دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْالصِّرْمَةِ عَلٰى اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ فَسَأَلَهٗ اَبُوالصِّرْمَةِ فَقَالَ:يَا اَبَاسَعِيْدٍ! هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُالْعَزْلَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً بِالْمُصْطَلِقِ، فَسَبَيْنَا كَرَائِمَ الْعَرَبِ، فَطَالَتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَرَغِبْنَا فِی الْفِدَاءِ، فَاَرَدْنَا اَنْ نَسْتَمْتِعَ وَنَعْزِلَ، فَقُلْنَا نَفْعَلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا لَانَسْأَلُهٗ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَاعَلَيْكُمْ، اَلَّاتَفْعَلُوْا مَاكَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِیَ كَائِنَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّاسَتَكُوْنُ.(٦)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے:

﴿۲﴾ثُمَّ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ لَنَا:وَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ وَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ، مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا هِیَ كَائِنَةٌ.

ایک اور دوسری روایت میں ہے:

﴿۳﴾ لَاعَلَيْكُمْ اَلَّاتَفْعَلُوْا فَاِنَّمَا هُوَالْقَدَرُ.(۷)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

۱۴۲ ۔ وَلِمَ يَفْعَلُ ذٰلِکَ اَحَدُكُمْ.

''تم میں سے کوئی یہ فعل کیوں کرے؟''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو، اس پر حضورؐ نے فرمایا:

۱۴۳۔ اِعۡزِلۡ عَنۡهَا اِنۡ شِئۡتَ فَاِنَّهٗ سَیَأۡتِیۡهَا مَاقُدِّرَ لَهَا.

''تو چاہے تو عزل کر لے، مگر جو اولاد اس کی تقدیر میں لکھی ہے، وہ تو ہو کر رہے گی''

تخریج : حَدَّثَنَا اَحۡمَدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ یُوۡنُسَ، قَالَ: نَازُهَیۡرٌ، قَالَ: نَااَبُوالزُّبَیۡرِ، عَنۡ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلاً اَتٰی رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ:اِنَّ لِیۡ جَارِیَةً هِیَ خَادِمُنَا وَسَانِیَتُنَا وَاَنَا اَطُوۡفُ عَلَیۡهَا، اَنَا اَکۡرَهُ اَنۡ تَحۡمَلَ فَقَالَ:اِعۡزِلۡ عَنۡهَا اِنۡ شِئۡتَ، فَاِنَّهٗ سَیَاۡتِیۡهَا مَاقُدِّرَ لَهَا، فَلَبِثَ الرَّجُلُ، ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ:اِنَّ الۡجَارِیَةَ قَدۡحَبِلَتۡ، فَقَالَ قَدۡ اَخۡبَرۡتُکَ اَنَّهٗ سَیَاۡتِیۡهَا مَاقُدِّرَ لَهَا.(۸)

ـــــــ مسلم کی ایک دوسری میں و انا اعزل عنها ہے اور روایت کے آخر میں فقال رسول اللّٰہ ﷺ انا عبداللّٰہ ورسولهٗ ہے۔

تشریح : ان کے علاوہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے ترمذی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے جو اہل علم تھے وہ عموماً عزل کو مکروہ سمجھتے تھے۔ مؤطا میں امام مالک نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو عزل کو ناپسند کرتے تھے۔

ان سب روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپؐ کے جن اصحاب کو تفقہ فی الدین کا مرتبہ حاصل تھا، وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن چونکہ عزل کی کوئی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی تھی اور اس کو ایک عام قومی طرز عمل نہیں بنایا جا رہا تھا، بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بنا پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے، اس لیے آپؐ نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً حضورؐ نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔

(اسلام اور ضبط ولادت حامیان...: احادیث...)

عزل کے متعلق جو کچھ آنحضور ﷺ سے پوچھا گیا اور اس کے جواب میں جو کچھ حضور ﷺ نے بیان فرمایا، اس کا تعلق صرف انفرادی ضروریات اور استثنائی حالات سے تھا۔ ضبط ولادت کی کوئی عام دعوت و تحریک ہرگز پیش نظر نہ تھی۔ نہ ایسی کسی تحریک کا مخصوص فلسفہ تھا جو عوام میں پھیلایا جا رہا ہو، نہ ایسی تدابیر وسیع پیمانے پر ہر مرد و عورت کو بتائی جا رہی تھیں کہ وہ باہم مباشرت کرنے کے باوجود استقرار حمل کو روک سکیں، اور نہ حمل کو روکنے والی دوائیں اور آلات ہر کس و ناکس کی دست تک پہنچائے جا رہے تھے۔ عزل کی اجازت میں جو چند روایات مروی ہیں، ان کی حقیقت بس یہ ہے کہ کسی اللہ کے بندے نے اپنے ذاتی حالات یا مجبوریاں بیان کیں اور آنحضور ﷺ نے انہیں سامنے رکھ کر کوئی مناسب جواب دے دیا۔ اس طرح کے

جو جوابات نبی ﷺ سے حدیث میں منقول ہیں ان سے اگر عزل کا جواز نکلتا بھی ہے تو وہ ہرگز ضبطِ ولادت کی اس عام تحریک کے حق میں استعمال نہیں کیا جا سکتا، جس کی پشت پر ایک خالص مادہ پرستانہ نظریہ اور اباحیت پسندانہ فلسفہ کارفرما ہے۔ ایسی کوئی تحریک اگر آنحضرت ﷺ کے سامنے اٹھتی تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر لعنت بھیجتے اور اس کے خلاف ویسا ہی جہاد کرتے جیسا شرک و بت پرستی کے خلاف آپؐ نے کیا۔ میں ہر اس شخص کو جو عزل سے متعلق آنحضور ﷺ کے ارشادات کا غلط استعمال کر کے انہیں موجودہ تحریک کے حق میں دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے خدا سے ڈراتا ہوں، اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کے مقابلے میں اپنی اس جسارت سے باز رہے۔ مغرب کی بے خدا تہذیب وفکر کی پیروی اگر کسی کو کرنی ہو تو سیدھی طرح اسے دینِ مغرب سمجھ کر ہی اختیار کرے۔ آخر وہ اسے عین خدا اور رسول کی تعلیم قرار دے کر، اللہ کا مزید غضب مول لینے کی کوشش کیوں کرتا ہے؟

اسلام جس طرح ضبط ولادت کی عمومی تحریک کو روا نہیں رکھتا، اسی طرح وہ قصداً بانجھ بننے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ یہ کہنا کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بانجھ کر لینا کوئی ناجائز کام نہیں ہے، اتنا ہی غلط ہے جتنا یہ کہنا غلط ہے کہ آدمی کا خودکشی کر لینا جائز ہے۔ دراصل اس طرح کی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں، جن کے نزدیک آدمی اپنے جسم اور اس کی قوتوں کا خود مالک ہے اور اپنے جسم اور اس کی قوتوں کے ساتھ جو کچھ بھی کرنا چاہے کر لینے کا حق رکھتا ہے۔ اسی غلط خیال کی وجہ سے جاپانی خودکشی کو جائز سمجھتے ہیں۔ اسی غلط خیال کی وجہ سے بعض جوگی اپنے ہاتھ یا پاؤں یا زبان بیکار کر لیتے ہیں۔ لیکن جو شخص اپنے آپ کو خدا کا مملوک سمجھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ یہ جسم اور اس کی قوتیں خدا کا عطیہ اور اس کی امانت ہیں اس کے نزدیک اپنے آپ کو بانجھ کر لینا ویسا ہی گناہ ہے جیسا کسی دوسرے انسان کو زبردستی بانجھ کر دینا یا کسی کی بینائی ضائع کر دینا گناہ ہے۔

(رسائل و مسائل سوم، فقہی مسائل: ضبط ولادت)

دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے اسلام صرف ایک ہی حل پیش کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے رزق کے جو ذرائع پیدا کیے ہیں ان کو زیادہ بڑھانے اور استعمال کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور جو ذرائع اب تک مخفی ہیں ان کو دریافت کرنے کی پیہم سعی کی جاتی رہے۔ آبادی روکنے کی ہر کوشش خواہ وہ قتل اولاد ہو، یا اسقاطِ حمل یا منع حمل، غلط اور بے حد تباہ کن ہے۔ ضبطِ ولادت کی تحریک کے چار نتائج ایسے ہیں جن کو رونما ہونے سے کسی طرح نہیں روکا جا سکتا:

۱۔ زنا کی کثرت

۲۔ انسان کے اندر خود غرضی اور معیارِ زندگی بڑھانے کی خواہش کا اس حد تک ترقی کر جانا کہ اسے اپنے بوڑھے ماں باپ اور اپنے یتیم بھائیوں اور اپنے دوسرے محتاجِ امداد رشتہ داروں کا وجود بھی ناگوار گزرنے لگے۔ کیونکہ جو آدمی اپنی روزی میں خود اپنی اولاد کو شریک کرنے کے لیے تیار نہ ہو وہ دوسروں کو بھلا کیسے شریک کر سکے گا؟

۳۔ آبادی کے اضافے کا کم سے کم مطلوبہ معیار بھی جو ایک قوم کو زندہ رکھنے کے لیے ناگزیر ہے، برقرار نہ رہنا، اس لیے

کہ جب یہ فیصلہ کرنے والے افراد ہوں گے کہ وہ کتنے بچے پیدا کریں اور کتنے نہ کریں، اور اس فیصلہ کا مدار اس بات پر ہوگا کہ وہ اپنے معیار زندگی کو نئے بچوں کی آمد کی وجہ سے گرنے نہ دیں۔ تو بالآخر وہ اتنے بچے بھی پیدا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے، جتنے ایک قوم کو اپنی قومی آبادی برقرار رکھنے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔ اس طرح کے حالات میں کبھی کبھی نوبت یہ بھی آجاتی ہے کہ شرح پیدائش شرحِ اموات سے کم تر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ نتیجہ فرانس دیکھ چکا ہے، حتّٰی کہ اس کو ''بچے زیادہ پیدا کرو'' کی تحریک چلانی پڑی اور انعامات کے ذریعہ سے اس کی ہمت افزائی کرنے کی ضرورت پیش آگئی۔

۴۔ قومی دفاع کا کمزور ہو جانا۔ یہ نتیجہ خصوصی طور پر ایک ایسی قوم کے لیے بے حد خطرناک ہے جو اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن آبادی میں گھری ہوئی ہے۔ (رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: ضبط...العینین)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح باب العزل۔ ☆مسلم ج۱۔ کتاب النکاح، باب حکم العزل۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب العزل۔ ☆ترمذی ابواب النکاح، ج۱۔ باب ماجاء فی العزل۔ عن جابر حدیث جابر حدیث حسن صحیح۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ عن جابر۔ اس کے الفاظ هیں قد کنا نفعله علی عهد رسول الله ﷺ۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤ص۲۱۷۔ عن جابر۔ ☆کنزالعمال ج۱٦۔ص٥٦۹۔ عن جابر۔ الفاظ المصنف لعبدالرزاق کے هیں۔

(۲) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب العزل۔ ☆مسلم ج۱۔ کتاب النکاح۔ باب حکم العزل۔ ☆ابوداؤد ج۲۔ کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل۔ بیھقی اور ابوداؤد نے فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ الخ بیان کیاهے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب العزل۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ عن ابی سعید خُدری۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۹۷۔ عن صرمة۔ ☆الطبرانی۔ بحواله مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۹۷۔ اس کی روایت میں عبدالحمید بن سلیمان ضعیف راوی هے۔ ☆کنزالعمال ج۱٦۔ص٥٦۹۔ عن حذیفه بن الیمان۔ حدیث نمبر٤٥۹۰۳۔

(۳) مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الطلاق باب ماجاء فی العزل۔

(٤) بخاری ج٢۔کتاب التوحید، باب قول الله هو الله الخالق الباری المصور۔☆مسلم ج١ کتاب النکاح، باب حکم العزل۔☆ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح، باب فی العزل۔☆ترمذی ابواب النکاح، باب ماجاء فی کراهیة العزل۔☆مؤطا امام مالك کتاب الطلاق، باب ماجاء فی العزل۔☆مسنداحمدج٣۔ ص٢٢، ٤٧، ٤٩، ٥٧، ٥٩، ٦٨، ٧٨، ٩٣، ١٤٠، ٣٧٧، ٤٥٠، (قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ) ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب العزل۔☆کنزالعمال ج١٦۔عن ابی سعید۔

(٥) مسند ابی داؤد الطیالسی ج٩۔ص٢٨٩۔ عن ابی سعید خدری۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب العزل، عن ابی سعید خدری۔☆کنزالعمال ج١٦۔ص٣٥٨۔عن ابی سعید۔

(٦) مسلم ج١۔کتاب النکاح، باب حکم العزل۔

(٧) مسلم ج١۔کتاب النکاح، باب حکم العزل۔☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح، باب فی العزل۔ ☆ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب العزل۔☆دارمی کتاب النکاح، باب فی العزل۔☆ نیل الاوطار ج٦۔باب ماجاء فی العزل۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح، باب العزل۔

(٨) مسلم ج١۔کتاب النکاح باب حکم العزل۔☆ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل۔☆کنزالعمال ج١٦۔ حدیث نمبر٤٤٩١١۔

فصل:۱۸

متعہ کی تاریخی اور شرعی حیثیت

١٤٤ ۔ جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں متعہ کرتے تھے، پھر حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں اس کی ممانعت کردی۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ : نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ:اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ:اَخْبَرَنِی اَبُوالزُّبَيْرِ، قَالَ:سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ:كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقُبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيْقِ الْاَيَّامَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰی نَهٰی عَنْهُ عُمَرُ فِیْ شَاْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.(۱)

ترجمہ : ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کے عہد میں عورتوں سے کئی دنوں کے لیے ایک مٹھی بھر کھجوریں اور آٹا دے کر متعہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے متعہ کو عمرو بن حریث کے قصہ میں ممنوع قرار دے دیا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا حَسَنُ نِ الْحُلْوَانِیُّ، قَالَ:نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ:اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ:قَالَ عَطَاءٌ : قَدِمَ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا، فَجِئْنَاهُ فِیْ مَنْزِلِهٖ، فَسَاَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ اَشْيَاءٍ، ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ:نَعَمْ، اسْتَمْتَعْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ.(۲)

ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ،عمرہ کرنے کے لیے آئے تو ہم ان کی قیام گاہ پر ملاقات کے لیے گئے۔لوگوں نے ان سے بہت سے مسائل دریافت کیے، پھر متعہ کا بھی ذکر کیا۔تو انہوں نے کہا ہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے دور میں متعہ کیا ہے۔

١٤٥ ۔ سبرۃ الجہنی بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے اس (متعہ) کی اجازت دے دی تھی۔ چنانچہ میں نے خود ایک چادر کے عوض ایک عورت سے متعہ کیا، مگر بعد میں اسی غزوے کے زمانے میں آپؐ نے اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے متعہ کو قیامت تک کے لیے حرام کردیا ہے۔

تخریج: ﴿۱﴾ عَنِ الرَّبِيْعِ بِنِ سَبْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، نَهٰی عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ : سبرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

ایک روایت میں ہے:

〈۲〉 اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی یَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

ترجمہ: فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

ایک اور روایت میں ہے :

〈۳〉 اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ: اَلَا اِنَّھَا حَرَامٌ مِنْ یَوْمِکُمْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَمَنْ کَانَ اَعْطٰی شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْہُ. (۳)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا اور کہا، سن لو کہ یہ متعہ تمہارے آج کے دن سے قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ جس کسی نے کوئی چیز دی ہو وہ اسے واپس نہ لے۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ، قَالَ نَا اَبِیْ، قَالَ: نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِی الرَّبِیْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُھَنِیُّ اَنَّ اَبَاہُ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَذِنْتُ لَکُمْ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، فَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ مِنْھُنَّ شَیْءٌ فَلْیُخَلِّ سَبِیْلَھَا وَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا. (٤)

ترجمہ : ربیع بن سبرہ جہنی نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک حرام کر دیا ہے لہٰذا جس کسی کے پاس ان میں سے کوئی ہو تو اسے چھوڑ دے اور جو کچھ تم ان کو دے چکے ہو وہ واپس نہ لو۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: نَا لَیْثُ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُھَنِیِّ، عَنْ اَبِیْہِ سَبْرَةَ اَنَّہٗ قَالَ: اَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ اِلَی امْرَاَةٍ مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ. کَاَنَّھَا بَکْرَةٌ عَیْطَاءُ، فَعَرَضْنَا عَلَیْھَا اَنْفُسَنَا، فَقَالَتْ: مَاتُعْطِیْ؟ فَقُلْتُ : رِدَائِیْ، وَقَالَ صَاحِبِی : رِدَائِیْ، وَکَانَ رِدَاءُ صَاحِبِیْ اَجْوَدَ مِنْ رِدَائِیْ، وَکُنْتُ اَشَبَّ مِنْہُ، فَاِذَا نَظَرَتْ اِلٰی رِدَاءِ صَاحِبِیْ اَعْجَبَھَا، وَاِذَا نَظَرَتْ اِلَیَّ اَعْجَبْتُھَا، ثُمَّ قَالَتْ: اَنْتَ وَرِدَائُکَ، یَکْفِیْنِیْ، فَمَکَثْتُ مَعَھَا ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ شَیْءٌ مِنْ ھٰذِہِ النِّسَاءِ الَّتِیْ یَتَمَتَّعُ، فَلْیُخَلِّ سَبِیْلَھَا. (٥)

ترجمہ : سبرة الجہنی کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک دوسرا آدمی دونوں بنو عامر کی

ایک عورت کی طرف نکلے۔ وہ تو گویا ایک نوجوان اونٹنی تھی جو صراحی نما دراز گردن والی۔ ہم نے اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کیا، وہ بولی مجھے دو گے کیا؟ میں نے تو کہا کہ میری یہ چادر حاضر ہے اور میرے ساتھی نے بھی کہا کہ میری چادر بھی حاضر ہے۔ چادر تو میرے ساتھی کی عمدہ اور بہترین تھی مگر میں بہت اچھا جوان تھا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب میرے ساتھی کی چادر دیکھتی تو وہ اسے پسند آتی اور جب میری طرف نظریں اٹھاتی تو میں اسے پسند آتا۔ پھر اس نے (جی میں فیصلہ کر کے) کہا کہ تو اور تیری چادر میرے لیے کافی ہے۔ میں اس کے پاس تین روز تک رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی کے پاس ایسی عورت ہو جس سے متعہ کر رہا ہو اسے چھوڑ دے۔

﴿۲﴾ **حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ قَامَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: اِنَّ نَاسًا اَعْمَی اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ كَمَا اَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ یُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ یُعَرِّضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: اِنَّکَ لَجِلْفٌ جَافٌ، فَلَعَمْرِیْ لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ فِیْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ یُرِیْدُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ: فَجَرِّبْ بِنَفْسِکَ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا، لَاَرْجُمَنَّکَ بِاَحْجَارِکَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِیْ خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَیْفِ اللّٰهِ اَنَّهٗ بَیْنَا هُوَجَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ، جَاءَهٗ رَجُلٌ، فَاسْتَفْتَاهُ فِی الْمُتْعَةِ، فَاَمَرَهٗ بِهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِیُّ مَهْلاً! قَالَ: مَاهِیَ؟ وَاللّٰهِ لَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ. قَالَ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ: اِنَّهَاكَانَتْ رُخْصَةً فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ اِلَیْهَا كَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِیْرِ، ثُمَّ اَحْكَمَ اللّٰهُ الدِّیْنَ وَنَهٰی عَنْهَا. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَاَخْبَرَنِیْ رَبِیْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِیُّ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ: قَدْكُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ امْرَاَةً مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ بِبُرْدَیْنِ اَحْمَرَیْنِ، ثُمَّ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَسَمِعْتُ رَبِیْعَ ابْنَ سَبْرَةَ یُحَدِّثُ ذٰلِکَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَاَنَا جَالِسٌ.** (۶)

ترجمہ : ابن شہاب زہری نے بتایا کہ عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن زبیر مکہ میں لوگوں کو خطاب (خطبہ) کرتے ہوئے کھڑے ہوئے، کہا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ نے ان کے دل بھی اس طرح اندھے کر دیے ہیں جس طرح ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں ـــــ ان کا یہ اشارہ ابن عباس کی طرف تھا کہ وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور انہیں یہ اطلاع نہیں ملی ہوگی کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے اسی وجہ سے وہ اس کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے جب انہیں معلوم ہو گیا تو رجوع کر لیا ـــــ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ وہ ایک آدمی پر طعن کر رہے تھے (ابن عباسؓ پر) اسی اثناء میں اسے ایک شخص نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ تم کم فہم، بے ادب اور نادان ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ باسعادت میں متعہ کیا جاتا رہا ہے۔ ابن زبیر نے اسے کہا، اچھا پھر تم خود تجربہ کر دیکھو میں تمہیں تمہارے پتھروں سے سنگسار کر دوں گا اگر تم نے اس کا ارتکاب کیا۔ ابن شہاب کا قول ہے کہ خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے مجھے بتایا کہ وہ ایک شخص کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک دوسرا شخص آیا اور متعہ کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ ابن ابی عمرہ انصاری نے اسے کہا ذرا ٹھہرو، وہ بولا کیا ہوا؟ اللہ کی قسم امام المتقین

(رسول اللہؐ) کے عہد میں متعہ کیا گیا ہے۔ ابن ابی عمرہ نے کہا ابتداء اسلام میں اس کی رخصت تھی ایسے آدمی کے لیے جو بہت ہی مجبور و بے قرار ہو جس طرح ایک مضطر کے لیے مردار، خون اور سور کا گوشت وغیرہ کی اجازت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مستحکم و مضبوط فرما دیا اور متعہ ممنوع کر دیا۔ ابن شہاب نے مزید بتایا کہ مجھے ربیع بن سبرہ جہنی نے اطلاع دی کہ اس کے والد نے ان سے ذکر کیا تھا کہ میں نے عہد نبوی میں بنو عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں کے بدلہ متعہ کیا تھا۔ مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ربیع بن سبرہ کو سنا وہ عمر بن عبدالعزیز کو یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا۔

﴿۷﴾قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ رَبِیْعَ بْنَ سَبْرَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالتَّمَتُّعِ مِنَ النِّسَآءِ، قَالَ فَخَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِّیْ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ حَتّٰی وَجَدْنَا جَارِیَةً مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ كَاَنَّهَا بَكْرَةٌ عَیْطَاءُ، فَخَطَبْنَاهَا اِلٰی نَفْسِهَا وَعَرَضْنَا عَلَیْهَا بُرْدَیْنَا، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ، فَتَرَانِیْ اَجْمَلَ مِنْ صَاحِبِیْ وَتَرٰی بُرْدَ صَاحِبِیْ اَحْسَنَ مِنْ بُرْدِیْ، فَاٰمَرَتْ نَفْسَهَا سَاعَةً، ثُمَّ اخْتَارَتْنِیْ عَلٰی صَاحِبِیْ، فَكُنَّ مَعَنَا ثَلَاثًا، ثُمَّ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِفِرَاقِهِنَّ.(۷)

ترجمہ : ربیع بن سبرہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت و رخصت دے دی، تو میں اور میرا ایک دوست جس کا تعلق بنی سلیم سے تھا باہر نکلے، بنو عامر کی ایک خوب رو جوان لڑکی سے ہمارا سامنا ہوا۔ ہم دونوں نے اسے متعہ کا پیغام دیا اور دونوں نے اپنی اپنی چادر پیش کی۔ اس نے ہمیں بغور دیکھنا شروع کیا۔ مجھے میرے ساتھی سے زیادہ خوبصورت دیکھ رہی تھی اور میرے دوست کی چادر کو میری چادر سے عمدہ دیکھتی تھی۔ چند لمحے اپنے جی میں سوچ کر اس نے مجھے میرے ساتھی کے مقابلہ میں منتخب کر لیا۔ پس ایسی عورتیں ہمارے تصرف میں تین دن تک رہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان سے جدا اور الگ ہونے کا حکم صادر فرما دیا۔

﴿۸﴾حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ الْجَحْدَرِیُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ(یَعْنِی ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِیَّةَ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ سَبْرَةَ اَنَّ اَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتْحَ مَكَّةَ، قَالَ: فَاَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ (ثَلَاثِیْنَ بَیْنَ لَیْلَةٍ وَیَوْمٍ) فَاَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ،فَخَرَجْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِیْ، وَلِیْ عَلَیْهِ فَضْلٌ فِی الْجَمَالِ وَهُوَ قَرِیْبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ. مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ، فَبُرْدِیْ خَلَقٌ وَاَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّیْ فَبُرْدٌ جَدِیْدٌ غَضٌّ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِاَسْفَلِ مَكَّةَ اَوْبِاَعْلَاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ، فَقُلْنَا:هَلْ لَكِ اَنْ یَّسْتَمْتِعَ مِنْكِ اَحَدُنَا؟ قَالَتْ: وَمَاذَا تَبْذُلَانِ؟ فَنَشَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا بُرْدَهٗ، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَی الرَّجُلَیْنِ وَیَرَاهَا صَاحِبِیْ اِلٰی عِطْفِهَا، فَقَالَ:اِنَّ بُرْدَ هٰذَا خَلَقٌ وَبُرْدِیْ جَدِیْدٌ غَضٌّ، فَتَقُوْلُ:بُرْدُ هٰذَا لَابَاْسَ بِهٖ، ثَلٰثَ مِرَارٍ اَوْمَرَّتَیْنِ، ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا فَلَمْ اَخْرُجْ حَتّٰی حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.(۸)

ترجمہ : ربیع بن سبرہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے والد غزوہ فتح مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم پندرہ دن مکہ میں ٹھہرے دن اور رات دونوں کو ملا کر یہ تیس ہوتے ہیں۔ اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عورتوں سے متعہ کرنے کی رخصت واجازت دے دی تو میں اور ایک میرے قبیلہ کا آدمی دونوں نکلے۔ میں اس کے مقابلہ میں زیادہ خوبصورت تھا اور وہ ذرا بدصورتی کے قریب تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی۔ میری چادر ذرا پرانی تھی اور میرے چچازاد کی چادر بالکل نئی تھی تا آنکہ ہم مکہ کے زیریں یا بالائی حصہ میں پہنچ گئے تو ہمارا سامنا ایسی خوب رو دوشیزہ سے ہوا جو اونٹنی کی طرح جوان، صراحی دار گردن والی تھی (نہایت ہی خوبصورت اور نوجوان) ہم نے اسے کہا کہ کیا تجھے اس بات میں دلچسپی اور رغبت ہے کہ ہم میں سے کوئی تمہارے ساتھ متعہ کرے؟ وہ بولی تم لوگ دو گے کیا؟ (کیا خرچ کرو گے؟) تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر کھول کر سامنے رکھ دی، وہ دونوں مردوں کو بغور دیکھنے لگی، میرا ساتھی تو اسے سر سے لے کر سرین تک ملاحظہ کر رہا تھا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ یہ چادر تو پرانی ہے اور میری چادر بالکل نئی اور خوبصورت ہے۔ یہ سن کر وہ بولی کہ اس کی چادر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ بات اس نے دو یا تین مرتبہ کہی۔ غرض یہ کہ میں نے اس سے متعہ کیا، میں اس وقت تک اس کے ہاں سے نہ نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام قرار دے دیا۔

﴿۹﴾حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ اُمَيَّةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَتَذَاكَرْنَا مُتْعَةَ النِّسَآءِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ رَبِيْعُ ابْنُ سَبْرَةَ: اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ اَنَّهُ حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ.(۹)

ترجمہ : امام زہری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھے تھے کہ متعہ کے بارے میں مذاکرہ شروع ہوا، ایک شخص جسے ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا، نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر متعہ کو ممنوع قرار دیا ہے۔

ایک اور روایت ابوداؤد میں ہے :

﴿۱۰﴾عَنْ رَبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَآءِ.(۱۰)

﴿۱۱﴾حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ: اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا. اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.(۱۱)

ترجمہ : حضرت علیؓ نے ابن عباس سے کہا کہ نبی ﷺ نے متعہ سے اور گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے غزوہ خیبر کے زمانے میں منع فرمایا۔

﴿۱۲﴾حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ:اَخْبَرَنَا مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِمَا عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ : نَهَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَیْبَرَ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِیَّةِ.(۱۲)

ترجمہ : حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے غزوہ خیبر کے سال منع فرمایا۔

﴿۱۳﴾حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: قَرَاْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِیٍّ،عَنْ اَبِیْهِمَا، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ یَوْمَ خَیْبَرَ وَعَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِیَّةِ.(۱۳)

ترجمہ : حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرمایا۔

ایک روایت میں ہے:

﴿۱۴﴾عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یُلَیِّنُ فِی مُتْعَةِ النِّسَآءِ فَقَالَ:مَهْلًا یَّابْنَ عَبَّاسٍ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْهَا یَوْمَ خَیْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِیَّةِ.(۱٤)

ترجمہ : حضرت علیؓ سے مروی ہے، انہوں نے سنا کہ ابن عباسؓ عورتوں سے متعہ کے بارے میں نرمی سے کام لیتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا ابن عباسؓ ذرا ٹھہرو (اور سنو) کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ سے اور گھریلو پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا تھا۔

﴿۱۵﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ:نَایُوْنُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نَاعَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ، قَالَ:نَا اَبُوْعُمَیْسٍ عَنْ اِیَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ:رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ اَوْطَاسٍ فِی الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰی عَنْهَا.(۱۵)

ترجمہ : ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کے سال تین مرتبہ متعہ کرنے کی رخصت دی مگر پھر اس سے منع فرمادیا۔

﴿۱۶﴾حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ:حَدَّثَنَاجَرِیْرٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ، عَنْ قَیْسٍ، قَالَ:قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ:کُنَّانَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَیْسَ لَنَاشَیْءٌ، فَقُلْنَا اَلَانَسْتَخْصِیْ، فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِکَ، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْکِحَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ عَلَیْنَا. یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَاتَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. (۱٦)

ترجمہ : قیس سے مروی ہے کہ عبداللہ بنؓ مسعود نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ ہمارے لیے (بیویوں) کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ اس لیے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم خصی ہوکر (نامرد) نہ ہوجائیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ اور پھر ایک کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کرنے کی اجازت ورخصت عنایت فرمادی اور ہمارے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ "اے ایمان والو! وہ پاک وطیب چیزیں جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے انہیں حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز بھی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

〈۱۷〉 حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ: كُنَّا فِيْ جَيْشٍ، فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا، فَاسْتَمْتِعُوْا، وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِيْ اِيَاسُ ابْنُ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَابَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ يَتَزَايَدَ اَوْ يَتَتَارَكَا، تَتَارَكَا، فَمَا اَدْرِیْ اَشَیْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً. قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ، وَبَيَّنَهٗ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ. (۱۷)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ ہم ایک (فوجی) لشکر میں تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں متعہ کی اجازت دے دی گئی ہے۔ لہٰذا اب متعہ کرسکتے ہو، ابن ابی ذئب نے بتایا کہ مجھے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد کے حوالہ سے نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ جو مرد وعورت باہم موافقت کریں تو تین روز تک وہ اکٹھے رہ سکتے ہیں اب اگر وہ مزید اضافہ کرنا چاہیں یا چھوڑنا چاہیں تو وہ ایسا کرنے کے مجاز ومختار ہیں مجھے نہیں معلوم کہ یہ ہمارے لیے خاص تھا یا سب کے لیے عام۔ امام بخاری نے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے یہ واضح کردیا تھا کہ نبی ﷺ نے اسے منسوخ فرمادیا تھا۔

〈۱۸〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ، فَرَخَّصَ، فَقَالَ لَهٗ مَوْلًی لَهٗ: اِنَّمَا ذٰلِكَ فِی الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِی النِّسَآءِ قِلَّةٌ اَوْنَحْوَهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : نَعَمْ. (۱۸)

ترجمہ : ابوجمرہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ ان سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس کی رخصت دی۔ ان کے آزاد کردہ غلام نے ان سے کہا کہ یہ تو اس وقت تھا جب شدید ضرورت تھی اور عورتوں کی تعداد کم تھی (گویا قلتِ نسواں اور شدید ناگزیر ضرورت کے وقت) اس پر ابن عباس بولے ہاں (یہ درست ہے)۔

〈۱۹〉 حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَاسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ اَخُوْقَبِيْصَةَ بْنِ عُقْبَةَ، نَاسُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهٗ بِهَا مَعْرِفَةٌ، فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ بِقَدْرِمَا يَرٰی اَنَّهٗ يُقِيْمُ، فَتَحْفَظُ لَهٗ مَتَاعَهٗ

وَتُصلِحُ لَهُ شَيْئَهُ حَتّٰى اِذَا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهٰذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ. (۱۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ متعہ آغاز اسلام میں جائز تھا۔ایک آدمی کسی گاؤں میں چلا جاتا جہاں اس کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی تھی تو وہاں کسی عورت سے اس لیے نکاح کر لیتا کہ جتنے روز یہاں قیام کرنا ہے تو یہ خاتون اس کے مال ومتاع کی حفاظت بھی کرے گی اور اس کے معاملہ کو درست بھی رکھے گی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ... ـــــ سوائے اپنی بیویوں کے اور اُن عورتوں کے جو اُن کی ملک یمین میں ہوں.... ـــــ تو ابن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ ان دوشرم گاہوں کے علاوہ باقی سب حرام ہیں۔

〈۲۰〉وَاِنَّمَا رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَیْءٌ مِنَ الرُّخْصَةِ فِی الْمُتْعَةِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ حَيْثُ اُخْبِرَهٗ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: وَاَمَرَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيْمِ الْمُتْعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ. (۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے متعہ میں رخصت دینے کے بارے میں منقول ہے مگر انہوں نے نبی ﷺ کی طرف سے (متعہ کی) خبر دیے جانے کے بعد اپنے سابقہ قول سے رجوع کر لیا تھا۔ نیز اکثر اہل علم نے متعہ کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے ان میں سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ وغیرہ۔

〈۲۱〉حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِیُّ، ثَنَا الْفِرْيَابِیُّ عَنْ اَبَانَ ابْنِ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ بَكْرِبْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَذِنَ لَنَا فِی الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ اِلَّارَجَمْتُهٗ بِالْحِجَارَةِ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَنِیْ بِاَرْبَعَةٍ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَلَّهَا بَعْدَ اِذْحَرَّمَهَا. (۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جب حضرت عمرؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین مواقع پر متعہ کرنے کی اجازت ورخصت عنایت فرمائی، پھر آخر کار اسے حرام ٹھیرا دیا۔ اللہ کی قسم اب اگر ایسا آدمی جو شادی شدہ ہو میرے علم میں آئے کہ اس نے متعہ کیا ہے تو میں اسے رجم کردوں گا الا یہ کہ وہ میرے پاس ایسی چار شہادتیں پیش کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دینے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔

تشریح: حضرت سبرۃؓ الجہنی اور حضرت جابرؓ والی حدیثیں، مسلم باب نکاح المتعة میں موجود ہیں۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معترضین نے صرف اعتراض کی خاطر حدیثیں تلاش کرنی شروع کیں اور اس سلسلہ میں ان دونوں حدیثوں کو بھی اپنی فہرست

میں ٹانک لیا۔ ورنہ اگر وہ جاننے کی کوشش کرتے کہ متعہ کی حقیقت کیا ہے اور اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان میں کیا بحثیں پیدا ہوئی تھیں اور ان بحثوں کا تصفیہ کرنے کے محدثین نے کس مقصد کے لیے وہ تمام روایات اپنی کتابوں میں جمع کیں جو متعہ کے جواز اور حرمت کے متعلق ان کو مختلف سندوں سے پہنچی تھیں، تو شاید وہ ان احادیث پر نظر عنایت نہ فرماتے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل، زمانہ جاہلیت میں نکاح کے جو طریقے رائج تھے، ان میں سے ایک ''نکاح متعہ'' بھی تھا۔ یعنی یہ کہ کسی عورت کو کچھ معاوضہ دے کر ایک خاص مدت کے لیے اس سے نکاح کر لیا جائے۔ نبی ﷺ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کسی چیز کی نہی کا حکم نہ مل جاتا تھا، آپ پہلے کے رائج شدہ طریقوں کو منسوخ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ یا تو ان کے رواج پر سکوت فرماتے یا بوقت ضرورت ان کی اجازت بھی دے دیتے۔ چنانچہ یہی صورت، متعہ کے بارے میں بھی پیش آئی۔ ابتداءً آپ نے اس کے رواج پر سکوت فرمایا اور بعد میں کسی جنگ یا سفر کے موقع پر اگر لوگوں نے اپنی شہوانی ضرورت کی شدت ظاہر کی تو آپؐ نے اس کی اجازت بھی دے دی، کیونکہ حکم نہی اس وقت تک نہ آیا تھا۔ پھر جب حکمِ نہی آ گیا تو آپؐ نے اس کی قطعی ممانعت فرما دی۔ لیکن یہ حکم عام لوگوں تک نہ پہنچ سکا اور اس کے بعد بھی کچھ لوگ ناواقفیت کی بنا پر متعہ کرتے رہے۔ آخر کار حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں اس حکم کی عام اشاعت کی اور پوری قوت کے ساتھ اس رواج کو بند کیا۔

اس مسئلے میں فقہاء کے سامنے متعدد سوالات تحقیق طلب تھے۔ مثلاً یہ کہ آیا حضورؐ نے کبھی اس کی صریح اجازت بھی دی تھی؟ اور اگر دی تھی تو کس موقع پر؟ اور یہ کہ آپؐ نے اسے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ اور منع فرمایا ہے تو کب اور کن الفاظ میں؟ اور یہ کہ آیا اس کی تحریم حضورؐ کا اپنا فعل ہے یا حضرت عمرؓ نے اپنی ذمہ داری پر اس رواج کو بند کیا؟ یہ اور اسی طرح کے متعدد دوسرے سوالات تھے جن کی تحقیق کے لیے فقہاء و محدثین کو وہ تمام روایات جمع کرنے کی ضرورت پیش آئی جو اس مسئلے سے متعلق مختلف لوگوں کے پاس موجود تھیں۔ اس سلسلے میں امام مسلمؒ نے وہ دونوں روایات بھی نقل کیں جن کو معترضین نے اعتراض کے لیے چھانٹا ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث مسلم اور دوسرے محدثین نے جمع کی ہیں جو اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر محدثین یہ مواد جمع نہ کرتے تو اسلامی قانون کی تدوین کرنے والے آخر کس بنیاد پر متعے کے جواز وعدمِ جواز کا فیصلہ کرتے؟ (رسائل و مسائل دوم، تفسیر...: چند احادیث...)

سورہ مومنون کی آیت ۵، ۶ سے حرمتِ متعہ پر استدلال

بعض مفسرین نے سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۵، ۶ سے متعہ کی حرمت بھی ثابت کی ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ ممتوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں داخل ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں۔ لونڈی تو وہ ظاہر ہے کہ نہیں ہے اور بیوی اس لیے نہیں ہے کہ زوجیت کے لیے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ نہ وہ مرد کی وارث ہوتی ہے نہ مرد اس کا وارث

ہوتا ہے۔ نہ اس کے لیے عدت ہے، نہ طلاق، نہ نفقہ، نہ ایلاء اور ظہار اور لعان وغیرہ۔ بلکہ چار بیویوں کی مقررہ حد سے بھی وہ مستثنیٰ ہے۔ پس جب وہ ''بیوی'' اور ''لونڈی'' دونوں کی تعریف میں نہیں آتی تو لامحالہ وہ ان کے علاوہ کچھ اور میں شمار ہوگی جس کے طالب کو قرآن ''حد سے گزرنے والا'' قرار دیتا ہے۔ یہ استدلال بہت قوی ہے، مگر اس میں کمزوری کا ایک پہلو ایسا ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ متعہ کی حرمت کے بارے میں یہ آیت ناطق ہے۔ وہ پہلو یہ ہے کہ نبی ﷺ نے متعہ کی حرمت کا آخری اور قطعی حکم فتح مکہ کے سال دیا ہے اور اس سے پہلے اجازت کے ثبوت صحیح احادیث میں پائے جاتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حرمت متعہ کا حکم قرآن کی اس آیت ہی میں آچکا تھا جو بالاتفاق مکی ہے اور ہجرت سے کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی تو کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ اسے فتح مکہ تک جائز رکھتے لہٰذا یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ متعہ کی حرمت قرآن مجید کے کسی صریح حکم پر نہیں بلکہ نبی ﷺ کی سنت پر مبنی ہے۔ سنت میں اس کی صراحت نہ ہوتی تو محض اس آیت کی بنا پر تحریم کا فیصلہ کر دینا مشکل تھا۔ متعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں کی توضیح کر دی جائے۔ اول یہ کہ اس کی حرمت خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمرؓ نے حرام کیا، درست نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ اس حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ صرف اسے شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ حکم حضورؐ نے آخری زمانے میں دیا تھا اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا اس لیے حضرت عمرؓ نے اس کی عام اشاعت کی اور بذریعہ قانون اسے نافذ کیا۔ دوم یہ کہ شیعہ حضرات نے متعہ کو مطلقاً مباح ٹھیرانے کا جو مسلک اختیار کیا ہے اس کے لیے تو بہر حال نصوص کتاب وسنت میں سرے سے کوئی گنجایش ہی نہیں ہے۔ صدرِ اول میں صحابہ اور تابعین اور فقہاء میں چند بزرگ جو اس کے جواز کے قائل تھے وہ اسے صرف اضطرار اور شدید ضرورت کی حالت میں جائز رکھتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اسے نکاح کی طرح مباح مطلق اور عام حالات میں معمول بہ بنا لینے کا قائل نہ تھا۔ ابن عباسؓ، جن کا نام قائلین جواز میں سب سے زیادہ نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے، اپنے مسلک کی توضیح خود ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ مَاهِيَ اِلَّا كَالْمَيْتَةِ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِلْمُضْطَرِّ ''یہ تو مردار کی طرح ہے کہ مضطر کے سوا کسی کے لیے حلال نہیں'' اور اس فتوے سے بھی وہ اس وقت باز آگئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اباحت کی گنجایش سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آزادانہ متعہ کرنے لگے ہیں اور ضرورت تک اسے موقوف نہیں رکھتے۔ اس سوال کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ابنِ عباسؓ اور ان کے ہم خیال چند گنے چنے اصحاب نے اس مسلک سے رجوع کر لیا تھا یا نہیں، تو ان کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ جواز بحالتِ اضطرار کی حد تک جاسکتا ہے۔ مطلق اباحت بلاضرورت تمتع حتیٰ کہ منکوحہ بیویوں تک کی موجودگی میں بھی ممتوعات سے استفادہ کرنا تو ایک ایسی آزادی ہے جسے ذوقِ سلیم بھی گوارا نہیں کرتا کجا کہ اسے شریعتِ محمدیہ کی طرف منسوب کیا جائے اور ائمہ اہلِ بیت کو اس سے متہم کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ خود شیعہ حضرات میں سے بھی کوئی شریف آدمی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص اس کی بیٹی یا بہن کے لیے نکاح کے بجائے متعہ کا پیغام دے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جواز متعہ کے لیے معاشرے میں زنانِ بازاری کی طرح عورتوں کا ایک ایسا ادنیٰ طبقہ موجود رہنا چاہیے جس سے تمتع کرنے کا دروازہ کھلا رہے۔ یا پھر یہ کہ متعہ صرف غریب لوگوں کی بیٹیوں اور بہنوں کے لیے ہو اور اس سے فائدہ اٹھانا خوشحال طبقہ کے مردوں

کا حق ہو۔ کیا خدا اور رسول کی شریعت سے اس طرح کے غیر منصفانہ قوانین کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور کیا خدا اور اس کے رسول سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کو مباح کر دیں گے جسے ہر شریف عورت اپنے لیے بے عزتی بھی سمجھے اور بے حیائی بھی؟ (تفہیم القرآن ج ۳، المؤمنون، حاشیہ: ۷)

ماٰخذ

(۱) مسلم ج ۱۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة الخ۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۷۔ کتاب النکاح، باب المتعة حديث نمبر ۱٤۰۲۸۔ ☆ کنز العمال ج ۱٦۔ حديث نمبر ٤٥٧۳۲۔

(۲) مسلم ج ۱۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة الخ۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۷۔ کتاب النکاح باب فی المتعة حديث۔ نمبر ۱٤۰۲۱۔

(۳) مسلم ج ۱ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ دارمی ج ۲۔ کتاب النکاح، باب ۱٦ النهی عن متعة النساء دارمی نے نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ روایت کیا ھے۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ۲۔ ٤ کتاب النکاح باب فی نکاح المتعة و حرمتها۔

(٤) مسلم ج ۱۔ کتاب النکاح باب نکاح المتعة الخ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب النهی عن نکاح المتعة۔ سبرة الجهنی۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ۲۔ ٤ کتاب النکاح، باب فی نکاح المتعة و حرمتها عن ربیع بن مرة عن ابیه۔ ☆ کنز العمال ج ۱٦۔ حديث ٤٤٧٥۳۔ اور ٤٥٧۳۹۔

(٥) مسلم ج ۱ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة الخ۔ ☆ نسائی جز۔ ٦ کتاب النکاح، باب تحریم المتعة سبرة بن جهنی۔ ☆ السنن الکبری للبیهقی ج ۷۔ کتاب النکاح باب نکاح المتعة۔

(٦) مسلم ج ۱ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة الخ۔ ☆ السنن الکبریٰ ج ۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ المصنف لعبدالرزاق ج ۷۔ کتاب النکاح باب المتعة۔

(۷) مسلم ج ۱۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔

(۸) مسلم ج ۱۔ کتاب النکاح۔ باب نکاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ، ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه إلى يوم القيٰمة۔ ☆ السنن الکبری بیهقی ج ۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ مجمع الزوائد ج ٤۔ کتاب النکاح، باب نکاح، المتعة۔ سبرة جهنی۔ ☆ المصنف لعبدالرزاق ج ۷۔ حديث ۱٤۰٤۱۔ الفاظ مختلف هیں۔

(۹) ابوداؤد ج ۲۔ کتاب النکاح، باب فی نکاح المتعة۔

(۱۰) حواله مذکوره بالا السنن الکبریٰ ج ۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ مجمع الزوائد ج ٤۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ ☆ کنز العمال ج ۱٦۔ حديث نمبر ٤٥٧٥۱۔ عن محمد بن حنفیه بحواله طبرانی اوسط۔

(۱۱) بخاری ج ۲۔ کتاب النکاح باب نهی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعة اخیراً۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۷۔

کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔ عن علی۔☆سنن دارمی ج۱۔کتاب النکاح، باب١٦ النهی عن متعۃ النساء دارمی میں زمن خیبر کی جگہ عام خیبر ہے۔☆ مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔٤ کتاب النکاح، باب فی نکاح المتعۃ وحرمتها۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب النکاح عن علی۔

(١٢) بخاری ج۲۔کتاب الذبائح والصید باب لحوم الحمر الانسیۃ۔

(١٣) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ الخ۔☆ترمذی ج۱۔ابواب النکاح باب ماجاء فی نکاح المتعۃ۔ ☆مؤطا امام مالك ج۲۔کتاب النکاح۔ نکاح المتعۃ عن علی۔☆ابن ماجه کتاب النکاح باب النهی عن نکاح المتعۃ عن علی۔

(١٤) حواله مذکوره بالا☆نسائی جز٦۔کتاب النکاح، باب تحریم المتعۃ۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٥٧٢٧۔

(١٥) مسلم ج۱کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ الخ۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح باب فی نکاح المتعۃ۔☆ مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔٤ کتاب النکاح باب فی نکاح المتعۃ وحرمتها۔ سنن دارقطنی ج۳۔کتاب النکاح عن ایاس بن سلمۃ عن ابیه۔☆ کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٥٧٤٠۔

(١٦) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب مایکره من التبتل والخصاء۔☆مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ وبیان انه ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثم نسخ واستقر تحریمه الی یوم القیامۃ۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ ابن مسعود۔☆المصنف لعبد الرزاق ج۷۔حدیث نمبر١٤٠٤٨ الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ ☆مصنف ابن ابی شیبه ج۲۔٤ کتاب النکاح باب فی نکاح المتعۃ وحرمتها۔ عن عبدالله بن مسعود۔

(١٧) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب نہی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعۃ اخیراً۔ ☆مسلم ج۱۔کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ الخ۔☆مسلم میں صرف قد اذن لکم ان تستمتعوا یعنی متعۃ النساء ہے۔

(١٨) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب نہی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعۃ اخیراً۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔

(١٩) ترمذی ج۳۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی تحریم نکاح المتعۃ حدیث ١١٢٢۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔

(٢٠) حواله مذکوره بالا۔

(٢١) ابن ماجه کتاب النکاح، باب النهی عن نکاح المتعۃ۔

فصل: ۱۹

پردہ

انسانی تمدن کے دو اہم مسائل

انسانی تمدن کے سب سے مقدم اور سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلے دو ہیں، جس کے صحیح اور متوازن حل پر انسان کی فلاح وترقی کا انحصار ہے۔ اور جن کے حل کرنے میں قدیم ترین زمانہ سے لے کر آج تک دنیا کے حکماء وعقلاء پریشان وسرگرداں رہے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اجتماعی زندگی میں مرد اور عورت کا تعلق کس طرح قائم کیا جائے کیونکہ یہی تعلق دراصل تمدن کا سنگِ بنیاد ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ اگر اس میں ذراسی بھی کجی آجائے تو ''تا ثریا می رود دیوار کج''

اور دوسرا مسئلہ فرد اور جماعت کے تعلق کا ہے جس کا تناسب قائم کرنے میں اگر ذراسی بے اعتدالی بھی رہ جائے تو صدیوں تک عالمِ انسانی کو اس کے تلخ نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

ایک طرف ان دونوں مسائل کی اہمیت کا یہ حال ہے؟ اور دوسری طرف ان کی پیچیدگی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ جب تک فطرت کے تمام حقائق پر کسی کی نظر پوری طرح حاوی نہ ہو، وہ ان کو حل نہیں کر سکتا۔ سچ کہا تھا جس نے کہا تھا کہ انسان عالمِ اصغر ہے۔ اس کے جسم کی ساخت، اس کے نفس کی ترکیب، اس کی قوتیں اور قابلیتیں، اس کی خواہشات وضروریات اور جذبات واحساسات، اور اپنے وجود سے باہر کی بے شمار اشیاء کے ساتھ اس کے فعلی وانفعالی تعلقات، یہ سب چیزیں ایک دنیا کی دنیا اپنے اندر رکھتی ہیں۔ انسان کو پوری طرح نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ اس دنیا کا ایک ایک گوشہ نگاہ کے سامنے روشن نہ ہو جائے۔ اور انسانی زندگی کے بنیادی مسائل حل نہیں کیے جا سکتے جب تک کہ خود انسان کو پوری طرح نہ سمجھ لیا جائے۔ یہی وہ پیچیدگی ہے جو عقل وحکمت کی ساری کاوشوں کا مقابلہ ابتداء سے کر رہی ہے اور آج تک کیے جا رہی ہے۔ اول تو اس دنیا کے تمام حقائق ابھی تک انسان پر کھلے ہی نہیں۔ انسانی علوم میں سے کوئی علم بھی ایسا نہیں ہے جو کمال کے آخری مرتبہ پر پہنچ چکا ہو۔ یعنی جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہو کہ جتنی حقیقتیں اس شعبہ علم سے تعلق رکھتی ہیں، ان سب کا احاطہ اس نے کر لیا ہے۔ مگر جو حقائق روشنی میں آچکے ہیں، ان کی وسعتوں اور باریکیوں کا بھی یہ عالم ہے کہ کسی انسان کی بلکہ انسانوں کے کسی گروہ کی نظر بھی ان سب پر بیک وقت حاوی نہیں ہوتی۔ ایک پہلو سامنے آتا ہے اور دوسرا پہلو نظروں سے اوجھل رہ جاتا ہے۔ کہیں نظر کوتاہی کرتی ہے اور کہیں شخصی رجحانات حاجبِ نظر بن جاتے ہیں۔ اس دوہری کمزوری کی وجہ سے انسان خود اپنی زندگی کے

ان مسائل کو حل کرنے کی جتنی تدبیریں بھی کرتا ہے وہ ناکام ہوتی ہیں اور تجربہ آخر کار ان کے نقص کو نمایاں کر دیتا ہے۔ صحیح حل صرف اسی وقت ممکن ہے جب کہ نقطہ عدل کو پالیا جائے اور نقطۂ عدل پایا نہیں جا سکتا جب تک کہ تمام حقائق نہ سہی، کم از کم معلوم حقائق ہی کے سارے پہلو یکساں طور پر نگاہ کے سامنے نہ ہوں۔ مگر جہاں منظر کی وسعت بجائے خود اتنی زیادہ ہو کہ بینائی اس پر چھا نہ سکے اور اس کے ساتھ نفس کی خواہشات اور رغبت و نفرت کے میلانات کا یہ زور ہو کہ جو چیزیں صاف نظر آتی ہوں ان کی طرف سے بھی خود بخود نگاہ پھر جائے، وہاں نقطہ عدل کس طرح مل سکتا ہے؟ وہاں تو جو حل بھی ہوگا اس میں لامحالہ یا افراط پائی جائے گی یا تفریط۔

اوپر جن دو مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف پہلا مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے زیرِ بحث ہے۔ اس باب میں جب ہم تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم کو افراط و تفریط کی کھینچ تان کا ایک عجیب سلسلہ نظر آتا ہے۔ ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ وہی عورت جو ماں کی حیثیت سے آدمی کو جنم دیتی اور بیوی کی حیثیت سے زندگی کے ہر نشیب و فراز میں مرد کی رفیق رہتی ہے، خادمہ بلکہ لونڈی کے مرتبے میں رکھ دی گئی ہے۔ اس کو بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ اس کو ملکیت اور وراثت کے تمام حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے، اس کو گناہ اور ذلت کا مجسمہ سمجھا جاتا ہے، اور اس کی شخصیت کو ابھرنے اور نشوونما پانے کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا۔ دوسری طرف ہم کو یہ نظر آتا ہے کہ وہی عورت اٹھائی اور ابھاری جارہی ہے، مگر اس شان سے کہ اس کے ساتھ بداخلاقی اور بدنظمی کا طوفان اٹھ رہا ہے، وہ حیوانی خواہشات کا کھلونا بنائی جاتی ہے، اس کو واقعی شیطان کی ایجنٹ بنا کر رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ابھرنے کے ساتھ انسانیت کے گرنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ان دونوں انتہاؤں کو ہم محض نظری حیثیت سے افراط اور تفریط کے ناموں سے موسوم نہیں کرتے بلکہ تجربہ جب ان کے مضر نتائج کا پورا پورا ریکارڈ ہمارے سامنے لا کر رکھ دیتا ہے۔ تب ہم اخلاق کی زبان میں ایک انتہا کو افراط اور دوسری کو تفریط کہتے ہیں۔ تاریخ کا پس منظر جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے، ہم کو یہ بھی دکھاتا ہے کہ جب ایک قوم وحشت کے دور سے نکل کر تہذیب وحضارت کی طرف بڑھتی ہے تو اس کی عورتیں لونڈیوں اور خدمت گاروں کی حیثیت سے اس کے مردوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ابتدا میں بدویانہ طاقتوں کا زور اسے آگے بڑھائے لیے جاتا ہے مگر تمدنی ترقی کی ایک خاص منزل پر پہنچ کر اسے محسوس ہوتا ہے کہ اپنے پورے نصف حصہ کو پستی کی حالت میں رکھ کر وہ آگے نہیں جا سکتی۔ اس کو اپنی ترقی کی رفتار رکتی نظر آتی ہے اور ضرورت کا احساس اسے مجبور کرتا ہے کہ اس نصف ثانی کو بھی نصف اول کے ساتھ چلنے کے قابل بنائے۔ مگر جب وہ اس نقصان کی تلافی شروع کرتی ہے تو صرف تلافی پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ عورت کی آزادی سے خاندانی نظام (جو تمدن کی بنیاد ہے) منہدم ہو جاتا ہے، عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے فواحش کا سیلاب پھوٹ پڑتا ہے، شہوانیت اور عیش پرستی پوری قوم کے اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے، اور اخلاقی تنزل کے ساتھ ساتھ ذہنی، جسمانی اور مادی قوتوں کا تنزل بھی لازمی طور پر رونما ہوتا ہے جس کا آخری انجام ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ (پردہ: باب ۱)

چہرے کا پردہ

۱۴۶۔ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کو درخواست دی۔ حضورؐ نے پوچھا یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ اس نے عرض کیا عورت ہی کا ہے۔ فرمایا ”عورت کا ہاتھ ہے تو کم از کم ناخن ہی مہندی سے رنگ لیے ہوتے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ: اَوْمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَّرَآءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهَا فَقَالَ: مَاادْرِىْ اَيَدُ رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟ قَالَتْ: بَلْ امْرَأَةٌ، قَالَ: لَوْكُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يعنى بِالْحِنَّاءِ.(۱)

امِّ خلّاد کا واقعہ

۱۴۷۔ ایک خاتون امّ خلّاد کا لڑکا ایک جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے نبی ﷺ کے پاس آئیں، مگر اس حال میں بھی چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ بعض صحابہ نے حیرت کے ساتھ کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے؟ یعنی بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا، اور تم اس اطمینان کے ساتھ باپردہ آئی ہو۔ جواب میں کہنے لگیں اِنْ اُرْزَأَ ابْنِىْ فَلَنْ اُرْزَأَ حَيَائِىْ ”میں نے بیٹا تو ضرور کھویا ہے مگر اپنی حیا تو نہیں کھو دی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَامٍ، ثَنَاحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ فَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ عَبْدِ الْخَبِيْرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا اُمُّ خَلَّادٍ، وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَاوَهُوَمَقْتُوْلٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِيْنَ عَنِ ابْنِكِ وَاَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ: اِنْ اُرْزَءَ ابْنِىْ فَلَنْ اُرْزَأَ حَيَائِىْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْنُكِ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدَيْنِ، قَالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ، لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْكِتَابِ.(۲)

۱۴۸۔ فَعَرَفَنِىْ حِيْنَ رَاٰنِىْ وَكَانَ قَدْ رَاٰنِىْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِىْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِىْ بِجِلْبَابِىْ.

”وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔“ (بخاری، مسلم، احمد، ابن جریر، سیرت ابن ہشام)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدُابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ

حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ. وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَاِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ...فَوَجَدْتُّ عِقْدِيْ بَعْدَ مَااسْتَمَرَّ الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ، وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَامُجِيْبٌ، فَاَقَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ، وَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ، فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْجَيْشِ، فَادَّلَجَ، فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ، فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَاَتَانِيْ، فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ، وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ، فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ الحديث. (۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ زوجۂ رسالت مآب ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے...لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھے میرا ہار مل گیا۔ تو قافلہ والوں کی جگہ واپس آئی تو دیکھا کہ نہ کوئی پکارنے والا ہے اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں اپنی جگہ آ کر ٹھہر گئی جہاں سے گئی تھی خیال کیا کہ جب وہ مجھے گم پائیں گے تو واپس میرے پاس آئیں گے بس اسی شش و پنج میں نیند آ گئی۔ رات بھر سفر کرتا ہوا صفوان ـــــ جن کی ذمہ داری تھی فوج کے پیچھے سب سے اخیر میں ساری چیزوں کا معائنہ کرتے ہوئے چلنا ـــــ صبح کو وہاں پہنچا جہاں میں سوئی ہوئی تھی۔ اس نے سوئے ہوئے انسان کا وجود دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ مجھے پردہ کے حکم آنے سے پہلے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا۔

تشریح: ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ کے مبارک دور میں چہرہ کے پردہ کا رواج ہو چکا تھا۔ جب مسلمانوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا تو اس وقت عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ سورۃ النور میں غض بصر کا حکم دیا گیا۔ اسی میں حضرت عائشہؓ کی براءت بھی نازل کی گئی۔ اور واقعہ افک کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا بیان جو نہایت معتبر سندوں سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں کہ جنگل سے واپس آ کر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ وہیں پڑ کر سو گئی۔ صبح کو صفوان بن معطل وہاں سے گزرا تو دور سے کسی کو پڑے دیکھ کر ادھر آ گیا۔ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَكَانَ قَدْ رَاٰنِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ۔ ''وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔'' (بخاری، مسلم، احمد، ابن جریر، سیرت ابن ہشام)

گویا کہ پردے کے باوجود غضِ بصر کی ضرورت تھی کیونکہ ایسے مواقع پیش آسکتے تھے جب کہ اچانک کسی عورت اور مرد کا آمنا سامنا ہوجائے اور ایک پردہ دار عورت کو بھی بسا اوقات ایسی ضرورت لاحق ہوسکتی ہے کہ وہ منہ کھولے۔ اور مسلمان عورتوں میں پردہ رائج ہونے کے باوجود بہرحال غیر مسلم عورتیں تو بے پردہ ہی رہیں گی۔ احرام کے لباس میں بھی نقاب کا استعمال ممنوع ہے۔ تاہم اس حالت میں بھی محتاط خواتین غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھول دینا پسند نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں ہم لوگ بحالتِ احرام مکہ کی طرف جارہے تھے۔ جب مسافر ہمارے پاس سے گزرنے لگتے تو ہم عورتیں اپنے سر سے چادریں کھینچ کر منہ پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ:۲۹)

ام ھانی کا واقعہ

۱۴۹۔ حضرت امّ ہانی جو ابوطالب کی صاحبزادی اور نبی ﷺ کی چچازاد بہن تھیں، آخر وقت تک حضور ﷺ کے سامنے ہوتی رہیں اور کم از کم منہ اور چہرے کا پردہ انہوں نے آپ سے کبھی نہیں کیا۔ فتح مکہ کے موقع کا ایک واقعہ وہ خود بیان کرتی ہیں جس سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِالْحَمِیْدِ، عَنْ یَزِیْدَ ابْنِ اَبِیْ زِیَادٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ اُمِّ هَانِیءٍ، قَالَتْ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحُ مَکَّةَ جَآءَ تْ فَاطِمَةُ، فَجَلَسَتْ عَنْ یَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاُمُّ هَانِیءٍ عَنْ یَمِیْنِهٖ، قَالَتْ: فَجَاءَ تِ الْوَلِیْدَةُ بِاِنَاءٍ فِیْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَهٗ اُمَّ هَانِیءٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَکُنْتُ صَائِمَةً، فَقَالَ لَهَا: أَکُنْتِ تَقْضِیْنَ شَیْئًا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَلَا یَضُرُّکِ اِنْ کَانَ تَطَوُّعًا. (٤)

ترجمہ: حضرت ام ہانی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن فاطمہ آئی اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھ گئی اور ام ہانی رسول اللہ ﷺ کے دائیں طرف۔ اتنے میں ایک خادمہ (لونڈی) ایک برتن لے کر حاضر ہوئی جس میں کوئی مشروب تھا میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا آپ نے اس میں سے کچھ نوش فرما کر ام ہانی کو عنایت فرمادیا۔ ام ہانی نے بھی اس میں سے (حسب ضرورت) پی لیا مگر ساتھ ہی عرض کیا یا رسول اللہ میں تو روزہ افطار کر بیٹھی، میں تو روزے سے تھی۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا، کیا قضا روزے رکھ رہی تھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا اگر نفلی تھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

ام المومنین حضرت سودہؓ کا واقعہ

۱۵۰۔ حضرت سودہ ام المومنین کا ایک بھائی لونڈی زادہ تھا (ان کے باپ کی لونڈی کے بطن سے تھا) اس کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص کو ان کے بھائی عتبہ نے وصیت کی کہ اس لڑکے کو اپنا بھتیجا سمجھ کر اس کی سرپرستی کرنا، کیونکہ

وہ دراصل میرے نطفے سے ہے۔ یہ مقدمہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے حضرت سعد کا دعویٰ یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ "بیٹا اس کا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، رہا زانی تو اس کے حصے میں کنکر پتھر۔" لیکن ساتھ ہی آپ نے حضرت سودہ سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کرنا اِحۡتَجِبِیۡ مِنۡهُ کیونکہ یہ اطمینان نہ رہا تھا کہ وہ واقعی ان کا بھائی ہے۔

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا اَبُو الۡوَلِيۡدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيۡثُ، عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ، عَنۡ عُرۡوَةَ، عَنۡ عَائِشَةَ، قَالَتۡ: اخۡتَصَمَ سَعۡدٌ وَابۡنُ زَمۡعَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : هُوَ لَکَ يَا عَبۡدُ بۡنُ زَمۡعَةَ، اَلۡوَلَدُ لِلۡفِرَاشِ، وَاحۡتَجِبِيۡ مِنۡهُ يَاسَوۡدَةُ. وَزَادَ لَنَا قُتَيۡبَةُ عَنِ اللَّيۡثِ وَلِلۡعَاهِرِ الۡحَجَرُ.** (۵)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد اور ابن زمعہ کا جھگڑا ہوا نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ بچہ عبد بن زمعہ تمہارا ہے، بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ ساتھ ہی آپ نے فرمایا، اے سودہ اس لڑکے سے پردہ کرنا۔ قتیبہ نے لیث کے حوالہ سے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ زانی کے لیے کنکر پتھر۔

نسائی نے ذرا واضح روایت نقل کی ہے:

〈۲〉 **عَنۡ عَائِشَةَ، قَالَتۡ: اخۡتَصَمَ سَعۡدُ ابۡنُ اَبِيۡ وَقَّاصٍ وَعَبۡدُ بۡنُ زَمۡعَةَ فِيۡ غُلَامٍ فَقَالَ سَعۡدٌ: هٰذَا يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ ابۡنُ اَخِيۡ عُتۡبَةُ بۡنُ اَبِيۡ وَقَّاصٍ، عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابۡنُهُ اُنۡظُرۡ اِلٰى شَبَهِهٖ، وَقَالَ عَبۡدُ بۡنُ زَمۡعَةَ: اَخِيۡ، وَلَدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيۡ مِنۡ وَلِيۡدَتِهٖ، فَنَظَرَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى شَبَهِهٖ، فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتۡبَةَ، فَقَالَ: هُوَلَکَ يَا عَبۡدُ! اَلۡوَلَدُ لِلۡفِرَاشِ وَلِلۡعَاهِرِ الۡحَجَرُ، وَاحۡتَجِبِيۡ مِنۡهُ يَا سَوۡدَةُ بِنۡتُ زَمۡعَةَ، فَلَمۡ يَرَسَوۡدَةُ قَطُّ.** (۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک بچے کے بارے میں سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان تنازع (جھگڑا) ہو گیا سعد کا موقف تھا کہ یارسول اللہ بچہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ بچہ اس کا ہے، اس بچہ کی اس سے مشابہت غور فرمائیں۔ اور عبد بن زمعہ کا موقف یہ تھا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بستر پر اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کی مشابہت بغور ملاحظہ فرمائی تو آپ کو واضح مشابہت عتبہ کے ساتھ معلوم ہوئی۔ لہٰذا آپ نے فیصلہ فرمادیا کہ اے عبد یہ بچہ تمہارا ہے۔ کیونکہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے کنکر پتھر۔ اے سودہ اس سے پردہ کرنا چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس دن کے بعد اس بچہ کو کبھی نہیں دیکھا۔

تشریح: بعض لوگ اظہار زینت کی آزادی کو صرف ان رشتہ داروں تک محدود سمجھتے ہیں جن کے نام (قرآن حکیم میں دیئے گئے ہیں) باقی سب لوگوں کو حتیٰ کہ سگے چچا اور سگے ماموں تک کو ان رشتہ داروں میں شمار کرتے ہیں جن سے پردہ کیا جانا چاہیے، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کا نام قرآن میں نہیں لیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ سگے چچا اور ماموں تو درکنار، نبی ﷺ نے تو رضاعی چچا اور ماموں سے بھی پردہ کرنے کی حضرت عائشہ کو اجازت نہ دی۔ صحاح ستہ اور مسند احمد میں

حضرت عائشہؓ کی اپنی روایت ہے کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح ان کے ہاں آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ چونکہ پردے کا حکم آچکا تھا اس لیے حضرت عائشہؓ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے کہلا کر بھیجا کہ تم تو میری بھتیجی ہو، کیونکہ میرے بھائی ابوالقعیس کی بیوی کا تم نے دودھ پیا ہے لیکن حضرت عائشہ کو اس میں تامل تھا کہ یہ رشتہ بھی ایسا ہے جس میں پردہ اٹھا دینا جائز ہو۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے خود اس آیت کو اس معنی میں نہیں لیا کہ جن جن رشتہ داروں کا ذکر آیا ہے ان سے پردہ نہ ہو اور باقی سب سے ہو۔ بلکہ آپ نے اس سے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ جن جن رشتہ داروں سے ایک عورت کا نکاح حرام ہے وہ سب آیت میں داخل ہیں مثلاً چچا، ماموں، داماد اور رضاعی رشتہ دار۔ تابعین میں سے حضرت حسن بصری نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے، اور اس کی تائید علامہ ابوبکر جصّاص نے احکام القرآن میں فرمائی ہے۔ (ج ۳ ص: ۳۹۰)

جن رشتہ داروں سے ابدی حرمت کا رشتہ نہ ہو (جن سے ایک کنواری یا بیوہ عورت کا رشتہ جائز ہو) وہ نہ تو محرم رشتہ داروں کے حکم میں ہیں کہ عورتیں بے تکلف ان کے سامنے اپنی زینت کے ساتھ آئیں۔ اور نہ بالکل اجنبیوں کے حکم میں کہ عورتیں ان سے ویسا ہی مکمل پردہ کریں جیسا غیروں سے کیا جاتا ہے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ٹھیک ٹھیک کیا رویہ ہونا چاہیے، یہ شریعت میں متعین نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ اس کا تعین ہو نہیں سکتا۔ اس کے حدود مختلف رشتہ داروں کے معاملے میں، ان کے رشتے، ان کی عمر، خاندانی تعلقات اور روابط اور فریقین کے حالات (مثلاً مکان کا مشترک ہونا یا الگ الگ مکانوں میں رہنا) کے لحاظ سے لامحالہ مختلف ہوں گے اور ہونے چاہئیں۔ اس معاملے میں نبی ﷺ کا اپنا طرزِ عمل بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

۱۵۱۔ حضرت عباس اپنے بیٹے فضل کو اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب (نبی ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی) اپنے بیٹے عبدالمطلب کو نبی ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجتے ہیں کہ اب تم لوگ جوان ہوگئے ہو، تمہیں جب تک روزگار نہ ملے تمہاری شادیاں نہیں ہوسکتیں، لہٰذا تم رسول اللہ کے پاس جا کر نوکری کی درخواست کرو۔ یہ دونوں حضرت زینب کے مکان پر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت زینب فضل کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں اور عبدالمطلب بن ربیعہ کے والد سے بھی ان کا وہی رشتہ ہے جو فضل سے۔ لیکن وہ ان دونوں کے سامنے نہیں ہوتیں اور حضور کی موجودگی میں ان کے ساتھ پردے کے پیچھے سے بات کرتی ہیں (ابوداؤد کتاب الخراج) ان دونوں قسم کے واقعات سے وہ بات ثابت ہوجاتی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ نیز احادیث بالا سے ظاہر ہے کہ جہاں رشتے میں شبہ پڑ جائے وہاں محرم رشتہ دار سے بھی احتیاطاً پردہ کرنا چاہیے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۴۲)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَنْبَسَةُ، ثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحٰرِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِىُّ، اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ رَبِيْعَةَ بْنَ الْحٰرِثِ وَعَبَّاسَ ابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: ائْتِيَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلَا لَهٗ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السِّنِّ مَاتَرٰى وَاَحْبَبْنَا اَنْ نَّتَزَوَّجَ، وَاَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَبَرُّ النَّاسِ وَاَوْصَلُهُمْ، وَلَيْسَ عِنْدَ اَبَوَيْنَا مَايُصْدِقَانِ عَنَّا، فَاسْتَعْمِلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَلْنُؤَدِّ اِلَيْكَ مَايُؤَدِّى الْعُمَّالُ، وَلِنَصْبِ مَاكَانَ فِيْهَا مِنْ مِرْفَقٍ، قَالَ: فَاَتٰى عَلِيُّ ابْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَالَ لَنَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاوَاللّٰهِ لَانَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ اَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ... قَالَ عَبْدُالْمُطَّلِبِ: فَانْطَلَقْتُ اَنَاوَالْفَضْلُ(اِلٰى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ) حَتّٰى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ، فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ اَسْرَعْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ اِلٰى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَيَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُمْنَا بِالْبَابِ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ بِاُذُنِىْ وَاُذُنِ الْفَضْلِ، ثُمَّ قَالَ: اَخْرِجَا مَاتُصَرِّرَانِ، ثُمَّ دَخَلَ، فَاَذِنَ لِىْ وَلِلْفَضْلِ فَدَخَلْنَا، فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ قَلِيْلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ اَوْكَلَّمَهُ الْفَضْلُ، قَدْشَكَّ فِىْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: كَلَّمَهٗ بِالْاَمْرِ الَّذِىْ اَمَرَنَا بِهٖ اَبَوَانَا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ بَصَرَهٗ قِبَلَ سَقْفِ الْبَيْتِ حَتّٰى طَالَ عَلَيْنَا اَنَّهٗ لَايَرْجِعُ اِلَيْنَا شَيْئًا حَتّٰى رَأَيْنَا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ بِيَدِهَا، تُرِيْدُ اَنْ لَّاتَعْجَلَا. الخ (۷)

ترجمہ : عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ ان کے باپ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب دونوں نے اپنے بیٹوں عبدالمطلب اور فضل دونوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کہا کہ ان کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ ہم جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں جوان ہو چکے ہیں (شادی کے قابل ہیں) لہٰذا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور آپ سب لوگوں سے بڑھ کر نیکی کرنے اور صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔ ہمارے والدین تہی دست ہیں مہر کی رقم ادا نہیں کر سکتے لہٰذا آپ ہمیں اموال صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر فرما دیں۔ ہم آپ کی خدمت میں وہی کچھ پیش کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور منافع جو حاصل ہوگا وہ ہم لے لیا کریں گے۔ عبدالمطلب کا بیان ہے کہ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے کہ علی بن ابی طالب بھی آ گئے انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر نہیں فرمائیں گے۔...عبدالمطلب نے بیان کیا کہ میں اور فضل دونوں حضورؐ کے کمرے کی طرف بڑھے کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، ہم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں اور فضل جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے حجرے کے دروازے کی جانب لپکے۔ اس روز آپ زینب بنت جحش کے ہاں تھے ہم دروازے پر کھڑے ہو گئے اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے اور پیار سے میرا اور فضل کا کان پکڑ کر فرمایا کہو جو تمہارے جی میں ہے یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ اور ہمیں بھی اندر آ جانے کی اجازت دی ہم اندر داخل ہو گئے ہم نے ایک دوسرے کو بات کرنے کے لیے کہا پھر میں نے یا فضل نے بات کا آغاز کیا۔ اس میں عبداللہ راوی کو شک ہے۔ پھر اس نے وہی مدعا بیان کیا جس کا ہمارے والدین نے ہمیں حکم دیا تھا۔ یہ سن کر آپ چند لمحے خاموش رہے اور نظریں چھت کی طرف اٹھا کر غور فرماتے رہے۔ کافی دیر تک یہی حالت رہی ہم سمجھے کہ ہمیں آپ کچھ جواب نہ دیں گے۔ اتنے میں ہماری نظر زینبؓ پر پڑی جو پس پردہ اشاروں سے کہہ رہی تھیں کہ جلدی نہ کرو۔

عورت کے لیے ستر کے حدود

عورتوں کے لیے ستر کے حدود اس (مرد) سے زیادہ وسیع رکھے گئے ہیں۔ ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کو تمام لوگوں سے چھپائیں۔ اس حکم میں باپ، بھائی اور تمام رشتہ دار شامل ہیں، اور شوہر کے سوا کوئی مرد اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

۱۵۲۔ لاَ یَحِلُّ لاِمْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُخْرِجَ یَدَیْھَا اِلَّا اِلٰی اَھْلِھَا وَقَبَضَ نِصْفَ الذِّرَاعِ. (ابن جریر)

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے'' یہ کہہ کر اپنی کلائی کے نصف حصہ پر ہاتھ رکھا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّامَاظَھَرَمِنْھَا، قَالَ الْمِسْکَتَانِ، وَالْخَاتَمُ، وَالْکُحْلُ، قَالَ قَتَادَۃُ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَایَحِلُّ لاِمْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُخْرِجَ یَدَھَا اِلَّا اِلٰی ھٰھُنَا وَقَبَضَ نِصْفَ الذِّرَاعِ.(۸)

۱۵۳۔ اَلْجَارِیَۃُ اِذَا حَاضَتْ لَمْ یَصْلُحْ اَنْ یُرٰی مِنْھَا اِلَّا وَجْھُھَا وَیَدُھَا اِلَی الْمَفْصَلِ. (ابوداؤد)

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آنا چاہیے سوائے چہرے اور کلائی کے جوڑ تک کے ہاتھ کے۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن الطفیل کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو نبی ﷺ نے اس کو ناپسند کیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو میرا بھتیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

۱۵۴۔ اِذَا عَرِقت الْمَرْأَۃُ لَمْ یَحِلَّ لَھَا اَنْ تُظْھِرَ اِلَّا وَجْھَھَا وَاِلَّا مَادُوْنَ ھٰذَا وَقَبَضَ عَلٰی ذِرَاعِ نَفْسِہٖ فَتَرَکَ بَیْنَ قَبْضَتِہٖ وَبَیْنَ الْکَفِّ مِثْلَ قَبْضَتِہٖ اُخْرٰی. (ابن جریر)

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور سوائے اس کے، یہ کہہ کر آپ نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی بھر جگہ باقی تھی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ، قَالَ: ثَنَا الْحُسَیْنُ، قَالَ: ثَنِیْ حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَوْلَہٗ، وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّامَاظَھَرَ مِنْھَا، قَالَ: الْخَاتَمُ وَالْمَسْکَۃُ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ: وَقَالَتْ عَائِشَۃُ الْقُلْبُ وَالْفَتَخَۃُ قَالَتْ عَائِشَۃُ: دَخَلَتْ عَلَیَّ ابْنَۃُ اَخِیْ لِاُمِّیْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ الطُّفَیْلِ مُزَیَّنَۃً، فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَعْرَضَ، فَقَالَتْ عَائِشَۃُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھَا ابْنَۃُ اَخِیْ وَجَارِیَۃٌ، فَقَالَ: اِذَا عَرَکَتِ الْمَرْأَۃُ

لَمْ یَحِلَّ لَهَا اَنْ تُظْهِرَ اِلَّا وَجْهَهَا وَاِلَّا مَادُوْنَ هٰذَا وَقَبَضَ عَلٰی ذِرَاعِ نَفْسِهٖ. فَتَرَکَ بَیْنَ قَبْضَتِهٖ وَبَیْنَ الْکَفِّ مِثْلَ قَبْضَةٍ اُخْرٰی.(۹)

حضرت اسماءبنتِ ابی بکرؓ جو آنحضرت ﷺ کی سالی تھیں، ایک مرتبہ آپ کے سامنے باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں، اس حال میں کہ جسم اندر سے جھلک رہا تھا، حضورؐ نے فوراً نظر پھیر لی اور فرمایا:

۱۵۵ ـ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْض لَمْ یَصْلُحْ اَنْ یُّرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفِّهٖ. (تکملہ فتح القدیر)

''اے اسماء عورت جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم میں سے کچھ دیکھا جائے بجز اس کے اور اس کے یہ کہہ کر آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ کَعْبٍ نِ الْاَنطَاکِیُّ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِیُّ، قَالَا: ثَنَا الْوَلِیْدُ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ بَشِیْرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ یَعْقُوْبُ: ابْنُ دُرَیْکٍ، عَنْ عَائِشَةَؓ، اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ، فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ: یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا، وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفَّیْهِ، قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: هٰذَا مُرْسَلٌ، خَالِدُ ابْنُ دُرَیْکٍ لَمْ یُدْرِکْ عَائِشَةَؓ.(۱۰)

۱۵۶ ـ حفصہ بنت عبدالرحمان حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ ایک باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈالی۔ (مؤطا امام مالک)

تخریج:〈۱〉 مَالِکٌ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا قَالَتْ:دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَعَلٰی حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِیْقٌ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ، وَکَسَتْهَا خِمَارًا کَثِیْفًا.(۱۱)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ نِالْهَمْدَانِیُّ، قَالَا:اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِیْعَةَ، عَنْ مُوْسٰی بْنِ جُبَیْرٍ، اَنَّ عُبَیْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ عَنْ خَالِدِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ، عَنْ دِحْیَةَ بْنِ خَلِیْفَةَ الْکَلْبِیِّ، اَنَّهٗ قَالَ: اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبَاطِیَّ، فَاَعْطَانِیْ مِنْهَا قُبْطِیَّةً فَقَالَ:اِصْدَعْهَا صَدْعَیْنِ فَاقْطَعْ اَحَدَهُمَا قَمِیْصًا وَاَعْطِ الْاٰخَرَ امْرَأَتَکَ تَخْتَمِرُ بِهٖ. فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ: وَاْمُرِ امْرَاَتَکَ اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَایَصِفُهَا.(۱۲)

﴿۳﴾حَدَّثَنا اَحمَدُ ابنُ صَالِحٍ، ح وَثَنا سُلَيمَانُ بنُ دَاوٗدَ الْمَهرِیُّ، وَابنُ السَّرحِ، وَاَحمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمدَانِیُّ، قَالُوْا: اَخبَرَنَاابنُ وَهبٍ، قَالَ: اَخبَرَنِیْ قُرَّةُ بنُ عَبدِالرَّحمٰنِ الْمُعَافِرِیُّ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُروَةَ بنِ الزُّبَيرِ، عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ: يَرحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاَوَّلَ، لَمَّا اَنزَلَ اللّٰهُ "وَلْيَضرِبنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" شَقَقْنَ اَكْنَفَ، قَالَ ابنُ صَالِحٍ: اَكْثَفَ مُرُوْطِهِنَّ، فَاختَمَرْنَ بِهَا.(۱۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ان خواتین پر جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلْيَضرِبنَ ... "یعنی اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر لٹکالیں" تو انہوں نے دروازوں پر پڑے ہوئے پردوں کی اوڑھنیاں بنالیں۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْكَامِلٍ، ثَنا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ اِبرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنتِ شَيبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ ؓ، اَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَآءَ الْاَنصَارِ، فَاَثْنَتْ عَلَيهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعرُوْفًا، وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُوْرَةُ النُّوْرِ عَمِدْنَ اِلٰى حُجُوْرٍ اَوْحُجُوْزٍ، شَكَّ اَبُوْكَامِلٍ، فَشَقَقْنَهُنَّ فَاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا.(۱٤)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے انصاری عورتوں کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی اور فرمایا کہ جب سورہ نور نازل ہوئی تو وہ فوراً پردوں کی جانب متوجہ ہوئیں، ان کو پھاڑ کر دوپٹے بنالیے۔

۱۵۷ ۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ.

"نبی علیہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی رہیں۔"

تخریج: مَالِكٌ، عَنْ مُسلِمِ بنِ اَبِیْ مَريَمَ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيرَةَ، اَنَّهُ قَالَ: نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَايَدخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَايَجِدْنَ رِيحَهَا. وَرِيحُهَا يُوجَدُ مَسِيرَةَ خَمسِ مِائَةِ سَنَةٍ.(۱۵)

۱۵۸ ۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط کتاب الاستحسان)

تشریح : ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کے سوا عورت کا پورا جسم ستر میں داخل ہے۔ جس کو اپنے گھر میں اپنے قریب ترین عزیزوں سے بھی چھپانا اس پر واجب ہے۔ وہ شوہر کے سوا کسی کے سامنے اپنے ستر کو نہیں کھول سکتی۔ خواہ وہ اس کا باپ، بھائی یا بھتیجا ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ وہ ایسا باریک لباس بھی نہیں پہن سکتی جس میں ستر نمایاں ہوتا ہو۔

(پردہ، باب ۱۱، تعزیری قانون: عورتوں...)

جس کپڑے میں عورت کا بدن جھلکے اس کی ممانعت

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں سروں پر ایک طرح کے کساوے سے باندھے رکھتی تھیں۔ جن کی گرہ جوڑے کی طرح پیچھے چوٹی پر

لگائی جاتی تھیں۔ سامنے گریبان کا ایک حصہ کھلا رہتا تھا، جس سے گلا اور سینے کا بالائی حصہ صاف نمایاں ہوتا تھا۔ چھاتیوں پر قمیص کے سوا اور کوئی چیز نہ ہوتی تھی اور پیچھے دو دو تین تین چوٹیاں لہراتی رہتی تھیں (تفسیر کشاف، جلد۲، صفحہ۹۰، ابن کثیر، ج ۳، ص ۲۸۳۔۲۸۴) سورہ نور میں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں'' تو مسلمان عورتوں میں دوپٹہ رائج کیا گیا۔ جس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آج کل کی صاحبزادیوں کی طرح بس اسے بل دے کر گلے کا ہار بنالیا جائے۔ بلکہ یہ تھا کہ اسے اوڑھ کر سر، کمر، سینہ، سب اچھی طرح ڈھانک لیے جائیں۔ اہل ایمان خواتین نے قرآن کا یہ حکم سنتے ہی فوراً جس طرح اس کی تعمیل کی اس کی تعریف کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں کو اس کی آیات سنائیں، انصار کی عورتوں میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی جو آیت کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔ ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنایا اور اوڑھ لیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں مسجد نبوی میں حاضر ہوئیں سب دوپٹے اوڑھے ہوئے تھیں۔ اسی سلسلے میں ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ مزید تفصیل یہ بتاتی ہیں کہ عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر اپنے موٹے موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دوپٹے بنائے۔

(ابن کثیر ج ۳، ص:۲۸۴۔ ابوداؤد)

یہ بات کہ دوپٹہ باریک کپڑے کا نہ ہونا چاہیے، ان احکام کے مزاج اور مقصد پر غور کرنے سے خود ہی آدمی کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ چنانچہ انصار کی خواتین نے حکم سنتے ہی سمجھ لیا تھا کہ اس کا منشا کس طرح کے کپڑے کا دوپٹہ بنانے سے پورا ہوسکتا ہے۔ لیکن صاحب شریعت ﷺ نے اس بات کو بھی صرف لوگوں کے فہم پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ خود اس کی تصریح فرمادی۔ دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ (قباطی) آئی۔ آپؐ نے اس میں سے ایک ٹکڑا مجھے دیا اور فرمایا، ایک حصہ پھاڑ کر اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لیے دے دو، مگر ان سے کہہ دینا کہ تَجۡعَلَ تَحۡتَهٗ ثَوۡباً لَا یَصِفُهَا ''اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔'' (ابوداؤد)

(تفہیم القرآن ج ۳، نور، حاشیہ:۳۶)

غیر محرم قریبی اعزہ سے پردہ کی صورت

شوہر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کا بیوی کو حکم دے۔ اور اگر وہ ایسا حکم دے تو ایک مسلمان عورت کا فرض ہے کہ اس کی اطاعت سے انکار کردے۔ سورہ نور کے رکوع ۴ میں اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں کی فہرست دے دی ہے جن کے سامنے ایک مسلمان عورت اپنی زینت کے ساتھ آسکتی ہے۔ ان کے سوا کسی کے سامنے اظہار زینت کا حکم دینا کسی مسلمان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

سسرال اور میکے میں عورتوں کا عموماً جن غیر محرم قریبی رشتہ داروں کے ساتھ رہن سہن ہوتا ہے ان سے پردے کی نوعیت وہ نہیں ہے جو بالکل غیر مردوں سے پردے کی نوعیت ہے۔ عورتیں اپنے غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے بغیر زینت کے

سادہ لباس میں، پورے ستر کے ساتھ آسکتی ہیں، مگر صرف اس حد تک ان کے سامنے رہنا چاہیے جس حد تک کہ معاشرتی ضروریات کے لحاظ سے ناگزیر ہو۔

یہ خلا ملا اور بے تکلفی اور ایک مجلس میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا، جس کا رواج ہماری موجودہ سوسائٹی میں بڑی کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے، شرعی احکام کے قطعی خلاف ہے، اور بعض رشتہ داروں، مثلاً دیوروں کے ساتھ ایسے تعلقات کی تو حدیث میں صریح ممانعت موجود ہے۔

اس معاملے میں فی الواقع ہماری معاشرت میں بڑی پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ شریعت کا جو حکم ہے وہ میں نے بتادیا ہے۔ مگر مسلمانوں میں رواج سے یہ غیر شرعی حالات پیدا ہو گئے ہیں، ان کو دور کرنے کے لیے بڑی جرأت اور عزم کی ضرورت ہے۔ ایک طرف بکثرت مسلمان غیروں سے اتنے پردے کا اہتمام کرتے ہیں جو شریعت کے مطالبات سے بڑھ جاتا ہے۔ دوسری طرف یہی لوگ رشتہ داروں کے معاملے میں تمام حدودِ شرعیہ کو توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ اس معاملہ میں اگر کوئی شخص احکام شریعت پر ٹھیک ٹھیک عمل درآمد کرنا چاہے تو شاید بہت سے خاندانی تعلقات کو توڑے بغیر ایسا نہیں کرسکتا۔

(رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل: غیر محرم...)

پردہ کے متعلق چند عملی سوالات کا جواب

مردوں کی تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کے الگ احکام ہیں۔ ایک وہ محرم رشتہ دار وغیرہ جن کا ذکر سورہ نور والی آیت میں آیا ہے۔ دوسرے بالکل اجنبی لوگ، جن کا حکم سورہ احزاب والی آیت میں بیان ہوا ہے۔ تیسرے، ان دونوں کے درمیان بالکل ایسے لوگ، جو محرم بھی نہیں ہیں اور اجنبی بھی نہیں ہیں۔ پہلی قسم کے مردوں کے سامنے عورت اپنے بناؤ سنگار کے ساتھ آسکتی ہے۔ دوسری قسم کے مردوں کو چہرہ تک نہیں دکھا سکتی، تیسری قسم کے لوگ، ان سے پردے کی نوعیت مذکورہ بالا دونوں حدود کے درمیان رہے گی۔ یعنی نہ تو ان سے بالکل اجنبیوں کا سا پردہ ہوگا اور نہ ان کے سامنے زینت کا اظہار ہی کیا جائے گا۔

سامنے ہونے کے دو مطلب ہیں۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس طرح کی آزادی اور بناؤ سنگار کے ساتھ سامنے ہونا جیسے باپ بھائی وغیرہ کے سامنے ہوا جاتا ہے، اور بے تکلف بیٹھ کر بات چیت کرنا، ہنسنا، بولنا حتیٰ کہ تنہائی تک میں ساتھ رہنا۔ یہ چیز کسی قسم کے غیر محرم مردوں کے ساتھ بھی جائز نہیں، خواہ وہ اجنبی ہوں یا رشتہ دار۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ عورت اپنی زینت کو چادر وغیرہ سے چھپا کر، نیز سر کو ڈھانک کر صرف چہرہ اور ہاتھ کھولے ہوئے سامنے آئے، اور وہ بھی اپنے آپ کو دکھانے کی غرض سے نہیں بلکہ ان ناگزیر ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے جو مشترک خاندانی معاشرت میں پیش آتی ہیں۔ مگر آزادی کے ساتھ بیٹھ کر خلا ملا نہ کرے خلوت میں بھی اس کے ساتھ نہ رہے اور صرف اس طرح سامنے ہو کہ مثلاً اس کے سامنے سے گزر جائے یا کوئی ضروری بات ہو تو پوچھ لے یا بتادے۔ اس حد تک غیر محرم اعزہ کے سامنے ہونے کی شرعاً اجازت ہے یا کم از کم ممانعت نہیں ہے۔ بہر حال چچازاد بھائیوں اور خالہ زاد بھائیوں کے ساتھ جو ہنسی مذاق اور انتہائی بے تکلفی آج

مسلمانوں کے گھروں میں رائج ہے اور جس طرح مسلمان لڑکیاں اس قسم کے عزیزوں کے سامنے بنی ٹھنی رہتی ہیں، شریعت اسلامیہ میں ان بے اعتدالیوں کے لیے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔

ایسے حالات میں اگر شریعت کی پابندی کا ارادہ دونوں طرف موجود ہو تو صحیح راہ عمل یہ ہے کہ جب کوئی غیر محرم عزیز گھر میں آئے تو شرعی قاعدہ کے مطابق استیذان[1] (طلب اجازت) کرے۔ پھر جب ایسی آواز آئے تو عورت کو چاہیے کہ کوئی چیز اوڑھ کر اپنی زینت کو چھپالے اور ذرا اپنا رخ بدل لے اور پیٹھ موڑ لے۔ اگر بالکل ناگزیر ہو تو چہرہ اور ہاتھ غیر محرم کے سامنے ظاہر ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح بہ ضرورت سادگی کے ساتھ بات کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ خلا ملا اور بے تکلفی اور ہنسی مذاق بالکل ناجائز ہے۔

بعض حالات میں یہ چیز جائز ہے کہ عورت پردے کی پوری پابندی کے ساتھ مردوں کو خطاب کرے، لیکن بالعموم یہ جائز نہیں ہے۔ اس امر کا فیصلہ کرنا کہ کن حالات میں یہ چیز جائز ہے اور کن میں جائز نہیں، صرف ایسے شخص یا اشخاص کا کام ہے جو مواقع اور حالات کو شرعی نقطۂ نظر سے سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور شریعت کے منشا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی نیت بھی ان میں پائی جاتی ہو۔

اگر اسلامی تہذیب اسی چیز کا نام ہے جس کی پیروی یہ حضرات خود اور ان کے اتباع میں مسلمان آج کر رہے ہیں تو پھر اسلامی تہذیب اور یورپین تہذیب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر تو مسلمانوں کو وہ سب کچھ کرنا چاہیے جو آج کل یورپ میں ہو رہا ہے۔ لیکن اگر اسلامی تہذیب اس تہذیب کا نام ہے جو محمد ﷺ نے سکھائی تھی تو آج کل کے میڈیکل کالجوں اور نرسنگ کی تربیت گاہوں اور ہسپتالوں میں مسلمان لڑکیوں کو بھیجنے سے لاکھ درجہ بہتر یہ ہے کہ ان کو مقبروں میں دفن کر دیا جائے۔ رائج الوقت گرلز کالجوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنے اور پھر معلمات بننے کا معاملہ بھی اس سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ البتہ اگر نظامِ تعلیم و تربیت ہمارے اپنے ہاتھ میں ہو اور ہم اپنے طریقہ پر لڑکیوں کو تیار کر کے ان سے تمدن کے ضروری کاموں کی خدمت لینے پر قادر ہوں تو یقیناً ہم اس کا انتظام کریں گے کہ اسلامی حدود کی پابندی کرتے ہوئے لڑکیوں کو فن طب، سرجری، قابلہ گری، نرسنگ اور تربیت اطفال کی تعلیم دیں اور ان کو دوسرے علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم و تربیت دے کر معلمات بھی بنائیں اور ان سے تمدن کی دوسری مختلف ضروری خدمات بھی ایسے طریقوں پر لیں جو اسلامی تہذیب کے مطابق ہوں۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی ضمناً لائق تصریح ہے کہ ہم مسلمان اس مغربی نظریہ کے قائل نہیں ہیں کہ تیمارداری (نرسنگ) کا پیشہ عورت کے لیے مخصوص ہے اور یہ کہ زنانہ و مردانہ سب قسم کے ہسپتالوں میں نرس عورت ہی ہونی چاہیے، ہمارے نزدیک اس خیال کے لیے کوئی علمی اور عقلی بنیاد نہیں ہے اور اخلاقی حیثیت سے یہ نہایت شرمناک ہے کہ نرس خواتین سے مرد بیماروں کی تیمارداری کے کام لیے جائیں جنہیں مرد تیماردار بھی انجام دیتے ہوئے حجاب محسوس کریں۔ اس بنا پر ہم مسلمان لوگ اگر عورتوں کو طبی

---

[1] افسوس ہے کہ قرآن و سنت کے حکم استیذان کو آج مسلمانوں نے اپنی معاشرت سے بالکل ہی خارج کر دیا ہے اور اجازت مانگے بغیر گھس آنے کو بے تکلفی کی علامت سمجھا جاتا ہے حالانکہ شرعاً خود گھر کے مردوں، حتی کہ باپوں، بیٹوں اور بھائیوں کو بھی لازم ہے کہ جب وہ گھر میں داخل ہونے لگیں تو کم از کم کھنکار دیں یا کوئی ایسی آواز کر دیں جس سے گھر کی عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی مرد آ رہا ہے۔

خدمات کے لیے تیار کریں گے تو عورتوں کے علاج اور تیمارداری کے لیے کریں گے نہ کہ عام طبی خدمات کے لیے۔ ہمارے نزدیک مردانہ ہسپتالوں کے لیے مرد ہی نرس ہونے چاہئیں۔

جنگ کے موقع پر تیمارداری، مرہم پٹی، مجاہدوں کا کھانا پکانا، اسلحہ اور رسد رسانی اور پیغام رسانی وغیرہ کی خدمات انجام دینا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ پردے کے احکام سے قبل بھی یہ خدمات عورتیں انجام دیتی تھیں اور ان احکام کے آنے کے بعد بھی دیتی رہیں اور آج بھی دے سکتی ہیں۔ لیکن یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ فوج اسلامی ہو، حدود اللہ کی پابند ہو، اور ان بدمعاشیوں سے پاک ہو جن میں آج کل کی فوجوں نے ناموری حاصل کر رکھی ہے۔ جیسے معصوم ناموں سے عورتوں کو بھرتی کرنا اور پھر بدمعاش سپاہیوں اور افسروں کے لیے ان سے قحبہ گری کی خدمت لینا شیطانی کام ہے جس کے لیے کوئی گنجایش برائے نام بھی اسلامی تہذیب میں نہیں نکل سکتی[1]۔ (رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل: پردہ...)

پردہ کی وجہ سے شادی کے بارے میں ایک الجھن

پردے کی وجہ سے جو حالات پیدا ہیں ان میں حقیقتاً کردار دیکھ کر بر تلاش کرنا ممکن نہیں۔ لڑکے کے باپ کے لیے ممکن نہیں کہ وہ لڑکی کا پتہ چلا سکے، لڑکی کی والدہ کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ لڑکے کے متعلق براہِ راست کچھ اندازہ لگا سکے۔ کیونکہ پردے کی وجہ سے ان افراد میں بھی تعلق اور آزادانہ گفتگو ناممکن ہے (خود لڑکے اور لڑکی کا ملنا تو ایک طرف رہا) بڑی سے بڑی آزادی جو اسلام نے دی ہے وہ یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کی شکل دیکھ لے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی کی شکل چند سیکنڈ دیکھ لینے سے کیا ہو جاتا ہے۔

شادی کے معاملے میں (مذکورہ بالا) جو الجھن بیان کی گئی ہے وہ اپنی جگہ درست ہی سہی۔ اس کا حل کورٹ شپ کے سوا اور کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ جس تفصیل کے ساتھ رفیق زندگی بنانے سے پہلے لڑکی اور لڑکے کو ایک دوسرے کے اوصاف، مزاج، عادات، خصائل اور ذوق وذہن سے واقف ہونے کی ضرورت آپ محسوس کرتے ہیں۔ ایسی تفصیلی واقفیت دو چار ملاقاتوں میں اور وہ بھی رشتہ داروں کی موجودگی میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے مہینوں ایک دوسرے کے ساتھ ملنا، تنہائی میں بات چیت کرنا، سیر تفریح، سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا اور بے تکلف دوستی کی حد تک تعلقات پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ کیا واقعی آپ یہی چاہتے ہیں کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان اس اختلاط کے مواقع بہم پہنچنے چاہئیں۔ آپ کے خیال میں ان جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اندر ان معصوم فلسفیوں کا فی صدی تناسب کیا ہو گا جو بڑی سنجیدگی کے ساتھ صرف رفیق زندگی کی تلاش میں یہ مخلصانہ تحقیقاتی روابط قائم کریں گے۔ اور اس دوران میں شادی ہونے تک طبعی جذب وانجذاب کو

---

[1] آج کل کی فوجوں کی اخلاقی حالت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ گزشتہ جنگِ عظیم کے سلسلہ میں امریکی فوج نے جاپان میں ایک لاکھ، انگلستان میں ستر ہزار اور جرمنی میں پچاس ہزار حرامی بچے چھوڑے ہیں۔ اور روسی فوج نے صرف مشرقی برلن میں ۲۹ ہزار حرام اولاد پیدا کی ہے۔ یہ صرف ان بچوں کی تعداد ہے جو ۱۹۵۲ء کے آخر تک شمار میں آ گئے ہیں۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ برتھ کنٹرول کے دور میں کتنے بڑے پیمانے پر بدکاری کی گئی ہو گی تب جا کر یہ نتائج بظہور میں آئے۔

قابو میں رکھیں گے۔ جو خصوصیت کے ساتھ نوجوانی کی حالت میں عورت اور مرد ایک دوسرے کے لیے اپنے اندر رکھتے ہیں؟ بحث برائے بحث اگر آپ نہ کرنا چاہتے ہوں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ شاید دو تین فیصدی سے زیادہ اوسط ہماری آبادی میں نہ نکلے گا۔ باقی اس امتحانی دور ہی میں فطرت کے تقاضے پورے کر چکے ہوں گے اور وہ دو تین فیصدی جو اس سے بچ نکلیں گے، وہ بھی اس شبہ سے نہ بچ سکیں گے کہ شاید وہ باہم ملوث ہو چکے ہوں؟

پھر کیا یہ ضروری ہے کہ ہر لڑکا اور لڑکی جو اس تلاش و تحقیق کے لیے باہم خلا ملا کریں گے وہ لازماً ایک دوسرے کو رفاقت کے لیے منتخب ہی کر لیں گے؟ ہوسکتا ہے کہ ۲۰ر فیصدی دوستیوں کا نتیجہ نکاح کی صورت میں برآمد۔ ۸۰ر فیصدی یا کم از کم ۵۰ر فیصدی کو دوسرے یا تیسرے تجربے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ اس صورت میں ان ''تعلقات'' کی کیا پوزیشن ہوگی جو دوران تجربہ میں آیندہ نکاح کی امید پر پیدا ہو گئے تھے اور ان شبہات کے کیا اثرات ہوں گے جو تعلقات نہ ہونے کے باوجود ان کے متعلق معاشرے میں پیدا ہو جائیں گے؟

پھر آپ یہ بھی مانیں گے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے لیے ان مواقع کے دروازے کھولنے کے بعد انتخاب کا میدان لامحالہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ ایک ایک لڑکے کے لیے صرف ایک ہی لڑکی مطمح نظر نہ ہوگی جس پر وہ اپنی نگاہِ انتخاب مرکوز کر کے تحقیق و امتحان کے مراحل طے کر لے اور علیٰ ہذا القیاس لڑکیوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک ہی امکانی شوہر کی حیثیت سے زیر امتحان نہ ہوگا۔ بلکہ شادی کی منڈی میں ہر طرف ایک سے ایک جاذبِ نظر مال موجود ہوگا جو امتحانی مراحل سے گزرتے ہوئے ہر لڑکے اور ہر لڑکی کے سامنے بہتر انتخاب کے امکانات پیش کرتا رہے گا۔ اس وجہ سے اس امر کے امکانات روز بروز کم ہوتے جائیں گے کہ ابتداءً جو دو فرد ایک دوسرے سے آزمائشی ملاقاتیں شروع کریں وہ آخر وقت تک اپنی اس آزمائش کو نباہیں اور بالآخر ان کی آزمائش شادی پر منتج ہو۔

اس کے علاوہ یہ ایک فطری امر ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے ساتھ جو رومانی طرز کا کورٹ شپ کرتے ہیں، ان میں دونوں ایک دوسرے کو اپنی زندگی کے روشن پہلو ہی دکھاتے ہیں۔ مہینوں کی ملاقاتوں اور گہری دوستی کے باوجود ان کے کمزور پہلو ایک دوسرے کے سامنے پوری طرح نہیں آتے۔ اس دوران میں شہوانی کشش اتنی بڑھ چکی ہوتی ہے کہ وہ جلدی سے شادی کر لینا چاہتے ہیں، اور اس غرض کے لیے دونوں ایک دوسرے سے ایسے ایسے پیمانِ وفا باندھتے ہیں، اتنی محبت اور گرویدگی کا اظہار کرتے ہیں کہ شادی کے بعد معاملات کی زندگی میں عاشق و معشوق کے اس پارٹ کو زیادہ دیر تک کسی طرح نہیں نباہ سکتے۔ یہاں تک کہ جلدی ہی ایک دوسرے سے مایوس ہو کر طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ کیوں کہ دونوں ان توقعات کو پورا نہیں کر سکتے جو عشق و محبت کے اس دور میں انہوں نے باہم قائم کی تھیں اور دونوں کے سامنے ایک دوسرے کے وہ کمزور پہلو آجاتے ہیں جو معاملات کی زندگی ہی میں ظاہر ہوا کرتے ہیں، عشق و محبت کے دور میں کبھی نہیں کھلتے۔

اب آپ ان پہلوؤں پر بھی غور کر کے دیکھ لیں۔ پھر آپ مسلمانوں کے موجودہ طریقے کی مزعومہ قباحتوں اور اس

کورٹ شپ کے طریقے کی قباحتوں کے درمیان موازنہ کرکے خود فیصلہ کریں کہ آپ کو ان دونوں میں سے کون سی قباحتیں زیادہ قابلِ قبول نظر آتی ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی آپ کورٹ شپ ہی کو زیادہ قابل قبول سمجھتے ہیں تو مجھ سے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو خود یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس اسلام کے ساتھ آپ اپنا تعلق رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں جو اس راستے پر جانے کے لیے اجازت دینے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہے۔ یہ کام آپ کو کرنا ہو تو کوئی دوسرا معاشرہ تلاش کریں۔ اسلام میں سرسری واقفیت بھی آپ کو یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اس دین کی حدود میں ''کامیاب شادی'' کا وہ نسخہ استعمال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے جسے آپ مباح کرنا چاہتے ہیں۔ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: کیا اسلام...)

عورتوں کا عورتوں سے پردہ

(قرآن مجید) میں لفظ نِسَائِھِنَّ استعمال ہوا ہے جن کا لفظی ترجمہ ہے ''ان کی عورتیں'' اس سے کون عورتیں مراد ہیں؟ یہ بحث تو بعد کی ہے۔ سب سے پہلے جو بات قابل غور اور قابلِ توجہ ہے وہ یہ ہے کہ محض ''عورتوں'' (النساء) کا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے مسلمان عورت کے لیے تمام عورتوں اور ہر قسم کی عورتوں کے سامنے بے پردہ ہونا اور اظہار زینت کرنا جائز ہو جاتا، بلکہ نِسَائِھِنَّ کہہ کر عورتوں کے ساتھ اس کی آزادی کو بہر حال ایک خاص دائرے تک محدود کر دیا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ دائرہ کوئی سا ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ کون سا دائرہ ہے، اور وہ کون عورتیں ہیں جن پر لفظ نسائھن کا اطلاق ہوتا ہے، اس میں فقہاء اور مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں، غیر مسلم عورتیں خواہ ذمی ہوں یا کسی اور قسم کی، ان سے مسلمان عورتوں کو اسی طرح پردہ کرنا چاہیے جس طرح مردوں سے کیا جاتا ہے، ابن عباس، مجاہد اور ابن جریج کی یہی رائے ہے اور یہ لوگ اس کی تائید میں یہ واقعہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا ''میں نے سنا ہے مسلمانوں کی بعض عورتیں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ حماموں میں جانے لگی ہیں۔ حالانکہ جو عورت اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ اس کے جسم پر اس کے اہل ملت کے سوا کسی اور کی نظر پڑے۔'' یہ خط جب ابو عبیدہؓ کو ملا تو وہ ایک دم گھبرا کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ''خدایا جو مسلمان عورت محض گوری ہونے کے لیے ان حماموں میں جائے اس کا منہ آخرت میں کالا ہو جائے۔'' (ابن جریر، بیہقی، ابن کثیر)

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد تمام عورتیں ہیں، امام رازی کے نزدیک یہ مذہب صحیح ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر فی الواقع اللہ تعالیٰ کا منشا بھی یہی تھا تو پھر نِسَائِھِنَّ کہنے کا کیا مطلب ہے؟ اس صورت میں تو محض النساء کہنا چاہیے تھا۔

تیسری رائے یہ ہے اور یہی معقول بھی ہے اور قرآن کے الفاظ سے قریب تر بھی کہ اس سے دراصل ان کے میل جول کی عورتیں، ان کی جانی بوجھی عورتیں، ان سے تعلقات رکھنے والی اور ان کے کام کاج میں حصہ لینے والی عورتیں مراد ہیں، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اور مقصود ان عورتوں کو اس دائرے سے خارج کرنا ہے جو یا تو اجنبی ہوں کہ ان کو اخلاق وتہذیب

کا حال معلوم نہ ہو، یا جن کے ظاہری حالات مشتبہ ہوں اور ان پر اعتماد نہ کیا جا سکے۔ اس رائے کی تائید ان صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس ذمی عورتوں کی حاضری کا ذکر آتا تھا۔

اس معاملے میں اصل چیز جس کا لحاظ کیا جائے گا وہ مذہبی اختلاف نہیں بلکہ اخلاقی حالت ہے۔ شریف، باحیا اور نیک اطوار عورتیں جو معروف اور قابل اعتماد خاندانوں سے تعلق رکھنے والی ہوں، ان سے مسلمان عورتیں پوری طرح بے تکلف ہوسکتی ہیں خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن بے حیا، آبرو باختہ اور بد اطوار عورتیں خواہ ''مسلمان'' ہی کیوں نہ ہوں، ہر شریف عورت کو ان سے پردہ کرنا چاہیے، کیوں کہ اخلاق کے لیے ان کی صحبت، غیر مردوں کی صحبت سے کچھ کم تباہ کن نہیں ہے۔ رہیں ان جانی عورتیں جن کی حالت معلوم نہیں تو ان سے ملاقات کی حد ہمارے نزدیک وہی ہے جو غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے آزادی کی زیادہ سے زیادہ حد ہوسکتی ہے۔ یعنی یہ کہ عورت صرف منہ اور ہاتھ ان کے سامنے کھولے باقی اپنا سارا جسم اور آرائش چھپا کر رکھے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۴۳)

رضاعی چچا اور سالی بہنوئی کے مابین پردہ

۱۵۹۔ صحاح ستہ اور مسند احمد میں حضرت عائشہؓ کی اپنی روایت ہے کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح ان کے ہاں آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی چوں کہ پردے کا حکم آچکا تھا اس لیے حضرت عائشہؓ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے کہلا کر بھیجا کہ تم تو میری بھتیجی ہو۔ کیوں کہ میرے بھائی ابوالقعیس کی بیوی کا تم نے دودھ پیا ہے۔ لیکن حضرت عائشہؓ کو اس میں تامل تھا کہ یہ رشتہ بھی ایسا ہے جس میں پردہ اٹھا دینا جائز ہو۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: جَآءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَاسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِکَ، فَقَالَ: اِنَّهٗ عَمُّکِ فَاْذَنِيْ لَهٗ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّهٗ عَمُّکِ فَلْيَلِجْ عَلَيْکِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(١٦)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے رضاعی چچا آئے اور انہوں نے میرے ہاں اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے بغیر انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے تو میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا آپؐ نے فرمایا بے شک وہ تمہارا رضاعی چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دودھ تو مجھے عورت نے پلایا مرد نے تو نہیں پلایا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال وہ تمہارا رضاعی چچا ہے وہ تمہارے

پاس اندر آسکتا ہے۔حضرت عائشہؓ کا بیان ہے، یہ واقعہ نزول پردہ کے احکام کے بعد کا ہے۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا، ولادت سے جو چیز حرام ہوتی ہے رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتی ہے۔

بخاری کی ایک اور روایت کے الفاظ:

〈۲〉عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِی الْقُعَیْسِ جَآءَ یَسْتَاْذِنُ عَلَیْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ، فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ، فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ. (۱۷)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے رضاعی چچا ابوقعیس کے بھائی افلح نے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے جو سلوک ان کے ساتھ کیا تھا اس کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔

۱۶۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں، آپ کے سامنے ہوتی تھیں اور آخر وقت تک ان کے اور آپ کے درمیان کم از کم چہرے اور ہاتھوں کی حد تک کوئی پردہ نہ تھا۔ حجۃ الوداع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف چند مہینے پہلے کا واقعہ ہے اور اس وقت بھی یہی حالت قائم تھی۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۴۲)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج ٤۔کتاب الترجل باب فی خضاب النساء۔ ☆نسائی کتاب الزینة باب الخضاب للنساء۔ ☆مسنداحمد ج٦۔ص٢٦٢۔ عن عائشة نسائی میں اومت کی جگہ مدت یدها هے۔

(۲) ابوداؤد ج۳۔کتاب الجهاد باب فضل قتال الروم علی غیرهم من الامم۔

(۳) بخاری ج۲۔کتاب التفسیر، باب قوله عزوجل ان الذین جاؤا بالافك عصبة منکم۔☆بخاری ج۲۔کتاب المغازی، باب حدیث الافك اس مقام پر وکان رَانی هے۔☆مسلم ج۲۔کتاب التوبة۔ باب فی حدیث الافك۔ وقبول توبة القاذف۔☆مسند احمد ج٦۔ص١٩٥۔عن عائشةؓ۔☆ابنِ جریر ج۹۔ پ١٨۔سوره نور۔☆سیرت ابن هشام ج۳۔ص٢٩٨۔خبرالافك فی غزوة بنی المصطلق کے تحت مرور ابن المعطل، واحتماله ایاها علی بعیره۔ ☆تفسیر ابنِ کثیر ج۳۔سوره نور۔☆روح المعانی ج١٨۔ سوره نور۔

(٤) ابوداؤد ج۲۔کتاب الصوم، باب النیة فی الصوم کے تحت باب فی الرخصة فی ذلك۔

(٥) بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب للعاهر الحجر اور باب فی العتق وفضله باب ام الولدالخ اور کتاب الوصایا، خصومات، کتاب الفرائض کتاب المغازی کتاب الاحکام وغیره۔ ☆مسلم ج١کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقی الشبهات (مطبوعه اصح المطابع کراچی)☆ابوداؤد ج۲کتاب الطلاق، باب الولد للفراش۔☆ترمذی ج١ ابواب الطلاق باب ماجاء ان الولد للفراش ترمذی نے حضرت ابوهریره کی روایت

میں اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ بیان کیاھے۔

(٦) نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب الحاق الولد بالفراش اذا لم ینفه صاحب الفراش اور باب فراش الامة۔☆نسائی کی ایک روایت میں جسے عبدالله بن الزبیر نے بیان کیاھے وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ یَاسَوْدَةُ فَلَیْسَ لَكِ بِاَخٍ کے الفاظ بھی منقول ھیں۔☆ابن ماجه کتاب النکاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر۔☆مؤطا امام مالك کتاب الاقضية ج٢۔باب القضاء بالحاق الولد بابیه۔☆دارقطنی ج٢۔ص٤٢٢۔☆سنن دارمی ج٢۔کتاب النکاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر عن عائشة۔☆مسنداحمد ج٦۔ص٣٧۔١٢٩۔٢٢٦۔ عن عائشة۔ ☆السنن الکبریٰ ج٧۔ کتاب اللعان، باب الولد للفراش بالوطأ بملك الیمین والنکاح۔ عن عائشةؓ۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج٢۔٤ کتاب النکاح باب من قال: الولد للفراش۔ عن ابی هریرة۔☆المصنف لعبد الرزاق ج٧۔ باب الرجل ینتفی من ولده۔ اس مقام پر الولد للفراش وللعاهر الحجر ھے۔☆مجمع الزوائد ج٥۔کتاب الطلاق۔باب الولد للفراش۔

(٧) ابوداؤد ج٣۔کتاب الخراج باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی۔

(٨) تفسیر ابن جریر جز ١٨۔١٩۔جلد٩سوره نور۔

(٩) ابن جریر ج٩پ١٨۔١٩۔ سوره نور۔

(١٠) ابوداؤدج٤۔کتاب اللباس، باب فیها تبدی المرأة من زینتها۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٢کتاب الصلاة باب عورة المرأة الحرة۔☆کنزالعمال ج٧۔☆تفسیر ابنِ کثیر ج٣۔سوره نور زیر آیت الا ماظهر منها۔☆ تفسیر روح المعانی ج١٨۔سوره نور آیت الا ماظهر منها۔☆تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج٤۔سوره نور۔ خالد بن دریك لم یسمع منها۔

(١١) مؤطا امام مالك کتاب الجامع، باب مایکره للنساء لباسه من الثیاب۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٢۔کتب الصلاة باب الترغیب فی ان تکثف ثیابها اوتجعل تحت درعها ثوبا ان خشیت ان یصفها درعها۔

(١٢) ابوداؤد ج٤کتاب اللباس، باب فی لبس القباطی للنساء۔

(١٣) ابوداؤد ج٤کتاب اللباس، باب فی قوله ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن۔☆تفسیر ابن کثیر ج٣۔سوره نور۔

(١٤) ابوداؤد ج٤کتاب اللباس، باب فی قوله تعالیٰ یدنین علیهن من جلابیبهن۔☆ابن کثیر ج٣۔سوره نور۔

(١٥) مؤطا امام مالك کتاب الجامع، باب مایکره للنساء لباسه من الثیاب☆ السنن الکبریٰ ج٢کتاب الصلوٰة باب الترغیب فی ان تکثف ثیابها اوتجعل تحت درعها ثوبا ان خشیت ان یصفها درعها۔

(١٦) بخاری ج٢کتاب النکاح باب مایحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضاع۔باب لبن الفحل۔☆مؤطا امام مالك ج٢کتاب الرضاع رضاعة الصغیر۔

(١٧) بخاری حواله مذکوره بالا۔ مسلم ج١کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعة مایحرم من الرحم۔☆ ابوداؤد ج٢کتاب النکاح، باب فی رضاعة الکبیر۔☆ترمذی ج١ابواب الرضاع، باب ماجاء فی لبن الفحل۔ ☆نسائی ج٥۔کتاب النکاح، باب مایحرم من الرضاع۔☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب لبن الفحل۔☆مؤطا امام مالك کتاب الرضاع رضاعة الصغیر۔☆سنن دارمی ج٢کتاب النکاح، باب مایحرم من الرضاع عن عائشةؓ۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج٧کتاب الرضاع۔ باب یحرم من الرضاع مایحرم الولادة وان لبن الفحل یحرم۔☆مسند احمد ج٦۔ص١٩٤۔ عن عائشةؓ،☆مجمع الزوائد ج٤کتاب النکاح، باب فی الرضاع۔☆سنن دارقطنی ج٢۔ص١٧٨ عن عائشةؓ۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج٢۔٤کتاب النکاح، باب ماقولوا فی لبن الفحل، من کرهه۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٧۔ص٤٧٢،٤٧٣۔ عن عائشةؓ۔☆ کنزالعمال ج٦۔حدیث نمبر ١٥٧١٩ عن عائشةؓ۔

لباس اور ستر کے احکام

کسی کے ستر پر نظر ڈالنا

۱۶۱ ۔ مَلْعُوْنٌ مَنْ نَظَرَ اِلٰی سَوْأَةِ اَخِیْهِ. (احکام القرآن للجصاص)

''ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کے ستر پر نظر ڈالے۔''

تخریج : وَقَدْ رُوِیَ عَنْهُ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَلْعُوْنٌ مَنْ نَظَرَ اِلٰی سَوْأَةِ اَخِیْهِ.(۱)

تشریح : جسم ڈھانکنے کو ہر مرد و عورت کے لیے فرض کر دیا گیا۔ نبی ﷺ نے سخت احکام دیئے کہ کوئی شخص کسی کے سامنے برہنہ نہ ہو۔

۱۶۲ ۔ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ. (مسلم)

''کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَازَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا یَنْظُرِ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِی الْمَرْأَةُ اِلَی الْمَرْأَةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.(۲)

۱۶۳ ۔ لَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَانْقَطَعَ نِصْفَیْنِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی عَوْرَةِ اَحَدٍ اَوْ یَنْظُرَ اِلٰی عَوْرَتِیْ. (المبسوط)

''خدا کی قسم! میں آسمان سے پھینکا جاؤں اور میرے دو ٹکڑے ہو جائیں، یہ میرے لیے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ میں کسی کے پوشیدہ مقام کو دیکھوں یا کوئی میرے پوشیدہ مقام کو دیکھے۔''

تخریج : رُوِیَ عَنْ سَلْمَانَؓ قَالَ: لَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَانْقَطَعَ نِصْفَیْنِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی عَوْرَةِ اَحَدٍ اَوْ یَنْظُرَ اَحَدٌ اِلٰی عَوْرَتِیْ.(۳)

۱٦٤ ـ لاَ یَعْمَلُ لَنَا مَنْ لَّا حَیَاءَ لَهٗ.

''ایک دن آنحضرت ﷺ زکوٰۃ کے اونٹوں کی چراگاہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کا چرواہا جنگل میں ننگا لیٹا ہے۔ آپؐ نے اسی وقت اسے معزول کر دیا اور فرمایا ''جو شخص بے شرم ہے وہ ہمارے کسی کام کا نہیں۔'' (پردہ باب ۱۱، انسدادی تدابیر: لباس...)

تخریج: وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اِبِلِ الصَّدَقَةِ فَرَاٰی رَاعِیَهَا تَجَرَّدَ فِی الشَّمْسِ فَعَزَلَهٗ وَقَالَ: لاَیَعْمَلُ لَنَا مَنْ لاَحَیَاءَ لَهٗ.(٤)

مردوں کے لیے ستر کے حدود

۱٦٥ ـ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: مَافَوْقَ الرُّكْبَتَیْنِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَاَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ. (دارقطنی)

''جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے وہ چھپانے کے لائق ہے اور جو کچھ ناف سے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ بَهْلُوْلٍ، نَاجَدِّیْ، نَا اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عُبَادِ ابْنِ كَثِیْرٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَافَوْقَ الرُّكْبَتَیْنِ مِنَ الْعَوْرَةِ، وَاَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ.(٥)

تشریح: عورتوں اور مردوں کے لیے جسم ڈھانکنے کے حدود بھی الگ الگ مقرر کیے گئے، اصطلاح شرعی میں جسم کے اس حصہ کو ستر کہتے ہیں جس کا ڈھانکنا فرض ہے۔ مردوں کے لیے ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر قرار دیا گیا کہ اس کو نہ کسی کے سامنے کھولیں اور نہ کسی دوسرے شخص کے اس حصہ پر نظر ڈالیں۔

۱٦٦ ـ عَوْرَةُ الرَّجُلِ مَابَیْنَ سُرَّتِهٖ اِلٰی رُكْبَتِهٖ.(مبسوط)

''مرد کے لیے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ چھپانے کے لائق ہے۔''

۱٦٧ ـ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: لاَ تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلاَ تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلاَ مَیِّتٍ. (تفسیر کبیر)

''اپنی ران کو کسی کے سامنے نہ کھول اور نہ کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران پر نظر ڈال!''

تخریج: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ، ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ: لاَتُبْرِزْ فَخِذَكَ، وَلاَتَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلاَمَیِّتٍ.(٦)

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِیُّ، ثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ: اُخْبِرْتُ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لاَتَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلاَتَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلاَمَیِّتٍ.(٧)

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاؤدَ: هذا الحديث فيه نكارة۔

یہ حکم عام ہے جس سے بیویوں کے سوااور کوئی مستثنیٰ نہیں چنانچہ حدیث میں ہے:

۱۶۸۔ اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ اَوْ مَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ. (احکام القران للجصاص جلد۳)

''اپنے ستر کی حفاظت کرو،بجز اپنی بیویوں کے اوران لونڈیوں کے جوتمہارے تصرف میں ہوں۔''

(پردہ،باب ۱۱،انسدادی تدابیر: مردوں...)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثَنَا اَبِیْ، ح وَثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، ثَنا یَحیٰ نَحوَهٗ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!عَوْرَاتُنَا مَانَاتِیْ مِنْهَاوَمَانَذَرُ؟ قَالَ:احْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّامِنْ زَوْجَتِکَ اَوْمَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ.

۱۶۹۔ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.

''حضرت جرہد اسلمی جواصحاب صفہ میں سے ایک بزرگ تھے، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ایک دفعہ میری ران کھلی ہوئی تھی حضورؐ نے فرمایا''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ران چھپانے کے قابل چیز ہے؟'' (ترمذی،ابوداؤد،مؤطاً)

(تفہیم القرآن ج ۳،النور،حاشیہ: ۳۰)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی النَّضْرِ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَرْهَدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ:کَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَنَا وَفَخِذِیْ مُنْکَشِفَةٌ، فَقَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.(۸)

۱۷۰۔ (سائل نے پوچھا،اور جب ہم تنہائی میں ہوں؟) فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔ (ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ)

تخریج: قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَا کَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ قَالَ: اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّایَرَیَنَّهَا اَحَدٌ فَلایَرَیَنَّهَا، قَالَ: قُلْتُ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَاکَانَ اَحَدُنَا خَالِیًا، قَالَ:اَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.(۹)

تشریح : احادیث بالا سے واضح ہے کہ مرد کے لیے ستر کے حدود ناف سے گھٹنے تک مقرر فرمائے ہیں۔غض بصر کا ایک منشا یہ بھی ہے کہ آدمی کسی عورت یا مرد کے ستر پر نگاہ نہ ڈالے۔

شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد محض ناجائز شہوت رانی سے پرہیز نہیں ہے بلکہ (احادیث بالا کے مطابق) اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے سے پرہیز بھی ہے۔

اس حصہ جسم کو بیوی کے سوا کسی اور کے سامنے قصداً کھولنا حرام ہے۔ پھر صرف دوسروں کے سامنے ہی نہیں بلکہ تنہائی میں بھی ننگا رہنا ممنوع ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳۰)

فتنۂ عریانی

۱۷۱۔ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ. (ابن ماجہ)

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہیے کہ ستر کا لحاظ رکھے بالکل گدھوں کی طرح دونوں ننگے نہ ہو جائیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ وَھْبِ نِ الْوَاسِطِیُّ، ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْھَمْدَانِیُّ، ثَنَا الْاَحْوَصُ بْنُ حَکِیْمٍ، عَنْ اَبِیْہِ، وَرَاشِدُ ابْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ عَدِیٍّ، عَنْ عُتْبَۃَ بْنِ عَبْدِ نِ السُّلَمِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ فَلْیَسْتَتِرْ، وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ. (۱۰)

تشریح: ستر کے باب میں اسلام نے انسانی شرم وحیا کی جس قدر صحیح اور مکمل نفسیاتی تعبیر کی ہے، اس کا جواب دنیا کی کسی تہذیب میں نہیں پایا جاتا۔ آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا بھی یہ حال ہے کہ ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں باک نہیں۔ ان کے ہاں لباس محض زینت کے لیے ہے، ستر کے لیے نہیں ہے۔ مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر کی اہمیت ہے۔ وہ عورت اور مرد دونوں کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لیے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔ عریانی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیا کسی حال میں بھی برداشت نہیں کرتی۔ غیر تو غیر اسلام اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہوں۔

۱۷۲۔ قَالَتْ عَائِشَۃُ مَا نَظَرْتُ اِلٰی فَرْجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ. (شمائل ترمذی)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ، ثَنَا وَکِیْعٌ، اَنَا سُفْیَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُوْسٰی بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ الْخَطْمِیِّ، عَنْ مَوْلٰی لِعَائِشَۃَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَۃُ: مَانَظَرْتُ اِلٰی فَرْجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَوْقَالَتْ: مَارَأَیْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَطُّ. (۱۱)

اس سے بڑھ کر شرم وحیا یہ ہے کہ تنہائی میں بھی عریاں رہنا اسلام کو گوارا نہیں۔ اس لیے کہ اَللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیٰ مِنْہُ۔ ''اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔'' (ترمذی)

حدیث میں آتا ہے کہ:

۱۷۳۔ اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیْ فَاِنَّ مَعَکُمْ مَنْ لَّا یُفَارِقُکُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِیْنَ یُفْضِی الرَّجُلُ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاسْتَحْیُوْھُمْ وَاَکْرِمُوْھُمْ. (ترمذی)

’’خبردار کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیوں کہ تمہارے ساتھ خدا کے فرشتے لگے ہوئے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے۔ بجز ان اوقات کے جن میں تم رفع حاجت کرتے ہو، یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو۔ لہٰذا تم ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کا لحاظ رکھو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِیْزَکٍ الْبَغْدَادِیُّ، نَاالْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، نَااَبُوْمُحَیَّاۃٍ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیَ، فَاِنَّ مَعَکُمْ مَنْ لَایُفَارِقُکُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ، وَحِیْنَ یُفْضِی الرَّجُلُ اِلٰی اَھْلِہٖ، فَاسْتَحْیُوْھُمْ وَاَکْرِمُوْھُمْ.(۱۲)

ـــــ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَاَبُوْ مُحَیَّاۃٍ اِسْمُہٗ یَحْیٰ بْنُ یَعْلٰی۔

لباس میں ننگی عورتیں

اسلام کی نگاہ میں وہ لباس درحقیقت لباس ہی نہیں ہے جس میں سے بدن جھلکے اور ستر نمایاں ہو:

۱۷۴۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ، عَارِیَاتٌ، مُمِیْلَاتٌ، مَائِلَاتٌ، رُؤُسُھُنَّ کَالْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا. (مسلم)

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں، اور دوسروں کو رجھائیں، اور خود دوسروں پر رجھیں، اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کرکے چلیں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی بو پائیں گی۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَاجَرِیْرٌ، عَنْ سُھَیْلٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ، لَمْ اَرَھُمَا قَوْمٌ مَعَھُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِھَا النَّاسَ، وَنِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ، عَارِیَاتٌ، مُمِیْلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُؤُسُھُنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ لَایَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ، وَلَایَجِدْنَ رِیْحَھَا وَاِنَّ رِیْحَھَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ کَذَا وَکَذَا.(۱۳)

تشریح: یہاں استیعاب مقصود نہیں۔ ہم نے صرف چند مثالیں اس غرض سے پیش کی ہیں کہ ان سے اسلام کے معیار اخلاق اور اس کی اخلاقی اسپرٹ کا اندازہ ہو جائے۔ اسلام سوسائٹی کے ماحول اور اس کی فضا کو فحشاء و منکر کی تمام تحریکات سے پاک کر دینا چاہتا ہے۔ ان تحریکات کا سرچشمہ انسان کے باطن میں ہے۔ فحشاء و منکر کے جراثیم وہیں پرورش پاتے ہیں اور وہیں سے ان چھوٹی چھوٹی تحریکات کی ابتدا ہوتی ہے جو آگے چل کر فساد کی موجب بنتی ہیں۔ جاہل انسان ان کو خفیف سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ مگر حکیم کی نگاہ میں دراصل وہی اخلاق اور تمدن و معاشرت کو تباہ کر دینے والی خطرناک بیماریوں کی جڑ ہیں لہٰذا اسلام کی تعلیم اخلاق باطن ہی میں حیا کا اتنا زبردست احساس پیدا کر دینا چاہتی ہے کہ انسان خود اپنے نفس کا احتساب کرتا رہے۔ اور برائی کی جانب ادنیٰ سے ادنیٰ میلان بھی اگر پایا جائے تو اس کو محسوس کرکے وہ آپ ہی اپنی قوتِ ارادی سے اس کا استیصال کر دے۔ (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ عریانی)

دل کے چور

۱۷۵ ۔ اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ. وَزِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْیُ وَزِنَا اللِّسَانِ اَلنُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ کُلَّهٗ اَوْیُکَذِّبُهٗ.

''آنکھیں زنا کرتی ہیں اوران کی زنا نظر ہےاور ہاتھ زنا کرتے ہیں اوران کی زنا دست درازی ہےاور پاؤں زنا کرتے ہیں اوران کی راہ زنا میں چلنا ہےاورزبان کی زنا گفتگو ہے،اوردل کی زنا تمنا اورخواہش ہے۔آخر میں صنفی اعضاء یا توان سب کی تصدیق کردیتے ہیں یا تکذیب۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمْ اَرَ شَیْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلٰی ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰی، اَدْرَکَ ذٰلِکَ لَامَحَالَةَ، فَزِنَی الْعَیْنِ النَّظْرُ، وَزِنَی اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ، وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ اَوْیُکَذِّبُهٗ.(۱٤)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پرلکھ دیا زنا کا حصہ جواس کو بہرحال پاکر رہنا ہے۔آنکھوں کا زنا نظر ہے زبان کا زنا گفتگو ہے دل کا زنا تمنا اورخواہش ہے اور اعضاء صنفی یا توان کی تصدیق کردیتے ہیں یا تکذیب۔

⟨۲⟩ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ مِنِ ابْنِ آدَمَ کُتِبَ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا اَدْرَکَ لَامَحَالَةَ، فَالْعَیْنُ زِنَاهَا النَّظْرُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْمَشْیُ، وَالْاُذُنُ زِنَاهَا السَّمَاعُ، وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْکَلَامُ، وَالْقَلْبُ یَتَمَنّٰی وَیَشْتَهِیْ وَیُصَدِّقُ ذٰلِکَ اَوْیُکَذِّبُهُ الْفَرْجُ.(۱۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہرآدم زادے پرزنا کا جتنا حصہ ہےاس نے لامحالہ پاکررہنا ہےاللہ تعالیٰ نے اسے لکھادیا ہے۔پس آنکھ کازنا نظر ہے،اور پاؤں کا زنا چل کرجانا ہے،اورکان کازنا سننا ہے،اور ہاتھ کازنا پکڑنا،اورزبان کا زنا گفتگواورکلام کرنا ہے،اوردل کا زنا تمنا اورخواہش کرنا ہے،اورصنفی اعضاء یا توان کی تصدیق کردیتے ہیں یا تکذیب۔

⟨۳⟩ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، اَنَا اَبُوْهِشَامٍ الْمَخْزُوْمِیُّ، نَاوُهَیْبٌ، نَاسُهَیْلُ بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: کُتِبَ عَلَی ابْنِ آدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِکٌ ذٰلِکَ لَامَحَالَةَ،

فَالْعَيْنَانِ، زِنَاهُمَا النَّظْرُ، وَالْاُذُنَانِ، زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ، زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبُطْشُ، وَالرِّجْلُ ،زِنَاهَا الْخَطْيُ،وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ، وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ.(١٦)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ابن آدم نے جتنا کچھ حصہ زنا کا پا کر رہنا ہے اس پر لکھ دیا گیا ہے۔ لہٰذا آنکھوں کا زنا نظر ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا گفتگو اور بات چیت کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے پھر اعضاء صنفی یا تو ان کی تصدیق کر دیتے ہیں یا تکذیب۔

﴿۴﴾حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، اَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لِكُلِّ بَنِىْ آدَمَ حَظٌّ مِّنَ الزِّنَا، فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظْرُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَزِنَاهُمَا الْبُطْشُ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَزِنَاهُمَا الْمَشْىُ، وَالْفَمُ يَزْنِىْ، وَزِنَاهُ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْيُكَذِّبُهُ.(١٧)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدم کے ہر بچے کے لیے زنا کی کچھ نہ کچھ مقدار مقرر ہے آنکھیں زنا کرتی ہیں، ان کا زنا نظر ہے۔ ہاتھ زنا کرتے ہیں ان کا زنا پکڑنا ہے۔ پاؤں زنا کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا زنا چلنا ہے۔ منہ بھی زنا میں ملوث ہوتا ہے، اس کا زنا بوس و کنار ہے اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے اعضاء صنفی یا تو اس کی تصدیق کر دیتے ہیں یا تکذیب۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ایک روایت:

﴿۵﴾اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِىْ.(١٨)

ترجمہ : آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ بھی زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور عضوِ صنفی بھی زنا میں ملوث ہوتا ہے۔

ابوہریرہؓ کے حوالہ سے ایک روایت:

﴿۶﴾كُلُّ ابْنِ آدَمَ لَهٗ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظْرُ، وَزِنَا الْيَدَيْنِ الْبُطْشُ، وَزِنَا الرِّجْلَيْنِ الْمَشْىُ، وَزِنَا الْفَمِ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْيُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ الخ.(١٩)

ترجمہ : ہر ایک آدم زادے کے لیے زنا کا کچھ حصہ مقدر ہے۔ پس آنکھوں کا زنا نظر ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے۔ اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور منہ کا زنا بوس و کنار ہے اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے پھر اعضاء جنسی یا تو اس کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب۔

تشریح : قانون کی نظر میں زنا کا اطلاق صرف جسمانی اتصال پر ہوتا ہے۔ مگر اخلاق کی نظر میں دائرہ ازدواج کے باہر صنف مقابل کی جانب ہر میلان، ارادے اور نیت کے اعتبار سے زنا ہے۔ اجنبی کے حسن سے آنکھ کا لطف لینا، اس کی آواز سے

کانوں کا لذت یاب ہونا، اس سے گفتگو کرنے میں زبان کا لوچ کھانا، اس کے کوچے کی خاک چھاننے کے لیے قدموں کا بار بار اٹھنا، یہ سب مقدمات اور خود معنوی حیثیت سے زنا ہیں۔ قانون اس زنا کو نہیں پکڑ سکتا۔ یہ دل کا چور ہے اور صرف دل ہی کا کوتوال اس کو گرفتار کر سکتا ہے۔ (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: دل...)

فتنۂ نظر

۱۷۶ ـ اِبْنَ آدَمَ لَکَ اَوَّلُ نَظْرَةٍ وَاِيَّاکَ وَالثَّانِيَةَ. (الجصاص)

''آدمی زادے! تیری پہلی نظر تو معاف ہے مگر خبردار دوسری نظر نہ ڈالنا۔''

تخریج: رَوَی الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ابْنَ آدَمَ لَکَ اَوَّلُ نَظْرَةٍ، وَاِيَّاکَ وَالثَّانِيَةَ. (۲۰)

تشریح: نفس کا سب سے بڑا چور نگاہ ہے اس لیے قرآن وحدیث دونوں سب سے پہلے اس کی گرفت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے (حضور نے) فرمایا:

۱۷۷ ـ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَيْسَتْ لَکَ الْآخِرَةُ. (ابوداؤد)

''اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری نہیں حضرت جابرؓ نے پوچھا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ فرمایا نظر پھیر لو۔'' (ابوداؤد) (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ نظر)

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰی الْفَزَارِيُّ، اَخْبَرَنَا شَرِيکٌ عَنْ رَبِيعَةَ الْاِيَادِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی، وَلَيْسَتْ لَکَ الْآخِرَةُ. (۲۱)

فتنۂ زبان

۱۷۸ ـ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْاَةُ بِالْمَرْاَةِ حَتّٰی تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا کَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. (ترمذی)

''عورت عورت سے خلاملا نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی کیفیت اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ خود اس کو دیکھ رہا ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ اَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ، فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا کَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. (۲۲)

بیہقی میں مندرجہ ذیل عبارت ہے:

﴿۲﴾ نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُبَاشِرَ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ اَجَلِ اَنْ تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا حَتّٰی کَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. الخ (۲۳)

تشریح : عورت کو اجازت نہیں کہ اپنے شوہر سے دوسری عورتوں کی کیفیت بیان کرے۔ شیطان نفس کا ایک دوسرا ایجنٹ زبان ہے، کتنے ہی فتنے ہیں جو زبان کے ذریعہ سے پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں۔ اسلام نے ان سب کا سراغ لگایا ہے اور ان سے خبردار کیا ہے۔ عورت اور مرد دونوں کو اس سے منع کیا گیا ہے کہ اپنے پوشیدہ ازدواجی معاملات کا حال دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کریں، کیوں کہ اس سے بھی فحش کی اشاعت ہوتی ہے اور دلوں میں شوق پیدا ہوتا ہے (ابوداؤد)۔

۱۷۹ ۔ نماز باجماعت میں اگر امام غلطی کرے، یا اس کو کسی حادثہ پر متنبہ کرنا ہو تو مردوں کو سبحان اللہ کہنے کا حکم ہے، مگر عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ صرف دستک دیں، زبان سے کچھ نہ بولیں۔ (ابوداؤد) (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ زبان)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو نِ النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوْا : نَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْیٰ، قَالَا: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ:اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ:اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَاَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ.(۲٤)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمِ نِ الْمَدَنِیُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ:كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِیْ عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ اَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ:يَابِلَالُ! اِنْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَمْ اٰتِکَ فَمُرْ اَبَابَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، فَاَذَّنَ بِلَالٌ وَاَقَامَ، وَاَمَرَ اَبَابَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ فِی الصَّلٰوةِ، فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ يَلِيْهِ، قَالَ: وَصَفَّحَ الْقَوْمُ قَالَ: وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ، فَلَمَّا رَاٰى التَّصْفِيْحَ لَايُمْسَکُ عَلَيْهِ، اِلْتَفَتَ فَرَاٰى النَّبِیَّ ﷺ خَلْفَهٗ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ ﷺ بِيَدِهٖ اَنِ امْضِهْ وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَلَبِثَ اَبُوْبَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرٰى، فَلَمَّا رَاٰى النَّبِیُّ ﷺ ذٰلِکَ تَقَدَّمَ، فَصَلَّى النَّبِیُّ ﷺ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ: يَااَبَابَكْرٍ مَا مَنَعَکَ اِذْ اَوْمَاْتُ اِلَيْکَ اَلَّاتَكُوْنَ مَضَيْتَ؟ قَالَ:لَمْ يَكُنْ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ يَؤُمَّ النَّبِیَّ ﷺ، وَقَالَ لِلْقَوْمِ: اِذَا نَابَكُمْ اَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ. قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ: لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُحَمَّادٍ يَا بِلَالُ مُرْ اَبَابَكْرٍ۔(۲۵)

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ بنو عمرو کے درمیان کچھ لڑائی جھگڑا ہو گیا۔ اس کی اطلاع نبی ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور ان کے ہاں صلح کرانے تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے بلال سے فرمایا، اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں پہنچ نہ سکا تو ابوبکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پس جب نماز عصر کا وقت ہو گیا تو بلال نے اذان کہی اور کھڑے ہو کر اقامت کہی اور ابوبکر کو کہا کہ وہ آگے ہو کر نماز پڑھائیں، چنانچہ حضرت ابوبکر آگے بڑھے۔

نبی ﷺ بھی اس دوران میں تشریف لے آئے اور ابوبکر حالتِ نماز میں تھے۔ آپ لوگوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے ابوبکر کے پاس جا کر ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح آپ ساتھ والی صف میں شریک لوگوں سے آگے ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ نمازیوں نے تالی پیٹنا شروع کی۔ ادھر حضرت ابوبکرؓ کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں داخل ہو جاتے تو کسی طرف بھی التفات نہ کرتے جب تک کہ نماز سے فارغ نہ ہو جائیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ تالیاں پیٹنا بند ہی نہیں ہو رہیں تو دیکھا کہ نبی ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا کہ نماز جاری رکھیں۔ ابوبکرؓ تھوڑی دیر تو ٹھیرے نبی ﷺ کے ارشاد پر اللہ کا شکر ادا کیا پھر پیچھے کی جانب چلے تو آپ نے یہ اقدام ملاحظہ فرمایا اور خود آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز پوری کر لی تو فرمایا ابوبکرؓ جب میں نے اشارہ سے وہیں قائم رہنے کو کہہ دیا تھا تو پھر تم نے وہاں ٹھیر کر نماز جاری کیوں نہ رکھی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا ابن قحافہ کو زیب ہی نہیں دیا کہ وہ نبی کی امامت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مشکل اور دشواری پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی پیٹ کر خبردار کریں۔

استیذان

۱۸۰۔ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت دیکھے تو گھر والوں کو حق ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ (مسلم)

تخریج: حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ نَاجَرِیْرٌ، عَنْ سُهَیْلٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنِ اطَّلَعَ فِیْ بَیْتِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ یَفْقَئُوْا عَیْنَهٗ.(۲۶)

تشریح: مقصد اندرون خانہ اور بیرون خانہ کے درمیان حد بندی کرنا ہے تا کہ اپنی خانگی زندگی میں عورتیں اور مرد اجنبیوں کی نظروں سے محفوظ رہیں۔ اہل عرب ابتدا میں ان احکام کی علت کو نہ سمجھ سکے، اس لیے بسا اوقات وہ گھروں میں جھانک لیتے تھے۔ ایک مرتبہ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا:

۱۸۱۔ آپؐ اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص نے تابدان میں سے جھانکا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں کوئی چیز چبھو دیتا۔ استیذان کا حکم تو نظروں سے بچانے ہی کے لیے دیا گیا ہے۔'' (بخاری)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ الزُّهْرِیُّ: حَفِظْتُهٗ كَمَا اَنَّكَ هٰهُنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِیْ حُجَرِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِیِّ ﷺ مِدْرًی یَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَقَالَ: لَوْاَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنِكَ: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ.(۲۷)

﴿۲﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَامَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ بِمَشْقَصٍ اَوْ بِمَشَاقِصَ، فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ یَخْتِلُ الرَّجُلَ لِیَطْعَنَهٗ.(۲۸)

تشریح: اس کے بعد آپؐ نے اعلان فرمایا کہ ''اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت دیکھے تو گھر والوں کو حق ہے کہ اس کی

آنکھ پھوڑ دیں۔ پھر اجنبی مردوں کو حکم دیا گیا کہ کسی دوسرے کے گھر سے کوئی چیز مانگنی ہو تو گھروں میں نہ چلے جائیں بلکہ باہر کے پردے کی اوٹ سے مانگیں۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ (الاحزاب: ۵۳)

''اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو! اس میں تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزگی ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی۔''

یہاں بھی حد بندی کے مقصد پر ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنّ سے پوری روشنی ڈال دی گئی ہے۔ عورتوں اور مردوں کو صنفی میلانات اور تحریکات سے بچانا ہی اصل مقصود ہے، اور یہ حد بندیاں اس لیے کی جارہی ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان خلاملا اور بے تکلفی نہ ہونے پائے۔

یہ احکام صرف اجانب ہی کے لیے نہیں بلکہ گھر کے خدام کے لیے بھی ہیں۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ حضرت بلالؓ یا حضرت انسؓ نے سیدہ فاطمہؓ سے آپ کے کسی بچے کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دیا۔ (فتح القدیر) حالانکہ یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کے خدام خاص تھے اور آپ کے پاس گھر والوں کی طرح رہتے تھے۔

(پردہ، باب ۱۱، انسدادی تدابیر: استیذان)

مردوں کے لیے غضِ بصر

۱۸۲۔ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ قَالَ اِصْرِفْ بَصَرَكَ.[۱] (ابوداؤد)

''حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ نظر پھیر لو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح قَالَ وَثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ يُوْنُسَ، ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا هُشَيْمٌ، قَالَ: نَا يُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ.(۲۹)

تشریح: سب سے پہلا حکم جو مردوں اور عورتوں کو دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ غضِ بصر کرو۔ اس لفظ کا ترجمہ ''نظریں نیچی رکھو'' یا نگاہیں پست رکھو کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے پورا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ حکم الٰہی کا اصل مقصد یہ نہیں ہے کہ لوگ ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور کبھی اوپر نظر ہی نہ اٹھائیں۔ مدعا دراصل یہ ہے کہ اس چیز سے پرہیز کرو جس کو حدیث میں آنکھوں کا زنا کہا گیا ہے۔ اجنبی عورتوں کے حسن اور ان کی زینت کی دید سے لطف اندوز ہونا مردوں کے لیے اور اجنبی مردوں کو مطمح نظر بنانا

---

[۱] ترمذی ابواب الاستیذان۔ باب ماجاء فی نظر الفجاءۃ۔ ابن ماجہ۔

عورتوں کے لیے فتنے کا موجب ہے۔ فساد کی ابتدا طبعاً و عادتاً یہیں سے ہوتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے اسی دروازے کو بند کیا گیا ہے، اور یہی "غض بصر" کی مراد ہے۔ اردو زبان میں اس لفظ کا مفہوم "نظر بچانے" سے بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب انسان آنکھیں کھول کر دنیا میں رہے گا تو سب ہی چیزوں پر اس کی نظر پڑے گی۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو اور کوئی عورت کسی مرد کو کبھی دیکھے ہی نہیں اس لیے شارع نے فرمایا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو معاف ہے، البتہ جو چیز ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ ایک نگاہ میں جہاں تم کو حسن محسوس ہو وہاں دوبارہ نظر دوڑاؤ اور اس کو گھورنے کی کوشش کرو۔

۱۸۳۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ يَاعَلِيُّ لاَ تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَيْسَتْ لَکَ الْآخِرَةُ۔[۱] (ابوداؤد)

"حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ پہلی نظر معاف ہے، مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں۔"

۱۸۴۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ اَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِیْ عَيْنَيْهِ الْآنُکُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (تکملہ فتح القدیر)

"نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے گا۔ قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔" (پردہ، باب ۱۲: غض بصر)

تخریج: لِقَوْلِهٖ ﷺ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ اَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِیْ عَيْنَيْهِ الْآنُکُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(۳۰)

عورتوں کے لیے غض بصر

۱۸۵۔ یہ حکم (غض بصر) جس طرح مردوں کے لیے ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہے۔ چناں چہ حدیث میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ اور حضرت میمونہ[۲] آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابن اُمّ مکتوم آئے، جو نابینا تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کیا کیا یہ نابینا نہیں ہیں۔ نہ وہ ہم کو دیکھیں گے، نہ ہمیں پہچانیں گے۔ حضورؐ نے جواب دیا، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟[۳]

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ نَبْهَانُ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ مَيْمُوْنَةُ، فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ، وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ! اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَيْسَ اَعْمٰی لاَيُبْصِرُنَا، وَلاَيَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ! اَفَعَمْيَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ؟۔(۳۱)

۱۔ ترمذی ابواب الاستیذان۔ باب ماجاء فی نظرۃ الفجاءۃ۔
۲۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ کا ذکر ہے۔
۳۔ ترمذی باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال۔

تشریح : مگر عورت کے مردوں کو دیکھنے اور مرد کے عورتوں کو دیکھنے میں نفسیات کے اعتبار سے ایک نازک فرق ہے۔ مرد کی فطرت میں اقدام ہے، کسی چیز کو پسند کرنے کے بعد وہ اس کے حصول کی سعی میں پیش قدمی کرتا ہے۔ مگر عورت کی فطرت میں تمانع اور فرار ہے، جب تک کہ اس کی فطرت بالکل ہی مسخ نہ ہو جائے، وہ کبھی اس قدر دراز دست اور جری اور بے باک نہیں ہو سکتی کہ کسی کو پسند کرنے کے بعد اس کی طرف پیش قدمی کرے۔ شارع نے اس فرق کو ملحوظ رکھ کر عورتوں کے لیے غیر مردوں کے دیکھنے کے معاملے میں وہ سختی نہیں کی ہے جو مردوں کے لیے غیر عورتوں کو دیکھنے کے معاملہ میں کی ہے۔ چناں چہ احادیث میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت مشہور ہے کہ:

۱۸۶ ۔ آنحضرت ﷺ نے عید کے موقع پر ان کو حبشیوں کا تماشا دکھایا تھا[1]

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ، اَنْظُرُ اِلٰى لُعِبِهِمْ. (۳۲)

—— ایک اور روایت میں وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحَرَابِهِمْ بھی ہے۔

تشریح : اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ ایک مجلس میں مل کر بیٹھنا اور نظر جما کر دیکھنا مکروہ ہے۔ اور ایسی نظر بھی جائز نہیں جس میں فتنے کا احتمال ہو۔ وہی نابینا صحابی ابن ام مکتوم جن سے نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، ایک دوسرے موقع پر حضورؐ انہی کے گھر میں فاطمہ بنت قیس کو عدت بسر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

۱۸۷ ۔ قاضی ابوبکر ابن العربی نے اپنی احکام القرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس ام شریک کے گھر میں عدت گزارنا چاہتی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس گھر میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، تم ابن ام مکتوم کے ہاں رہو کیوں کہ وہ ایک اندھا آدمی ہے اور اس کے ہاں تم بے پردہ رہ سکتی ہو۔

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ : قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلَهُ بِشَعِيْرٍ، فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

---

[1] یہ روایت بخاری اور مسلم اور نسائی اور مسند احمد وغیرہ میں کئی طریقوں سے آئی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی توجیہ کی ہے کہ یہ واقعہ شاید اس وقت کا ہے جب حضرت عائشہ کمسن تھیں اور حجاب کے احکام نازل نہ ہوئے تھے۔ مگر ابن حبان میں یہ تصریح ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حبش کا ایک وفد مدینے آیا تھا۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ اس وفد کی آمد ۷ ھ میں ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہ کی عمر اس وقت پندرہ سولہ برس کی تھی، نیز بخاری کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کو چادر سے ڈھانکتے جاتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ احکامِ حجاب بھی اس وقت نازل ہو چکے تھے۔

فَذَكَرَتْ ذٰلِکَ لَهُ، فَقَالَ: لَيْسَ لَکِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ، فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِىْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ، ثُمَّ قَالَ: تِلْکَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِىْ، اِعْتَدِّىْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَکِ الخ.(۳۳)

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد فتنے کے احتمالات کو کم کرنا ہے۔ جہاں فتنے کا احتمال زیادہ تھا، وہاں رہنے سے منع فرمادیا۔ جہاں احتمال کم تھا، وہاں رہنے کی اجازت دے دی، کیوں کہ بہر حال اس عورت کو رہنا ضرور تھا، لیکن جہاں کوئی حقیقی ضرورت نہ تھی وہاں خواتین کو ایک غیر مرد کے ساتھ ایک مجلس میں جمع ہونے اور رو برو اس کو دیکھنے سے روک دیا۔

(پردہ، باب ۱۲: غض بصر)

(احادیث بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ) عورتوں کے لیے بھی غض بصر کے احکام وہی ہیں جو مردوں کے لیے ہیں، یعنی انہیں قصداً مردوں کو نہ دیکھنا چاہیے، نگاہ پڑ جائے تو ہٹا لینی چاہیے، اور دوسروں کے ستر کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن مرد کے عورت کو دیکھنے کی بہ نسبت عورت کے مرد کو دیکھنے کے معاملہ میں احکام تھوڑے سے مختلف ہیں۔

(مندرجہ بالا پہلی حدیث کی وضاحت حضرت ام سلمہ یوں کرتی ہیں کہ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرَ بِالْحِجَابِ ''یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب پردے کا حکم آ چکا تھا'' (احمد، ابوداؤد، ترمذی) اور اس کی تائید مؤطا کی یہ روایت کرتی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک نابینا آیا تو انہوں نے اس سے پردہ کیا۔ کہا گیا کہ آپ اس سے پردہ کیوں کرتی ہیں؟ یہ تو آپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ جواب میں ام المومنین نے فرمایا لٰكِنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ ''میں تو اسے دیکھتی ہوں۔''

ان روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کے معاملے میں اتنی سختی نہیں ہے جتنی مردوں کے عورتوں کو دیکھنے کے معاملے میں ہے۔ ایک مجلس میں آمنے سامنے دیکھنا ممنوع ہے۔ راستہ چلتے ہوئے یا دور سے کوئی جائز قسم کا کھیل تماشا دیکھتے ہوئے مردوں پر نگاہ پڑنا ممنوع نہیں ہے اور کوئی حقیقی ضرورت پیش آ جائے تو ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی دیکھنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ امام غزالی اور ابن حجر عسقلانی نے بھی روایات سے قریب قریب یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ شوکانی نیل الاوطار میں ابن حجر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ''جواز کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عورتوں کے باہر نکلنے کے معاملے میں ہمیشہ جواز ہی پر عمل رہا ہے۔ مسجدوں میں، بازاروں میں اور سفروں میں عورتیں تو نقاب منہ پر ڈال کر جاتی تھیں کہ مرد ان کو نہ دیکھیں، مگر مردوں کو کبھی یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ بھی نقاب اوڑھیں تاکہ عورتیں ان کو نہ دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے معاملے میں حکم مختلف ہے۔ (ج ۶، ص: ۱۰۱) تاہم یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ عورتیں اطمینان سے مردوں کو گھوریں اور ان کے حسن سے آنکھیں سینکیں۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳۱)

تخلیہ اور لمس کی ممانعت

۱۸۸۔ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ. (ترمذی)

[illegible]

[illegible]

[illegible] ١٦١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ١٦٠

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ١٧١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تخریج: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: نا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ:اَخْبَرَنِیْ عَمْروٌح قَالَ وَثَنا اَبُوالطَّاهِرِ، قَالَ:اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْروبْنِ الْحَارِثِ، اَنَّ بَكْرَ بْنَ سُوَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ جُبَيْرٍحَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ، دَخَلُوْا عَلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ وَهِىَ تَحْتَهٗ يَوْمَئِذٍ فَكَرِهَ ذٰلِکَ، فَذَكَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ:لَمْ اَرَ اِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِکَ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ: لَايَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِی هٰذَا عَلٰى مُغِيبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ.(۳۷)

ایسے ہی احکام لمس کے متعلق بھی ہیں:

۱۹۲ ـ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ مَنْ مَسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَيْسَ مِنْهَا بِسَبِيْلٍ وُضِعَ عَلَى كَفِّهٖ جَمْرَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(تکملہ فتح القدیر)

''حضورؐ نے فرمایا جو شخص کسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا جس کے ساتھ اس کا جائز تعلق نہ ہو، اس کی ہتھیلی پر قیامت کے روز انگارا رکھا جائے گا۔''

تخریج: مَنْ مَسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَيْسَ مِنْهَا بِسَبِيْلٍ وُضِعَ عَلٰى كَفِّهٖ جَمْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۳۸)

ـــــ علامہ زیلعی نے اس کے متعلق کہا ہے یہ روایت بھی غریب ہے۔

غیرمحرم عورتوں سے بیعت

۱۹۳ ـ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ عورتوں سے صرف زبانی اقرار لے کر بیعت لیا کرتے تھے، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے آپ نے کبھی ایسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا جو آپ کے نکاح میں نہ ہو۔ (بخاری،مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ:حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذَا الْاٰيَةِ لَاتُشْرِكُوْابِاللّٰهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَا مْرَاَةٍ اِلَّا امْرَاَةٍ يَمْلِكُهَا.(۳۹)

۱۹۴ ـ امیمہ بنتِ رقیقہ کا بیان ہے کہ میں چند عورتوں کے ساتھ حضورؐ سے بیعت کرنے حاضر ہوئی۔ آپؐ نے ہم سے اقرار لیا کہ شرک، چوری، زنا، بہتان تراشی وافتراپردازی اور نبی کی نافرمانی سے احتراز کرنا۔ جب اقرار ہو چکا تو ہم نے عرض کیا کہ تشریف لائیے تاکہ ہم آپؐ سے بیعت کریں۔ آپؐ نے فرمایا ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، صرف زبانی اقرار کافی ہے۔ (نسائی)

تخریج: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ اَنَّهَا قَالَتْ:اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ نُبَايِعُهٗ، فَقُلْنَا

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُکَ عَلٰی اَنْ لَّانُشْرِکَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَانَسْرِقَ وَلَانَزْنِیْ وَلَانَاْتِیْ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا وَلَانَعْصِيْکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، قَالَ: فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ، قَالَتْ: قُلْنَا، اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعُکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَااُصَافِحُ النِّسَآءَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِمِائَةِ امْرَأَةٍ کَقَوْلِیْ لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ اَوْمِثْلِ قَوْلِیْ لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ.(۴۰)

تشریح : یہ احکام بھی صرف جوان عورتوں کے لیے ہیں۔ سن رسیدہ عورتوں کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا جائز ہے۔ اور ان کو چھونا بھی ممنوع نہیں، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق منقول ہے کہ وہ ایک قبیلہ میں جاتے تھے جہاں انہوں نے دودھ پیا تھا اور آپ اس قبیلہ کی بوڑھی عورتوں سے مصافحہ کرتے تھے۔[۱] حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے متعلق یہ روایت ہے کہ وہ ایک بوڑھی عورت سے پاؤں اور سر دبوایا کرتے تھے۔ یہ امتیاز جو بوڑھی اور جوان عورتوں کے درمیان کیا گیا ہے۔ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دراصل دونوں صنفوں کے درمیان ایسے اختلاط کو روکنا مقصود ہے جو فتنے کا سبب بن سکتا ہے۔

محرموں اور غیر محرموں کے درمیان فرق

یہ تو وہ احکام تھے جن میں شوہر کے سوا تمام مرد شامل ہیں خواہ وہ محرم ہوں یا غیر محرم۔ عورت ان میں سے کسی کے سامنے اپنا ستر، یعنی چہرے اور ہاتھ کے سوا جسم کا کوئی حصہ نہیں کھول سکتی، بالکل اسی طرح جس طرح مرد کسی کے سامنے اپنا ستر یعنی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ نہیں کھول سکتا۔ سب مردوں کو گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے اور ان میں سے کسی کا عورت کے پاس خلوت میں بیٹھنا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔[۲] (باب ۱۱، انسدادی تدابیر: محرموں...)

کن مواقع پر اجنبیہ کو دیکھنا جائز ہے؟

۱۹۵۔ عَنِ الْمُغِيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ اَنَّهٗ خَطَبَ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَکُمَا. (ترمذی)

’’مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کو دیکھ لو۔ کیونکہ یہ تم دونوں کے درمیان محبت واتفاق پیدا کرنے کے لیے مناسب ہوگا۔‘‘

تخریج : حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ، ثَنِیْ عَاصِمُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ بَکْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیِّ، عَنِ الْمُغِيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ اَنَّهٗ خَطَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اُنْظُرْ اِلَيْهَا، فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَکُمَا.(۴۱)

۱۔ رُوِیَ اَنَّ اَبَابَکْرٍ کَانَ يُصَافِحُ الْعَجَائِزَ۔ قُلْتُ غَرِيْبٌ اَيْضاً نصب الراية ج ۴ ص ۲۴۰ (مرتب)

۲۔ جسم کو ہاتھ لگانے کے معاملہ میں محرموں اور غیر محرم مردوں کے درمیان کافی فرق ہے بھائی اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر اسے سواری پر چڑھا یا اتار سکتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ بات کسی غیر مرد کے لیے نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے، تو حضرت فاطمہؓ کو گلے لگا کر سر کا بوسہ لیتے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ کے سر کا بوسہ لیتے تھے۔ (پردہ)

تشریح: بعض مواقع ایسے بھی آتے ہیں جن میں اجنبیہ کو دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے مثلاً کوئی مریضہ کسی طبیب کے زیرِ علاج ہو، یا کوئی عورت کسی مقدمہ میں قاضی کے سامنے بحیثیت گواہ یا بحیثیت فریق پیش ہو، یا کسی آتش زدہ مقام میں کوئی عورت گھر گئی ہو، یا پانی میں ڈوب رہی ہو، یا اس کی جان یا آبرو کسی خطرے میں مبتلا ہو۔ ایسی صورتوں میں چہرہ تو درکنار، حسبِ ضرورت ستر کو بھی دیکھا جاسکتا ہے، جسم کو ہاتھ بھی لگایا جاسکتا ہے، بلکہ ڈوبتی ہوئی یا جلتی ہوئی عورت کو گود میں اٹھا کر لانا بھی صرف جائز ہی نہیں، بلکہ فرض ہے۔ شارع کا حکم یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں جہاں تک ممکن ہو، اپنی نیت کو پاک رکھو، لیکن اقتضائے بشریت سے اگر جذبات میں کوئی خفیف سی تحریک پیدا ہو جائے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ ایسی نظر اور ایسے لمس کے لیے ضرورت داعی ہوئی ہے۔ اور فطرت کے مقتضیات کو بالکل روک دینے پر انسان قادر نہیں ہے۔[1]

اسی طرح اجنبی عورت کو نکاح کے لیے دیکھنا اور تفصیلی نظر کے ساتھ دیکھنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ احادیث میں اُس کا حکم وارد ہوا ہے (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے) اور خود نبی ﷺ نے اس غرض کے لیے عورت کو دیکھا ہے۔

۱۹۶۔ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظْرَ اِلَيْهَا. (بخاری)

''سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور بولی کہ میں اپنے آپ کو حضورؐ کے نکاح میں دینے کے لیے آئی ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی اور اس کو دیکھا۔''

تخریج: **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ، عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، اَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ، فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظْرَ اِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ** الخ. (۴۲)

۱۹۷۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَظَرْتَ اِلَيْهَا؟ قَالَ لَا، قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا. (مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے انصار میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا جا اور اس کو دیکھ لے، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں عموماً کچھ عیب ہوتا ہے۔''

تخریج: **حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ، قَالَ: نَاسُفْيَانُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،**

---

[1] اس مضمون کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر امام رازی، آیت قل للمومنین یغضوا من ابصارھم۔ احکام القرآن للجصاص آیت مذکورہ۔ فصل الوطئ والنظر واللمس۔ المبسوط، کتاب الاستحسان۔

قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَظَرْتَ اِلَیْهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَاذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا، فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا۔(۴۳)

۱۹۸۔عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَةَ قَالَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَایَدْعُوْهُ اِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ. (ابوداؤد)

’’جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی چیز ہے جو اس کو اس عورت کے ساتھ نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ حُصَیْنٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یعنی ابْنَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَةَ، قَالَ: فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَایَدْعُوْهُ اِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ الخ.(۴۴)

تشریح: ان مستثنیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد دیکھنے کو کلیتاً روک دینا نہیں ہے بلکہ دراصل فتنے کا سد باب مقصود ہے اور اس غرض کے لیے صرف اسے دیکھنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس کی کوئی حاجت بھی نہ ہو۔ جس کا کوئی تمدنی فائدہ بھی نہ ہو۔ اور جس میں جذباتِ شہوانی کو تحریک دینے کے اسباب بھی موجود ہوں۔ (پردہ، باب ۱۲: غض بصر)

اگر کسی عورت کو دیکھنے کی حقیقی ضرورت ہو تو وہ غض بصر کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً احادیث بالا سے واضح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس غرض کے لیے عورت کو دیکھ لینے کی نہ صرف اجازت ہے، بلکہ ایسا کرنا کم از کم مستحب تو ضرور ہے۔

مسند احمد میں ابوحمید کی روایت ہے کہ حضورؐ نے اس غرض کے لیے دیکھنے کی اجازت کو فلا جناح علیہ کے الفاظ میں بیان کیا، یعنی ایسا کر لینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ نیز اس کی بھی اجازت دی کہ لڑکی کی بے خبری میں بھی اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی سے فقہاء نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ بضرورت دیکھنے کی دوسری صورتیں بھی جائز ہیں مثلاً تفتیش جرائم کے سلسلے میں کسی مشتبہ عورت کو دیکھنا، یا عدالت میں گواہی کے موقع پر قاضی کا کسی گواہ عورت کو دیکھنا، یا علاج کے لیے طبیب کا مریضہ کو دیکھنا وغیرہ۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲۹)

غیر اولی الاربۃ سے مراد کون ہیں؟

۱۹۹۔ لَقَدْ غَلْغَلْتَ النَّظَرَ اِلَیْهَا یَاعَدُوَّ اللّٰهِ.

’’اے دشمن خدا تو نے تو اسے خوب نظریں گاڑ کر دیکھا ہے‘‘

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: کَانَ یَدْخُلُ عَلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ مُخَنَّثٌ فَکَانُوْا یَعُدُّوْنَهُ مِنْ

غَیرِ اُولِی الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهِ، وَهُوَ یَنْعِتُ امْرَأَةً، وَقَالَ: (اِنْ فَتَحَ عَلَیْکَ الطَّائِفُ، فَعَلَیْکَ بِبَادِیَةِ بِنْتِ غَیْلَانَ الثَّقَفِیِّ) اِنَّهَا اِذَا اَقْبَلَتْ، اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ، اَدْبَرَتْ بِثِمَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ (لَقَدْ خَلَغَلْتَ النَّظْرَ اِلَیْهَا یَاعَدُوَّ اللّٰهِ) اَلَا اَرٰی هٰذَا یَعْلَمُ مَا هٰهُنَا لَا یَدْخُلَنَّ عَلَیْکُنَّ هٰذَا، فَحَجَبُوْهُ.(٤٥)

(۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ زَیْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ عِنْدَهَا وَفِی الْبَیْتِ مُخَنَّثٌ، فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِاَخِیْ اُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَکُمُ الطَّائِفَ غَدًا اَدُلُّکَ عَلٰی ابْنَةِ غَیْلَانَ، فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ، وَتُدْبِرُ بِثِمَانٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : لَا یَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَیْکُمْ.(٤٦)

تشریح: یہ دیکھنا ہر خاندان کے قوّام کا کام ہے کہ ایسے جن تابعین کو وہ گھر میں آنے کی اجازت دے رہا ہے ان پر غیر اولی الاربة ہونے کا جو گمان اس نے ابتداءً کیا تھا وہ صحیح ثابت ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر ابتدائی اجازت کے بعد آگے چل کر کسی وقت یہ شبہ کی گنجائش نکل آئے کہ وہ اولی الاربة میں سے نہیں تو اجازت منسوخ کر دینی چاہیے۔ اس معاملہ میں بہترین نظیر اس مخنث کی ہے جسے نبی ﷺ نے گھروں میں آنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ اور پھر ایک واقعہ کے بعد اس کو نہ صرف گھروں میں آنے سے روک دیا بلکہ مدینہ سے ہی نکال دیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک مخنث تھا جو ازواج مطہرات کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں بیٹھا ہوا ان کے بھائی عبداللہ سے باتیں کر رہا تھا۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے اور مکان میں داخل ہوتے ہوئے آپؐ نے سنا کہ وہ عبداللہ سے کہہ رہا تھا: ''اگر کل طائف فتح ہو گیا تو میں بادیہ بنت غیلان ثقفی کو تمہیں دکھاؤں گا جس کا حال یہ ہے کہ جب سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ میں چار بل نظر آتے ہیں اور جب پیچھے پلٹتی ہے تو آٹھ بل'' اس کے بعد ایک شرمناک فقرے میں اس نے اس عورت کے ستر کی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے اس کی یہ باتیں سن کر فرمایا، لَقَدْ غَلْغَلْتَ النَّظْرَ اِلَیْهَا یَاعَدُوَّ اللّٰهِ ''اے دشمن خدا تو نے تو اسے خوب نظریں گاڑ کر دیکھا ہے'' پھر ازواج مطہرات سے فرمایا کہ یہ عورتوں کے احوال سے واقف ہے، لہٰذا اب یہ تمہارے پاس نہ آنے پائے۔ پھر آپؐ نے اس پر بھی بس نہ کیا بلکہ اسے مدینہ سے نکال کر بیداء میں رہنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس نے بنت غیلان کے ستر کا جو نقشہ کھینچا تھا اس سے آپ نے اندازہ فرمایا کہ اس شخص کے زنانہ پن کی وجہ سے عورتیں اس کے ساتھ اتنی ہی بے تکلف ہو جاتی ہیں جتنی اپنی ہم جنس عورتوں سے ہو سکتی ہیں، اور اس طرح یہ ان کے اندرونی احوال سے واقف ہو کر ان کی تعریفیں مردوں کے سامنے بیان کرتا ہے جس سے بڑے فتنے برپا ہو سکتے ہیں۔ (پردہ، باب ۱۲: اظہار...)

مأخذ

(۱) احکام القرآن للجصاص ج۳ الاعراف زیر آیت یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یُواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی۔

(۲) مسلم ج۱ کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات۔☆ ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی کراھیة مباشرة الرجل الرجل والمرأة المرأة۔ ترمذی نے ولا المرأة کی جگہ ولا تنظر المرأة نقل کیاھے۔ ☆ابن ماجه کتاب الطھارة باب النھی ان یری عورة اخیه ابن ماجه نے لَاتَنْظُرِ الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ الخ یعنی عورت کا ذکر پھلے اور مرد کا بعد میں کیاھے۔☆ ابوداؤد ج٤۔کتاب الحمام باب ماجاء فی التعری۔ ابوداؤد نے لاینظر الرجل الی عریة الرجل ولاالمرأة الی عریة المرأة الخ نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج۳ص٦۳ ابوسعید خدری۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی الرجل ینظر الی عورة الرجل والمرأة تنظر الی عورة المرأة الخ۔☆ احکام القرآن للجصّاص ج۳ الاعراف مطبوعه بیروت اس نے روی ابوسعید نِ الخدری عنه علیه السلام انه قال: لاینظر الرجل الی عورة الرجل، ولاالمرأة الی عورة المرأة نقل کیاھے۔

(۳) المبسوط ج٥ ص١٥٥۔

(٤) المبسوط ج٥ ص١٥٦۔

(٥) سنن دارقطنی ج۱۔کتاب الصلاة باب الامر بتعلیم الصلوٰت والضرب علیھا وحد العورة الذی یجب سترھا۔ ☆مسند احمد ج۲۔ص۱۸۷ابوھریرہؓ کے حواله سے نبی ﷺ کا ارشاد منقول ھے۔ فَلَایَنْظُرَنَّ اِلٰی شَیْءٍ مِنْ عَوْرَتِهٖ، فَاِنَّمَا اَسْفَلُ مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ مِنْ عَوْرَتِهٖ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۲۔ ص۲۲۹۔ کتاب الصلاة باب عورة الرجل۔ سعید بن راشد البصری وھو ضعیف۔

(٦) ابن ماجه کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی غسل المیت۔☆ابوداؤدج٤کتاب الحمام، باب النھی عن التعری۔ ☆سنن دارقطنی ج۱۔کتاب الحیض فی بیان العورة والفخذ منھا۔☆ابوداؤد اور دارقطنی نے لاتبرز کے بجائے لاتکشف بیان کیاھے۔ ☆ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی ستر المیت عند غسله اور مسند احمد ج۱۔ص١٤٦ پر عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:لَاتُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَاتَنْظُرَنَّ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ، وَلَامَیِّتٍ۔☆ ابوداؤد ج۳۔کتاب الجنائز، باب فی سترالمیت عند غسله۔☆مسند احمد ج۱۔ص١٤٦۔ عن علی۔

(۷) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحمام باب النھی عن التعری۔☆السنن الکبری ج۲۔کتاب الصلاة باب عورة الرجل۔

(۸) ابوداؤدج٤۔کتاب الحمام باب النھی عن التعرّی۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۲۔کتاب الصلاة باب عورة الرجل۔☆ ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی حفظ العورة۔ ☆مسنداحمدج۳۔ ص٤٧٨۔ ٤٧٩۔☆سنن دارمی ج۲ص۲۸۱۔☆نصب الرایةج٤ص۲٤۲۔۲٤۳۔ ☆طبرانی ج۲ص٣٠٤۔☆ حلیة الاولیاء ج۱ص۲٥۳۔☆مشکوٰة حدیث نمبر۳۱۱۲۔

(۹) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحمام، باب ماجاء فی التعرّی۔☆ترمذی ج٢۔ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی حفظ العورۃ۔ ھذا حدیث حسن۔☆ابن ماجه کتاب النکاح باب التستر عندالجماع۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج٤ ص٢٥۔☆ احکام القرآن للجصاص ج٣ص٣٠ مطبوعه بیروت۔☆ بخاری میں صرف قال بھز عن ابیه، عن جده، عن النبی ﷺ الله احق ان یستحی منه من الناس ھے۔☆بخاری ج١۔کتاب الغسل باب من اغتسل عریانا وحده فی الخلوۃ ومن تستّر، والتستر افضل الخ☆تفسیر ابن کثیر ج٣۔ ص٢٨٢۔☆مسند احمد ج٥۔ص٣بھز بن حکیم عن ابیه عن جده۔ ☆ السنن الکبریٰ ج٢کتاب الصلوٰۃ باب وجوب ستر العورۃ للصلوٰۃ وغیرھا۔

(١٠) ابن ماجه کتاب النکاح، باب ٢٨التستر عندالجماع۔فی الزوائد: اسناده ضعیف لجھالة تابعیة۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح، باب الاستتار فی حال الوطیء۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی الجماع والقول عنده والتستر عن عبدالله۔☆مصنف ابن ابی شیبة۔ج٢۔٤۔کتاب النکاح، باب ماقالوا فی الاستتاراذا جامع الرجل اھله، عن ابی قلابة اس میں ھے اذا جامع احدکم الخ۔☆کنز العمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٨٣٤۔ اس میں ولایتجرد ان ھے۔

(١١) ترمذی شمائل ترمذی باب ماجاء فی حیاء رسول الله ﷺ۔☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب التستر عند الجماع۔ ☆ ابن ماجه کتاب الطھارۃ باب النھی ان یری عورۃ اخیه۔ عن ابی سعید خدری۔ ابن ماجه میں عن مولی لعائشة، عن عائشة ھے۔☆مسند احمد ج٦۔ص٦٢،١٩٠۔ عن عائشةؓ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح باب ماتبدی المرأۃ من زینتھا للمذکورین فی الایة من محارمھا۔ عن عائشةؓ۔

(١٢) ترمذی ج٢ ابواب الادب، باب ماجاء فی الاستتار عندالجماع۔

(١٣) مسلم ج٢۔کتاب الجنة وصفة نعیمھا واھلھا۔☆کتاب اللباس والزینة۔ ☆مسند احمد ج٢۔ص٣٥٦۔عن ابی ھریرۃ۔ ☆ کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر٤٥٠١٣ عن ابی ھریرۃ۔

(١٤) بخاری ج٢۔کتاب الاستیذان۔ باب زنی الجوارح دون الفرج کتاب القدر، باب قول الله وحرام علی قریة اھلکناھا انھم لایرجعون الخ۔☆مسلم ج٢۔کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظهٗ من الزنا وغیره۔ مسلم نے زنا العینین بیان کیا ھے۔☆ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح، باب فیما یومر به من غض البصر۔☆مسند احمد ج٢۔ص٢٧٦۔ عن ابی ھریرۃ۔☆السنن الکبریٰ ج٧۔ص٨٩۔

(١٥) المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب التفسیر۔

(١٦) مسلم ج٢۔کتاب القدر باب قدر علی ابنِ آدم حظه من الزنا وغیره۔☆مسند احمد ج٢۔ص٣٧٩۔ عن ابی ھریرۃ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح، باب تحریم النظر الی الاجنبیات من غیر سبب مبیح عن ابی ھریرۃ۔

(١٧) مسند احمد ج٢۔ص٣٤٣۔☆ السنن الکبریٰ ج٧۔ص٨٩۔

(١٨) مسند احمد ج١۔ص٤١٢ عبد اللهؓ بن مسعود ۔☆مسند احمد ج٢۔ص٣٤٤پر ابوھریرہ کے حواله سے اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْیُکَذِّبه مروی ھے۔ اور ص٣٧٢ پر عن ابی ھریرۃ اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَاللِّسَانُ یَزْنِیْ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ یُحَقِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْیُکَذِّبُهٗ اورص٤١١۔ ٥٢٨۔

۵۳۵پرابوہریرہ کے واسطہ سے اَلۡعَیۡنَانِ تَزۡنِیَانِ، وَاللِّسَانُ یَزۡنِیۡ، وَالۡیَدَانِ تَزۡنِیَانِ، وَالرِّجۡلَانِ تَزۡنِیَانِ وَیُحَقِّقُ ذٰلِكَ اَوۡیُکَذِّبُہٗ الۡفَرۡجُ۔

(۱۹) مسند احمد ج۲، ص۵۳٦مرویات ابی ہریرۃؓ ،احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۱٦پر قولہ ﷺ العینان تزنیان، والیدان تزنیان، والرجلان تزنیان ویصدق ذلك کلہ الفرج اویکذبہ منقول ھے۔

(۲۰) احکام القرآن للجصاص جلد۳ ص۳۱۵۔ سورہ نور باب مایجب من غض البصر عن المحرمات۔

(۲۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فیما یؤمر بہ من غض البصر۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب الآداب، باب ماجاء فی نظر الفجاء ۃ ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الا من حدیث شریك۔☆سنن دارمی کتاب الرقاق، باب۳۔ فی حفظ السمع۔ اس مقام پر والآخرۃ علیك ھے۔☆مسند احمد ج۵۔ص۳۵۱۔ ۳۵۳۔۳۵۷۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔سورہ نور باب مایجب من غض البصر عن المحرمات۔☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماقالوا فی الرجل تمر بہ المرأۃ فینظر الیھا، من کرہ ذلك۔ عن ابن بریدۃ عن ابیہ۔☆ مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب النظر الی من یرید تزویجھا۔☆السنن الکبری ج۷۔ص۹۰۔

(۲۲) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب لاتباشر المرأۃ المرأۃ فتنعتھا لزوجھا۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غضّ البصر۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب الآداب، باب ماجاء فی کراھیۃ مباشرۃ الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ حتی تصفھا لزوجھا کانہ ینظر الیھا۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترمذی نے لاتباشر المرأۃ المرأۃ حتی تصفھا لزوجھا کأنہ ینظر الیھا نقل کیاھے۔

(۲۳) السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح باب ماجاء فی الرجل ینظر الی عورۃ الرجل والمرأۃ تنظر الی عورۃ المرأۃ الخ عن عبداللہ بن مسعود۔ مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔٤ کتاب النکاح، باب فی مباشرۃ الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ۔ عن عبید اللہ۔ ☆المستدرك للحاکم ج٤کتاب الادب، باب النھی عن مباشرۃ الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ فی ثوب واحد۔مستدرك نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ھے اور صرف فی ثوب واحد تك لی ھے۔

(۲٤) مسلم ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب تسبیح الرجل وتصفیق المرأۃ اذا نابھما فی الصلاۃ۔☆ابوداؤد ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب التصفیق فی الصلاۃ۔☆ترمذی ج۱ ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ عن ابی ھریرۃ۔ حدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن صحیح۔ ترمذی نے التصفیق للنساء نقل کیاھے۔☆ نسائی ج۳۔کتاب السھو، باب التصفیق فی الصلاۃ۔ نسائی نے ص۱۱اور ۱۲دونوں پر التصفیق للنساء ذکر کیاھے۔☆ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب التسبیح للرجال فی الصلاۃ والتصفیق للنساء۔ حدیث نمبر ۱۰۳٤،۱۰۳۵، ۱۰۳٦۔ عن ابی ھریرۃ۔☆سنن دارمی ج۱۔ص۲۵۷۔کتاب الصلاۃ، باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ عن ابی ھریرۃ۔☆مسند احمد ج۱۔ص۲۹۰۔۵٤۱۔☆مسند احمد ج۲۔ ص۲٤۱،۲٦۱،۳۱۷،۳۷٦،٤۳۲،٤٤۰، ٤۷۳،٤۷۹،٤۹۳،۵۰۷،۵۲۹، ج۳۔ ص۳٤۰، ۳٤۸، ۳۵۷، ج۵ ص۳۳۰،۳۳۳،۳۳٦،۳۳۸۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۲۔کتاب الصلاۃ باب مایقول اذا نابہ شیء فی الصلاۃ۔ عن ابی ھریرۃ۔ بیھقی نے بھی اَلتَّسۡبِیۡحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصۡفِیۡقُ لِلنِّسَآءِ فِی الصَّلَاۃِ نقل کیاھے۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج۲۔ص٤۵٦۔٤۵۷۔وغیرہ کتاب الصلاۃ باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔

(۲۵) بخاری ج۲۔کتاب الاحکام باب الامام یاتی قوما فیصلح بینھم۔☆بخاری ج۱ کتاب الاذان باب من دخل لیؤم

الناس الخ۔☆مسلم ج۱کتاب الصلاۃ، باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم اذا تأخر الامام الخ۔☆ ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایکره من ذکر الرجل مایکون من اصابته اهلهٗ اس مقام پر فلیسبح القوم ولیصفق النساء ھے۔☆ نسائی ج٤۔کتاب الامامة۔ باب اذا تقدم الرجل من الرعیة ثم جاء الوالی هل یتأخر۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۲۔کتاب الصلاۃ باب مایقول اذا نابه شیء فی الصلاۃ۔ عن سهل بن سعد۔ المصنف لعبد الرزاق ج۲۔ کتاب الصلاۃ باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ ☆مؤطا امام مالك ج۱۔الالتفات والتصفیق عند الحاجة فی الصلاۃ۔☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب الجنائز، باب الاشارۃ فی الصلاۃ۔ عن ابی هریرۃؓ۔

(۲٦) مسلم ج۲۔کتاب الأداب۔ باب الاستیذان باب تحریم النظر فی بیتِ غیره۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الادب، باب فی الاستیذان ابوداؤد نے فقد هَدَرَتُ عَیُنُهٗ نقل کیاھے۔☆نسائی ج ۸کتاب القسامة، باب من اقتص واخذ حقه دون السلطان۔☆ مسند احمد ج۲۔ص۲٤۳،۲٦٦،۳۸۵،٤١٤،۵۲۷۔ نسائی نے فَفَقَؤُا عَیُنَهٗ فَلَادِیَةَ لَهٗ ولاقِصَاص روایت کیاھے۔

(۲۷) بخاری ج۲۔کتاب الاستیذان، باب الاستیذان من اجل البصر۔☆مسلم ج۲۔کتاب الآداب، باب الاستیذان باب تحریم النظر فی بیت غیره۔ عن سهل بن سعد۔☆نسائی جز۸۔کتاب القسامة باب المواضح نسائی نے لوعلمت تك نقل کیاھے۔نسائی اور مسلم نے اِنَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ الُاِذُنَ مِنُ اَجُلِ الُبَصَرِ۔روایت کیاھے۔☆ ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان باب من اطلع دار قوم بغیر اذنهم۔☆دارمی ج۲۔کتاب الدیات باب ۲۳۔☆مسند احمد ج۵۔ ص۳۳۰۔۳۳۵۔☆بخاری ج۲۔کتاب اللباس، باب الامتشاط اورکتاب الدیات ج۲باب من اطلع فی بیتِ قوم ففقؤا عینه فلادیة له کے تحت منقول روایت میں انما جُعِلَ الُاِذُنُ من قبل البصر بیان کیاھے۔☆مجمع الزوائد ج۸۔ص٤٤۔کتاب الادب، باب فی الاستیذان وفیمن اطلع فی داربغیر اذن۔ سعد بن عبادۃ۔☆اس میں هَلِ الُاِسُتِیُذَانُ اِلَّا مِنُ اَجُلِ الُبَصَرِ ھے۔

(۲۸) بخاری ج۲۔کتاب الاستیذان، باب الاستیذان من اجل البصر۔☆مسلم ج۲۔کتاب الآداب، باب الاستیذان باب تحریم النظر فی بیت غیره۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الادب باب فی الاستیذان۔

(۲۹) مسلم ج۲۔کتاب الآداب، باب نظر الفجأۃ۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایؤمر به من غض البصر۔عن جریر ابوداؤد میں اِصرف بصرك ھے۔☆ترمذی ابواب الآداب ج۲۔ باب ماجاء فی نظرۃ الفجأۃ هذا حدیث حسن صحیح۔☆سنن دارمی کتاب الاستیذان ج۲۔باب ۱۵ فی نظرۃ الفجأۃ۔ ☆مسند احمد ج٤۔۲۵۸۔۲٦۱جریر بن عبد الله۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی نظرۃ الفجأۃ۔☆ابوداؤد الطیالسی جز۳ حدیث نمبر٦۷۲جریر بن عبد الله بجلی۔☆اس میں ھے سَأَلُتُ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ عَنُ نَظَرِ الُفُجَأۃِ، فَقَالَ غَضِّ بَصَرَكَ۔☆ ابن کثیر ج۳۔ص۲۸۱۔

(۳۰) المبسوط ج۵ص۱۵۳۔☆نصب الرایة ج٤ص۲٤۰۔امام علامه زیلعی نے کها ھے که یه غریب ھے۔

(۳۱) ابوداؤد ج٤۔کتاب اللباس باب فی قوله غیر اولی الاربة۔☆ترمذی ج۲۔ابواب الآداب باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال هذا حدیث حسن صحیح۔☆مسنداحمد ج٦۔ص۲۹٦۔عن ام سلمة۔☆ابن کثیر ج۳۔ ص۲۸۳۔

(۳۲) بخاری ج۱کتاب الصلاۃ باب اصحاب الحراب فی المسجد۔ اور بخاری نے کتاب العیدین، کتاب الجهاد، کتاب المناقب اور کتاب النکاح وغیره میںبھی اس روایت کو بیان کیاھے۔الفاظ قدرے مختلف هیں۔ ☆مسلم

ج۱ کتاب العیدین، باب نظر النساء الی لعب الرجال وجوازہ فی المسجد۔☆نسائی کتاب صلاۃ العیدین ج۳۔ باب اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النساء الی ذٰلک۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح، باب مساواۃ المرأۃالرجل فی حکم الحجاب والنظر الی الاجانب۔☆مسند احمد ج۲۔ ص۲۶۸۔ج۶۔ص۵۶۔۸۳۔۸۴۔ ۸۵۔۱۶۶۔۱۸۶۔۲۴۲۔۲۴۷۔۲۷۰۔☆ابن کثیر ج۔۳۔ص۲۸۳۔

(۳۳) مسلم ج۱ کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی نفقۃ المبتوتۃ۔ ☆ابوداؤد نے فَتَسْخَطَّتَہٗ نقل کیاھے۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الطلاق، باب ماجاء فی المطلقۃ ثلاثا لاسکنٰی لھا ولانفقۃ۔☆نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب الرخصۃ فی خروج المبتوتۃ من بیتھا فی عدتھا بسکناھا۔☆ابن ماجہ کتاب الطلاق، باب ھل تخرج المرأۃ فی عدتھا۔☆دارقطنی ج۲۔کتاب الطلاق وغیرہ۔☆مؤطا امام مالک کتاب الطلاق، باب عدۃ المرأۃ فی بیتھا اذا طلقت فیہ۔ اور باب ماجاء فی نفقۃ المطلقۃ۔

(۳۴) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب لایخلوَنَّ رجل بامرأۃٍ اِلا ذومحرم، والدخولِ علی المغیبۃ۔☆مسلم ج۲۔ کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا۔☆ترمذی ج۱ابواب الرضاع۔باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات۔☆دارمی کتاب الاستیذان، باب فی النھی عن الدخول علی النساء۔ عن عقبۃ بن عامر۔ ☆مسنداحمد ج۴۔ص۱۴۹۔۱۵۳۔عقبۃ بن عامر۔☆دارمی نے لاتدخلوا علی النساء ! قیل یارسول اللہ: الا الحمو، قال: الحمو الموت نقل کیاھے۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب لایخلو رجل بامرأۃ اجنبیۃ۔ عقبۃ بن عامر۔☆ابنِ کثیر ج۳۔سورہ نور۔☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔۴ ص۴۰۹۔عقبۃ بن عامر۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج۷ص۱۳۷۔ عمر بن خطّاب۔ اس روایت کا آغاز لایدخل سے ھواھے۔

(۳۵) ترمذی ج۱ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات۔☆مسند احمد ج۳۔ ص۳۰۹۔ جابربن عبد اللہ۔

(۳۶) ترمذی ج۲۔ ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی النھی عن الدخول علی النساء الاباذن ازواجھن۔ ☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح، باب لایخلو رجل بامرأۃ اجنبیۃ۔

(۳۷) مسلم ج۲۔کتاب السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب لایخلو رجل بامرأۃ اجنبیۃ۔ ابن عمرو۔

(۳۸) نصب الرایۃ ج۴۔ص۲۴۰۔

(۳۹) بخاری ج۲ کتاب الاحکام۔ باب بیعۃ النساء۔☆مسلم ج۲ کتاب الامارۃ، باب کیفیۃ بیعۃ النساء مسلم نے وَلَاوَاللّٰہِ مَامَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَدَ امْرَأَۃٍ قَطُّ غَیْرَ اَنَّہٗ یُبَایِعُھُنَّ بِالْکَلَامِ الخ روایت کیا ھے۔ ☆ترمذی ج۲۔ابواب التفسیر سورۃ الممتحنۃ۔ بخاری والی روایت۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔☆ابن ماجہ کتاب الجھاد، باب۴۳ بیعۃ النساء۔ عن عائشۃ مسلم والی روایت۔☆مسند احمد ج۶۔ص۱۵۳۔ عن عائشۃؓ۔ مسلم اور ابن ماجہ نے حوالہ جات مذکورہ کے تحت قَالَتْ عَائِشَۃُ وَاللّٰہِ! مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَی النِّسَآءِ اِلَّا مَا اَمَرَہُ اللّٰہُ وَلَا مَسَّتْ کَفُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَفَّ امْرَأَۃٍ قَطُّ الخ بھی نقل کیاھے۔☆ السنن الکبریٰ ج۸۔ کتاب قتال اھل البغی باب کیف یبایع النساء۔

(۴۰) نسائی ج۷۔کتاب البیعۃ، باب بیعۃ النساء۔☆ابن ماجہ کتاب الجھاد، باب بیعۃ النساء۔ مختصر روایت ھے۔ مؤطا

امام مالك كتاب الجامع باب ماجاء فی البیعۃ۔☆دارقطنی ج٤۔ص١٤٦۔١٤٧۔ النوادر۔☆مسند احمد ج٦۔ص٣٥٧۔٤٥٤۔٤٥٩۔

(٤١) ترمذی ج١ ابواب النكاح، باب ماجاء فی النظر الی المخطوبۃِ۔☆نسائی ج٦۔كتاب النكاح، باب اباحۃ النظر قبل التزویج۔☆ابن ماجه كتاب النكاح باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجها۔ عن مغیرۃ۔ ☆دارمی ج٢كتاب النكاح۔ باب الرخصۃ فی النظر للمرأۃ عند الخطبۃ۔☆ نسائی ابن ماجه اور دارمی نے فانه احریٰ كی جگه فانه اجدر نقل كیاهے۔☆مسند احمد ج٤۔ص٢٤٦۔ مغیرۃ بن شعبۃ۔☆كنز العمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٥٢٦ ☆سنن دارقطنی ج٤۔كتاب النكاح۔☆السنن الكبری للبیهقی ج٧كتاب النكاح، باب نظر الرجل الی المرأۃ یرید ان یتزوجها۔ عن ابی هریرۃ۔☆ المستدرك للحاكم ج٢كتاب النكاح، باب اذا خطب احدكم امرأۃ۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔كتاب النكاح باب ابرازی الجواری والنظر عند النكاح۔ مغیرۃ بن شعبۃ۔☆كنز العمال ج١٦ حدیث نمبر ٤٤٥٧٢ عن مغیرۃ بن شعبۃ۔

(٤٢) بخاری:ج٢۔كتاب النكاح، باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج۔☆مسلم ج١كتاب النكاح، باب ندب من اراد نكاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجهها وكفیها قبل خطبتها۔

(٤٣) مسلم ج١كتاب النكاح، باب ندب من اراد نكاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجهها وكفیها قبل خطبتها۔☆نسائی ج٦۔كتاب النكاح بابَ اذا استشار رجل رجلا فی المرأۃ هل یخبره بما یعلم۔☆ابن ماجه كتاب النكاح، باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجها۔☆نسائی میں ص٦٩ پر فَاَمَرَہٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهَا بهی منقول هے۔ ☆سنن دارقطنی ج٤۔كتاب النكاح۔☆كنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٥٧٣۔ عن ابی هریرۃ۔☆مسند احمد ج٢۔ص٢٧٦۔ ٢٩٩۔ عن ابی هریرۃ۔☆السنن الكبری للبیهقی ج٧۔كتاب النكاح باب نظر الرجل الی المرأۃ یرید ان یتزوجها۔ عن ابی هریرۃ۔

(٤٤) ابوداؤد ج٢۔كتاب النكاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ وهو یرید تزویجها۔☆كنزالعمال ج ١٦حدیث نمبر ٤٤٥٢٧۔☆مسند احمدج٣۔ص٣٣٤۔٣٦٠ جابر بن عبدالله۔☆السنن الكبری للبیهقی ج٧۔كتاب النكاح باب نظر الرجل الی المرأۃ یرید ان یتزوجها۔ بیهقی نے فان استطاع كی جگه فقدر علی ان یری منها ما یعجبه ویدعوه الیها نقل كیاهے۔☆المستدرك للحاكم ج٢۔كتاب النكاح۔ اذا خطب احدكم امرأۃ فان استطاع ان ینظر الی بعض مایدعوه الی نكاحها فلیفعل۔

(٤٥) بذل المجهود فی حل ابی داؤد ج١٦۔كتاب اللباس، باب ماجاء فی قوله تعالیٰ غیر اولی الاربۃ۔

(٤٦) بخاری ج٢۔كتاب النكاح، باب ما ینهیٰ من دخول المتشبهین بالنساء علی المرأۃ۔اوركتاب المغازی باب غزوۃ الطائف: لایدخلن هولاء علیكم۔☆ابوداؤد ج٤۔كتاب اللباس، باب فی قوله غیراولی الاربۃ لایدخلن علیكن۔ ☆ابوداؤد ج٤۔كتاب الادب باب فی الحكم فی المخنثین۔☆ابن ماجه كتاب النكاح، باب فی المخنثین۔كتاب الحدود باب فی المخنثین۔☆مؤطا امام مالك ج٢۔باب فی الوصیۃ ماجاء فی المؤنث من الرجال ومن احق بالولد۔ مسند احمد ج٦۔ص١٥٢۔٢٩٠۔٣١٨۔☆السنن الكبری للبیهقی ج٧۔كتاب النكاح باب ماجاء فی ابدائها زینتها لغیر اولی الاربۃ من الرجال۔☆تفسیر ابنِ كثیر ج٣۔سوره نور۔☆احكام القرآن للحصاص ج٣ النور زیر آیت اوالتابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال۔ ایك روایت كے آخر میں لایدخل علیكم بهی بیان كیاهے۔

فصل ۲۱:

عورت کا دائرۂ عمل

گھر کی نگراں ملکہ

۲۰۰۔ اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ. (بخاری)

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمراں ہے اور وہ اپنی حکومت کے دائرہ میں اپنے عمل کے لیے جوابدہ ہے۔''

تشریح: اس (خاندان کی) تنظیم میں عورت کو گھر کی ملکہ بنایا گیا ہے۔ کسبِ مال کی ذمہ داری اس کے شوہر پر ہے، اور اس مال سے گھر کا انتظام کرنا اس کا کام ہے۔

اس کو ایسے تمام فرائض سے سبکدوش کیا گیا ہے، جو بیرون خانہ کے امور سے تعلق رکھنے والے ہیں مثلاً:

- اس پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ (ابوداؤد)
- اس پر جہاد بھی فرض نہیں، اگرچہ بوقتِ ضرورت وہ مجاہدین کی خدمت کے لیے جاسکتی ہے۔
- اس کے لیے جنازوں کی شرکت بھی ضروری نہیں، بلکہ اس سے روکا گیا ہے۔ (بخاری)
- اس پر نماز باجماعت اور مسجدوں کی حاضری بھی لازم نہیں کی گئی۔ اگرچہ چند پابندیوں کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت ضرور دی گئی ہے لیکن اس کو پسند نہیں کیا گیا۔
- اس کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ (ترمذی)

غرض ہر طریقہ سے عورت کے گھر سے نکلنے کو ناپسند کیا گیا ہے اور اس کے لیے قانون اسلامی میں پسندیدہ صورت یہی ہے کہ وہ گھر میں رہے۔ جیسا کہ آیت وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ...[1] کا صاف منشا ہے لیکن اس باب میں زیادہ سختی اس لیے نہیں کی گئی کہ بعض حالات میں عورتوں کے لیے گھر سے نکلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک عورت کا کوئی سر دھرا نہ ہو

---

[1] بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے خاص ہے کیوں کہ آیت کی ابتدا یا نساء النبی سے کی گئی ہے۔ لیکن اس پوری آیت میں جو ہدایات دی گئی ہیں ان میں سے کون سی ہدایت ایسی ہے جو امہات المومنین کے ساتھ خاص ہو؟ فرمایا گیا ہے، اگر تم پرہیزگار ہو تو دبی زبان سے لگاوٹ کے انداز میں کسی سے بات نہ کرو تا کہ جس شخص کے دل میں کھوٹ ہو وہ تمہارے متعلق کچھ امیدیں اپنے دل میں نہ پال لے۔ جو بات کرو سیدھے سادھے انداز میں کرو۔ اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو۔ جاہلیت کے بناؤ سنگار نہ کرتی پھرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اللہ چاہتا ہے کہ گندگی کو تم سے دور کر دے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یہ بھی ممکن ہے محافظ خاندان کی مفلسی، قلت معاش، بیماری، معذوری یا اور ایسے ہی وجوہ سے عورت باہر کام کرنے پر مجبور ہو جائے۔ ایسی تمام صورتوں کے لیے قانون میں کافی گنجایش رکھی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

قَدْ اَذِنَ اللّٰہُ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِکُنَّ۔(بخاری)

''اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لیے گھر سے نکل سکتی ہو۔''

مگر اس قسم کی اجازت جو محض حالات اور ضروریات کی رعایت سے دی گئی ہے اسلامی نظام معاشرت کے اس قاعدے میں ترمیم نہیں کرتی کہ عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے۔ یہ تو محض ایک وسعت اور رخصت ہے، اور اس کو اسی حیثیت میں رہنا چاہیے۔ (پردہ، باب۱۰: عورت...عمل)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِیْمِ، حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا هُرَیْمٌ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِی جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوْکٌ، اَوِامْرَأَةٌ، اَوْصَبِیٌّ اَوْمَرِیْضٌ. (۱)

—— قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنْهُ شَیْئًا۔

ترجمہ: طارق بن شہاب کی روایت نبی ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے مگر چار قسم کے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

بقیہ پچھلے صفحہ کا: ان ہدایات پر غور کیجیے۔ ان میں سے کون سی چیز ہے جو عام مسلمان عورتوں کے لیے نہیں ہے؟ کیا مسلمان عورتیں پرہیز گار نہ بنیں؟ کیا وہ غیر مردوں سے لگاوٹ کی باتیں کیا کریں؟ کیا وہ جاہلیت کے سے بناؤ سنگار کرتی پھریں؟ کیا وہ نماز و زکوٰۃ اور اطاعتِ خدا اور رسول سے انحراف کریں؟ کیا اللہ تعالیٰ ان کو گندگی میں رکھنا چاہتا ہے؟ اگر یہ سب ہدایات سب مسلمان عورتوں کے لیے عام ہیں تو صرف وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ہی کو ازواج نبی کے ساتھ خاص کرنے کی کیا وجہ ہے؟

دراصل غلط فہمی صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ آیت کی ابتدا میں لوگوں کو یہ الفاظ نظر آئے کہ ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو''، لیکن انداز بیان بالکل اس طرح کا ہے جیسے کسی شریف بچہ سے کہا جائے کہ ''تم کوئی عام بچوں کی طرح تو نہیں کہ بازاروں میں پھرو اور بیہودہ حرکات کرو۔ تمہیں تمیز سے رہنا چاہیے'' ایسا کہنے سے یہ مقصد نہیں ہوتا کہ دوسرے بچوں کے لیے بازاری پن اور بیہودہ حرکات پسندیدہ ہیں اور خوش تمیزی ان کے حق میں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے حسن اخلاق کا ایک معیار قائم کرنا مقصود ہوتا ہے تا کہ ہر وہ بچہ جو شریف بچوں کی طرح رہنا چاہتا ہو، اس معیار پر پہنچنے کی کوشش کرے۔ قرآن میں عورتوں کے لیے نصیحت کا یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ عرب جاہلیت کی عورتوں میں ویسی ہی آزادی تھی جیسی اس وقت یورپ میں ہے۔ نبی ﷺ کے ذریعہ سے بتدریج ان کو اسلامی تہذیب کا خوگر بنایا جا رہا تھا۔ اور ان کے لیے اخلاقی حدود اور ضابطہ معاشرت کی قیود مقرر کی جا رہی تھیں۔ اس حالت میں امہات المؤمنین کی زندگی کو خاص طور پر منضبط کیا گیا تا کہ وہ دوسری عورتوں کے لیے نمونہ بن جائیں اور عام مسلمانوں کے گھروں میں ان کے طریقوں کی تقلید کی جائے۔ ٹھیک یہی رائے علامہ ابوبکر جصاص نے اپنی کتاب ''احکام القرآن'' میں ظاہر کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''یہ حکم اگرچہ نبی ﷺ اور آپ کی بیویوں کے حق میں نازل ہوا ہے مگر اس کی مراد عام ہے، جس میں آپ اور دوسرے سب مسلمان شریک ہیں۔ کیونکہ ہم آپ کی پیروی پر مامور ہیں اور وہ سب احکام جو آپ کے لیے نازل ہوئے ہیں، ہمارے لیے بھی ہیں، بجز ان امور کے جن کے متعلق تصریح ہے کہ وہ آپ کے لیے خاص ہیں۔'' (پردہ، باب۱۰: عورت...عمل)

〈۲〉 حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّآءِ، عَنْ اُمِّ الْهُذَيْلِ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.(۲)

ترجمہ : حضرت ام عطیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں جنازوں میں شریک ہونے سے منع کر دیا گیا مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

ابن عباس سے مروی روایت:

〈۳〉عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ، وَلَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ. (۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرماتے (خطبہ دیتے) سنا ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے خلوت میں نہ ملے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو اور نہ عورت کسی محرم کے بغیر سفر کرے۔

سفر کے معاملہ میں عورت پر پابندی

۱ ۲۰ ـ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَراً ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَصَاعِداً اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْاَخُوْهَا اَوْزَوْجُهَا اَوْاِبْنُهَا اَوْ ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْهَا.

”کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کوئی محرم مرد ہو۔“

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ، قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۴)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت تین دن کا سفر کسی محرم کے بغیر نہ کرے۔

ایک دوسری روایت ہے:

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلٰثًا اِلَّامَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ.(۵)

ترجمہ : ابن عمرؓ کی نبی ﷺ سے روایت ہے کہ عورت تین دن کا سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

ــــــ تَابَعَهُ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

مسلم میں ابوسعید خدری سے مروی روایات:

〈۳〉 عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت تین دن کی مسافت کا سفر کسی محرم کے بغیر نہ کرے۔

﴿۴﴾عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی عورت تین رات سے زیادہ کی مسافت کا سفر اکیلی نہ کرے تاوقتیکہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔

—— ایک روایت میں اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ ہے۔

ایک روایت میں ہے :

﴿۵﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِیْد نِالْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا یَکُوْنُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّاوَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوابْنُهَا اَوْزَوْجُهَا اَوْاَخُوْهَا اَوْذُوْمَحْرَمٍ مِنْهَا. (٦)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خاتون اللہ پر ایمان اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تنہا تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرے مگر اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا کوئی اور محرم ضرور ہونا چاہیے۔

تشریح : بالغ عورت کو اپنے ذاتی معاملات میں کافی آزادی بخشی گئی ہے، مگر اس کو اس حد تک خود اختیاری عطا نہیں کی گئی، جس حد تک بالغ مرد کو عطا کی گئی ہے۔ مثلاً:

مرد اپنے اختیار سے جہاں چاہے جاسکتا ہے، لیکن عورت خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ یا بیوہ، ہر حال میں ضرورت ہے کہ سفر میں اس کے ساتھ ایک محرم ہو۔

۲۰۲ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ.

''اور ابوہریرہ کی روایت نبی ﷺ سے یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا عورت ایک دن رات کا سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم مرد نہ ہو۔''

—— وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ۔(ترمذی)

ابوسعید خدری سے مروی ایک اور روایت :

تخریج:﴿۱﴾ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ...اَنْ لَّاتُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمَیْنِ لَیْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْذُوْمَحْرَمٍ. (٧)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا...کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی دوسرا محرم نہ ہو۔

〈۲〉حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ نِ الْمَقْبُرِیُّ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَایَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ لَیْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ.(۸)

—— تَابَعَهُ یَحْیٰ بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ وَسُهَیْلٌ وَمَالِکٌ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھتی ہو، حلال نہیں ہے کہ وہ شب وروز کی مسافت کا سفر کرے بغیر کسی محرم کے۔

〈۳〉وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ انه قَالَ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۹)

—— وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ، یَکْرَهُوْنَ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تُسَافِرَ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

—— وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الْمَرْأَةِ اِذَا کَانَتْ مُوْسِرَةً وَلَمْ یَکُنْ لَّهَا مَحْرَمٌ هَلْ تَحُجُّ؟

—— فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ: لَا یَجِبُ عَلَیْهَا الْحَجُّ لِاَنَّ الْمَحْرَمَ مِنَ السَّبِیْلِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا، فَقَالُوْا اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّهَا مَحْرَمٌ فَلَمْ تَسْتَطِعْ اِلَیْهِ سَبِیْلًا۔ وَهُوَقَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ، وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ، اِذَا کَانَ الطَّرِیْقُ اٰمِنًا فَاِنَّهَا تَخْرُجُ مَعَ النَّاسِ فِی الْحَجِّ وَهُوَ قَوْلُ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ وَالشَّافِعِیِّ۔

اور ص۲۱۴ پر عدی بن حاتم سے مروی روایت کے الفاظ ہیں:

〈۴〉لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۱۰)

ترجمہ: کوئی عورت تین دن سے زیادہ کی مسافت کا سفر بغیر اپنے کسی محرم کے تنہا نہ کرے۔

حضرت ابوامامہ کی روایت:

〈۵〉قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ سَفَرًا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ اَوْتَحُجُّ اِلَّاوَمَعَهَا زَوْجُهَا.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی خاتون تین ایام کا سفر یا سفر حج نہ کرے مگر اس کے ہمراہ اس کا خاوند ہو۔

طبرانی نے اپنی معجم میں ابوامامہ باہلی سے جو روایت لی ہے وہ درج ذیل ہے:

〈۶〉قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُّسْلِمَةٍ اَنْ تَحُجَّ اِلَّامَعَ زَوْجٍ اَوْذِیْ مَحْرَمٍ.(۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کے لیے حج کرنا حلال نہیں ہے تاوقتیکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی دوسرا محرم نہ ہو۔

۲۰۳ ـ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لاَ یَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِیْرَةَ لَیْلَةٍ اِلاَّ وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُوْ حُرْمَةٍ مِّنْهَا. (ابو داؤد)

''اور حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ ایک رات کا سفر کرے تاوقتیکہ اس کے ساتھ ایک محرم مرد نہ ہو۔''

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک اور روایت:

تخریج: اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لاَ یَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِیْرَةَ لَیْلَةٍ اِلاَّ وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُوْ حُرْمَةٍ مِنْهَا. (۱۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک رات بھر کا سفر بغیر اپنے کسی محرم کے کرے۔

تشریح: ان روایات میں جو اختلاف مقدار سفر کی تعین میں ہے وہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ دراصل ایک دن یا دو دن کا سوال اہمیت نہیں رکھتا، بلکہ اہمیت صرف اس امر کی ہے کہ عورت کو تنہا نقل وحرکت کرنے کی ایسی آزادی نہ دی جائے جو موجب فتنہ ہو اسی لیے حضورؐ نے مقدارِ سفرِ معین کرنے میں زیادہ اہتمام نہ فرمایا، اور مختلف حالات میں وقت اور موقع کی رعایت سے مختلف مقداریں ارشاد فرمائیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی تابع ہے اسی طرح غیر شادی شدہ عورت اپنے خاندان کے ذمہ دار مرد کی تابع ہے، مگر یہ تابعیت اس معنی میں نہیں ہے کہ اس کے لیے ارادہ وعمل کی کوئی آزادی نہیں، یا اسے اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں۔ بلکہ اس معنی میں ہے کہ نظام معاشرت کو اختلال وبرہمی سے محفوظ رکھنے اور خاندان کے اخلاق ومعاملات کو اندرونی وبیرونی فتنوں سے بچانے کی ذمہ داری مرد پر ہے، اور اس نظم کی خاطر عورت پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ جو شخص اس نظم کا ذمہ دار ہو اس کی اطاعت کرے۔ خواہ وہ اس کا شوہر ہو یا باپ، یا بھائی۔ (پردہ، باب۱۰: ضروری پابندیاں)

حاجات کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت

۲۰۴ ـ قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِکُنَّ.[۱] (بخاری)

''اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔''

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَیْلاً فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: اِنَّکِ وَاللّٰهِ یَاسَوْدَةُ مَاتَخْفَیْنَ عَلَیْنَا، فَرَجَعَتْ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لَهُ وَهُوَ فِیْ حُجْرَتِیْ یَتَعَشّٰی وَاِنَّ فِیْ یَدِهٖ

---

[۱] یہ متعدد احادیث کا لب لباب ہے۔ ملاحظہ ہو مسلم، باب، اباحة الخروج للنساء، لقضاء حاجة الانسان، بخاری باب خروج النساء لحوائجهن وباب آیة الحجاب۔

لَعَرَقًا، فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ.(١٤)

〈۲〉عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ فِيْ حَاجَتِكُنَّ.(١٥)

پس منظر: احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے حضرت عمرؓ کا تقاضا تھا کہ یا رسول اللہ اپنی خواتین کو پردہ کرائیے۔ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ رات کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھ لیا اور پکار کر کہا کہ سودہ! ہم نے تم کو پہچان لیا۔اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح خواتین کا گھر سے نکلنا ممنوع ہو جائے۔اس کے بعد جب احکام حجاب نازل ہوئے تو حضرت عمرؓ کی بن آئی۔انہوں نے عورتوں کے باہر نکلنے پر زیادہ روک ٹوک شروع کر دی۔ایک مرتبہ پھر حضرت سودہؓ کے ساتھ وہی صورت پیش آئی۔وہ گھر سے نکلیں اور عمرؓ نے ان کو ٹوکا۔انہوں نے آنحضرتؐ سے شکایت کی حضورؐ نے فرمایا: قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ کے حکم قرآنی کا منشا یہ نہیں ہے کہ عورتیں گھر کے حدود سے قدم کبھی باہر نکالیں ہی نہیں۔حاجات وضروریات کے لیے ان کو نکلنے کی پوری اجازت ہے۔مگر یہ اجازت نہ غیر مشروط ہے نہ غیر محدود۔عورتیں اس کی مجاز نہیں ہیں کہ آزادی کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں اور مردانہ اجتماعات میں گھل مل جائیں۔حاجات وضروریات سے شریعت کی مراد ایسی واقعی حاجات وضروریات ہیں جن میں درحقیقت نکلنا اور باہر کام کرنا عورتوں کے لیے ناگزیر ہے۔اب یہ ظاہر ہے کہ تمام عورتوں کے لیے تمام زمانوں میں نکلنے اور نہ نکلنے کی ایک صورت بیان کرنا اور ہر ہر موقع کے لیے رخصت کے علیحدہ علیحدہ حدود مقرر کر دینا ممکن نہیں ہے۔البتہ شارع نے زندگی کے عام حالات میں عورتوں کے لیے نکلنے کے جو قاعدے مقرر کیے تھے، اور حجاب کی حدود میں جس طرح کمی وبیشی کی تھی اس سے قانون اسلامی کی اسپرٹ اور اس کے رجحان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، اور اس کو سمجھ کر انفرادی حالات اور جزئی معاملات میں حجاب کے حدود اور موقع ومحل کے لحاظ سے ان کی کمی وبیشی کے اصول ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے۔ (پردہ، باب ۱۳: حاجات...)

ناز و انداز سے باہر نکلنے کی ممانعت

۲۰۵۔ مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا نُوْرَ لَهَا.(ترمذی)

''اجنبیوں میں زینت کے ساتھ ناز و انداز سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے روز قیامت کی تاریکی کہ اس میں کوئی نور نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ ابْنَةِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ خَادِمَةً لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا نُوْرَ لَهَا.(١٦)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، وَمُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضْعَفُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔ وَهُوَ صَدُوْقٌ۔ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ۔ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُيَيْنَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

—— امام ترمذی فرماتے ہیں۔ہماری معرفت کی حد تک یہ حدیث موسیٰ بن عبیدہ کے علاوہ اور کسی سے مروی نہیں

ہے۔موسیٰ بن عبیدہ کو اس کے حفظ میں نقص کی بنا پر ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ صدوق ہے ان سے اس حدیث کو شعبہ اور ثوری نے روایت کیا ہے اور بعض نے اسے موسیٰ بن عبیدہ سے روایت کیا ہے مگر مرفوع نہیں۔ (مرتب)

تشریح : غور کیجیے کہ آخر عورتوں میں آرائش کا اس قدر شوق پیدا ہونے اور طوفان کی طرح بڑھنے کا سبب کیا ہے؟ یہی نا کہ وہ مردوں سے خراج تحسین وصول کرنا اوران کی نظروں میں کھب جانا چاہتی ہیں یہ کس لیے؟ کیا یہ بالکل ہی معصوم جذبہ ہے؟ کیا اس کی تہہ میں وہ صنفی خواہشات چھپی ہوئی نہیں ہیں جو اپنے فطری دائرے سے نکل کر پھیل جانا چاہتی ہیں اور جن کے مطالبات کا جواب دینے کے لیے دوسری جانب بھی ویسی خواہشات موجود ہیں؟ اگر آپ اس سے انکار کریں گے تو شاید کل آپ یہ دعویٰ کرنے میں بھی تامل نہ کریں کہ جوالامکھی پہاڑ پر جودھواں نظر آتا ہے اس کی تہہ میں کوئی لاوا باہر نکلنے کے لیے بے تاب نہیں ہے۔ آپ اپنے عمل کے مختار ہیں جو چاہے کیجیے۔ مگر حقائق سے انکار نہ کیجیے۔ یہ حقیقتیں اب کچھ مستور بھی نہیں رہیں۔ سامنے آچکی ہیں اور اپنے نتائج، آفتاب سے زیادہ روشن نتائج کے ساتھ آچکی ہیں۔ آپ ان نتائج کو دانستہ یا نادانستہ قبول کرتے ہیں۔ مگر اسلام ان کو ٹھیک اسی مقام پر روک دینا چاہتا ہے جہاں سے ان کے ظہور کی ابتدا ہوتی ہے کیوں کہ اس کی نظر اظہار زینت کے بظاہر معصوم آغاز پر نہیں بلکہ اس نہایت غیر معصوم انجام پر ہے جو تمام سوسائٹی پر قیامت کی سی تاریکی لے کر پھیل جاتا ہے۔ (پردہ، باب ۱۲: اظہار...)

مسجد میں آنے کی اجازت اور اس کے حدود

۲۰۶ ۔ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَکَ. قَالَ قَدْ عَلِمْتُ. صَلٰوتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ.وَصَلٰوتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ دَارِکِ، وَصَلٰوتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ. وَصَلٰوتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ الْجُمُعَةِ.

’’امام احمد اور طبرانی نے ام حمید ساعدیہ کی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ حضورؐ نے فرمایا، مجھے معلوم ہے مگر تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور حجرے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے گھر کے دالان میں نماز پڑھے۔ اور تیرا دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ مسجد جامع میں نماز پڑھے۔‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا هَارُوْنُ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ دَاوٗدُ بْنُ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ عَمَّتِهٖ اُمِّ حُمَیْدٍ امْرَأَةِ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ اَنَّهَا جَآءَ تِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَکَ، قَالَ، قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلَاةَ

مَعِیْ. وَصَلاتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلاتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ، وَصَلاتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلاتِکِ فِیْ دَارِکِ، وَصَلاتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلاتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ، وَصَلاتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلاتِکِ فِیْ مَسْجِدِیْ. قَالَ: فَاَمَرَتْ فَبُنِیَ لَهَا مَسْجِدٌ فِیْ اَقْصٰی شَیْءٍ مِنْ بَیْتِهَا وَاَظْلَمِهٖ. فَکَانَتْ تُصَلِّیْ فِیْهِ حَتّٰی لَقِیَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.(۱۷)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا وَکِیْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَیْعٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِیْ جَدَّتِیْ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَلَّادِ نِالْاَنْصَارِیُّ، عَنْ اُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ: قُلْتُ لَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِئْذَنْ لِیْ فِی الْغَزْوِ مَعَکَ اُمَرِّضُ مَرْضَاکُمْ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّرْزُقَنِیْ شَهَادَةً، قَالَ: قَرِّیْ فِیْ بَیْتِکِ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَرْزُقُکِ الشَّهَادَةَ، قَالَ: فَکَانَتْ تُسَمَّی الشَّهِیْدَةُ، قَالَ: وَکَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَاْذَنَتِ النَّبِیَّ ﷺ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْ دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَاَذِنَ لَهَا. قَالَ وَکَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا لَّهَا وَجَارِیَةً فَقَامَا اِلَیْهَا اللَّیْلَ فَغَمَّاهَا بِقَطِیْفَةٍ لَهَا حَتّٰی مَاتَتْ وَذَهَبَا. فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ مِنْ هٰذَیْنِ عِلْمٌ اَوْ مَنْ رَاٰهُمَا فَلْیَجِیْ بِهِمَا. فَاَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَکَانَا اَوَّلَ مَصْلُوْبٍ بِالْمَدِیْنَةِ.

ترجمہ : حضرت ام وَرَقہ بن نوفل سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب غزوہ بدر لڑا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمادے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر میں ٹکی رہ! اللہ تعالیٰ تجھے یہیں مرتبہ شہادت عطا فرمادے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ بس اس کے بعد سے انہیں شہیدہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ سارا قرآن پڑھ چکی تھی اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی کہ اسے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے دیا جائے آپ نے اسے اس کی اجازت دے دی۔ اس نے اپنے غلام اور لونڈی کو مدبر کردیا تھا۔ یہ دونوں رات کے وقت اٹھے اور اس کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر گھونٹ دیا اور فرار ہوگئے، جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ صبح حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان فرمادیا کہ جس کسی کو ان دونوں کے بارے میں کوئی علم ہو یا ان کو کسی نے کہیں دیکھا ہو تو انہیں پکڑ کر ہمارے پاس لائے یا خبر دے۔ (چنانچہ دونوں گرفتار کرکے لائے گئے) حضرت عمرؓ نے ان کو پھانسی کی سزا کا حکم صادر فرمایا اور ان کو پھانسی دے دی گئی مدینہ میں یہ سب سے پہلے دو نفوس تھے جنہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزُوْرُهَا فِیْ بَیْتِهَا وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا یُؤَذِّنُ لَهَا وَاَمَرَهَا اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا رَأَیْتُ مُؤَذِّنَهَا شَیْخًا کَبِیْرًا.(۱۸)

ترجمہ: ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ان سے ملاقات کے لیے اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور آپ نے اس کے لیے ایک مؤذن بھی مقرر فرما دیا تھا جو ان کے لیے اذان دیتا تھا اور ام ورقہ کو آپ نے اپنے گھر والوں کی امامت کرنے کی اجازت دے دی۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے ان کے مؤذن کو خود دیکھا ہے وہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔

﴿۴﴾ اَخبَرَنَا اَبُوعَبدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بنُ عَبدِاللّٰہِ الصَّفَّارُ، ثَنَا اَحمَدُ بنُ یُونُسَ الضَّبِیُّ، ثَنَا عَبدُاللّٰہِ بنُ دَاوٗدَ الخریبیُّ، ثَنَا الوَلِیدُ بنُ جُمَیعٍ، عَنْ لَیلٰی بِنتِ مَالِکٍ وَعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ خَالِدٍ نِالاَنصَارِیِّ، عَنْ اُمِّ وَرَقَۃَ الاَنصَارِیَّۃِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقُولُ: اِنطَلِقُوا بِنَا اِلَی الشَّھِیدَۃِ فَنَزُورُھَا وَاَمَرَ اَن یُؤَذَّنَ لَھَا وَتُقَامَ وَتَؤُمَّ اَھلَ دَارِھَا فِی الفَرَائِضِ.

ترجمہ: حضرت ام ورقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں شہیدہ کے ہاں لے چلو۔ ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ اس کے لیے اذان کہی جائے اور اقامت صلوۃ کہی جائے اور وہ خود فرضوں کی اپنے گھر والوں کو جماعت کرائے۔

—— قَدِاحتَجَّ مُسلِمٌ بِالوَلِیدِ بنِ جُمَیعٍ۔ وَھٰذِہٖ سُنَّۃٌ غَرِیبَۃٌ لَا اَعرِفُ فِی البَابِ حَدِیثًا مُسنَدًا غَیرَھٰذَا۔

﴿۵﴾ وَقَد رَوَینَا عَنْ اُمِّ المُؤمِنِینَ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّھَا کَانَت تُؤَذِّنُ وَتُقِیمُ وَتَؤُمُّ النِّسَآءَ.

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ خود اذان دیتیں، اقامت کہتیں اور خواتین کی امامت بھی فرماتیں۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا اَبُوالعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بنُ یَعقُوبَ الاَصَمُّ، ثنَا اَحمَدُ بنُ عَبدِ الجَبَّارِ العَطَارِدِیُّ، ثنَا عَبدُ اللّٰہِ بنُ اِدرِیسَ عَنْ لَیثٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَۃَ، اَنَّھَا کَانَت تُؤَذِّنُ وَتُقِیمُ وَتَؤُمُّ النِّسَآءَ وَتَقُومُ وَسطَھُنَّ. (۱۹)

ترجمہ: عطاء نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ خود اذان دیتی تھیں اور خود ہی اقامت کہتی تھیں اور پھر خواتین کی امامت بھی کراتی تھیں اور عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں۔

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا اَبُوبَکرٍ نِالنِّیسَابُورِیُّ، ثَنَا اَحمَدُ بنُ مَنصُورٍ، ثَنَایَزِیدُ بنُ اَبِی حَکِیمٍ، اَخبَرَنَاسُفیَانُ، حَدَّثَنِی مَیسَرَۃُ بنُ حَبِیبٍ نِالنَّھدِیُّ، عَنْ رَیطَۃَ الحَنفِیَۃِ، قَالَت: اَمَّتنَا عَائِشَۃُ. فَقَامَت بَینَھُنَّ فِی الصَّلاۃِ المَکتُوبَۃِ. (۲۰)

ترجمہ: حضرت ریطہ حنفیہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ ہمیں باجماعت نماز فرض پڑھاتی تھیں اور خواتین کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

دارقطنی نے ایک روایت اور بھی بیان کی ہے:

﴿۸﴾ عَنْ اُمِّ وَرَقَۃَ، وَکَانَت تَؤُمُّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ اَذِنَ لَھَا اَن تَؤُمَّ اَھلَ دَارِھَا. (۲۱)

ترجمہ: حضرت ام ورقہ سے روایت ہے کہ وہ امامت کے فرائض انجام دیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے گھر والوں کی امامت کی اجازت دے رکھی تھی۔

﴿۹﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنْ عَمَّار نِالدُّھْنِیِّ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قَوْمِهٖ، اِسْمُھَا حُجَیْرَةُ، قَالَتْ: اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ قَائِمَةً وَسْطَ النِّسَآءِ.

ترجمہ : حجیرہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہؓ نے عورتوں کے درمیان کھڑے ہوکران کی امامت کرائی۔

﴿۱۰﴾حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ، عَنْ سَعِیْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اُمِّ الْحَسَنِ اَنَّھَا رَأَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ تَؤُمُّ النِّسَآءَ تَقُوْمُ مَعَھُنَّ فِی صَفِّھِنَّ.

ترجمہ : ام حسن کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی اہلیہ حضرت امّ سلمہ کو دیکھا ہے کہ عورتوں کی صف کے درمیان میں کھڑے ہوکرامامت کراتی تھیں۔

﴿۱۱﴾حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ، عَنِ ابْنِ اَبِی لَیْلٰی عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّھَا کَانَتْ تَؤُمُّ النِّسَآءَ تَقُوْمُ مَعَھُنَّ فِی الصَّفِّ.

ترجمہ : عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ خواتین کی امامت کیا کرتی تھیں،صف میں ان کے ساتھ کھڑی ہوکر۔

﴿۱۲﴾حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ وَمُغِیْرَةَ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ وَحُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ:تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَآءَ فِیْ صَلَاةِ رَمَضَانَ تَقُوْمُ مَعَھُنَّ فِیْ صَفِّھِنَّ.(۲۲)

ترجمہ : شعبی سے روایت ہے کہ رمضان میں ایک عورت،خواتین کی امامت درمیان صف میں کھڑے ہوکر کراتی تھیں۔

تشریح : یہ معلوم ہے کہ اسلام میں سب سے اہم فرض نماز ہے۔اورنماز میں حضورِ مسجد اورشرکت جماعت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔مگرنماز باجماعت کے باب میں جواحکام مردوں کے لیے ہیں ان کے بالکل برعکس احکام عورتوں کے لیے ہیں۔ مردوں کے لیے وہ نماز افضل ہے جومسجد میں جماعت کے ساتھ ہواورعورتوں کے لیے وہ نماز افضل ہے جوگھر میں انتہائی خلوت کی حالت میں ہو۔

اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد میں ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ :

۲۰۷ ـ صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا وَصَلٰوتُھَا فِیْ مِخْدَعِھَااَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا فِیْ بَیْتِھَا.

’’عورت کااپنی کوٹھری میں نماز پڑھنااس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھے اوراس کا اپنے چورخانہ میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی کوٹھری میں نماز پڑھے‘‘۔

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی، اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ، حَدَّثَھُمْ، قَالَ: ثَنَا ھَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا وَصَلَاتُھَا فِیْ مِخْدَعِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِھَا فِیْ بَیْتِھَا.(۲۳)

تشریح : دیکھیے یہاں ترتیب بالکل الٹ گئی ہے۔ مرد کے لیے سب سے ادنیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ وہ ایک گوشہ تنہائی میں پڑھے۔ اور سب سے افضل یہ کہ وہ بڑی سے بڑی جماعت میں شریک ہو۔ مگر عورت کے لیے اس کے برعکس انتہائی خلوت کی نماز میں فضیلت ہے، اور اس خفیہ نماز کو نہ صرف نماز باجماعت پر ترجیح دی گئی ہے، بلکہ اس نماز سے بھی افضل کہا گیا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی نعمت مسلمان کے لیے ہو ہی نہیں سکتی تھی، یعنی مسجد نبوی کی جماعت، جس کے امام خود امام الانبیاء ﷺ تھے۔ آخر اس فرق و امتیاز کی وجہ کیا ہے؟ یہی نا کہ شارع نے عورت کے باہر نکلنے کو پسند نہیں کیا اور جماعت میں ذکور و اناث کے خلط ملط ہونے کو روکنا چاہا۔

مگر نماز ایک مقدس عبادت ہے، اور مسجد ایک پاک مقام ہے۔ شارع حکیم نے اختلاط صنفین کو روکنے کے لیے اپنے منشا کا اظہار تو فضیلت اور عدم فضیلت کی تفریق سے کر دیا۔ مگر ایسے پاکیزہ کام کے لیے ایسی پاک جگہ آنے سے عورتوں کو منع نہیں کیا۔ حدیث میں یہ اجازت جن الفاظ کے ساتھ آئی ہے وہ شارع کی بے نظیر حکیمانہ شان پر دلالت کرتے ہیں۔ فرمایا:

۲۰۸۔ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَأَةٌ اَحَدَكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا.

(بخاری و مسلم)

''خدا کی لونڈیوں کو خدا کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو۔ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔''

اسی مفہوم کی روایت امّ سلمہؓ اور ابن مسعود سے مروی مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۴ پر موجود ہے:

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: نَا اَبِیْ وَابْنُ اِدْرِيْسَ، قَالَا: نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ.(۲۴)

‹۲› حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اسْتَاْذَنَتْ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا.(۲۵) (ابوداؤد)

۲۰۹۔ لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ. وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ.

''اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، مگر ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَنَا الْعَوَّامُ ابْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنِیْ حَبِيْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ.(۲۶)

تشریح : یہ الفاظ خود ظاہر کر رہے ہیں کہ شارع عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکتا تو نہیں ہے، کیوں کہ مسجد میں نماز کے لیے جانا کوئی برا فعل نہیں جس کو ناجائز قرار دیا جا سکے، مگر مصالح اس کے بھی مقتضی نہیں کہ مساجد میں ذکور و اناث کی جماعت

مخلوط ہوجائے۔ لہٰذا ان کو آنے کی اجازت تو دے دی، مگر یہ نہیں فرمایا کہ اپنی عورتوں کو مسجدوں میں بھیجو، یا اپنے ساتھ لایا کرو۔ بلکہ صرف یہ کہا کہ اگر وہ افضل نماز کو چھوڑ کر ادنیٰ درجے کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آنا ہی چاہیں اور اجازت مانگیں تو منع نہ کرو۔ حضرت عمرؓ جو روح اسلام کے بڑے رازدان تھے، شارع کی اس حکمت کو خوب سمجھتے تھے۔ چناں چہ مؤطا میں مذکور ہے کہ ان کی بیوی عاتکہ بنت زید سے ہمیشہ اس معاملے میں ان کی کشمکش رہا کرتی تھی۔ حضرت عمرؓ نہ چاہتے تھے کہ وہ مسجد میں جائیں۔ مگر انہیں جانے پر اصرار تھا۔ وہ اجازت مانگتیں تو آپ ٹھیک ٹھیک حکم نبوی پر عمل کر کے بس خاموش ہو جاتے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم تمہیں روکتے نہیں ہیں، مگر صاف صاف اجازت بھی نہ دیں گے۔ وہ بھی اپنی بات کی پکی تھیں۔ کہا کرتی تھیں کہ خدا کی قسم میں جاتی رہوں گی جب تک کہ صاف الفاظ میں منع نہ کریں گے۔[1] (پردہ، باب ۱۳: مسجد... حدود)

عورتوں کے مسجد میں آنے کی شرائط

۲۱۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِئْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ.[2] (ترمذی)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا عِيْسٰى ابْنُ يُوْنُسَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ائْذَنُوْا لِلنِّسَآءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنُهٗ: وَاللّٰهِ! لَا نَاْذَنُ لَهُنَّ يَتَّخِذْنَهٗ دَغَلًا، فَقَالَ: فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَعَلَ، اَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ: لَانَاْذَنُ.(۲۷)

——— حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمرؓ کے پاس تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کے وقت عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دے دو۔ ان کے لڑکے نے کہا ہم تو انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ یہ اس اجازت کو فساد وخرابی بنا دیں گی۔ ابن عمر نے کہا میں تجھے ارشاد رسول سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو ہم اجازت نہ دیں گے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَائُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْهُنَّ.(۲۸)

ترجمہ: ابن عمرؓ کی نبی ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا، جب تمہاری عورتیں رات کے وقت مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو ان کو جانے کی اجازت دے دیا کرو۔

---

[1] یہ حال صرف حضرت عمرؓ کی بیوی کا نہ تھا بلکہ عہد نبوی میں بکثرت عورتیں نماز باجماعت کے لیے مسجد جایا کرتی تھیں۔ ابوداؤد میں ہے کہ مسجد نبوی میں بسا اوقات عورتوں کی دو دو صفیں ہو جاتی تھیں۔ (باب ما یکرہ الرجل ما یکون من اصابتہ اھلہ) (پردہ، ص: ۳۳۵ تا ۳۳۹)

[2] ترمذی، باب التغلیس فی الفجر۔ اسی مضمون کی احادیث بخاری باب وقت الفجر، مسلم باب استحباب التبکیر بالصبح فی اوّل وقتھا، ابوداؤد باب وقت الصبح اور دوسری کتب حدیث میں بھی مروی ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی کتب حدیث میں موجود ہے کہ نماز پڑھانے کے بعد نبی ﷺ اور تمام مرد نمازی بیٹھے رہتے تھے تاکہ عورتیں اٹھ کر چلی جائیں۔ اس کے بعد آپؐ اور سب لوگ کھڑے ہوتے۔

تشریح : حضور مساجد کی اجازت دینے کے ساتھ چند شرائط بھی مقرر کر دی گئیں:

- ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ دن کے اوقات میں مسجد نہ جائیں۔ بلکہ صرف ان نمازوں میں شریک ہوں جو اندھیرے میں پڑھی جاتی ہیں یعنی عشاء اور فجر۔

قَالَ نَافِعٌ مَوْلٰی ابْنِ عَمْرٍو كَانَ اِخْتِصَاصُ اللَّيْلِ بِذٰلِكَ لِكَوْنِهٖ اَسْتَرُ وَاَخْفٰی۔

''حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد خاص حضرت نافع کہتے ہیں کہ رات کی تخصیص اس لیے کی کہ رات کی تاریکی میں اچھی طرح پردہ داری ہو سکتی ہے۔''

۲۱۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَنَّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ. فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَايُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. (ابن ماجه)

''حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ جب عورتیں نماز کے بعد اپنی اوڑھنیوں میں لپٹی ہوئی مسجد سے پلٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. (۲۹)

﴿۲﴾ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ، فَيَنْصَرِفْنَ نِسَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَايُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ اَوْلَايَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا. (۳۰)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز تاریکی میں پڑھا کرتے تھے۔ عورتیں جب واپس پلٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں یا یوں فرمایا کہ ایک دوسری کو پہچان نہ سکتی تھیں۔

بخاری نے مندرجہ ذیل حدیث بھی نقل کی ہے:

﴿۳﴾ عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: كُنَّ نِسَآءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَايَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ. (۳۱)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم مومن خواتین صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوتی تھیں اپنے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی۔ پھر نماز پوری کرنے کے بعد ہم اپنے گھروں کو واپس پلٹتی تھیں تو تاریکی واندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

مجمع الزوائد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مندرجہ ذیل الفاظ سے ایک روایت منقول ہے:

(۴)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّ النِّسَآءُ يُصَلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَاةَ ثُمَّ يَخْرُجْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ. (۳۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ عورتیں صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مسجد میں) پڑھتی تھیں پھر مسجد سے اپنے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی نکلتی تھیں۔

مسلم اور دارمی میں ہے:

(۵)عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنَّ نِسَآءُ النَّبِیِّ ﷺ يُصَلِّيْنَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْفَجْرَ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ قَبْلَ اَنْ يُعْرَفْنَ. (۳۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ازواج نبیؐ نماز فجر نبی ﷺ کے ساتھ (مسجد میں) پڑھتی تھیں پھر قبل اس کے کہ ہم پہچان لی جائیں اپنے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی واپس آجاتی تھیں۔

—— مسلم نے لایعرفھن احد نقل کیا ہے۔

- دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد میں زینت کے ساتھ نہ آئیں۔

۲۱۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ قبیلہ مزینہ کی ایک بہت بنی سنوری عورت بڑے ناز و تبختر کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ حضورؐ نے فرمایا لوگو! اپنی عورتوں کو زینت اور تبختر کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔ (مؤطا)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسیٰ، عَنْ مُوْسیٰ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ، اِذْ دَخَلَتِ امْرَاَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِیْ زِيْنَةٍ لَهَا فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: يٰاَيُّهَا النَّاسُ! اِنْهَوْا نِسَآءَ كُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّيْنَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِی الْمَسْجِدِ، فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يُلْعَنُوْا حَتّٰى لَبِسَ نِسَآءُ هُمُ الزِّيْنَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِی الْمَسَاجِدِ. (۳۴)

—— فِی الزَّوَائِدِ: فِیْ اِسْنَادِهٖ دَاوٗدُ بْنُ مُدْرِكٍ: قَالَ فِيْهِ الذَّهَبِیُّ فِیْ كِتَابِ الطَّبَقَاتِ: نَكِرَةٌ لَا يُعْرَفُ۔ وَمُوْسٰی بْنُ عُبَيْدَةَ، ضَعِيْفٌ۔

۲۱۳۔ خوشبو کے متعلق فرمایا کہ جس رات تم کو نماز میں شریک ہونا ہو، اس رات کو کسی قسم کا عطر لگا کر نہ آؤ۔ نہ بخور استعمال کرو۔ بالکل سادہ لباس میں آؤ۔ جو عورت خوشبو لگا کر آئے گی اس کی نماز نہ ہوگی۔ (مسلم، ابن ماجہ)

تخریج: عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَآءِ فَلَاتَمَسَّ طِيْبًا. (۳۵)

ترجمہ: حضرت زینب، عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں حاضر ہو تو اسے (کسی قسم کی) خوشبو نہیں لگانی چاہیے۔

• تیسری شرط یہ ہے کہ عورتیں جماعت میں مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں۔ اور نہ آگے کی صفوں میں آئیں۔ انہیں مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ:

۲۱۴۔ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا.

''مردوں کے لیے بہترین مقام آگے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام پیچھے کی صفوں میں اور عورتوں کے لیے بہترین مقام پیچھے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام آگے کی صفوں میں۔'' (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَاجَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا.(۳۶)

• جماعت کے باب میں حضورؐ نے یہ قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ عورت اور مرد پاس پاس کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں، خواہ وہ شوہر اور بیوی، یا ماں اور بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۱۵۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میری نانی ملیکہ نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد آپؐ نماز کے لیے اٹھے۔ میں اور یتیم (یہ غالباً حضرت انس کے بھائی کا نام تھا) حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ملیکہ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (ترمذی)

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَاَكَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ بِكُمْ، فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَّنَا قَدِاسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَالُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَآءٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْيَتِيْمُ مَعِيْ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ.(۳۷)

۲۱۶۔ حضرت انسؓ کی دوسری روایت ہے کہ حضورؐ نے ہمارے گھر میں نماز پڑھی۔ میں اور یتیم آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری ماں ام سلیمؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (نسائی)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اِسْحَاقَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَاُمِّيْ خَلْفَنَا اُمُّ سُلَيْمٍ.(۳۸)

مسلم کی روایت کے الفاظ:

〈۲〉عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْخَالَتِهٖ. قَالَ: فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا.

نسائی نے ایک روایت حضرت انسؓ سے بھی نقل کی ہے:

〈۳〉عَنْ اَنَسٍ، قَالَ : صَلّٰی بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَبِامْرَأَۃٍ مِنْ اَھْلِیْ، فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَالْمَرْأَۃُ خَلْفَنَا.(۳۹)

۲۱۷ ۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نماز کے لیے اٹھے میں آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت عائشہؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (نسائی)

تخریج:اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ، قَالَ:حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ:قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ، اَخْبَرَنِیْ زِیَادٌ اَنَّ قَزَعَۃَ مَوْلًی لِعَبْدِ قَیْسٍ، اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ عِکْرِمَۃَ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ النَّبِیِّ ﷺ وَعَائِشَۃُ خَلْفَنَا تُصَلِّیْ مَعَنَا، وَاَنَا اِلٰی جَنْبِ النَّبِیِّ ﷺ اُصَلِّیْ مَعَہٗ.(۴۰)

- چوتھی شرط یہ ہے کہ عورتیں نماز میں آواز بلند نہ کریں۔قاعدہ یہ مقرر کیا گیا کہ اگر نماز میں امام کو کسی چیز پر متنبہ کرنا ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیں۔ (ابوداؤد)

۲۱۸ ۔ ان تمام حدود و قیود کے باوجود جب حضرت عمرؓ کو جماعت میں ذکور و اناث کے خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہوا تو آپ نے مسجد میں عورتوں کے لیے ایک دروازہ مختص فرما دیا اور مردوں کو اس دروازہ سے آنے جانے کی ممانعت کردی۔

(پردہ، باب۱۳: مسجد...شرائط)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ مَعْمَرٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ثَنَا اَیُّوْبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَوْتَرَکْنَا ھٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَآءِ. قَالَ نَافِعٌ، فَلَمْ یَدْخُل مِنْہُ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰی مَاتَ، وَقَالَ غَیْرُ عَبْدِ الْوَارِثِ: قَالَ عُمَرُ، وَھُوَ اَصَحُّ.(۴۱)

〈۲〉حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ یعنی ابْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا بَکْرٌ، یعنی ابْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحٰرِثِ، عَنْ بُکَیْرٍ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَنْھٰی اَنْ یَدْخُلَ مِنْ بَابِ النِّسَآءِ.(۴۲)

فتنۂ خوشبو

۲۱۹ ۔اِذَا شَھِدَتْ اِحْدَاکُنَّ الْمَسْجِدَ فَلاَ تَمَسّ طِیْباً۔ (موطا ومسلم)

’’جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ:نَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدِ نِالْقَطَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ بُکَیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ زَیْنَبَ امْرَأَۃِ عَبْدِاللّٰہِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا شَھِدَتْ اِحْدَاکُنَّ الْمَسْجِدَ، فَلاَتَمَسَّ طِیْبًا.(۴۳)

﴿۲﴾ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ.(٤٤)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت بخور استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو۔

تشریح : خوشبو بھی ان قاصدوں میں سے ایک ہے جو ایک نفس شریر کا پیغام دوسرے نفس شریر تک پہنچاتے ہیں۔ یہ خبر رسانی کا سب سے زیادہ لطیف ذریعہ ہے۔ جس کو دوسرے تو خفیف ہی سمجھتے ہیں مگر اسلامی حیاء اتنی حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے۔ وہ ایک مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے، کیوں کہ اس کا حسن اور اس کی زینت پوشیدہ بھی رہی، تو کیا فائدہ ہوا۔ اس کی عطریت تو فضا میں پھیل کر جذبات کو متحرک کر رہی ہے۔

۲۲۰ ۔ قَالَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِىَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِىْ زَانِيَةٌ.(ترمذی)

”نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْىٰ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ الْحَنَفِيِّ، عَنْ غُنَيْمِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ، فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِىَ كَذَا وَكَذَا يعنى زَانِيَةٌ.(٤٥) (وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ۔ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

۲۲۱ ۔ طِيْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِىَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِىَ رِيْحُهٗ.(ترمذی)

”مردوں کے لیے وہ عطر مناسب ہے، جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو۔ اور عورتوں کے لیے وہ عطر مناسب ہے۔ جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔“ (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ خوشبو)

تخریج: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا اَبُوْدَاؤْدَ الْحِفْرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِىَ لَوْنُهٗ، وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِىَ رِيْحُهٗ.(٤٦)

جمعہ وعیدین میں عورتوں کی شرکت

۲۲۲ ۔ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْاَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضَ فِى الْعِيْدَيْنِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ. (ترمذی)

''ام عطیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنواری اور جوان لڑکیوں اور گھر گرہستنوں اور ایام والی عورتوں کو عیدین میں لے جاتے تھے۔ جو عورتیں نماز کے قابل نہ ہوتیں وہ جماعت سے الگ رہتیں اور دعا میں شریک ہو جاتی تھیں۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا هُشَيْمٌ، نَامَنْصُوْرٌ وَهُوَابْنُ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْاَبْكَارَ، وَالْعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضِ، فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: فَلْتُعِرْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.(۴۷)

—— وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى، حَدِيْثُ اُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ابن ماجہ میں ام عطیہ سے مروی ایک اور روایت :

﴿۲﴾ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِلِيَشْهَدْنَ الْعِيْدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، لِيَجْتَنِبْنَ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ.(۴۸)

تشریح : جمعہ وعیدین کے اجتماعات اسلام میں جیسی اہمیت رکھتے ہیں، محتاج بیان نہیں۔ ان کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر شارع نے خاص طور پر ان اجتماعات کے لیے وہ شرط اڑادی جو عام نمازوں کے لیے تھی، یعنی یہ کہ دن میں شریک جماعت نہ ہوں۔ اگرچہ جمعہ کے متعلق یہ تصریح ہے کہ عورتیں فرضیت جمعہ سے مستثنیٰ ہیں (ابوداؤد) اور عیدین میں بھی عورتوں کی شرکت ضروری نہیں۔ لیکن اگر وہ چاہیں تو نماز باجماعت کی دوسری شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ان جماعتوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنی خواتین کو عیدین میں لے جاتے تھے۔

۲۲۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يخْرِجُ بَنَاتَهُ وَنِسَاءَهُ فِی الْعِيْدَيْنِ.(ابن ماجہ)

''ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو عیدین میں لے جاتے تھے۔'' (پردہ، باب ۱۳: جمعہ...)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتَهُ وَنِسَآءَهُ فِی الْعِيْدَيْنِ.(۴۹)

فِی الزَّوَائِدِ: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ ضَعِيْفٌ لِتَدْلِيْسِ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةٍ.

عورت اور سفر حج

عورت کے بلامحرم حج کرنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اس معاملہ میں چار مسلک پائے جاتے ہیں۔ جنہیں مختصراً یہاں بیان کیے دیتا ہوں:

(۱) عورت کو کسی حال میں شوہر یا محرم کے بغیر حج نہ کرنا چاہیے۔ یہ مسلک ابراہیم نخعی، طاؤس، شعبی اور حسن بصری رحمہم اللہ سے منقول ہے اور حنبلی مذہب کا یہی فتویٰ ہے۔

(۲) اگر حج کا سفر تین شبانہ روز سے کم کا ہو تو عورت بلا محرم جاسکتی ہے، لیکن اگر تین دن یا اس سے زائد کا سفر ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر نہیں جاسکتی۔ امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کا یہی مذہب ہے۔

(۳) جو عورت شوہر یا محرم نہ رکھتی ہو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ جاسکتی ہے جن کی اخلاقی حالت قابل اطمینان ہو۔ یہ ابن سیرین، عطاء، زہری، قتادہ اور اوزاعی رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام شافعیؒ نے ''قابل اطمینان رفیقوں'' کی مزید تشریح اس طرح کی ہے کہ اگر چند عورتیں بھروسے کے قابل ہوں اور وہ اپنے محرموں کے ساتھ جارہی ہوں تو ایک بے شوہر اور بے محرم عورت ان کے ساتھ جاسکتی ہے۔ البتہ صرف ایک عورت کے ساتھ اسے نہ جانا چاہیے۔

(۴) ان سب کے خلاف ابن حزم ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ بے محرم عورت کو تنہا ہی حج کے لیے جانا چاہیے۔ اگر وہ شوہر رکھتی ہو اور وہ اسے نہ لے جائے تو شوہر گناہ گار ہوگا مگر عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے بغیر حج کو چلی جائے۔ میں ان چاروں مسالک میں سے تیسرے مسلک کو ترجیح دیتا ہوں کیوں کہ اس میں ایک دینی فریضہ ادا کرنے کی گنجایش بھی ہے۔ اور اس فتنے کا احتمال بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے عورت کو بلا محرم سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(رسائل و مسائل دوم، فقہی مسائل: عورت...)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَان، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۵۰)

دورانِ حج نقاب

۲۲۴۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَاوَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَی وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ (ابوداؤد)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے، اور ہم عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں۔ پس جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں۔ اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا هُشَيْمٌ، اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ. فَاِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰی وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ.(۵۱)

ابن ماجہ کی روایت:

〈۲〉كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ. فَإِذَا لَقِيَنَا الرَّاكِبُ اَسْدَلْنَا ثِيَابَنَا مِنْ فَوْقِ رُؤسِنَا، فَإِذَا جَاوَزَنَا رَفَعْنَاهَا. (٥٢)

تشریح: عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں، اور کھلے چہروں کے ساتھ پھرنے کا رواج بند ہو گیا تھا۔

٢٢٥ ـ اَلْمُحْرِمَةُ لَاتَنْتَقِبُ وَلَاتَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ. وَنَهَى النِّسَاءَ فِيْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ.

”آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو حالتِ احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرمادیا تھا۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْمَدِيْنِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُحْرِمَةُ لَاتَنْتَقِبُ، وَلَاتَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا يَعْقُوْبُ، ثَنَا اَبِيْ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: فَاِنَّ نَافِعًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى النِّسَآءَ فِيْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ الخ. (٥٣)

تشریح: اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لیے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لیے دستانوں کا عام رواج ہو چکا تھا صرف احرام کی حالت میں اس سے منع کیا گیا۔ مگر اس سے بھی یہ مقصد نہ تھا کہ حج میں چہرے منظر عام پر پیش کیے جائیں، بلکہ دراصل مقصد یہ تھا کہ احرام کی فقیرانہ وضع میں نقاب عورت کے لباس کا جزنہ ہو، جس طرح عام طور پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں تصریح کی گئی ہے کہ حالتِ احرام میں بھی ازواج مطہرات اور عام خواتین اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو اجانب سے چھپاتی تھیں۔

مؤطا امام مالک میں ہے:

٢٢٦ ـ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءِ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَلَا تُنْكِرُهُ عَلَيْنَا. (مؤطا امام مالك)

”فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ تھیں۔ انہوں نے ہم کو اس سے منع نہیں کیا (انہوں نے یہ نہیں کیا کہ احرام کی حالت میں نقاب استعمال کرنے کی جو ممانعت ہے اس کا اطلاق ہمارے اس فعل پر بھی ہوتا ہے)۔

تخریج: حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّهَا قَالَتْ: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ، وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءِ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ. (٥٤)

فتح الباری، کتاب الحج میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے:

۲۲۷۔ تَسۡدِلُ الۡمَرۡأَةُ جِلۡبَابَهَا مِنۡ فَوۡقِ رَأۡسِهَا عَلٰی وَجۡهِهَا.

''عورت حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے چہرے پر لٹکا لیا کرے۔'' (پردہ، باب ۱۲: چہرہ...)

تخریج: قَالَ سَعِيۡدُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ، حَدَّثَنَا هُشَيۡمٌ، حَدَّثَنَا الۡاَعۡمَشُ عَنۡ اِبۡرَاهِيۡمَ، عَنِ الۡاَسۡوَدِ، عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ: تَسۡدِلُ الۡمَرۡأَةُ جِلۡبَابَهَا مِنۡ فَوۡقِ رَأۡسِهَا عَلٰی وَجۡهِهَا.(۵۵)

حج میں عورتوں کا طریقہ

اسلام کا دوسرا اجتماعی فریضہ حج ہے۔ یہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔ مگر حتی الامکان عورتوں کو طواف کے موقع پر مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے روکا گیا ہے۔

۲۲۸۔ بخاری میں عطاء سے روایت ہے کہ عہدِ نبوی میں عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں مگر خلط ملط نہ ہوتی تھیں۔

تخریج: وَقَالَ لِيۡ عَمۡرُو بۡنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا اَبُوۡعَاصِمٍ، قَالَ ابۡنُ جُرَيۡجٍ، اَخۡبَرَنِيۡ عَطَاءٌ اِذۡ مَنَعَ ابۡنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ. قَالَ: كَيۡفَ تَمۡنَعُهُنَّ وَقَدۡ طَافَ نِسَآءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ، قُلۡتُ: بَعۡدَ الۡحِجَابِ اَوۡقَبۡلُ؟ قَالَ: اَيۡ لَعَمۡرِيۡ، لَقَدۡ اَدۡرَكۡتُهٗ بَعۡدَ الۡحِجَابِ، قُلۡتُ: كَيۡفَ يُخَالِطُهُنَّ الرِّجَالُ؟ قَالَ: لَمۡ يَكُنَّ يُخَالِطُهُنَّ الخ.(۵۶)

۲۲۹۔ فتح الباری میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے طواف میں عورتوں اور مردوں کو گڈمڈ ہونے سے روک دیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مرد کو آپ نے عورتوں کے مجمع میں دیکھا تو پکڑ کر کوڑے لگائے۔

تخریج: رَوَی الۡفَاكِهِيُّ مِنۡ طَرِيۡقِ زَائِدَةَ عَنۡ اِبۡرَاهِيۡمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: نَهٰی عُمَرُ اَنۡ يَّطُوۡفَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ، قَالَ: فَرَاٰی رَجُلًا مَعَهُنَّ فَضَرَبَهٗ بِالدُّرَّةِ.(۵۷)

۲۳۰۔ مؤطا میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بال بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ آگے روانہ کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگوں کے آنے سے پہلے صبح کی نماز اور رمی سے فارغ ہو جائیں۔ نیز حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء صبح اندھیرے منہ منیٰ تشریف لے جاتی تھیں کہ نبی ﷺ کے عہد میں عورتوں کے لیے یہی دستور تھا۔ (پردہ، باب ۱۳: حج...)

تخریج: ⟨۱⟩ مَالِكٌ، عَنۡ نَافِعٍ، عَنۡ سَالِمٍ وَعُبَيۡدِ اللّٰهِ ابۡنَيۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُمَا عَبۡدَ اللّٰهِ بۡنَ عُمَرَ، كَانَ يُقَدِّمُ اَهۡلَهٗ وَصِبۡيَانَهٗ مِنَ الۡمُزۡدَلِفَةِ اِلٰی مِنًی حَتّٰی يُصَلُّوا الصُّبۡحَ بِمِنًی، وَيَرۡمُوۡا قَبۡلَ اَنۡ يَّاۡتِيَ النَّاسُ.

⟨۲⟩ مَالِكٌ عَنۡ يَحۡيٰ بۡنِ سَعِيۡدٍ، عَنۡ عَطَاءِ بۡنِ اَبِيۡ رَبَاحٍ، اَنَّ مَوۡلَاةً لِاَسۡمَاءَ بِنۡتِ اَبِيۡ بَكۡرٍ، اَخۡبَرَتۡهُ، قَالَتۡ: جِئۡنَا مَعَ اَسۡمَاءَ بِنۡتِ اَبِيۡ بَكۡرٍ مِنًی بِغَلَسٍ. قَالَتۡ: فَقُلۡتُ لَهَا: لَقَدۡ جِئۡنَا مِنًی بِغَلَسٍ، فَقَالَتۡ: قَدۡ كُنَّا نَصۡنَعُ ذٰلِكَ مَعَ مَنۡ هُوَ خَيۡرٌ مِنۡكِ.(۵۸)

زیارت قبور و شرکت جنازات

۲۳۱ ـ نُهِينَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. (بخاری، ابن ماجہ)

''ہم کو جنازوں کی مشایعت سے منع کیا گیا تھا مگر سختی کے ساتھ نہیں۔''[1]

تخریج: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّاءِ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. (۵۹)

تشریح: مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا شریعت میں فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے متعلق جو تاکیدی احکام ہیں، واقف کاروں سے پوشیدہ نہیں، مگر یہ سب مردوں کے لیے ہیں۔ عورتوں کو شرکت جنازات سے منع کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس ممانعت میں سختی نہیں ہے، اور کبھی کبھی اجازت بھی دی گئی ہے۔ لیکن شارع کے ارشادات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا جنازوں میں جانا کراہت سے خالی نہیں۔

۲۳۲ ـ ابن ماجہ اور نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے، ایک عورت نظر آئی، حضرت عمرؓ نے اس کو ڈانٹا۔ حضورؐ نے فرمایا، یَاعُمَرُ دَعْهَا۔ ''اے عمرؓ اسے چھوڑ دے'' معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت میت کی کوئی عزیز[2] قریب ہوگی، شدتِ غم سے مجبور ہو کر ساتھ چلی آئی ہوگی۔ حضورؐ نے اس کے جذبات کی رعایت کر کے حضرت عمرؓ کو ڈانٹ ڈپٹ سے منع فرما دیا۔[3]

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ عَطَاءٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَرَاٰى عُمَرُ امْرَاَةً، فَصَاحَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: دَعْهَا يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ. وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ. (۶۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ رو رہی ہے حضرت عمرؓ نے اسے ڈانٹا تو نبی ﷺ نے فرمایا عمر! اسے چھوڑ دو (رونے دو) اس لیے کہ آنکھ اشک بہانے والی ہے اور نفس مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے (یعنی اسلام میں داخل ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے)۔

نسائی میں ہے:

﴿۲﴾ قَالَ: مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَآءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُنَّ يَاعُمَرُ، فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ، وَالْقَلْبَ مُصَابٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ.

---

[1] ابن ماجہ میں یہی مضمون حضرت ابن عباس اور حسان بن ثابت سے بھی منقول ہے۔

[2] ترمذی باب ماجاء فی زیارۃ القبور للنساء۔

[3] بخاری، باب زیارۃ القبور۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے کوئی فوت ہوا تو عورتیں یکجا جمع ہو کر اس پر رونے لگیں۔ تو حضرت عمران کو منع کرنے اور ڈانٹنے لگے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمر! انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کیوں کہ آنکھ آنسو بہانے والی ہے دل رنجیدہ ہے اور زمانہ قریب کا ہے۔

مؤطا امام مالک میں جابر عبداللہ سے ایک روایت منقول ہے اس میں ہے:

﴿۳﴾ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيْكٍ، اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْغُلِبَ عَلَيْهِ، فَصَاحَ بِهٖ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا اَبَا الرَّبِيْعِ، فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ. فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُنَّ، فَاِذَا وَجَبَتْ فَلَاتَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ الخ.(٦١)

ترجمہ : حضرت جابر بن عتیک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو دیکھا کہ ان پر موت کے آثار کا غلبہ ہے آپ نے اونچی آواز دے کر اسے بلایا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور فرمایا ہمارے مقابلہ میں موت تجھ پر غالب ہوگئی ہے۔ یہ سن کر عورتوں نے رونا چلانا شروع کیا۔ مگر جابر انہیں خاموش کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو ان کے حال پر جب موت وارد ہوگی تو کوئی رونے والی نہیں روئے گی۔

السنن الکبریٰ للبیہقی نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے:

﴿۴﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَكَتِ النِّسَآءُ عَلٰى رُقَيَّةَ ؓ فَجَعَلَ عُمَرُ ؓ يَنْهَاهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْ يَاعُمَرُ الخ.(٦٢)

ترجمہ : حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رقیہ بنت محمد ؐ پر عورتوں نے رونا شروع کیا۔ حضرت عمر ان کو منع کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمر رک جاؤ!

تشریح : ایسی ہی صورت زیارت قبور کی بھی ہے۔ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں۔ اپنے مردہ عزیزوں کی یاد ان کے دلوں میں زیادہ گہری ہوتی ہے۔ ان کے جذبات کو بالکل پامال کر دینا شارع نے پسند نہ فرمایا۔ مگر یہ صاف کہہ دیا کہ عورتوں کا کثرت سے قبروں پر جانا ممنوع ہے۔

۲۳۳۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.

”ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے بکثرت قبروں پر جانے والیوں کو ملعون ٹھہرایا ہے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.(٦٣)

ـــــــ وَفِی الْبَابِ:عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ اَبُوْعِیسیٰ:وَھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ وَقَدْ رَای بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّ ھٰذَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُرَخِّصَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ۔ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِیْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا کُرِهَ زِیَارَةَ الْقُبُوْرِ فِی النِّسَاءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَکَثْرَةِ جَزْعِهِنَّ۔

۲۳۴ ـ حضرت عائشہؓ اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں تو فرمایا وَاللّٰهِ لَوْشَهِدْتُّكَ مَازُرْتُكَ ''بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اب تمہاری قبر کی زیارت کو نہ آتی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ الْحُرَیْثِ، نَاعِیسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ، قَالَ:تُوُفِّیَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشِیِّ قَالَ: فَحُمِلَ اِلٰی مَکَّةَ، فَدُفِنَ فِیْهَا، فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ:

وَکُنَّا کَنَدْمَانَیْ جَزِیْمَةٍ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰی قِیْلَ لَنْ یَّتَصَدَّعَا

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا کَاَنِّیْ وَمَالِکًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَیْلَةً مَعًا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ اِلَّاحَیْثُ مُتَّ. وَلَوْشَهِدْتُّکَ مَازُرْتُکَ.(٦٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن کا مقام حبش میں انتقال ہوگیا۔ انہیں وہاں سے مکہ میں لاکر دفن کیا گیا۔ حضرت عائشہؓ جب مکہ تشریف لائیں تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر بھی آئیں اور یہ دو شعر پڑھے:

ہم دونوں جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحبوں کی طرح عرصہ دراز تک اکٹھے رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ دونوں تو کبھی جدا نہ ہوں گے مگر جب میں اور مالک بچھڑ گئے تو باوجودیکہ ایک لمبا عرصہ ساتھ رہنے کے ایسا محسوس ہوا کہ ہم نے درحقیقت ایک رات بھی اکٹھے نہ گزاری۔

اس کے بعد فرمایا بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو تمہیں وہیں دفن کیا جاتا جہاں تم نے وفات پائی اور اگر میں حاضر ہوتی تو اب تمہاری قبر کی زیارت کو نہ آتی۔

۲۳۵ ـ اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ.

''اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔''

پس منظر: انس بن مالک کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کو قبر کے پاس بیٹھے روتے دیکھا تو اسے منع نہ فرمایا بلکہ صرف فرمادیا۔ ''اللہ سے ڈر اور صبر کر''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَأَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ: اِلَیْکَ عَنِّیْ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْہُ. فَقِیْلَ لَھَا! اِنَّہُ النَّبِیُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہٗ بَوَّابِیْنَ، فَقَالَتْ: لَمْ اَعْرِفْکَ، فَقَالَ: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی.(٦٥)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا دیکھا کہ قبر کے پاس بیٹھی رو رہی ہے آپ نے اسے تلقین فرمائی کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ بولی اپنی راہ لو۔ تجھے اس مصیبت سے واسطہ نہیں پڑا جو مجھے پہنچی ہے اور نہ ہی تم اسے جانتے ہو۔ کسی نے اسے بتایا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، وہ آپ کے پاس پہنچی، اس نے دروازے پر کوئی دربان نہ پایا۔ حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی آپ نے فرمایا صبر تو صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے۔

مسلم میں ہے:

﴿۲﴾ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَتٰی عَلٰی امْرَأَۃٍ تَبْکِیْ عَلٰی صَبِیٍّ لَھَا الخ.

تشریح: ان احکام پر غور کیجیے۔ نماز ایک مقدس عبادت ہے۔ مسجد ایک پاک مقام ہے۔ حج میں انسان انتہائی پاکیزہ خیالات کے ساتھ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ جنازوں اور قبروں کی حاضری میں ہر شخص کے سامنے موت کا تصور ہوتا ہے۔ اور غم و الم کے بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب مواقع ایسے ہیں جن میں صنفی جذبات یا تو بالکل مفقود ہوتے ہیں۔ یا رہتے بھی ہیں تو دوسرے پاکیزہ تر جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہیں، مگر اس کے باوجود شارع نے ایسے اجتماعات میں بھی مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی کا مخلوط ہونا پسند نہ کیا۔ مواقع کی پاکیزگی، مقاصد کی طہارت اور عورتوں کے جذبات کی رعایت ملحوظ رکھ کر انہیں گھر سے نکلنے کی اجازت تو دے دی بعض مواقع پر خود بھی ساتھ لے گئے۔ لیکن حجاب کی اتنی قیود لگادیں کہ فتنے کے ادنیٰ احتمالات بھی باقی نہ رہیں۔ پھر حج کے سوا تمام دوسرے امور کے متعلق فرمادیا کہ ان میں عورتوں کا شریک نہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔ (پردہ، باب ۱۳: زیارت...)

جنگ میں عورتوں کی شرکت

مسلمان جنگ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عام مصیبت کا وقت ہے۔ حالات مطالبہ کر رہے ہیں کہ قوم کی پوری اجتماعی قوت دفاع مین صرف کر دی جائے۔ ایسی حالت میں اسلام قوم کی خواتین کو عام اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی خدمات میں حصہ لیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی اس کے پیش نظر رہے کہ جو ماں بننے کے لیے بنائی گئی ہے وہ سر کاٹنے اور خون بہانے کے لیے

نہیں بنائی گئی۔ اس کے ہاتھ میں تیر وخنجر دینا اس کی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔ اس لیے وہ عورتوں کو اپنی جان اور آبرو کی حفاظت کے لیے تو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر بالعموم عورتوں سے مصافی خدمات لینا، اور انہیں فوجوں میں بھرتی کرنا اس کی پالیسی سے خارج ہے۔ وہ جنگ میں ان سے صرف یہ خدمت لیتا ہے کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں، پیاسوں کو پانی پلائیں، سپاہیوں کے لیے کھانا پکائیں اور مجاہدین کے پیچھے کیمپ کی حفاظت کریں۔ ان کاموں کے لیے پردے کی حدود انتہائی حد تک کم کر دی گئیں، بلکہ ان خدمات کے لیے تھوڑی ترمیم کے ساتھ وہی لباس پہننا شرعاً جائز ہے جو آج کل عیسائی ننیں پہنتی ہیں۔

۲۳۶۔ تمام احادیث سے ثابت ہے کہ جنگ میں ازواج مطہرات اور خواتین اسلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ جاتیں اور مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں۔ یہ طریقہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔ (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، ثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ كُلٌّ حَدَّثَنِىْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ: كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهٖ، فَاَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِىُّ ﷺ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِىْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِىْ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ بَعْدَ مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ. (٦٦)

ترجمہ: یونس نے بتایا کہ میں نے زہری سے سنا ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ ان چاروں حضرات نے حضرت عائشہ سے مروی حدیث تھوڑی تھوڑی بیان کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے مابین قرعہ ڈالتے، جس کے نام کا قرعہ نکل آتا اسی کو اپنے ساتھ لے جاتے (اسی دستور کے مطابق) ایک جہاد میں جانے کے بارے میں ہمارے درمیان قرعہ اندازی ہوئی تو اس میں میرا نام نکل آیا۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئی (اور یہ واقعہ) پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔

۲۳۷۔ ترمذی میں ہے ام سلیم اور انصار کی چند دوسری خواتین اکثر لڑائیوں میں حضورؐ کے ساتھ گئیں ہیں۔ (ترمذی)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: اَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِاُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ مَعَهٗ اِذَا غَزَا فَيَسْقِيْنَ الْمَآءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى. (٦٧)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور انصار کی چند اور خواتین کو جہاد میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جب جنگ جاری ہوتی تو وہ عورتیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کو دوا دارو دیتیں (فرسٹ ایڈ کا انتظام کرتیں)۔

[illegible] ([illegible])

[illegible]
[illegible]
[illegible]

([illegible]) [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ([illegible])

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

([illegible]) [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب لوگ نبی ﷺ کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو گئے تو میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنے دامن سمیٹے ہوئے تھیں۔ ان کے پاؤں کی پازیبیں مجھے نظر آ رہی تھیں پانی سے بھرے مشکیزے اپنے کمروں پر اٹھا کر لاتی تھیں اور پیاسے مجاہدوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں پھر واپس جاتیں اور مشکیزے بھر کر لاتیں اور لوگوں (زخمی پیاسے مجاہدوں) کے منہ میں پانی ڈالتیں (پانی پلاتی تھیں)۔

۲۴۰۔ ایک دوسری خاتون ام سلیط کے متعلق حضرت عمرؓ نے خود رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ ''جنگ احد میں دائیں اور بائیں جدھر دیکھتا تھا، ام سلیط میری حفاظت کے لیے جان لڑاتی ہوئی نظر آتی تھیں۔''

۲۴۱۔ اسی جنگ میں ربیع بنت معوذ اوران کے ساتھ خواتین کی ایک جماعت زخمیوں کی مرہم پٹی میں مشغول تھی۔ اور یہی عورتیں مجروحین کو اٹھا اٹھا کر مدینہ لے جا رہی تھیں۔ (بخاری)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَسْقِي الْقَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ. (۷۰)

ترجمہ: حضرت ربیع بنت معوذ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کرتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی اوران کی خدمت انجام دیتی تھیں زخمی مجاہدوں اور قتل ہو کر شہید ہونے والوں کو مدینہ واپس لوٹاتی تھیں۔

رُبَیّع بنت معوذ سے مروی روایت میں ہے:

〈۲〉 كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَسْقِي الْمَآءَ وَنُدَاوِي الْجَرْحٰى وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى. (۷۱)

ترجمہ: ہم نبی ﷺ کی معیت میں جہاد میں شریک ہوتی تھیں، پانی پلاتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔

۲۴۲۔ جنگ حنین میں ام سلیم ایک خنجر ہاتھ میں لیے پھر رہی تھیں۔ حضورؐ نے پوچھا یہ کس کے لیے ہے؟ کہنے لگیں اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ (مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَايَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خَنْجَراً فَكَانَ مَعَهَا، فَرَاٰهَا اَبُوْطَلْحَةَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ اُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاهٰذَا الْخَنْجَرُ؟ قَالَتْ: اتَّخَذْتُهُ اِنْ دَنَا مِنِّيْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، بَقَرْتُ بِهٖ بَطْنَهٗ. فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ اِنْهَزَمُوْا بِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ! اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ كَفٰى وَاَحْسَنَ. (۷۲)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ام سلیم (والدہ انس) نے حنین کے روز ایک خنجر لیا تھا وہ ان کے پاس موجود تھا۔ ابوطلحہ نے ام سلیم کو دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ ام سلیم ہے، اس کے پاس ایک خنجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ام سلیم سے پوچھا، یہ خنجر کیسا ہے؟ ام سلیم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ چاک کردوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ پھر ام سلیم نے کہا اے رسول خدا طلقاء میں سے جو ہمارے بعد ایمان لائے ہیں ان سب کو قتل کرادیں۔ وہ تو شکست خوردگی کی وجہ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم ان کے لیے اللہ کافی ہو گیا ہے اور اس نے اچھا کیا ہے۔

۲۴۳۔ ام عطیہ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ کیمپ کی حفاظت، سپاہیوں کے لیے کھانا پکانا، زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری کرنا ان کے سپرد تھا۔ (ابن ماجہ)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَا عَبْدُالرَّحِیْمِ ابْنُ سُلَیْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِیْرِیْنَ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ الْاَنْصَارِیَّةِ، قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِیْ رِجَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِی الْجَرْحٰی وَاَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی.(۷۳)

ترجمہ : حضرت ام عطیہ انصاریہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہی ہوں۔ ان کی قیام گاہوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی۔ ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور زخمیوں کو دوا دارو دیتی اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

۲۴۴۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جو خواتین اس قسم کی جنگی خدمات انجام دیتی تھیں ان کو اموال غنیمت میں سے انعام دیا جاتا تھا۔ (مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: نَا سُلَیْمَانُ یَعْنِیْ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ هُرْمُزَ اَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَسْئَالُهٗ عَنْ خَمْسِ خِلَالٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْلَا اَنْ اَكْتُمَ عِلْمًا مَاكَتَبْتُ اِلَیْهِ، كَتَبَ اِلَیْهِ نَجْدَةُ اَمَّا بَعْدُ! فَاَخْبِرْنِیْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْزُوْبِالنِّسَآءِ، وَهَلْ كَانَ یَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ، وَهَلْ كَانَ یَقْتُلُ الصِّبْیَانَ، وَمَتٰی یَنْقَضِیْ یُتْمُ الْیَتِیْمِ؟ وَعَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ فَكَتَبَ اِلَیْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، كَتَبْتَ تَسْأَلُنِیْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْزُوْ بِالنِّسَآءِ؟ وَقَدْكَانَ یَغْزُوْبِهِنَّ فَیُدَاوِیْنَ الْجَرْحٰی وَیُحْذَیْنَ مِنَ الْغَنِیْمَةِ وَاَمَّابِسَهْمٍ فَلَمْ یُضْرَبْ لَهُنَّ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَكُنْ یَقْتُلُ الصِّبْیَانَ فَلَاتَقْتُلِ الصِّبْیَانَ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِیْ مَتٰی یَنْقَضِیْ

يُتْمُ الْيَتِيمِ، فَلَعَمْرِیْ اِنَّ الرَّجُلَ لَتَنْبُتُ لِحْيَتُهُ وَاِنَّهُ لَضَعِيفُ الْاَخْذِ لِنَفْسِهٖ ضَعِيفُ الْعَطَاءِ مِنْهَا، فَاِذَا اَخَذَ لِنَفْسِهٖ مِنْ صَالِحِ مَايَاْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ الْيُتْمُ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِیْ عَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ وَاِنَّا نَقُوْلُ هُوَ لَنَا فَاَبٰی عَلَيْنَا قَوْمُنَا ذَاکَ.(٧٤)

ترجمہ : یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ نے ابن عباس کی جانب تحریر کیا (نجدہ حروری خارجیوں کا سردار) اس مکتوب میں اس نے پانچ باتیں دریافت کیں۔ عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اگر علم کو چھپانے کی سزا نہ ہوتی تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ نجدہ نے اپنی تحریر میں یہ لکھا تھا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ یہ بتائیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ جہاد میں عورتوں کو ساتھ لے جاتے تھے اور ان کو کوئی حصہ بھی دیتے تھے (مال غنیمت میں سے) اور کیا آپ بچوں کو بھی قتل کرتے تھے اور یتیم کا دور یتیمی کس عمر میں ختم ہوتا ہے اور خمس کس کا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد میں خواتین کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، وہ زخمیوں کی دوا دارو کرتی تھیں ان کو بطور انعام کچھ مال غنیمت میں سے دے دیا جاتا تھا، باقاعدہ حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی بچوں کو قتل مت کرو۔ اور تو نے لکھتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ یتیم کا دور یتیمی کب ختم ہوتا ہے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے عمر عطا فرمائی ہے بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ باریش ہو جانے کے باوجود لین دین کا شعور نہیں رکھتے۔ پس جب وہ اپنے لیے اچھی چیز لینے لگے جیسا کہ لوگ لیتے ہیں تو اس کا دور یتیمی جاتا رہا۔ نیز تو نے اپنی تحریر میں خمس کے بارے میں پوچھا ہے کہ یہ کس کا حق ہے۔ تو ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خمس ہمارا حق ہے مگر ہماری قوم نے اس سے انکار کیا۔

تشریح : اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی پردہ کی نوعیت کسی جاہلی رسم کی سی نہیں ہے، جس میں مصالح اور ضروریات کے لحاظ سے کمی بیشی نہ ہوسکتی ہو۔ جہاں حقیقی ضروریات پیش آجائیں وہاں اس کے حدود کم بھی ہوسکتے ہیں۔ نہ صرف چہرہ اور ہاتھ کھولے جاسکتے ہیں، بلکہ جن اعضاء کو سترِ عورت میں داخل کیا گیا ہے ان کے بھی بعض حصے اگر حسبِ ضرورت کھل جائیں تو مضائقہ نہیں لیکن جب ضرورت رفع ہو جائے تو حجاب کو پھر انہی حدود پر قائم ہو جانا چاہیے، جو عام حالات کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ جس طرح پردہ جاہلی پردہ نہیں ہے، اسی طرح اس کی تخفیف بھی جاہلی آزادی کے مانند نہیں۔ مسلمان عورت کا حال یورپین عورت کی طرح نہیں ہے کہ جب وہ ضروریات جنگ کے لیے اپنی حدود سے باہر نکلی، تو اس نے جنگ ختم ہونے کے بعد اپنی حدود میں واپس جانے سے انکار کر دیا۔ (پردہ، باب ۱۳: جنگ...)

مآخذ

(۱) ابوداؤد ج۱ باب الجمعة للمملوك والمرأة۔☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب الجمعة، باب من تجب علیه الجمعة۔ ☆دارقطنی نے الجمعة واجبة فی جماعة الاعلیٰ اربع: عبد مملوك، اوصبی، اومریض، او امرأة نقل کیاهے۔ ☆المستدرك للحاکم ج۱ کتاب الجمعة باب من تجب علیه الجمعة۔ عن ابی موسی اشعری۔ هٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین فقد اتفقا جمیعاً علی الاحتجاج هریم بن سفیان ولم یخرجاه۔

(۲) بخاری ج۱۔کتاب الجنائز، باب اتباع النساءِ الجنازة۔ ج۲۔کتاب الاعتصام،باب قول النبی ﷺ لاتسئلوا اهل الکتاب عن شیء۔☆ مسلم ج۱۔ کتاب الجنائز، باب فی نهی النساء عن اتباع الجنائز من غیر عزیمة۔ مسلم نے کنا ننهی بیان کیاهے۔☆ ابوداؤد ج۳۔کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز۔☆ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ماجاء فی اتباع النساء الجنائز۔☆مسند احمد ج٦۔ ص٤٠٨۔

(۳) مسلم ج۱ کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج اوغیره۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح باب لایخلو رجل بامرأة اجنبیة عن ابن عباس۔☆السنن ج٥ کتاب الحج، باب الاختیار لولیها ان یخرج معها۔

(٤) بخاری ج۱ کتاب التقصیر باب فی کم یقصر۔

(٥) بخاری ج۱ کتاب التقصیر، باب فی کم یقصر۔☆ مسلم ج۱ کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب المناسك، باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔☆السنن الکبریٰ ج٥۔ص۲۲۷۔

(٦) مسلم ج۱ کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔☆ ابوداؤد ج۲ کتاب المناسك، باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔☆السنن الکبریٰ ج۷ کتاب النکاح، باب الرجل یخلو بذات محرمه یسافر بها۔☆ ترمذی ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة ان تسافر المرأة وحدها۔ وفی الباب عن ابی هریرة، وابن عباس، وابن عمر۔ هٰذا حدیث حسن صحیح۔

(۷) بخاری ج۱ ابواب العمرة باب حج النساء کتاب الصوم باب صوم یوم النحر۔☆مسلم ج۱ کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔

(۸) بخاری ج۱۔کتاب التقصیر باب فی کم یقصر۔مسلم ج۱ کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔ عن ابی هریرة وعبد الله بن عمر۔☆ ابوداؤد ج۲ کتاب المناسك (الحج) باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔ ☆ترمذی ج۱ ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة ان تسافر المرأة وحدها۔ ☆ابن ماجه کتاب المناسك۔ باب المرأة تحج بغیر ولی۔ ☆مؤطا امام مالك باب الاستیذان کے تحت ماجاء فی الوِحدة فی السفر للرجال والنساء۔

☆احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۱۸۔ اس نے لاتحل سے آغاز کیا، ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۵۔کتاب الحج، باب المرأة تنھی عن کل سفر لایلزمھا بغیر محرم۔

(۹) ابن ماجه کتاب المناسك باب المرأة تحج بغیر ولی۔☆سنن دارمی کتاب الاستیذان باب ٤٦۔ لاتسافر المرأة الا ومعھا ذومحرم۔ عن ابی سعید خدری اس نے فصاعدا والی روایت بیان کی ھے۔☆مجمع الزوائد ج۳۔ص۲۱۳ پر عبدالله بن عمرو سے منقول روایت میں ھے وَلَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ مَسِیْرَةَ ثَلَاثٍ الخ۔

(۱۰) مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۱٤ عن عدی بن حاتم مسند احمد ج۱۔ ص۲۲۲۔ ص۳٤٦۔ ج۲۔ ص۱۳۔ ۱۹، ۱۸۲، ۲۳٦، ۲۵۱، ۳۰٤۔ ۳٤۷، ٤۲۳۔٤۳۷۔ ٤٤۵، ٤۹۳، ج۳ص۳٤،۷، ٤۵، ۵۲، ۵۳، ۵٤، ٦۲، ٦٤، ٦٦، ۷۱، ۷۷۔

(۱۱) دارقطنی ج۲حدیث ۳۲ جابر جعفی راوی ضعیف ھے۔

(۱۲) ذیلی حاشیه حواله مذکوره بالا۔

(۱۳) مسلم ج۱کتاب الحج، باب سفرة المرأة مع محرم الی حج وغیره۔ ☆ابوداؤد ج۲کتاب المناسك (الحج) باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔☆ السنن الکبریٰ ج۵۔ کتاب الحج، باب المرأة تنھی عن کل سفر الایلزمھا بغیر محرم۔

(۱٤) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوائجھن۔

(۱۵) بخاری ج۱کتاب الوضوء، باب خروج النساء الی البراز۔کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر ٤۵۱٤۹۔ عن عائشة۔

(۱٦) ترمذی ج۱ ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراھیة خروج النساء فی الزینة۔☆ابنِ کثیر ج۳۔ تفسیر سوره نور۔ ☆کنز العمال ج۱٦حدیث نمبر٤۵۰٤۱ عن میمونة بنت سعد۔☆البدایة والنھایة ج۵ ص ۳۳۰ اور ابویعلی موصلی بحواله البدایة والنھایة ج۵ص ۳۳۰۔☆البدایة والنھایة نے الرافلة فی الزینة فی غیر اھلھا کالظلمة یوم القیامة لانور لھا نقل کیاھے۔

(۱۷) مسند احمد ج٦۔ ص۳۷۱۔ عن ام حمید۔☆مجمع الزوائد ج۲کتاب الصلاة باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلك وصلاتھن۔ عن ام حمید۔

(۱۸) ابوداؤد ج۱کتاب الصلاة باب امامة النساء۔☆السنن الکبریٰ ج۳کتاب الصلاة، باب اثبات امامة المرأة۔ عن ام ورقه۔

(۱۹) المستدرك للحاکم ج۱کتاب الصلاة۔ باب امامة المرأة النساء فی الفرائض۔ ☆السنن الکبریٰ ج۱ص٤۰٦۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۳۔کتاب الصلاة باب اثبات امامة المرأة۔ عن ام ورقة۔ ☆السنن ج۱کتاب الصلاة، باب اذان المرأة واقامتھا لنفسھا وصواحباتھا۔

(۲۰) سنن دارقطنی ج۱کتاب الصلاة باب صلاة النساء جماعة وموقف امامھن۔

(۲۱) سنن دارقطنی ج۱ص٤۰۳۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۳۔کتاب الصلاة باب المرأة تؤم النساء فتقوم وسطھن۔

(۲۲) مصنف ابن ابی شیبة۔ ج۲۔کتاب الصلوات باب المرأة تؤم النساء۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۳کتاب الصلاة باب المرأة تؤم النساء۔☆مصنف لعبد الرزاق نے ص ۱٤۰ پر حجیرة بنت حصین سے قالت: اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ فی صَلَاةِ العصر قامت بیننا بھی روایت کیاھے۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۳۔ص۱۳۱۔

(۲۳) ابوداؤد ج۱کتاب الصلاة، باب ماجاء فی خروج النساء الی المساجد۔☆السنن الکبریٰ ج۳کتاب الصلاة، باب

خیر مساجد النساء قعر بیوتهن۔ عن عبد الله۔☆ المستدرك للحاكم ج۱ كتاب الصلاة، باب خير مساجد النساء قعر بیوتهن۔ عن عبدالله۔

(۲٤) مسلم ج۱ كتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد۔

(۲۵) بخاری ج۱ كتاب الاذان، باب استيذان المرأة زوجها بالخروج الى المساجد۔

(۲٦) ابوداؤد ج۱ كتاب الصلوٰة باب ماجاء فی خروج النساء الى المساجد۔

(۲۷) ترمذی ابواب السفر باب فی خروج النساء الى المساجد۔☆ابوداؤد ج۱ كتاب الصلاة باب ماجاء فی خروج النساء۔

(۲۸) بخاری ج۱ كتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغَلس۔☆مسلم ج۱ كتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة لاتخرج مطيبة۔

(۲۹) بخاری ج۱ كتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس۔☆مسلم ج۱ كتاب الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح فى اول وقتها وهو التغليس : عن عائشة۔☆ابوداؤد ج۱ كتاب الصلاة، باب ماجاء فى وقت الصبح عن عائشةؓ۔☆ترمذی ج۱ ابواب الصلاة، باب ماجاء فى التغليس بالفجر۔ حديث عائشة حديث حسن صحيح۔☆ نسائی ج۱ كتاب المواقيت، باب التغليس فى الحضر۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۱ كتاب الصلاة باب تعجيل صلاة الصبح۔☆مؤطا امام مالك ج۱ وقوت الصلاة۔ عن عائشةؓ۔

(۳۰) بخاری ج۱ كتاب الاذان، باب سرعة انصراف النساء من الصبح وقلّة مقامهن فى المسجد۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۱ كتاب الصلاة باب تعجيل صلاة الصبح۔

(۳۱) بخاری ج۱، كتاب المواقيت، باب وقت الفجر☆مسلم ج۱ كتاب الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح فى اول وقتها وهو التغليس۔☆نسائی ج۱ كتاب المواقيت، باب التغليس فى الحضر۔☆ابن ماجه كتاب الصلاة باب وقت صلاة الفجر۔ ☆السنن الكبرىٰ ج۱۔ كتاب الصلاة، باب تعجيل صلاة الصبح۔ عن عائشةؓ۔

(۳۲) المصنف لعبد الرزاق ج۱۔ كتاب الصلاة باب وقت الصبح۔

(۳۳) سنن دارمی ج۱۔ كتاب الصلاة، باب التغليس فى الفجر۔

(۳٤) ابن ماجه كتاب الفتن، باب فتنة النساء۔

(۳۵) نسائی ج۸ كتاب الزينة، النهى للمرأة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور۔☆مؤطا امام مالك ماجاء فى خروج النساء الى المساجد۔ عن بسر بن سعيد۔

(۳٦) مسلم ج۱۔ كتاب الصلاة، باب امر النساء المصليات وراء الرجال۔☆ابوداؤد ج۱۔ كتاب الصلاة، باب صف النساء كراهية التاخر عن الصف الاول۔☆ترمذی ج۱۔ابواب الصلاة باب ماجاء فى فضل الصف الاول۔ عن ابى هريرة۔ حديث ابى هريرة حسن صحيح۔وفى الباب عن جابر، وابن عباس، وابى سعيد، واُبّى، وعائشة والعرباض بن سارية وانس۔☆نسائی ج۲۔ كتاب الامامة۔ باب ذكر خيرصفوف النساء وشر صفوف الرجال، عن ابى هريرة۔ ☆ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب صفوف النساء حديث نمبر ۱۰۰۰۔☆مسند احمد ج۳۔ ص۳۔عن ابى سعيد خدرى۔☆سنن دارمی ج۱۔☆كتاب الصلاة، باب اى صفوف النساء افضل۔☆ ابن ماجه نے خير صفوف النساء آخرها سے روايت شروع كى هے۔ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۳۔كتاب الصلاة باب الرجل

یاتمون بالرجل ومعهم صبیان ونساء عن ابی هریرةؓ۔☆ مجمع الزوائد ج۲۔کتاب الصلاۃ، باب منه فی تعدیل الصفوف، وصفوف الرجال والنساء۔ ☆مجمع الزوائد نے اس روایت کو ابو سعید خدری، ابن عباس، انس عمر بن الخطاب اور ابوامامة سے نقل کیا ھے۔

(۳۷) بخاری ج۱کتاب الاذان، باب وضوء الصبیان ومتی یجب علیه الغسل۔☆مسلم ج۱۔کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب جواز الجماعة فی النافلة والصلاۃ علی حصیر۔☆ ابوداؤد ج۱،کتاب الصلاۃ، باب اذا کانوا ثلاثة کیف یقومون، عن انس بن مالک۔☆ترمذی ج۱، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرجل یصلی ومعه رجال ونساء، عن انس۔☆ نسائی ج۲۔کتاب الامامة، باب اذا کانوا ثلاثة وامرأة۔ ☆ابوداود، ترمذی اور نسائی اور دارمی نے آخر میں ثم انصرف بھی نقل کیاھے۔ ☆مؤطا امام مالک ج۱۔ باب جامع سبحة الضحی، عن انس بن مالک۔ ☆سنن دارمی ج۱۔ کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ الرجل خلف الصف وحده، عن انس بن مالک۔

(۳۸) بخاری ج۱کتاب الاذان، باب المرأة وحدها تکون صفًا۔☆ مسلم ج۱۔کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز الجماعة فی النافلة۔

(۳۹) نسائی ج۲۔کتاب الامامة، باب موقف الامام اذا کان معه صبی وامرأة۔

(۴۰) نسائی ج۲۔کتاب الامامة، باب موقف الامام اذا کان معه صبی وامرأة۔

(۴۱) ابوداوٗد ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب (فی) اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال۔☆ابوداوٗد ج۱کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النسآء الی المسجد کے تحت باب التشدید فی ذلک۔

(۴۲) ابوداوٗد ج۱۔ص۱۲۶۔

(۴۳) مسلم ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة وانها لاتخرج مطیبة۔☆مؤطا امام مالک ج۱ باب خروج النساء الی المساجد۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۳۔کتاب الصلاۃ باب المرأة تشهد المسجد للصلاۃ لاتمس طیبا۔

(۴۴) مسلم ج۱۔ کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد۔☆ نسائی ج۸۔کتاب الزینة۔ النهی للمرأة ان تشهد الصلاۃ اذا اصابت من البخور۔☆ ابوداؤد ج۴۔کتاب الترجل، باب ماجاء فی المرأة تتطیب للخروج۔ ابوداؤد میں فَلَا تَشْهَدَنَّ ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۳۔کتاب الصلاۃ باب المرأة تشهد المسجد للصلاۃ لاتمس طیبا۔

(۴۵) ترمذی ج۲ابواب الآداب باب ماجاء فی کراهیة خروج المرأة متعطرة۔☆ابوداؤد ج۴۔کتاب الترجل، باب ماجاء فی المرأة تتطیب للخروج۔ عن ابی موسیٰ۔☆کنزالعمال ج۱۶حدیث نمبر۴۵۰۱۷۔☆ ابوداؤد میں اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَةُ فَمَرَّتْ عَلَی الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَهَا فَهِیَ کَذَا وَکَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِیْدًا ھے۔☆ نسائی ج۸۔کتاب الزینة، باب مایکره للنساء من الطیب۔☆ کنز العمال ج۱۶ح۴۵۰۱۰۔

(۴۶) ترمذی ابواب الآداب، باب ماجاء فی طیب الرجال والنساء۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایکره من ذکر الرجل مایکون من اصابته اهله۔☆نسائی ج۔۸ کتاب الزینة، باب الفصل بین طیب الرجال وطیب النساء۔☆مسند احمد ج۲۔ص۵۴۱۔عن ابی هریرة۔☆کنزالعمال ج۱۶۔ح۴۴۸۷۹ اور حدیث نمبر۱۷۳۳۷۔

(۴۷) ترمذی ج۱ ابواب العیدین، باب فی خروج النساء الی العیدین۔☆بخاری ج۱۔کتاب العیدین، باب خروج النساء

والحیض الی المصلّٰی۔☆ بخاری ج ۱۔کتاب المناسک، باب تقضی الحائض المناسک کلھا الاالطواف۔دونوں مقام پر امرنا رسول اللہ ﷺ ہے۔ ☆مسلم ج ۱ کتاب العیدین فصل فی اخراج العواتق وذوات الخدور۔☆ ابوداؤد ج ۱۔کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء فی العید۔ اس میں بھی امرنا ہے۔☆نسائی ج ۱۔کتاب الحیض والاستحاضۃ باب شھود الحیض العیدین ودعوۃ المسلمین۔ عن ام عطیۃ اور کتاب العیدین ج ۳۔ خروج العواتق وذوات الخدور فی العیدین۔☆ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین۔ عن ام عطیۃ۔

(۴۸) السنن الکبری للبیھقی ج ۳۔کتاب صلاۃ العیدین باب خروج النساء الی العید، عن ام عطیۃ۔☆مجمع الزوائد ج ۲۔ ابواب العیدین کے تحت باب الخروج الی العید کے تحت اسی مفہوم کی روایت حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے۔☆مسند احمد ج ۵۔ص ۸۴۔ عن ام عطیۃ۔☆سنن دارمی ج ۱۔کتاب الصلاۃ باب خروج النساء فی العیدین۔ ☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲۔کتاب الصلوات باب من رخص فی خروج النساء الی العیدین کے تحت اسی مفہوم کی حدیث عن ام عطیۃ نقل کی ہے۔☆المصنف لعبدالرزاق ج ۳۔کتاب العیدین، باب خروج النساء فی الصلاۃ۔ عن ام عطیۃ۔

(۴۹) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین۔☆مصنف ابنِ ابی شیبۃ ج ۲۔کتاب الصلوات باب من رخص فی خروج النساء الی العیدین۔

(۵۰) بخاری ج ۱ ابواب العمرۃ، باب حج النساء۔

(۵۱) ابوداؤد ج ۲۔کتاب المناسک، باب فی المحرمۃ تغطی وجھھا۔☆مسند احمد ج ۶۔ص ۳۰ عن عائشۃؓ۔ مسند میں اسدلت ہے۔

(۵۲) ابن ماجہ کتاب المناسک، باب المحرمۃ تسدل الثوب علی وجھھا۔سنن دارقطنی ج ۲۔کتاب الحج۔ حدیث نمبر ۲۶۲۔عن عائشۃ ابن ماجہ والی روایت ہے۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۵۔کتاب الحج، باب المحرمۃ تلبس الثوب من علو فیستر وجھھا وتجافی عنہ عن عائشۃ۔

(۵۳) ابوداؤد ج ۲۔کتاب المناسک باب مایلبس المحرم۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج ۵۔کتاب الحج، باب المرأۃ لاتنتقب فی احرامھا ولاتلبس القفازین۔

(۵۴) مؤطا امام مالک ج ۱۔کتاب الحج، باب تخمیر المحرم وجھہ۔☆فتح الباری ج ۳۔کتاب الحج باب مایلبس المحرم عن الثیاب والاردیۃ والازر۔

(۵۵) فتح الباری ج ۳۔کتاب الحج باب مایلبس المحرم من الثیاب والاردیۃ والازُرِ۔

(۵۶) بخاری ج ۱ کتاب المناسک باب طواف النساء مع الرجال۔☆المصنف لعبد الرزاق ج ۵۔ باب طواف الرجال والنساء معاً۔ اس میں أبعد الحجاب ہے۔☆السنن الکبری للبیھقی ج ۵۔کتاب الحج، باب طواف النساء مع الرجال۔

(۵۷) فتح الباری ج ۳ کتاب الحج باب طواف۔

(۵۸) مؤطا امام مالک کتاب الحج باب تقدیم النساء والصبیان۔

(۵۹) بخاری ج ۱ کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنازۃ اورکتاب الاعتصام ج ۲ باب نھی النبی ﷺ علی التحریم الا

ماتعرف اباحته۔☆مسلم ج۱۔کتاب الجنائز، باب فی نهی النساء عن اتباع الجنائز من غیر عزیمة۔☆ ابوداؤد ج۳۔ کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز۔ عن ام عطیة۔☆ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ۵۰ باب ماجاء فی النهی عن زیارة القبور۔☆مسند احمد ج۶ص۴۰۸ عن ام عطیة۔ ☆بخاری ج۱کتاب الحیض باب الطیب للمرأة عند غسلها من المحیض۔عن ام عطیة۔☆مسلم ج۱۔کتاب الجنائز، باب فی نهی النساء عن اتباع الجنائز من غیرعزیمة۔ نهینا کی جگه ننهٰی عن اتباع بھی نقل کیاهے۔☆ السنن الکبریٰ ج۴۔ کتاب الجنائز، باب ماورد فی نهی النساء عن اتباع الجنائز۔ عن ام عطیة۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۳۔کتاب الجنائز، باب فی خروج النساء مع الجنازة من کرهه۔ عن ام عطیة۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۳۔کتاب الجنائز باب منع النساء اتباع الجنائز۔ عن ام عطیة۔

(۶۰) ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ۵۳، باب ماجاء فی البکاء علی المیت۔☆نسائی ج۴کتاب الجنائز، باب الرخصة فی البکاء علی المیت۔ عن ابی هریرةؓ۔

(۶۱) مؤطا امام مالك ج۱۔کتاب الجنائز النهی عن البکاء علی المیت۔☆نسائی ج۶۔کتاب الجهاد باب من خان غازیا فی اهله۔ عن جابر۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۴۔کتاب الجنائز، باب سیاق اخبار تدل علی جواز البکاء بعد الموت۔ عن ابی هریرة۔ اس روایت میں فزبرهن عمر وانتهرهن هے اور والعهد حدیث هے۔☆ المستدرك للحاکم ج۱۔کتاب الجنائز رخصة البکاء قبل الموت۔☆المستدرك حاکم ج۱ص۳۸۱۔

(۶۲) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۴۔ص۷۰۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج۳۔کتاب الجنائز باب من رخص ان تکون المرأة مع الجنازة والصیاح لایری به بأسًا۔

(۶۳) ترمذی ج۱۔ ابواب الجنائز باب ماجاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء۔☆ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ۵۰، ماجاء فی النهی عن زیارة النساء القبور۔ عن حسان بن ثابت، عن ابن عباس اور عن ابی هریرة۔☆مسند احمد ج۲۔ص۳۳۷۔ ج۳۔ص۴۴۳۔☆ابوداؤد ج۳۔کتاب الجنائز، باب فی زیارة النساء القبور۔ عن ابن عباس۔ ابوداؤد میں لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور هے۔ الخ۔ ☆السنن الکبری للبیهقی ج۴۔کتاب الجنائز، باب ماورد فی نهیهن عن زیارة القبور اس میں حسان بن ثابت، ابوهریرة اور ابن عباس تینوں سے مروی روایات مذکور هیں۔☆ المستدرك للحاکم ج۱۔کتاب الجنائز عن ابن عباس۔

(۶۴) ترمذی،ج۱۔ ابواب الجنائز باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور للنساء۔☆مجمع الزوائد ج۳۔کتاب الجنائز باب زیارة القبور عن ابن ابی ملیکة مجمع الزوائد میں بھی کنا کندمانی هے۔

(۶۵) بخاری،ج۱۔کتاب الجنائز، باب زیارة القبور۔☆مسلم ج۱۔کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الاولی۔

(۶۶) بخاری ج۱۔کتاب الجهاد، باب حمل الرجل امرأته فی الغزو دون بعض نسائه۔☆سنن دارمی ج۲۔کتاب الجهاد، باب فی خروج النبی ﷺ مع بعض نسائه فی الغزو۔ عن عائشةؓ۔

(۶۷) مسلم ج۲۔کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال۔☆ابوداؤد ج۳۔کتاب الجهاد، باب فی النساء یغزون۔ عن انس۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب السیر باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب۔ عن انس۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ السنن الکبری ج۹۔کتاب السیر باب شهود من لافرض علیه القتال۔ عن انس۔☆مجمع الزوائد ج۵۔ کتاب الجهاد، باب خروج النساء فی الغزو۔☆ المصنف لعبد الرزاق، ج۵۔کتاب الجهاد باب جهاد النساء

والقتل والفتک۔ الفاظ مختصر۔

(۶۸) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب جهاد النساء اور باب رکوب البحر۔☆مسلم ج۲۔ کتاب الامارة باب فضل الغزو فی البحر۔☆ابوداؤد ج۳۔کتاب الجهاد باب فضل الغزو فی البحر۔☆ ابن ماجه کتاب الجهاد، باب فضل غزو البحر۔ ام حرام۔☆سنن دارمی ج۲۔ کتاب الجهاد، باب فی فضل غزاة البحر۔ ام حرام بنت ملحان۔☆مؤطا امام مالک ج۲۔کتاب الجهاد الترغیب فی الجهاد۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۹۔کتاب السیر باب فضل من مات فی سبیل الله۔ عن انس بن مالک۔

(۶۹) بخاری ج ۱۔کتاب الجهاد، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال۔☆مسلم ج۲۔کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال۔ عن انس بن مالک۔☆ السنن الکبری ج۹۔کتاب السیر باب شهود من لافرض علیه القتال۔ عن انس۔

(۷۰) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب رد النساء الجرحی والقتلی۔

(۷۱) بخاری ج ۱، باب مداواة النساء الجرحی فی الغزو۔

(۷۲) مسلم ج۲۔کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال۔

(۷۳) مسلم ج۲۔کتاب الجهاد والسیر باب عدد غزوات النبی ﷺ۔☆ابن ماجه کتاب الجهاد، باب العبید والنساء یشهدون مع المسلمین۔ عن ام عطیة۔☆سنن دارمی ج۲۔کتاب الجهاد، باب فی النساء یغزون مع الرجال۔

(۷۴) مسلم ج۲۔کتاب الجهاد والسیر باب النساء الغازیات یرضخ لهن الخ۔

فصل ۲۲:

عائلی قوانین

(ذیل میں حکومت کے مقرر کردہ کمیشن برائے قوانین عائلہ کی طرف سے ۱۹۵۵ کے اواخر میں جاری کیا گیا تھا)

نکاح

سوال : کیا نکاح خوانی کا کام صرف حکومت کے مقرر کردہ نکاح خوانوں کے ذریعے ہونا چاہیے؟

جواب : جی نہیں، اسلامی معاشرے میں کسی قسم کی کہانت (Priesthood) کے لیے جگہ نہیں ہے۔ ہر مسلمان جس طرح نماز پڑھا سکتا ہے اسی طرح نکاح بھی پڑھا سکتا ہے۔ بلکہ زوجین خود بھی دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کر سکتے ہیں۔ نکاح خواں کا ایک نیا عہدہ از روئے قانون اگر مقرر کر دیا جائے تو لامحالہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرنی پڑے گی یا تو ہر اس نکاح کو باطل قرار دیا جائے جو سرکاری ''پادری'' کے بغیر کر لیا گیا ہو۔ یا پھر اسے جائز تسلیم کیا جائے۔ پہلی صورت میں شریعت اور قانون کے درمیان تضاد واقع ہو جائے گا، کیوں کہ شرعاً وہ نکاح صحیح ہوگا۔ اور دوسری صورت میں یہ قاعدہ مقرر کرنا فضول ہوگا۔

سوال : کیا نکاح رجسٹری کرانا لازمی ہونا چاہیے؟ اگر ایسا ہو تو اس کے لیے کیا طریق کار ہونا چاہیے اور اس کی خلاف ورزی کے لیے کیا اور کیسے سزا ہونی چاہیے؟

جواب : نکاحوں کو ایک پبلک رجسٹر میں درج کرانے کا انتظام مفید تو ضرور ہے، مگر اسے لازم نہ ہونا چاہیے۔ شریعت نے نکاح کے لیے جو قواعد مقرر کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نکاح کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہو، اور اس کو علی الاعلان کیا جائے تا کہ زوجین کے رشتہ داروں اور قریب کے حلقہ تعارف میں ان کا رشتہ معلوم ومعروف ہو جائے۔ نزاعات کی صورت میں اس طریقے سے نکاح کی شہادتیں بہم پہنچنا کچھ زیادہ مشکل نہیں رہتا۔ تاہم قیامِ شہادت میں مزید سہولتیں دو طریقوں سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کر کے عام طور پر شائع کر دیا جائے تا کہ لوگ نکاح سے متعلق تمام ضروری امور اس میں درج کر کے شہادتیں ثبت کرا لیا کریں۔ دوسرے یہ کہ ہر محلے اور بستی میں نکاحوں کا ایک رجسٹر رکھ دیا جائے تا کہ جو بھی اس میں نکاح کا اندراج کرانا چاہے کرا دے۔ لوگ بالعموم خود ہی اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے ان دونوں سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن اسے لازم کرنے میں دو قباحتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلاف ورزی کرنے والوں کو کوئی

نہ کوئی سزا دینی ہوگی۔ اور اس طرح خواہ مخواہ ایک نئے جرم کا اضافہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ غیر رجسٹری شدہ نکاحوں کو تسلیم کرنے سے عدالتوں کو انکار کرنا ہوگا۔ حالانکہ جو نکاح گواہوں کے سامنے کیا جائے وہ شرعاً منعقد ہو جاتا ہے اور عدالت اس کے وجود سے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ آیا آپ غیر رجسٹری شدہ نکاحوں سے پیدا ہونے والے بچوں کو ناجائز اولاد قرار دیں گے اور انہیں پدری جائداد کی وراثت سے بھی محروم کریں گے، اگر یہاں تک آپ نہیں جانا چاہتے تو رجسٹری کو قانوناً لازم کرنا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟

سوال : یہ معلوم کرنے کے لیے کہ زوجین میں سے ہر ایک نے کسی دباؤ کے بغیر اپنی رضامندی سے ایجاب وقبول کیا ہے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

جواب : قانونی اغراض کے لیے ایجابی طور پر یہ معلوم ہونا ضروری نہیں ہے کہ نکاح کے فریقین نے اپنی رضامندی سے نکاح کیا ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ کسی فریق نے دباؤ کے تحت بلا رضا ورغبت مجبوراً ایجاب وقبول کیا ہے۔ اس وقت تک ہر نکاح کے متعلق یہی فرض کیا جائے گا کہ وہ برضا ورغبت ہوا ہے۔ اسلام میں ایجاب وقبول لازماً دو گواہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ بالغ لڑکے کا نکاح اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک وہ گواہوں کے سامنے بالفاظ صریح اسے قبول نہ کرے۔ لڑکی کے لیے (اگر وہ باکرہ ہو) زبانی اقرار ضروری نہیں ہے، لیکن اگر وہ بآواز بلند روئے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح منظور نہیں۔ اس طرح شریعت نے خود رضامندی متحقق کرنے کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے، اور یہ بالکل کافی ہے۔ پس پردہ اگر لڑکے یا لڑکی پر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہو تو اس کا ثبوت مدعی کو لانا چاہیے قانون ایسے کسی دباؤ کے عدم کے لیے ثبوت کا طالب نہیں ہے، بلکہ اس کے وجود کا ثبوت مانگتا ہے، اگر کوئی اس کا دعویٰ کرے۔ دباؤ کے عدم کا ثبوت لازم کر دینے سے نہ صرف یہ کہ قانون کا منشا الٹ جائے گا بلکہ اس سے عملاً سخت مشکلات رونما ہوں گی۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک کمسنی کی شادیوں کو روکنے کے لیے یہ قانون بنانا ضروری ہے کہ شادی کے وقت مرد کی عمر ۱۸ر سال سے کم اور عورت کی ۱۵ر سال سے کم نہ ہو؟

جواب : کم سنی کی شادیاں روکنے کے لیے کسی قانون کی حاجت نہیں۔ اور اس کے لیے ۱۸ر سال اور ۱۵ر سال کی عمر مقرر کر دینا بالکل غلط ہے۔ ہمارے ملک میں ۱۸ر سال کی عمر سے بہت پہلے ایک لڑکا جسمانی طور پر بالغ ہو جاتا ہے، اور لڑکیاں بھی ۱۵ر سال سے پہلے جسمانی بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں۔ ان عمروں کو از روئے قانون نکاح کی کم سے کم عمر قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں اس سے کم عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کی صرف شادی پر اعتراض ہے، کسی دوسرے طریقے سے جنسی تعلقات پیدا کر لینے پر کوئی اعتراض نہیں۔ شریعتِ اسلام نے اس طرح کی مصنوعی حد بندیوں سے اسی لیے احتراز کیا ہے کہ یہ درحقیقت بالکل غیر معقول ہیں۔ اس کے بجائے یہ بات لوگوں کے اپنے ہی اختیار تمیزی پر چھوڑ دینی چاہیے کہ وہ کب نکاح کریں اور کب نہ کریں۔ لوگوں میں تعلیم اور عقلی نشو ونما کے ذریعہ سے جتنا زیادہ شعور پیدا ہوگا اسی قدر زیادہ صحیح طریقہ سے وہ اپنے اس اختیار تمیزی کو استعمال کریں گے، اور کم سنی کے نامناسب نکاحوں کا وقوع، جو اب بھی ہمارے معاشرے میں کچھ بہت زیادہ

نہیں ہے، روز بروز کم تر ہوتا چلا جائے گا۔ شرعاً ایسے نکاحوں کو جائز صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ بسا اوقات کسی خاندان کی حقیقی مصلحتیں اس کی متقاضی ہوتی ہیں۔ اس ضرورت کی خاطر قانوناً اسے جائز ہی رہنا چاہیے، اور اس کے نامناسب رواج کی روک تھام کے لیے قانون کے بجائے تعلیم اور عام بیداری کے وسائل پر اعتماد کرنا چاہیے، معاشرے کی ہر خرابی کا علاج قانون کا لٹھ ہی نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ کے نزدیک نکاح کے لیے عمروں کا یہ تعین از روئے قرآن کریم یا از روئے حدیثِ صحیح ممنوع ہے؟

جواب: نکاح کے لیے عمروں کے تعین کی کوئی صریح ممانعت تو قرآن وحدیث میں نہیں ہے، مگر کم سنی کے نکاح کا جواز سنت سے ثابت ہے اور احادیث صحیحہ میں اس کے عملی نظائر موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو چیز شرعاً جائز ہے اس کو آپ قانوناً حرام کس دلیل سے کرتے ہیں؟ آپ کا ایک عمر از روئے قانون مقرر کر دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس عمر سے کم میں اگر کوئی نکاح کیا جائے تو آپ اسے باطل قرار دیں گے اور ملکی عدالتیں اس کو تسلیم نہ کریں گی۔ کیا اسے ناجائز اور باطل ٹھیرانے کے لیے کوئی اجازت قرآن یا حدیث صحیح میں موجود ہے؟ دراصل یہ طرزِ سوال بہت ہی مغالطہ آمیز ہے۔ تعیین عمر صرف ایک ایجابی پہلو ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ایک سلبی پہلو بھی رکھتی ہے، اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آپ نکاح کے لیے محض ایک عمر مقرر کرنا چاہتے ہیں، بلکہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس عمر سے پہلے نکاح کرنے کو آپ حرام بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اس منفی پہلو کو نظر انداز کر کے صرف یہ پوچھنا کہ کیا اس کا مثبت پہلو ممنوع ہے، سوال کو ادھوری شکل میں پیش کرنا ہے۔ سوال کی تکمیل اس وقت ہوگی جب آپ ساتھ ساتھ یہ بھی پوچھیں کہ کیا ایک عمر خاص سے پہلے نکاح کو ناجائز ٹھیرانے کے حق میں کوئی دلیل قرآن یا کسی حدیث صحیح میں ملتی ہے؟

سوال: کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ معاہدۂ ازدواج میں ہر ایسی شرط درج ہو سکتی ہے جو اسلام اور اخلاق کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہو اور عدالت اس کے ایفاء پر مجبور کرے؟

جواب: اس سوال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ کیا ایسی شرطیں معاہدۂ ازدواج میں درج ہو سکتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتی ہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسی کچھ شرائط از روئے قانون معاہدۂ نکاح کا لازمی جز بنا دی جائیں اور حکومت کی طرف سے شائع کردہ معیاری نکاح نامے میں ان کو شامل کر دیا جائے۔ شریعت نے اس معاملے کو ہر انفرادی نکاح کے فریقین پر چھوڑا ہے اور انہیں اختیار دیا ہے کہ جو مباح شرطیں بھی وہ چاہیں آپس میں طے کر لیں۔ اس حد سے تجاوز کر کے بعض شرطوں کو قانون یا رواج کی حیثیت دے دینا اصول کے بھی خلاف ہے اور عملاً بھی اس سے بہت سی خرابیاں رونما ہو سکتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جو بات تجربے سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بالعموم کامیاب ازدواجی رشتے وہی ہوتے ہیں جن میں فریقین نے باہمی اعتماد پر معاملہ کیا ہو اور طرح طرح کی شرطوں سے ایک دوسرے کو باندھنے کی کوشش نہ کی ہو۔ شرطوں کی بندشیں عام طور پر الٹی خرابی پیدا کرتی ہیں۔ کیوں کہ ان کی بدولت رشتے کا آغاز ہی بے اعتمادی سے ہوتا ہے۔ مصنوعی شرطوں کو رائج کرنے کے لیے صرف یہ دلیل کافی نہیں کہ وہ اسلام اور اصول اخلاق کے خلاف نہیں ہیں۔ کسی چیز کے خلافِ اسلام اور خلافِ اخلاق نہ ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اسے ضرور کرنا چاہیے۔

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ کیا عدالتیں ایسی شرطوں کے ایفاء پر حکماً مجبور کرسکتی ہیں جو معاہدہ ازدواج میں درج ہوں اور خلافِ اسلام واخلاق نہ ہوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کی مقرر کردہ شرطوں کے سوا جتنی شرطیں بھی معاہدہ ازدواج میں درج کی گئی ہوں انہیں نافذ کرتے وقت عدالت کو صرف یہی نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ خلاف اسلام واخلاق نہیں ہیں، بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ طرفین کے انفرادی حالات میں وہ معقول اور منصفانہ بھی ہیں۔

سوال : کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ از روئے قانون یہ تسلیم کیا جائے کہ معاہدہ ازدواج میں یہ شرط ہوسکتی ہے کہ عورت کو بھی اعلانِ طلاق کا وہی حق حاصل ہوگا جو مرد کو حاصل ہے؟

جواب : اگر ایجاب وقبول کے وقت عورت یہ کہے کہ میں اپنے آپ کو تیرے نکاح میں اس شرط کے ساتھ دیتی ہوں کہ جب چاہوں اپنے اوپر طلاق وارد کرنے کی مختار ہوں گی، اور مرد اسے قبول کرلے تو قانوناً اس شرط کو صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ صورت تفویضِ طلاق کی ہے اور فقہاء نے اسے جائز رکھا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تفویض طلاق کا قانوناً جائز ہونا اور چیز ہے اور اسلامی معاشرے میں اسے رواج دینے کی کوشش کرنا اور چیز۔ اس کا قانونی جواز تو صرف اس بنا پر ہے کہ مرد کو شریعت نے طلاق کا جو اختیار دیا ہے اسے وہ اپنی طرف سے نیابۃً یا وکالۃً جسے چاہے سونپ سکتا ہے اور عورت کو بھی وہ تفویض کرسکتا ہے۔ لیکن اس کی ترویج اور ہر معاہدۂ نکاح میں اس شرط کو شامل کرنے کی کوشش قطعاً اسلام کے منشا کے خلاف ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان حقوق واختیار کا جو تناسب قائم کیا ہے اس کا یہ فطری اور منطقی تقاضا ہے کہ زوجین میں سے صرف مرد ہی طلاق کا مختار ہو۔ اس نے مہر اور زمانہ عدت کا نفقہ اور چھوٹے بچوں کے زمانہ رضاعت وحضانت کا خرچ کلیۃً مرد پر ڈالا ہے، اس لیے مرد مجبور ہے کہ طلاق کا اختیار استعمال کرنے میں احتیاط سے کام لے، کیونکہ اس کا پورا مالی نقصان اسی کو برداشت کرنا ہوگا۔ بخلاف اس کے عورت پر کوئی ذمہ داری اس نے عائد نہیں کی ہے بلکہ طلاق کے نتیجے میں اسے کچھ لینا ہی ہوتا ہے، دینا کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ اختیارِ طلاق کے استعمال میں سخت بے احتیاطی کرسکتی ہے، بلکہ ذرا سے اشتعال پر بھی بے تکلف طلاق دے سکتی ہے۔ ان وجوہ سے عورت کی طرف اس اختیار کو منتقل کردینا اس اسکیم کے بالکل خلاف ہے جو اسلام نے اپنے ازدواجی قانون میں پیشِ نظر رکھی ہے۔ اس غلط طریقے کو اگر رائج کیا گیا تو معاشرے میں اس کے بہت برے نتائج رونما ہوں گے اور ہم کثرت طلاق کی ایک ایسی وبا سے دوچار ہوجائیں گے جس سے اب تک ہمارا معاشرہ محفوظ رہا ہے۔

سوال : ہمارے معاشرے کے بعض طبقوں میں دختر فروشی کا مکروہ رواج پایا جاتا ہے۔ اس کے انسداد کے لیے آپ کے نزدیک کس قسم کا اقدام مناسب ہوگا تاکہ والدین یا ولی لڑکی کو نکاح میں دیتے ہوئے رقمیں وصول نہ کرسکیں؟

جواب : یہ ایک نہایت مکروہ رسم ہے۔ اسے قانوناً جرم ٹھیرا دینا چاہیے اور ان لوگوں کے لیے قید یا جرمانے کی سزا تجویز کرنی چاہیے جو لڑکیوں کو اس طرح فروخت کرتے ہیں۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک مناسب ہوگا کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کیا جائے اور نکاح کے تمام اندراجات اس کے مطابق ہوں؟

جواب : یہ عین مناسب ہے۔ ماہرین فقہ کے مشورے سے اس طرح کا ایک نکاح نامہ ضرور مرتب ہونا چاہیے، بلکہ اس کے ساتھ ازدواجی قانون کے ضروری احکام بھی منسلک ہونے چاہئیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے لوگ بالعموم غلطیاں کرتے ہیں۔

طلاق

سوال : اگر کوئی شوہر بیک وقت تین طلاقیں دے تو کیا آپ کے نزدیک اسے قطعی مغلظہ شمار کیا جائے یا تین طہروں میں تین طلاقوں کے اعلان کے بغیر جیسا کہ قرآن میں ہدایت کی گئی ہے، یہ مغلظہ شمار نہ ہو؟

جواب : ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ تین طلاق اگر بیک وقت دیے جائیں تو وہ تین ہی طلاق شمار ہوں گے۔ اور میرے نزدیک یہی صحیح تر بات ہے، اس لیے میں یہ مشورہ نہیں دے سکتا کہ اس قاعدے میں کوئی تغیر کیا جائے۔ لیکن یہ امر مسلم ہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے کیوں کہ یہ اس صحیح طریقے کے خلاف ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے طلاق دینے کے لیے سکھایا ہے۔ اس لیے اس غلط طریقے کی روک تھام ضرور ہونی چاہیے۔ میری رائے میں اس غرض کے لیے حسبِ ذیل تدابیر مناسب ہوں گی:

〈ا〉 مسلمانوں کو عام طور پر طلاق کے صحیح طریقے سے واقف کرایا جائے، اس کی حکمتیں اور اس کے فوائد سمجھائے جائیں، اور اس کے مقابلے میں طلاقِ بدعی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے، نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اس غلط طریقے سے طلاق دینے والا گناہ گار رہتا ہے۔ یہ چیز تعلیم کے نصاب میں بھی شامل ہونی چاہیے، ریڈیو اور پریس کے ذریعہ سے بھی نشر ہونی چاہیے، اور نکاح ناموں کے ساتھ جو احکام منسلک ہوں ان میں بھی اسے درج ہونا چاہیے۔

〈ب〉 دستاویز نویسوں کو حکماً تین طلاق کی دستاویز لکھنے سے منع کر دیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے جرمانہ کر دیا جائے۔

〈ج〉 بیک وقت تین طلاق دینے والوں کے لیے بھی سزائے جرمانہ مقرر کر دی جائے۔ اس کے لیے ہمارے پاس حضرت عمرؓ کے عمل کی نظیر موجود ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب کبھی مجلسِ واحد میں تین طلاق دینے کا مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوتا وہ طلاق کو نافذ کرنے کے ساتھ طلاق دینے والے کو سزا بھی دیتے تھے۔

سوال : کیا طلاقوں کا رجسٹری کرانا لازمی قرار دیا جائے؟

جواب : طلاق کی رجسٹری کا انتظام تو ضرور ہونا چاہیے مگر وہ صرف اختیاری ہونی چاہیے۔ لازم قرار دینے میں متعدد قباحتیں ہیں۔ عدالتوں میں ہر اس طلاق کو تسلیم کیا جانا چاہیے جس کی شہادت بہم پہنچے، یا طلاق دینے والا جس کا اقرار کرے قطع نظر اس سے کہ وہ رجسٹری شدہ ہو یا نہیں۔

سوال : اگر طلاق کی رجسٹری نہ ہو تو آپ کے نزدیک اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟

جواب : رجسٹری نہ کرانے کے لیے کسی سزا کی حاجت نہیں۔

سوال : کیا مختلف علاقوں کے لیے مصالحتی مجالس مقرر کی جائیں اور کسی طلاق کو اس وقت تک صحیح تسلیم نہ کیا جائے جب تک کہ فریقین ان مجالس کی طرف رجوع نہ کر چکے ہوں جن میں زوجین کے خاندانوں کی طرف سے بھی ایک ایک حکم شامل ہو؟

جواب : اس طرح کی مصالحتی مجالس تو ضرور قائم ہونی چاہئیں، اور عدالتوں کے لیے بھی یہ قاعدہ مقرر کرنا چاہیے کہ وہ ازدواجی نزاعات کا فیصلہ کرنے سے پہلے قرآن مجید کے مقرر کردہ طریقہ تحکیم پر عمل کریں، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جس طلاق کا معاملہ مصالحتی مجالس یا خاندانی حکموں کے سامنے نہ گیا ہو اس کو سرے سے تسلیم ہی نہ کیا جائے۔ شریعت کی رو سے ہر وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے جس میں طلاق کے ارکان وشروط پائے جائیں۔ اس کے وقوع کی شرائط میں شرعاً یہ چیز شامل نہیں ہے کہ آدمی کسی حکم یا مصالحتی مجلس سے رجوع کرے۔ اب اگر ایسی طلاق کو جو شرعاً واقع ہو چکی ہو، عدالتیں تسلیم نہ کریں تو لوگ سخت پیچیدگی میں پڑ جائیں گے اور یہ قاعدہ اسلامی شریعت سے متناقض ہو جائے گا۔

سوال : کیا ''ازدواجی وعائلی عدالت'' کو مطلقہ کے مطالبے پر یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ مطلقہ کو تاحین حیات یا تاعقدِ ثانی نفقہ دلوائے؟

جواب : یہ بات شریعت کے خلاف بھی ہوگی اور انصاف کے خلاف بھی۔ قرآن اور حدیث میں وہ صورتیں معین کر دی گئی ہیں جن میں ایک مطلقہ عورت طلاق دینے والے شوہر سے نفقہ پانے کی حق دار ہوتی ہے اور یہ بھی طے کر دیا گیا ہے کہ ان مختلف صورتوں میں وہ کتنی مدت کے لیے حق دار رہتی ہے۔ تاحین حیات تاعقدِ ثانی نفقہ پانے کا استحقاق اس شرعی ضابطے کے خلاف ہوگا۔ اور عقل بھی یہ نہیں مانتی کہ ایک شخص جو ایک عورت کو طلاق دے چکا ہے اور جو اس سے اب کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کا حق دار نہیں ہے، مدت العمر یا تاعقدِ ثانی اس کے مصارف کا بار اٹھانے پر مجبور کیا جائے۔ یہ چیز خود عورتوں کی اخلاقی پوزیشن کو بھی گرا دینے والی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خود دار اور شریف عورت یہ بات کبھی گوارا کر سکتی ہے کہ وہ ایک غیر شخص سے، جس کی بیوی وہ نہیں رہی ہے اپنے مصارف کی کفالت کرائے۔ ایسا ضابطہ اپنے قوانین میں درج کر کے ہم اپنے معاشرے کے طبقہ اناث کی عزت پر بری طرح حرف لائیں گے، اور اس کا فائدہ صرف وہ چند عورتیں ہی اٹھائیں گی جو اپنے وقار کی بہ نسبت مال کو زیادہ اہمیت دینے والی ہوں۔

عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق

سوال : کیا آپ ڈیسولیوشن آف میرج ایکٹ ۱۹۳۹ء (انفساخ نکاح مسلمین ۱۹۳۹ء) کی تمام دفعات کو جامع اور تشفی بخش سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک اس میں اضافہ وترمیم ہونی چاہیے؟

جواب : مذکورہ ایکٹ میرے سامنے نہیں ہے اس لیے میں اس پر کوئی اظہار رائے نہیں کر سکتا۔ اچھا ہوتا کہ اس سوال نامے کے ساتھ اس ایکٹ کی نقل بھی شامل ہوتی۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ خلع کے متعلق مجلس آئین ساز واضح اور غیر مبہم قانون وضع کرے؟

جواب : مناسب یہ ہوگا کہ صرف خلع ہی کے متعلق نہیں بلکہ تمام ازدواجی معاملات کے متعلق اسلامی احکام ایک کتابچہ کی صورت میں مدون (Codify) کردیے جائیں اور اس غرض کے لیے علماء اور تجربہ کار قانون دانوں کی ایک کمیٹی بنادی جائے۔

تعدّد ازواج

سوال : قرآن کریم میں تعدد ازواج کی بابت ایک ہی آیت (۴:۴) ہے جو حقوق یتامیٰ کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے۔کیا آپ کے نزدیک جہاں حقوق یتامیٰ کا سوال نہ ہو وہاں تعدد ازواج کو ممنوع کیا جاسکتا ہے؟

جواب : یہ خیال غلط ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت کا حکم حقوق یتامیٰ کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ رائے بھی غلط ہے کہ جہاں حقوق یتامیٰ کا سوال نہ ہو وہاں تعدد ازواج کو ممنوع کیا جاسکتا ہے۔قرآن مجید میں بکثرت مثالیں ایسی موجود ہیں جن میں ایک حکم بیان کرنے کے ساتھ ان حالات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں اس حکم کے بیان کی حاجت پیش آئی ہے، یا جن میں اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے، یا جن سے وہ حکم متعلق ہے۔اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا اور کسی قانون داں آدمی سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس سے یہ نتیجہ نکالے گا کہ ایسا ہر حکم صرف انہی حالات کے ساتھ ''وابستہ'' ہے جن کا ذکر کردیا گیا ہے، اور دوسرے تمام حالات میں اس حکم پر عمل کرنا یا اس اجازت سے فائدہ اٹھانا ممنوع ہے۔مثال کے طور پر سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۳ رمیں فرمایا گیا ہے کہ ''اگر تم سفر پر ہو اور (قرض کی دستاویز لکھنے کے لیے) تم کو کاتب نہ ملے تو پھر رہن باقبضہ ہونا چاہیے۔'' کیا قانون کی سمجھ رکھنے والا کوئی آدمی اس کا یہ مطلب لے سکتا ہے کہ اسلامی شریعت میں رہن بالقبض کا جواز صرف سفر اور کاتب نہ ملنے کی حالت کے ساتھ وابستہ ہے؟ اسی طرح سورۂ نساء کی آیت ۲۳ میں جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام کیا گیا ہے ان میں سوتیلی بیٹی کی حرمت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: ''اور تمہاری وہ پروردہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں تمہاری ان بیویوں سے جن کے ساتھ تم ہم بستر ہو چکے ہو۔'' کیا اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ سوتیلی بیٹی کی حرمت صرف اس حالت کے ساتھ وابستہ ہے جب کہ اس نے سوتیلے باپ کے گھر میں پرورش پائی ہو؟ ان مثالوں سے یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ تعدد ازواج کی اجازت جس آیت میں بیان ہوئی ہے اس کے ساتھ حقوقِ یتامیٰ کی حفاظت کا ذکر کرنے کا مقصد اس اجازت کو صرف اسی حالت کے ساتھ وابستہ کردینا نہیں ہے جب کہ یتامیٰ کا کوئی معاملہ درپیش ہو۔بلکہ اگر اس موقع و محل کو دیکھا جائے جس میں یہ آیت آئی ہے تو نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلتا ہے۔تعدد ازواج اس آیت کے نزول سے پہلے عرب میں رائج تھا، نبی ﷺ خود متعدد بیویاں رکھتے تھے، اور بکثرت صحابہ کرامؓ کے گھروں میں ایک سے زائد بیویاں تھیں۔قرآن میں اس کی کوئی ممانعت نہ آنا بجائے خود اس رواج کے جواز کے لیے کافی دلیل تھا۔اس لیے یہ آیت دراصل تعدد ازواج کی اجازت دینے کے لیے نازل ہی نہیں ہوئی تھی، بلکہ جنگِ احد کے بعد اس کے نزول کا مقصد مسلمانوں کو یہ رہنمائی دینا تھا کہ جنگِ احد کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کی شہادت سے یتامیٰ کی پرورش کا جو مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔اس پر پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، اس مسئلے کو تم لوگ تعدد ازواج کے طریقے سے حل کرسکتے ہو جو پہلے ہی سے تمہارے لیے جائز ہے۔اس طرح اس آیت نے کوئی نئی اجازت نہیں دی ہے بلکہ پہلے سے جو اجازت عملاً چلی آرہی تھی اس سے ایک خاص

اجتماعی مسئلے کو حل کرنے میں مدد لینے کی تلقین کی ہے۔ البتہ نئی بات اس میں صرف یہ تھی کہ پہلے تعدد ازواج غیر مقید تھا، اور اب اس کو زیادہ سے زیادہ چار کی حد کے ساتھ مقید کر دیا گیا۔ اس پس منظر سے جو شخص واقف ہو وہ کبھی اس غلط فہمی میں نہیں پڑ سکتا کہ اس آیت میں تعدد ازواج کی پہلی مرتبہ اجازت دی گئی تھی اور اس اجازت کو صرف اس حالت کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا تھا جب کہ یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت کے لیے اس سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پیش آئے۔

سوال: کیا آپ کے نزدیک یہ لازمی ہونا چاہیے کہ عقد ثانی کا ارادہ رکھنے والا شخص عدالت سے اجازت حاصل کرے؟

جواب: شریعت نے عقد اول اور عقدِ ثانی و ثالث و رابع میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ ان سب کی کھلی اجازت ہے۔ اگر عقد اول کسی عدالت کے ساتھ مشروط نہیں ہوسکتا تو ثانی کیا، ثالث و رابع بھی نہیں ہوسکتا۔ اس طرح کی تجویز صرف اسی صورت میں قابلِ غور ہوسکتی ہے جب کہ پہلے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ایک سے زائد نکاح کرنا ایک برائی ہے جس کو اگر روکا نہ جاسکے تو کم از کم اس پر پابندیاں ہی عائد ہونی چاہییں۔ یہ نقطۂ نظر رومن لاء کے فلسفۂ قانون کا ہے نہ کہ اسلام کے فلسفۂ قانون کا۔ اس لیے اسلامی قانون کی بحث میں ایسی تجویزیں لانا جن کا بنیادی تصور ہی اسلام کے تصور سے مختلف ہو اصولاً بالکل غلط ہے۔

سوال: کیا آپ کے نزدیک یہ قانون ہونا چاہیے کہ عدالت یہ اجازت اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ درخواست دہندہ دونوں بیویوں اور ان کی اولاد کی اس معیارِ زندگی کے مطابق کفالت کر سکتا ہے جس کے وہ عادی ہیں؟

جواب: اوپر کے جواب کے بعد یہ سوال آپ سے آپ خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز کی بعض کمزوریوں کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔ اس میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ عدالت عقدِ ثانی کی اجازت صرف اس صورت میں دے جب کہ ایک شخص دو بیویوں اور ان کی اولاد کی کفالت کر سکتا ہو۔ سوال یہ ہے کہ جو شخص ایک بیوی اور اس کی اولاد کی بھی کفالت نہ کر سکتا ہو اسے نکاح کی کھلی چھٹی کیوں ملی رہے؟ کیوں نہ ہر شخص کے عقدِ اول کا معاملہ بھی عدالت کی اجازت سے مشروط ہو اور اس کے لیے بھی یہ قید نہ لگا دی جائے کہ جب تک نکاح کا ہر خواہش مند عدالت کو اپنی مالی پوزیشن کے متعلق اطمینان نہ دلا دے اس وقت تک کسی کو نکاح کی اجازت نہ دی جائے؟ پھر یہ عجیب بات ہے کہ محبت اور سنجوگ اور خاندانی زندگی کے لطف و اطمینان کا ہر سوال نظر انداز کر کے صرف اس ایک سوال کو نکاح ثانی کے معاملے میں اہمیت دی گئی ہے کہ یہ کام کرنے والا دو بیویوں اور ان کی اولاد کے مالی بار کا متحمل ہو سکے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عقدِ ثانی غریب اور متوسط طبقے کے لیے تو ممنوع ہو، مگر اونچے طبقے کے لیے یہ حق پوری طرح محفوظ رہے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ کمزوری اس میں یہ ہے کہ عدالت صرف یہ دیکھ کر ایک شخص کو نکاح ثانی کی اجازت دے دے گی کہ وہ دو بیویوں اور ان کی اولاد کا متکفل ہوسکتا ہے، حالانکہ محض متکفل ہوسکنا عملاً متکفل ہونے کے لیے کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہمارے سامنے بکثرت مثالیں ایسے لوگوں کی موجود ہیں جو بڑی بڑی آمدنیاں رکھتے ہیں اور ایک بیوی کو نذرِ تغافل کیے رکھتے ہیں۔ عدالتوں کی اجازت کی قید ان خرابیوں کا آخر کیا سدِ باب کرتی ہے؟ ایسی خام تجویزوں کے بجائے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم شریعت کے اس قاعدے ہی پر

اکتفا کریں کہ ایک شخص ایک سے زائد نکاح کرنے کے معاملہ میں اپنی مرضی کا مختار ہو اور جس بیوی کو بھی اس سے کسی نوع کی بے انصافی کا شکوہ ہو اس کی دادرسی کے لیے عدالت کا دروازہ کھلا رہے۔

سوال: کیا یہ قانون ہونا چاہیے کہ دوسری شادی کرنے لے کی کم از کم نصف تنخواہ پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو عدالت دلوائے؟

اور جب لوگ تنخواہ دار نہیں بلکہ دوسرے ذرائع آمدنی رکھتے ہیں ان سے عدالت ضمانت لے کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم نصف پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو دیتے رہیں گے؟

جواب: یہ تجویز بالکل غلط ہے۔ ایک آدمی لازماً صرف اپنے ہی بال بچوں کا کفیل نہیں ہوتا، بلکہ والدین، چھوٹے بہن بھائی اور دوسرے مستحق اعزہ بھی بہت سے لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں جن کی انہیں خدمت اور کفالت کرنی ہوتی ہے۔ اس صورت میں یہ ضابطہ بنا دینا کہ دوسری شادی کرنے والے کی کم از کم نصف آمدنی ضرور پہلی بیوی کو دلوائی جائے سراسر بے انصافی ہے۔ پھر اگر پہلی بیوی بے اولاد اور دوسری صاحبِ اولاد، تو یہ کس اصول انصاف کا تقاضا ہے کہ شوہر کی آدھی آمدنی بے اولاد بیوی کے لیے مخصوص کر دی جائے اور دوسری بیوی اولاد سمیت بقیہ نصف مین گزر کرے؟ شریعت ایسے اندھے ضابطے بنانے کے بجائے یہ قاعدہ مقرر کرتی ہے کہ بیویوں کے درمیان شوہر خود عدل کرے، اور اگر کسی بیوی کی طرف سے بے انصافی کی شکایت عدالت میں آئے تو قاضی اس خاندان کے حالات کو دیکھ کر مناسب صورت تجویز کر دے۔

مہر

سوال: کیا آپ کے نزدیک یہ قانون بن جانا چاہیے کہ معاہدۂ ازدواج میں جو مہر مقرر کیا گیا ہے خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو وہ شوہر کے لیے واجب الادا ہے؟

جواب: مہر تو شرعاً ہے ہی واجب الادا چیز۔ اس کے لیے الگ قانون بنانے کی کیا حاجت ہے؟ البتہ اگر اس کا مطلب ایسا قانون بنانا ہے کہ ہر مقدار مہر لازماً ہر حال میں واجب الادا ہو، تو یہ قرآن کے بھی خلاف ہے اور عقل وانصاف کے بھی خلاف۔ قرآن عورت کو مہر معاف کرنے کا حق بھی دیتا ہے، اور مہر میں کمی قبول کرنے کا حق بھی۔ نیز اگر مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ ہو، یا بعد میں کسی وقت شوہر کے مالی حالات ایسے ہو جائیں کہ وہ کسی طرح ایک گراں قدر مہر ادا کرنے کے قابل نہ رہے، یا کسی عقد نکاح میں ایسا مہر بندھوالیا گیا ہو جسے کوئی شخص بھی معقول نہ تسلیم کر سکتا ہو، تو ایسی صورتوں میں عدالت یا پنچوں کے لیے مناسب رقم پر راضی نامہ کرا دینے کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے۔

سوال: کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ مطالبۂ مہر کے لیے از روئے قانون کسی مدت کی تحدید نہ ہو؟

جواب: مہر کی وصولی کے لیے مدت کا تعین اور عدم تعین فریقین کی باہمی قرارداد پر منحصر ہے۔ اس معاملے میں قانون کو کسی مداخلت کی ضرورت نہیں۔

سوال : اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر نکاح نامے میں ادائے مہر کی صورت کا کوئی تعین نہ ہو تو نصف مہر معجّل (عندالطلب) اور نصف غیر موجل (بعد انفساخ نکاح یا وفات شوہر یا بصورت طلاق) شمار ہو؟

جواب : ایسی صورت میں سارا مہر عندالمطالبہ واجب الادا ہونا چاہیے۔ البتہ اگر عدالت یہ دیکھے کہ مقدار مہر فی الواقع شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ رکھی گئی ہے تو وہ انصاف کو ملحوظ رکھ کر ادائیگی مہر کے لیے کوئی مناسب صورت تجویز کر سکتی ہے۔ اس معاملہ میں قانون بنا کر عدالتوں کے ہاتھ باندھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔

حضانت ـــــ پرورش

سوال : موجودہ قانون کی رو سے بچوں کی حضانت کا حق ماں کو خاص عمروں تک حاصل ہے۔ یعنی لڑکا ہو تو سات سال، اور لڑکی ہو تو بلوغ تک۔ حضانت کے لیے عمروں کا یہ تعین نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں، بلکہ یہ بعض فقہاء کا اجتہاد ہے۔ کیا آپ کے نزدیک اس میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے؟

جواب : اس معاملے میں صحیح بات یہ ہے کہ بچوں کا مفاد ہر دوسری چیز پر مقدم ہے۔ ہر انفرادی مقدمے میں حالات کو دیکھتے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ماں اور باپ میں سے جس کی حضانت بھی زیادہ موزوں نظر آئے اسے ترجیح دی جائے۔ کسی ایک کے حق میں قانون بنا دینا مناسب نہیں ہے۔ البتہ قانوناً یہ لازم ہونا چاہیے کہ جس فریق کی حضانت میں بھی بچے دیے جائیں وہ دوسرے فریق سے ان کے ملنے میں مزاحم نہ ہو۔ مشہور فقہاء میں سے علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی رائے بھی وہی ہے جو میں نے اوپر عرض کی ہے۔

بیوی بچوں کا گزارہ

سوال : کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کوئی شوہر کسی معقول وجہ کے بغیر بیوی کو گزارہ نہ دے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ خاص ''ازدواجی و عائلی عدالت'' میں اس پر دعویٰ دائر کر سکے؟

جواب : جی ہاں!

سوال : موجودہ کریمنیل پروسیجر کوڈ (ضابطہ فوجداری) کی دفعہ ۴۸۸ کے مطابق بیوی عدالت فوجداری میں نفقے کا دعویٰ کر سکتی ہے لیکن عدالت فوجداری زیادہ سے زیادہ سو روپے ماہانہ دلوا سکتی ہے۔ کیا آپ اس مقدار کے اضافے کے حق میں ہیں؟

جواب : جی ہاں! عدالت کو یہ حق ہونا چاہیے کہ زوجین کی حیثیت کے مطابق نفقہ دلوائے۔ کسی خاص مقدار کا تعین ازروئے قانون کر دینا مناسب نہیں۔

سوال : کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایک بیوی گزشتہ تین سال تک کے نفقے کا مطالبہ کر سکے؟

جواب : تین سال کی قید صحیح نہیں ہے۔ جب سے شوہر نے بیوی کو نفقہ سے محروم کر رکھا ہو اسی وقت سے اس کا نفقہ دلوانا چاہیے۔

سوال : کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اگر بیوی نے نکاح نامے میں میعاد نفقہ کے متعلق خاص شرط لکھوالی ہو تو اسے محض مدت عدت تک ہی نہیں بلکہ مدت مشروطہ تک نفقہ ملے؟

جواب : نکاح کے وقت اکثر ایسا ہوتا ہے کہ برادری اور خاندان کے دباؤ سے، یا لحاظ مروت کی بنا پر غیر معقول شرائط تسلیم کر لی جاتی ہیں۔ اس طرح کی شرطوں کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔ نفقہ کا جائز حق ایک عورت کو جس حد تک حاصل ہے اس سے زیادہ کی کوئی شرط اگر معاہدہ نکاح میں لکھوالی گئی ہو تو اسے ازروئے قانون نافذ نہیں ہونا چاہیے۔

تولیت املاک

سوال : کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ باپ کی عدم موجودگی میں عدالت ماں کو بچوں کی املاک کی متولیہ قرار دے بشرطیکہ عدالت کے نزدیک اس کا تقرر بچوں کی بہبود اور املاک کے تحفظ کے منافی نہ ہو؟

جواب : یہ اس صورت میں ہونا چاہیے جب کہ بچوں کے مفاد کی حفاظت کے لیے ماں کو متولی بنانا ضروری ہو، مثلاً خاندان میں کوئی ایسا مرد موجود نہ ہو جو متولی بن سکتا ہو، یا موجود تو ہو مگر اس کے ہاتھ میں تولیت دینے سے بچوں کے مفاد کو خطرہ ہو۔

سوال : کیا آپ یہ قانون بنانے کے حق میں ہیں کہ نابالغوں کی املاک کے متولی کو یہ اختیار حاصل نہ ہو کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیر املاک کو فروخت یا رہن کر سکے؟

جواب : یہ تجویز بالکل مناسب ہے۔

وراثت اور وصیّت

سوال : (۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ اگر پاکستان کے کسی حصے میں ابھی تک وراثت اور وصیت کے بارے میں شرعی قوانین پر عمل نہیں ہو رہا تو بلا تاخیر قانون وضع کیا جائے کہ اس بارے میں شرعی قوانین ہر حصہ ملک پر عائد ہوں؟

(۲) موجودہ قانونی ضابطے کی پیچیدگی کے پیش نظر عورتوں کی مجبوریوں کو رفع کرنے کے لیے کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ جب کبھی وراثت کے معاملے میں عورت مدعیہ ہو تو معمولی سول کورٹ اس کا مقدمہ عجلت انفصال کے لیے ازدواجی وعائلی عدالت میں منتقل کر دے؟

جواب : دونوں تجویزیں مناسب ہیں۔

سوال : کیا قرآن کریم میں کوئی نصِ صریح موجود ہے یا کسی صحیح حدیث میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ یتیم پوتے، پوتی یا نواسے نواسی کو بہرحال محروم الارث کر دیا جائے؟

جواب : یہ مسئلہ ان اصولی احکام سے خود بخود نکلتا ہے جو قرآن وحدیث میں تقسیم میراث کے متعلق دیے گئے ہیں۔ اور اس کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ردوبدل کر کے یتیم پوتے پوتی یا نواسے نواسی کو وارث بنانے کی جو صورت بھی تجویز کی جائے اس سے قانون میراث کا وہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے جو قرآن وسنت کے اصولی احکام پر مبنی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ فقہائے اسلام شروع سے آج تک اس پر متفق رہے ہیں۔ یہاں چوں کہ اس مسئلے کی پوری توضیح ممکن نہیں ہے اس لیے میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ جماعت اسلامی کے شائع کردہ پمفلٹ ''پوتے کی وراثت کا مسئلہ'' صفحہ ۹ تا ۴۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی ایک کاپی اس جواب کے ساتھ ارسال کی جارہی ہے۔

سوال : کیا ایسا قانون بنانا جائز ہوگا کہ ایک مسلمان کسی جائیداد کو کسی کے نام اس شرط پر منتقل کردے کہ جسے منتقل کی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ جائیداد منتقل کرنے والے یا اس کے ورثاء کی طرف عود کر آئے گی؟

جواب : اسلامی فقہ میں اس کے لیے ''عمریٰ'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، اور اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ جو جائداد اس طرح منتقل کی گئی ہو وہ پھر منتقل کرنے والے یا اس کے ورثاء کی طرف عود نہیں کرسکتی خواہ انتقال کی دستاویز میں صریح طور پر یہ شرط درج ہی کیوں نہ کردی گئی ہو کہ وہ معمر کی وفات کے بعد معمر یا اس کے ورثاء کو واپس مل جائے گی۔ بخلاف اس کے امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جو جائداد معمر کو صرف حین حیات کے لیے دی گئی ہو وہ آپ سے آپ اس کی وفات کے بعد معمر یا اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے گی الّا یہ کہ معمر نے تصریح کردی کہ وہ اسے اور اس کے وارثوں کو دی گئی ہے۔ اس بارے میں احادیث زیادہ تر پہلے ہی قول کے حق میں ہیں اور غائر نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی قول صحیح ہے۔ جس جائداد کے ساتھ ایک شخص کا مفاد صرف حین حیات تک وابستہ ہو وہ آخر عمر میں آکر اس سے دلچسپی لینا چھوڑ دیتا ہے اور اس کی اولاد بھی جانے والی چیز سے غفلت برتنے لگتی ہے۔ اس طرح حین حیات کا ہبہ ضیاع مال کا موجب ہوتا ہے، اور جب اصل مالک یا اس کی اولاد کو جائداد تباہ شدہ حالت میں ملتی ہے تو اسے بھی شکایت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے شریعت کا منشا یہ ہے کہ ہبہ کیا جائے تو مستقل طور پر کیا جائے ورنہ حین حیات کے ہبہ سے نہ کرنا بہتر ہے۔ اس منشا کی توضیح اس حدیث سے ہوتی ہے کہ اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ اَمْوَالَكُمْ وَلَاتُفْسِدُوْهَا، فَمَنْ اَعْمَرَ عُمْرىٰ فَهِيَ لِلَّذِىْ اُعْمِرَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَلِعَقِبِهٖ (احمد، مسلم) ''اپنے اموال اپنے ہی پاس رکھو اور ان کو برباد نہ کرو۔ جو شخص کسی کو حین حیات کے لیے کچھ دے تو وہ چیز اس کی ہے جس کو وہ دی گئی، اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی، اور وہ اس کے بعد اس کے پس ماندوں کے پاس رہے گی۔''

سوال : کیا آپ کی رائے میں وقف علی الاولاد ایکٹ ۱۹۱۳ء میں بغرض اصلاح اس ترمیم کی ضرورت ہے کہ وقف شدہ جائداد کے اضافۂ قیمت یا دیگر مفاد کی خاطر بہ اجازتِ عدالت اسے فروخت یا تبدیل کیا جائے یا کسی اور مفید طریق پر عمل ہو سکے؟

جواب : یہ ایکٹ اگر بالکل ہی ختم کردیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ مختلف اعتبارات سے یہ مضر اور پیچیدگیوں کا موجب ہے، اور اسلامی شریعت میں اس کے لیے کوئی مضبوط بنیاد بھی نہیں ہے۔

انفساخِ نکاح بذریعہ عدالت

سوال : قانون انفساخِ نکاح کے سیکشن (۲) میں جو وجوہِ انفساخ درج ہیں کیا آپ کے نزدیک ان میں اضافے یا کمی کی ضرورت ہے؟

جواب : یہ قانون میرے سامنے نہیں ہے اس لیے اس سوال کا جواب دینے سے معذور ہوں۔ بہتر ہوتا کہ سوال نامے کے ساتھ اس کی متعلقہ دفعہ بھی منسلک ہوتی۔

سوال : کیا ایسا قانون وضع ہونا چاہیے کہ اگر عورت انفساخ نکاح کا مطالبہ کرے اور عدالت کی رائے میں قصور وار شوہر ہو تو طلاق حاصل کرتے ہوئے عورت سے نہ مہر واپس دلوایا جائے اور نہ دوسری چیزیں جو خاوند اسے دے چکا ہو؟

جواب : خلع کے شرعی قواعد میں اس کی گنجایش موجود ہے اس لیے میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ شوہر کے قصور کا جدید تصور مغرب سے برآمد نہ کیا جائے بلکہ اسی تصور پر قناعت کی جائے جو اسلام میں پایا جاتا ہے۔

سوال : کیا زوجین کا ایسا اختلافِ مزاج جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی ناخوش گوار ہو جائے جائز طور پر وجہ فسخ نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب :اختلاف مزاج کی صورت میں عدالت کو پہلے تحکیم کے قرآنی قاعدے پر عمل کرنا چاہیے تاکہ زوجین کے خاندان ہی کے دو معتبر آدمی اس اختلاف کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔ پھر اگر وہ ناکام ہو جانے کی رپورٹ عدالت کو دیں تو عدالت کا کام وجوہ اختلاف کی تحقیق کرنا تو نہیں ہے، مگر یہ تحقیق اس کو ضرور کرنی چاہیے کہ آیا ان زوجین کے درمیان نباہ ممکن نہیں رہا ہے۔ اس کے بعد عدالت دو شکلوں میں سے کوئی ایک شکل اختیار کرسکتی ہے۔ یا تو عورت کے حق میں خلع کا فیصلہ کرے اگر وہ اس کی طالب ہو یا شوہر کو مجبور کرے کہ وہ اسے معلق رکھنے کے بجائے طلاق دے دے۔

سوال : قانون انفساخ نکاح کے کلاز (۳) سیکشن (۳) میں سات سال کی قید کی بنا پر نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس مدت میں کمی کر کے چار سال کر دیا جائے؟

جواب : طویل قید کی صورت میں فسخ نکاح کا قانون کچھ صحیح نہیں ہے نیز عورت کو یہ حق دینے سے اصل مسئلہ حل بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے معاشرے میں عورت کا مزاج یہ نہیں ہے کہ شوہر اگر لمبی مدت کے لیے قید ہو گیا تو بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ لے کر عدالت میں پہنچ جائے۔ خصوصاً صاحب اولاد عورت تو مشکل ہی سے اس کا خیال کرسکتی ہے۔ اس لیے کثیر التعداد عورتیں اس قانون کے ہوتے ہوئے بھی اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیں گی اور ان کے مصائب جوں کے توں رہیں گے۔ میرے نزدیک اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ جیل کے قواعد میں حسب ذیل تین اصلاحات کی جائیں:

〈ا〉 چار سال یا اس سے کم مدت کے قیدیوں کو سال میں کم از کم دو مرتبہ کم از کم پندرہ دن کے لیے پیرول پر گھر جانے کی اجازت دی جایا کرے۔

〈ب〉 چار سال سے زیادہ مدت کے قیدیوں کو جیل میں رکھنے کے بجائے ان بستیوں میں رکھا جائے جو طویل المیعاد قیدیوں کے لیے مخصوص ہوں، اور وہاں انہیں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہنے کا موقع دیا جائے۔

〈ج〉 قیدیوں سے جیل میں جو کام لیا جائے اس کی اجرت بازار کی شرحوں کے مطابق ان کے حساب میں جمع کی جائے اور وہ یا اس کا ایک مناسب حصہ ان کی بیویوں اور بچوں کے نفقہ میں ادا کیا جاتا رہے۔

ازدواجی اور عائلی عدالت

سوال:

(۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ہر کمشنری میں دسٹرکٹ اور سیشن جج کے مرتبے کا جج ایسی عدالتوں میں مقرر کیا جائے جہاں ازدواجی و عائلی مقدمات دائر ہوں؟

(۲) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسے مقدمات جو ازدواجی عائلی قوانین کے تحت آتے ہوں اور جہاں عورت مدعیہ ہو فقط ایسی مخصوص عدالتوں میں دائر ہوسکیں؟

(۳) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں کے ضوابط موجودہ دیوانی اور فوجداری ضوابط سے الگ ہوں اور یہ قانون وضع کر دیا جائے کہ ایسی عدالت ہر مقدمے کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کر دے؟

(۴) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں کورٹ فیس یا دوسرے عدالتی اخراجات نہ ہوں؟

(۵) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں فریقین اپنے کسی نمایندے یا اقارب کے ذریعے پیروی کر سکیں اور کسی باقاعدہ وسند یافتہ وکیل کا ہونا لازمی نہ ہو؟

(۶) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کم از کم ایک مرد اور ایک عورت بطور مشیر جج کے ساتھ ہوں؟

(۷) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالت مختلف اضلاع میں باری باری سے اپنا اجلاس طلب کرے؟

(۸) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ فریقین کو ایک سے زیادہ اپیل کی اجازت نہ ہو؟

(۹) کیا آپ اس حق میں ہیں کہ اپیل براہ راست ہائی کورٹ میں ہونی چاہیے اور اپیل کا فیصلہ بھی تین ماہ کے اندر ہونا چاہیے؟

جواب: نمبر ۱ تا ۹ کا جواب یہ ہے کہ سب تجاویز بالکل درست ہیں۔

سوال: ایسی عدالت کے فیصلے سے واجب الادا رقوم کی وصولی اور دیگر احکام کی بجا آوری کے لیے آپ کیا مناسب تجاویز پیش کرتے ہیں؟

جواب: اس کے لیے وہی طریقہ ہونا چاہیے جو عام عدالتی فیصلوں کے نفاذ اور سرکاری مطالبات کی وصولی میں استعمال ہوتا ہے۔

سوال: ایسے مقدمات میں اخراجات متفرقہ کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: جو فریق زیادتی کرنے والا ثابت ہو، یا جس نے بیجا مقدمہ بازی کر کے عدالت اور فریق ثانی کا وقت ضائع کیا ہو اس پر مناسب خرچہ ڈالا جائے جس کا ایک حصہ فریق ثانی کو ملے اور ایک حصہ عدالت کے مصارف میں وضع کیا جائے۔ علاوہ بریں حد اعتدال سے زیادہ مقدار کے مہر کا دعویٰ اسٹامپ ڈیوٹی کے بغیر قبول نہ کیا جائے، اور مہر جتنا حد سے متجاوز ہو اسی تناسب سے اسٹامپ ڈیوٹی زیادہ بھاری لگائی جائے۔ یہ تدابیر معاشرے کی اصلاح میں بھی مددگار ہوں گی اور ان سے عدالت کا پورا خرچ نہیں تو اس کا ایک معتدبہ حصہ ضرور حاصل ہو جائے گا۔ کچھ کمی اگر رہ جائے تو اسے سرکاری خزانے سے ادا ہونا چاہیے۔

(ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق دسمبر ۱۹۵۵ء)

كتاب الحدود والتعزير

فصل:۱

اسلام، جرم اور سزا

جرم کے مراتب

جرم کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان جرم کرے مگر اس کو جرم سمجھے اور اس پر شرمندہ ہو۔ اس قسم کا جرم محض اپنی حیثیت کے لحاظ سے سزا کا مستوجب ہوتا ہے بلکہ توبہ اور اظہار ندامت سے معاف بھی کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ ایسا جرم صرف انسان کی کمزوری پر محمول کیا جائے گا۔[۱]

جرم کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان جرم کرے اور اس کو عیب کے بجائے خوبی سمجھے اور فخر کے ساتھ علانیہ اس کا اظہار کرے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کے دل میں اس قانون کا کوئی احترام نہیں ہے جو اس فعل کو جرم قرار دیتا ہے۔

جرم کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ انسان نہ صرف ایک قانون کے خلاف جرم کا ارتکاب کرے بلکہ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرے قانون کے لحاظ سے اس جرم کو جائز اور عین ثواب سمجھے اور جو قانون اس فعل کو جرم ٹھہراتا ہے اس کا مذاق اڑائے اور اس کی پیروی کرنے والوں کو خطا کار سمجھے، ایسا شخص صرف قانون کی خلاف ورزی ہی نہیں کرتا، بلکہ اس کی تحقیر کرتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ (تنقیحات: بغاوت...)

اسلام میں سزا کی اصل روح

۱۔ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ.

”مسلم میں عمران بن حصین کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے غامدیہ کی نماز جنازہ کے موقع پر عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اب اس زانیہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ آپ نے فرمایا، اس نے وہ توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پر تقسیم کر دی جائے تو سب کے لیے کافی ہو۔“

---

[۱] انسان جب تک انسان ہے، بشری کمزوریاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ بندے کا کام یہ ہے کہ حتی الامکان بندگی کی پوری کوشش کرے اور اس کے باوجود جو کوتاہیاں اس کے عمل میں رہ جائیں ان پر شرمسار ہو اور اللہ تعالیٰ سے درگزر کی درخواست کرتا رہے۔ جو شخص بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ مکمل معیاری انسان ہے وہی دراصل ناقص انسان ہے۔ (مکاتیب اول، ۳۵: انسان...)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ مَالِکُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ الْمِسْمَعِیُّ، قَالَ: نَامُعَاذٌ یعنی ابْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ یَحْیٰ ابْنِ اَبِی کَثِیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی اَبُوْقِلَابَۃَ اَنَّ اَبَاالْمُهَلَّبِ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ امْرَأَۃً مِنْ جُهَیْنَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ وَهِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا، فَقَالَتْ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَّهَا، فَقَالَ: اَحْسِنْ اِلَیْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ، فَأْتِنِیْ بِهَا، فَفَعَلَ، فَاَمَرَبِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُکَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ، تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَانَبِیَّ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَۃً لَوْقُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَۃِ لَوَسِعَتْهُمْ.(۱)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ اس وقت زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں نے ایسا فعل کیا ہے کہ میں حد کو پہنچ گئی ہوں لہٰذا آپ مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ نبی ﷺ نے اس کے سرپرست (ولی) کو بلایا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ جب وضع حمل سے فارغ ہو تب میرے پاس لے آنا اس نے ایسا ہی کیا (وضع حمل اور بچے کی دودھ چھٹائی کے بعد وہ لے کر حاضر ہوا) تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے بدن کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے جائیں۔ پھر حکم دیا گیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، تو رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو حضرت عمرؓ بولے اے اللہ کے نبی آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے جو زنا کر چکی ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو جائے۔

۲۔ بخاری میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص کو شراب نوشی کے جرم میں سزا دی جا رہی تھی۔ کسی کی زبان سے نکلا ''خدا تجھے رسوا کرے۔'' اس پر نبی ﷺ نے فرمایا ''اس طرح نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔'' (ابوداؤد میں اس پر اتنا اور اضافہ ہے کہ) حضورؐ نے فرمایا ''بلکہ یوں کہو' خدایا اسے معاف کر دے، خدایا اس پر رحم کر۔

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ، حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَۃَ اَنَسٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ، اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: اِضْرِبُوْهُ... قَالَ اَبُوْهُرَیْرَۃَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اَخْزَاکَ اللّٰهُ. قَالَ: لَاتَقُوْلُوْا هٰکَذَا لَاتُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ.(۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایسا ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا مارو اسے۔ حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے اور بعض اپنی جوتی سے اور بعض اپنے کپڑے سے مارنے لگا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا اللہ تجھے رسوا و ذلیل کرے۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ بلکہ یوں کہو، الٰہی اسے معاف کر دے الٰہی اس پر رحم کر۔

ابوداؤد میں اس پر اتنا اور اضافہ ہے:

〈۲〉 وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ .(۳)

تشریح : رجم کی سزا میں جب مجرم مرجائے تو پھر اس سے پوری طرح مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے گا۔اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی۔اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔اس کو عزت کے ساتھ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔اس کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے گی اور کسی کے لیے جائز نہ ہوگا کہ اس کا ذکر برائی کے ساتھ کرے۔

۳۔ بخاری میں جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت ہے کہ جب رجم سے ماعز بن مالک کی موت واقع ہوگئی تو نبی ﷺ نے اس کو خیر سے یاد فرمایا اور اس کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ:حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ:اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَسْلَمَ جَآءَ النَّبِيَّ ﷺ، فَاعْتَرَفَ بِالزِّنٰى. وَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : أَبِكَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اُحْصِنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَاُمِرَ بِهٖ، فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ، فَرَّ، فَاُدْرِكَ، فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ الحديث.(٤)

ترجمہ : حضرت جابر سے روایت ہے اسلم قبیلہ کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زنا کا اعتراف کیا، نبی ﷺ نے اپنا منہ پھیرلیا،حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی۔نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا، تجھے جنون تو لاحق نہیں؟ وہ بولا نہیں۔آپ نے پھر پوچھا شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا ہاں۔پس پھر اسے سنگسار کرنے کا حکم صادر فرمادیا۔ اور اسے عیدگاہ میں رجم کردیا گیا۔جب پتھر پڑنے لگے تو بھاگ کھڑا ہوا لیکن دھرلیا گیا اور رجم کردیا گیا اور وہ مرگیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے خیر سے یاد فرمایا اور اس کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔

تشریح: مندرجہ بالا احادیث سے اسلام میں سزا کی اصل روح واضح ہوجاتی ہے۔اسلام کسی بڑے سے بڑے مجرم کو بھی دشمنی کے جذبے سے سزا نہیں دیتا بلکہ خیرخواہی کے جذبے سے دیتا ہے،اور جب سزا دے چکتا ہے تو پھر اسے رحمت وشفقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔یہ کم ظرفی صرف موجودہ تہذیب نے پیدا کی ہے کہ حکومت کی فوج یا پولیس جسے ماردے،اور کوئی عدالتی تحقیقات جس کے مارنے کو جائز ٹھیرادے،اس کے متعلق یہ تک گوارا نہیں کیا جاتا کہ کوئی اس کا جنازہ اٹھائے یا کسی کی زبان سے اس کا ذکر خیر سنا جائے۔اس پر اخلاقی جرأت (یہ موجودہ تہذیب میں ڈھٹائی کا مہذب نام ہے) کا یہ عالم ہے کہ دنیا کو رواداری کے وعظ سنائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۳،النور، حاشیہ:۲)

اسلام کے نظام جزا و سزا کا حیرت انگیز کرشمہ

٤ ۔ ایک مرتبہ ایک چور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس نے ایک شملہ چرایا تھا۔ آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا ''میں نہیں سمجھتا کہ اس نے چوری کی ہوگی۔'' ملزم نے آگے بڑھ کر عرض کیا ''نہیں، یا رسول اللہ میں نے چوری کی ہے'' آپؐ نے اس کے اقرار کو قبول کر کے حکم دیا کہ ''جاؤ، اس کا ہاتھ کاٹو، پھر میرے پاس حاضر کرو۔'' چنانچہ ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے دوبارہ حاضر خدمت کیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا ''اب اللہ سے توبہ کر'' اس نے کہا ''میں نے توبہ کی'' آپؐ نے فرمایا جا، اللہ نے تیری توبہ قبول کر لی۔''

تخریج: نَا اَبُوعُبَیْدِ نِ الْقَاسِمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، نَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِیُّ، اَخْبَرَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ خُصَیْفَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِسَارِقٍ سَرَقَ شَمْلَةً، فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ سَرَقَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ، ثُمَّ احْسِمُوْهُ، ثُمَّ ائْتُوْنِیْ بِهٖ، فَقُطِعَ فَاُتِیَ بِهٖ فَقَالَ: تُبْ اِلَی اللّٰهِ، فَقَالَ: قَدْ تُبْتُ اِلَی اللّٰهِ قَالَ: تَابَ اللّٰهُ عَلَیْکَ.(٥)

٥ ۔ ایک شخص (عمر بن سمرہ) نے حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ''میں نے فلاں قبیلے کا اونٹ چرا لیا ہے۔ آپ مجھے پاک کر دیں۔ حضورؐ نے اس قبیلے میں آدمی بھیج کر حقیقت حال دریافت کرائی۔ معلوم ہوا کہ فی الواقع اونٹ غائب ہے۔ اس پر آپؐ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ جب سزا اس پر نافذ کی گئی تو اس نے کہا 'شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے پاک کر دیا۔'' پھر اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو مخاطب کر کے کہتا ہے ''تو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتا تھا، اللہ نے مجھے تجھ سے بچا لیا۔ (تفہیمات دوم، ۲۳: قطع ...)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی، ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، انبأ ابْنُ لَهِیْعَةَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ ابْنَ عَمْرِو بْنِ سَمُرَةَ بْنِ حَبِیْبِ ابْنِ عَبْدِ شَمْسٍ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهَ! اِنِّیْ سَرَقْتُ جَمَلاً لِبَنِیْ فُلَانٍ. فَطَهِّرْنِیْ. فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمُ النَّبِیُّ ﷺ، فَقَالُوْا: اِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلاً لَنَا، فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ فَقُطِعَتْ یَدُهٗ. قَالَ ثَعْلَبَةُ: اَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ حِیْنَ وَقَعَتْ یَدُهٗ وَهُوَیَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ طَهَّرَنِیْ مِنْکِ اَرَدْتِّ اَنْ تُدْخِلِیْ جَسَدِی النَّارَ.(٦)

وہ گناہ جو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں

٦ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی سے عشاء کی نماز پڑھ کر پلٹا تو دیکھا کہ ایک عورت میرے دروازے

پر کھڑی ہے۔ میں اس کو سلام کر کے اپنے حجرے میں چلا گیا اور دروازہ بند کر کے نوافل پڑھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور پوچھا کیا چاہتی ہے؟ وہ کہنے لگی میں آپ سے سوال کرنے آئی ہوں۔ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا، ناجائز حمل ہوا۔ بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کو مار ڈالا۔ اب میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرا گناہ معاف ہونے کی بھی کوئی صورت ہے؟ میں نے کہا ہر گز نہیں۔ وہ بڑی حسرت کے ساتھ آہیں بھرتی ہوئی چلی گئی اور کہنے لگی۔ ''افسوس، یہ حسن آگ کے لیے پیدا ہوا تھا'' صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ کر جب میں فارغ ہوا تو میں نے حضورؐ کو رات کا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا بڑا غلط جواب دیا ابو ہریرہ تم نے۔ کیا یہ آیت قرآن میں تم نے نہیں پڑھی وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ... اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا؟ (الفرقان: ۶۸-۷۰) حضورؐ کا یہ جواب سن کر میں نکلا اور اس عورت کو تلاش کرنا شروع کیا۔ رات کو عشاء ہی کے وقت وہ ملی میں نے اسے بشارت دی اور بتایا کہ سرکار رسالت مآبؐ نے تیرے سوال کا یہ جواب دیا ہے۔ وہ سنتے ہی سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی شکر ہے اس خدائے پاک کا جس نے میرے لیے معافی کا دروازہ کھولا۔ پھر اس نے گناہ سے توبہ کی اور اپنی لونڈی کو اس کے بیٹے سمیت آزاد کر دیا۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ، حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا عِیْسیٰ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ فُلَیْحِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدِ الشَّمَّاسُ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ تْنِیْ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: ھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ اِنِّیْ زَنَیْتُ، وَوَلَدْتُّ، وَقَتَلْتُهٗ. فَقُلْتُ: لاَ، وَلَا نَعِمَتُ الْعَیْنِ وَلَا کَرَامَةٌ، فَقَالَتْ وَھِیَ تَدْعُوْ بِالْحَسْرَةِ، ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم الصُّبْحَ فَقَصَصْتُ عَلَیْهِ مَاقَالَتِ الْمَرْأَةُ وَمَاقُلْتُ لَھَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : بِئْسَمَا قُلْتَ، اَمَا کُنْتَ تَقْرَأُ ھٰذِہِ الْاٰیَةَ؟ وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ اِلٰی قَوْلِهٖ اِلَّا مَنْ تَابَ الْاٰیَةَ فَقَرَأْتُھَا عَلَیْھَا، فَخَرَّتْ سَاجِدَةً، وَقَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مَخْرَجًا. (۷)

—— ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِنْ ھٰذَا الْوَجْهِ، وَفِیْ رِجَالِهٖ مَنْ لَایُعْرَفُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک خاتون آئی اور دریافت کیا کہ کیا میرے لیے توبہ کی گنجایش ہے؟ جب کہ میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھی ہوں اور اس سے بچہ بھی پیدا ہوا اور اسے میں نے قتل کر دیا۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں اب تیرے لیے توبہ کی گنجایش نہیں نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو سکتی ہیں اور نہ بزرگی وعزت افزائی ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر وہ اٹھی اور حسرت سے کف افسوس ملتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے بعد میں نے صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، فراغتِ نماز کے بعد میں نے عورت کا بیان کردہ واقعہ اور اپنا جواب آپ کے سامنے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت برا جواب دیا۔ ابو ہریرہ! کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ ... الاٰیة —— جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے ... اِلّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو ...... پھر میں نے اس خاتون کے روبرو وہی آیات پڑھی تو وہ سجدے میں گر پڑی اور بولی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے لیے چھٹکارے کی صورت پیدا فرمادی۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنِی عَبْدُ الْکَرِیْمِ بْنُ عُمَیْرٍ، قَالَ: ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: ثَنَا عِیْسیٰ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰی لِبَنِی الدِّیْلِ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ عَنْ فُلَیْحِ الشَّمَّاسِ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ اَبِی عُبَیْدٍ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ:صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَاِذَا امْرَأَةٌ عِنْدَ بَابِی، ثُمَّ سَلَّمْتُ، فَفَتَحْتُ،وَدَخَلْتُ، فَبَیْنَا اَنَافِی مَسْجِدِی اُصَلِّی اِذْنُقِرَتِ الْبَابُ، فَاَذِنْتُ لَهَا، فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: اِنِّی جِئْتُکَ اَسْأَلُکَ عَنْ عَمَلٍ عَمِلْتُ، هَلْ لِی مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَتْ:اِنِّی زَنَیْتُ، وَوَلَدْتُ فَقَتَلْتُهُ، فَقُلْتُ:لاَ، وَلاَنَعِمَتُ الْعَیْنِ وَلاَکَرَامَةٌ، فَقَامَتْ وَهِیَ تَدْعُوْ بِالْحَسْرَةِ تَقُوْلُ:یَاحَسْرَتَاه! أُخْلِقَ هٰذَا الْحُسْنُ لِلنَّارِ؟ قَالَ: ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ مِنْ تِلْکَ اللَّیْلَةِ ثُمَّ جَلَسْنَا نَنْتَظِرُ الْاِذْنَ عَلَیْهِ، فَأُذِنَ لَنَا، فَدَخَلْنَا، ثُمَّ خَرَجَ مَنْ کَانَ مَعِیْ وَتَخَلَّفْتُ، فَقَالَ:مَالَکَ یَااَبَاهُرَیْرَةَ، أَلَکَ حَاجَةٌ؟ فَقُلْتُ لَهُ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!صَلَّیْتُ مَعَکَ الْبَارِحَةَ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ وَقَصَصْتُ عَلَیْهِ مَاقَالَتِ الْمَرْأَةُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:مَاقُلْتَ لَهَا؟ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: لاَوَاللّٰهِ! وَلاَنَعْمَةُ الْعَیْنِ وَلاَکَرَامَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِئْسَ مَاقُلْتَ، أَمَاکُنْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَالَّذِیْنَ لاَیَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلاَیَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّابِالْحَقِّ الاية اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا، فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: فَخَرَجْتُ، فَلَمْ اَتْرُکْ بِالْمَدِیْنَةِ حِصْنًا وَلاَدَارًا اِلَّاوَقَفْتُ عَلَیْهَا، فَقُلْتُ: اِنْ تَکُنْ فِیْکُمُ الْمَرْأَةُ الَّتِی جَآءَ تْ اَبَاهُرَیْرَةَ اللَّیْلَةَ، فَلْتَاْتِنِی وَلْتُبْشِرْ، فَلَمَّا صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعِشَاءَ، فَاِذَا هِیَ عِنْدَ بَابِی، فَقُلْتُ: اَبْشِرِیْ، فَاِنِّی دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ فَذَکَرْتُ لَهُ مَاقُلْتِ لِیْ وَمَاقُلْتُ لَکِ، فَقَالَ:بِئْسَ مَاقُلْتَ لَهَا! أَمَاکُنْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ. فَقَرَاْتُهَا عَلَیْهَا، فَخَرَّتْ سَاجِدَةً، فَقَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَ لِی مَخْرَجًا وَتَوْبَةً مِمَّاعَمِلْتُ، اِنَّ هٰذِهِ الْجَارِیَةَ وَابْنَهَا حُرَّانِ لِوَجْهِ اللّٰهِ، وَاِنِّی قَدْتُبْتُ مِمَّا عَمِلْتُ.(۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا میرے دروازے پر ایک عورت کھڑی ہے۔ میں نے اسے سلام کہا اور کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ میں اپنی جائے نماز میں نماز ادا کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دی اور وہ حجرے میں داخل ہوگئی اور بولی کہ میں تمہارے پاس ایک عمل سے متعلق دریافت کرنے آئی ہوں جس کا میں ارتکاب کر بیٹھی ہوں، کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ یہ کہہ کر اس نے اپنا واقعہ بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں بچے کو جنم دیا اور پھر اسے قتل بھی کر دیا۔ یہ سن کر میں (ابو ہریرہؓ) نے جواب دیا کہ تمہارے لیے کوئی گنجایش نہیں، نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور نہ عزت

وتکریم ملے گی۔ وہ کف افسوس اور اظہار تاسف کرتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کیا یہ حسن جہنم رسید ہونے کے لیے پیدا کیا گیا تھا؟ وہ تو چلی گئی، ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اسی رات صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور فارغ ہو کر ہم اس انتظار میں بیٹھے رہے کہ آن جناب کی طرف سے اذن ملاقات کب ملتا ہے۔ پس تھوڑی دیر بعد ہمیں ملاقات کی اجازت مل گئی اور آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ میرے ساتھی تو چلے گئے مگر میں بیٹھا رہا۔ آپ نے دریافت فرمایا ابو ہریرہؓ تمہیں کوئی ضرورت وحاجت درپیش ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور واپس چلا گیا۔ پھر میں نے اس عورت کا بیان کردہ سارا واقعہ عرض کر دیا۔ نبی ﷺ نے سن کر پوچھا اچھا تم نے اسے کیا جواب دیا؟ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے کہا بخدا تمہارے لیے توبہ کی گنجایش نہیں۔ نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور نہ عزت وتکریم ہی ملے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے تو بہت برا جواب دیا کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے؟ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ ... ـــــ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے ... اِلَّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ـــــ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں یہ جواب سن کر نکل کھڑا ہوا اس کی تلاش میں میں نے مدینہ کا گلی کوچہ اور گھر گھر چھان مارا دروازوں پر دستک دے کر دریافت کرتا کہ جو عورت کل رات ابو ہریرہؓ سے ملی وہ مجھے ملے اس کے لیے خوشخبری اور بشارت ہے۔ پھر میں عشاء کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر واپس لوٹا تو اسی عورت کو اپنے دروازے پر موجود پایا۔ میں نے کہا، مبارک ہو۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمہارا سارا واقعہ سنایا اور اپنا جواب بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا ابو ہریرہؓ تم نے جو جواب دیا بہت برا تھا، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ پھر میں نے اس عورت کے سامنے وہ آیت پڑھی وہ سنتے ہی سجدے میں گر پڑی اور کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے میرے لیے توبہ کے ذریعہ راستہ پیدا فرمایا۔ یہ لونڈی اپنے بچے سمیت اللہ کے لیے آزاد ہے۔ جو برا فعل میں نے کیا اس سے توبہ کرتی ہوں۔

۷۔ ایک بوڑھے نے آکر حضورؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا ارتکاب نہ کر چکا ہوں۔ اپنے گناہ اگر تمام روئے زمین کے باشندوں پر بھی تقسیم کر دوں تو سب کو لے ڈوبیں۔ کیا اب بھی میری معافی کی کوئی صورت ہے؟ فرمایا، کیا تو نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ اس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا جا، اللہ معاف کرنے والا اور تیری برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے والا ہے۔ اس نے عرض کیا میرے سارے جرم اور قصور؟ فرمایا ہاں تیرے سارے جرم اور قصور۔ (ابن کثیر)

تخریج: قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِیْرِ الدِّمَشْقِیُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْجَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مَكْحُوْلاً یُحَدِّثُ قَالَ: جَاءَ شَیْخٌ كَبِیْرٌ هَرَمٌ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰی عَیْنَیْهِ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَدَرٌ وَفَجَرٌ، وَلَمْ یَدَعْ حَاجَةً وَلَادَاجَةً اِلَّا اقْتَطَفَهَا بِیَمِیْنِهٖ، لَوْقُسِمَتْ خَطِیْئَتُهٗ بَیْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ، لَاَوْبَقَتْهُمْ، فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: أَاَسْلَمْتَ؟

فَقَالَ:اَمَا اَنَا فَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:فَاِنَّ اللّٰهَ غَافِرٌ لَّكَ غَدْرَاتِكَ وَفَجْرَاتِكَ وَمُبَدِّلٌ سَيِّئَاتِكَ حَسَنَاتٍ مَاكُنْتَ كَذٰلِكَ، فَقَالَ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَغَدْرَاتِیْ وَفَجْرَاتِیْ؟ فَقَالَ:وَغَدْرَاتُكَ وَفَجْرَاتُكَ، فَوَلَّى الرَّجُلُ يُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ.(۹)

تشریح : یہ احادیث ان لوگوں کے لیے بشارت ہیں جن کی زندگی پہلے طرح طرح کے جرائم سے آلودہ رہی ہو اور اب وہ اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں۔ یہی عام معافی کا اعلان تھا جس نے اس بگڑے ہوئے معاشرے کے لاکھوں افراد کو سہارا دے کر مستقل بگاڑ سے بچالیا۔ اسی نے ان کو امید کی روشنی دکھائی اور اصلاح حال پر آمادہ کیا ورنہ اگر ان سے یہ کہا جاتا کہ جو گناہ تم کر چکے ہو ان کی سزا سے اب تم کسی طرح نہیں بچ سکتے۔ تو یہ انہیں مایوس کر کے ہمیشہ کے لیے بدی کے بھنور میں پھنسا دیتا اور کبھی ان کی اصلاح نہ ہوسکتی۔ مجرم انسان کو صرف معافی کی امید ہی جرم کے چکر سے نکال سکتی ہے۔ مایوس ہو کر وہ ابلیس بن جاتا ہے۔ توبہ کی اس نعمت نے عرب کے بگڑے ہوئے لوگوں کو کس طرح سنبھالا۔ اس کا اندازہ ان بہت سے واقعات سے ہوتا ہے جو نبی ﷺ کے زمانے میں پیش آئے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ:۸۶)

گناہ کی سزا پالینا ہی گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے

۸۔ اِنَّ مَنْ اَصَابَ مِنْ هٰذَا الْمَعَاصِیْ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْهَا شَيْئاً فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ.

’’ان گناہوں میں سے کسی گناہ کی نجاست اگر کسی کو لگ گئی اور دنیا ہی میں اس کی سزا بھی اسے دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی لیکن اگر اللہ کی حکمت سے اس کا گناہ چھپا رہ گیا تو اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ ہے وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا ورنہ سزا دے گا۔‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ:كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ مَجْلِسٍ، فَقَالَ: بَايِعُوْنِیْ عَلٰى اَنْ لَّاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَاتَسْرِقُوْا، وَلَاتَزْنُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.(۱۰)

ترجمہ : حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں ایک مجلس میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا، اس بات پر مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، آپ نے (اس موقع پر وہ ساری آیت تلاوت فرمائی جس میں بیعت کا ذکر ہے) اور فرمایا کہ تم میں سے جس نے اپنا عہد پورا کیا اس کا اجر

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی کا مرتکب ہوا اور اس کی اسے سزا بھی دے دی گئی تو یہ سزا اس کے لیے کفارہ ہے۔ اور جو ان میں سے کسی کا مرتکب ہوا اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمادی تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے چاہے اسے معاف کر دے چاہے سزا دے۔

—— وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ۔ حَدِيْثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَمْ اَسْمَعْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ اَنَّ الْحَدَّ يَكُوْنُ كَفَّارَةً لِاَهْلِهٖ شَيْئاً اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، قَالَ الشَّافِعِيُّ:واجب لِمَنْ اَصَابَ ذَنْباً فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَنْ يَّسْتُرَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَيَتُوْبَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ۔ وَكَذٰلِكَ رُوِىَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ اَيْضاً اَمَرَا رَجُلاً اَنْ يَّسْتُرَ عَلٰى نَفْسِهٖ۔

ابن ماجہ نے حضرت علیؓ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے:

〈۲〉 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَصَابَ فِي الدُّنْيَا ذَنْبًا فَعُوْقِبَ بِهٖ، فَاللّٰهُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ يُّثَنِّيَ عُقُوْبَتَهٗ عَلٰى عَبْدِهٖ، وَمَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَاللّٰهُ اَكْرَمُ اَنْ يَعُوْدَ فِيْ شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ.(۱۱)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اسے اس کی سزا بھی دے دی گئی تو اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ عدل فرمانے والا ہے اس سے اس کی توقع نہیں کہ وہ اپنے بندے کو دوبارہ سزا دے گا اور جس نے دنیا میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اب اللہ کی انتہائی کرم نوازی سے یہ بعید ہے کہ وہ جو گناہ معاف فرما چکا ہو اس کی دوبارہ سزا دے۔

شرح السنہ میں خزیمہ بن ثابت کے واسطہ سے روایت ہے:

〈۳〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا اُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّ ذٰلِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ۔(۱۲)

تشریح: اسلام میں سزا کا تصور خیر خواہانہ ہے نہ کہ بدخواہانہ۔ اسلام کسی کو غصہ اور طیش میں نہیں مارتا۔ دشمنی کا جذبہ اس کے کسی قانون میں نہیں پایا جاتا، یہاں سزا کے اندر "تطہیر" کا داعیہ کارفرما ہے۔ یہاں آدمی کو اس لیے سزا دی جاتی ہے کہ ارتکاب جرم سے اس کے نفس و روح کو جو نجاست لگ گئی ہے اسے دھو ڈالا جائے، اسے پاک کر دیا جائے تا کہ وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے۔ خود مجرم کے اندر اسلام یہ اعتقاد پیدا کرتا ہے کہ اصلی حاکم خدا ہے جس سے تو اپنے کسی فعل کو نہیں چھپا سکتا۔ اور اصلی عدالت آخرت کی عدالت ہے جس میں بہر حال تجھے پیش ہونا ہی پڑے گا۔ اور وہاں کی سزا بڑی رسوا کن ہوگی۔ اگر تو نے دنیا میں اپنا جرم چھپا لیا تو اسی گندگی کو لیے ہوئے تو خدا کی عدالت میں حاضر ہوگا۔ لیکن اگر تو نے یہاں خود اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کر دیا تو یہ سزا تجھے پاک کر دے گی۔ اور تو اس طرح خدا کے ہاں پہنچے گا کہ گویا تو نے یہ جرم کیا ہی نہ تھا۔[1]

---

[1] پردہ کے ضمن میں بھی آچکی ہے۔

اس مقام پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جو شخص خود اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کرے اس کا یہ فعل خود توبہ اور شرم ساری کو مستلزم ہے۔ اسی لیے ایسا آدمی سزا پانے کے بعد دنیا اور دین دونوں میں گناہ سے پاک ہو جاتا ہے، رہا وہ مجرم جو خود نہ آیا ہو بلکہ پکڑا ہوا آیا ہو تو نبی ﷺ کا قاعدہ تھا کہ سزا نافذ کرنے کے بعد اسے توبہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

(تفہیمات دوم،۲۳:قطع...)

قانون کی زد میں آنے سے لوگوں کو بچاؤ

۹ ۔اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُّمْ لَهَا مَدْفَعاً

''سزاؤں کو دفع کرو جہاں تک بھی ان کو دفع کرنے کی گنجایش پاؤ۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَاوَجَدْتُّمْ لَهُ مَدْفَعًا.(١٣)

۱۰ ۔ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَااسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ، فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِى الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِى الْعُقُوْبَةِ.

''مسلمانوں سے سزاؤں کو دور رکھو جہاں تک بھی ممکن ہو۔ اگر کسی ملزم کے لیے سزا سے بچنے کا کوئی راستہ نکلتا ہے تو اسے چھوڑ دو۔ کیوں کہ حاکم کا معاف کر دینے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کر جائے۔''

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ، وَاَبُوعَمْرٍو الْبَصْرِىُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِىُّ عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ، فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ، فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُخْطِئَ فِى الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُخْطِىءَ فِى الْعُقُوْبَةِ.(١٤)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں:

﴿۲﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، ثَنَا اَبُوالْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، اِمْلاَءً ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُعَيْمٍ، ثنا اَبُوْقُدَامَةَ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِىٍّ، ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ لَقِيْتُ زُفَرَ فَقُلْتُ لَهُ صِرْتُمْ حَدِيْثًا فِى النَّاسِ وَضُحْكَةً، قَالَ:وَمَاذٰلِكَ؟ قَالَ:قُلْتُ:تَقُوْلُوْنَ فِى الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ. وَجِئْتُمْ اِلٰى اَعْظَمِ الْحُدُوْدِ فَقُلْتُمْ تُقَامُ بِالشُّبْهَاتِ قَالَ:وَمَا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:لاَ يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، فَقُلْتُمْ: يُقْتَلُ بِهٖ، قَالَ: فَاِنِّىْ اُشْهِدُكَ السَّاعَةَ اِنِّىْ قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ.(١٥)

ترجمہ : عبدالواحد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں زفر سے ملا اور ان سے کہا کہ آپ حضرات تو لوگوں میں نشانہ گفتگو اور اضحوکہ بنے ہوئے ہیں۔ زفر نے پوچھا وہ کیسے؟ عبدالواحد نے بیان کیا کہ میں نے کہا تم لوگ سب چیزوں کے بارے میں کہتے ہو شبہات کی بنا پر حدود کو دور رکھو اور خود تم سب سے بڑی حد کا ارتکاب کرتے ہو، تم کہتے ہو کہ شبہ کی بنا پر حد قائم کی جائے گی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا اور تم لوگ کہتے ہو کہ قتل کیا جائے گا۔ زفر نے کہا میں اس وقت آپ کو گواہ بنا کر قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اس سے رجوع کرلیا۔

تشریح : فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا محض حمل کا پایا جانا، جب کہ عورت کا کوئی شوہر، یا لونڈی کا کوئی آقا معلوم و معروف نہ ہو، ثبوت زنا کے لیے کافی شہادت بالقرینہ ہے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ کی رائے ہے کہ یہ کافی شہادت ہے اور اسی کو مالکیہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ محض حمل اتنا مضبوط قرینہ نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر کسی کو رجم کر دیا جائے یا کسی کی پیٹھ پر سو کوڑے برسا دیئے جائیں۔ اتنی بڑی سزا کے لیے ناگریز ہے کہ یا تو شہادت موجود ہو یا پھر اقرار۔ اسلامی قانون کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ شبہ سزا دینے کے لیے نہیں بلکہ معاف کرنے کے لیے محرک ہونا چاہیے۔

حضورؐ نے احادیث بالا میں جو قاعدہ بیان کیا ہے اس کی رو سے حمل کی موجودگی چاہے شبہ کے لیے کتنی ہی قوی بنیاد ہو، زنا کا یقینی ثبوت بہرحال نہیں ہے۔ اس لیے کہ لاکھ میں ایک درجے کی حد تک اس امر کا امکان بھی ہے کہ مباشرت کے بغیر کسی عورت کے رحم میں مرد کے نطفے کا کوئی جز پہنچ جائے اور وہ حاملہ ہو جائے۔ اتنے خفیف شبہ کا امکان بھی اس کے لیے کافی ہونا چاہیے کہ ملزمہ کو زنا کی ہولناک سزا سے معاف رکھا جائے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ:۲)

(اسلام میں) اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ لوگ جہاں تک ممکن ہو سزا سے بچائے جائیں۔ چناں چہ ثبوت جرم کے لیے شہادت کا معیار بہت سخت رکھا جاتا ہے۔ اجرائے حد سے پہلے کچھ مدت تحقیقات کے لیے معین کی جاتی ہے کہ شاید اس دوران میں گواہوں کی غلطی کھل جائے۔ قاضیوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ لوگوں کو حتی الامکان سزا سے بچاؤ۔
(تفہیمات دوم، ۲۳: قطع...)

شبہ کی بنا پر حد نافذ نہ کرنے کی جتنی روایات ہیں ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ تک ایسی سند سے نہیں پہنچتی جس سے روایت ثابت قرار دی جاسکے۔ وہ روایات مندرجہ ذیل ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی روایت :

اِدْرَءُ وا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَااسْتَطَعْتُمْ، فَاِنْ كَانَ لَهَا مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِىءَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُخْطِىءَ فِي الْعُقُوْبَةِ۔

’’مسلمانوں سے حدود کو ہٹاؤ جس قدر تم طاقت رکھتے ہو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ پیدا ہوتا ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اس لیے کہ امام کا درگزر اور معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔‘‘

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کی احادیث کی تخریج نصب الرایہ کے مؤلف حنفی بزرگ عالم زیلعی فرماتے ہیں: ترمذی

نے محمد بن ربیعہ سے، یزید بن زیاد سے، زُہری سے عروہ سے عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِدْرَءُ وُا الْحُدُوْدَ الخ۔ ترمذی نے کہا: ہم اس حدیث کو مرفوع نہیں جانتے، مگر محمد بن ربیعہ کی حدیث جوانہوں نے ابن زیاد سے، زہری سے روایت کی ہے اور یزید بن زیاد ضعیف ہے اور اسی روایت کو وکیع نے بھی یزید بن زیاد سے روایت کیا ہے۔ مگر اسے اس نے مرفوع روایت نہیں کیا موقوف بیان کیا ہے۔ یہ زیادہ صحیح ہے، امام حاکم نے اپنی المستدرک میں اسے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔ امام ذہبی نے اپنی مختصر میں اس پر تعاقب کیا اور فرمایا: یزید بن زیاد کے متعلق نسائی نے کہا ہے کہ یہ راوی متروک ہے اور ترمذی نے اپنی علل کبیر میں کہا ہے کہ محمد بن اسماعیل نے یزید بن زیاد کو گیا گزرا منکر الحدیث قرار دیا ہے، لیکن دارقطنی اور بیہقی دونوں نے اپنی اپنی سنن میں مرفوعاً بھی روایت کیا ہے تاہم بیہقی نے کہا ہے کہ اس روایت کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے۔

(نصب الرایہ زیلعی ج ۲ ص: ۷۴، ۷۵)

حضرت علیؓ سے مروی روایت :

علامہ زیلعی فرماتے ہیں: دارقطنی نے اپنی سنن میں مختار تمار سے، ابومطر سے، علی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ ''حدود کو ہٹاؤ'' اس روایت میں مختار تمار ضعیف ہے۔

(نصب الرایہ زیلعی ج ۲ ص: ۷۵)

یہ روایت بیہقی میں بھی ہے۔ مختار تمار کے بارے میں تقریب میں لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہے اور بخاری کے نزدیک یہ منکر الحدیث ہے۔

بیہقی نے اس روایت کو مختار تمار سے ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی سے نقل کیا ہے۔ اس روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ ہے: وَلَا یَنْبَغِیْ لِلْاِمَامِ اَنْ یُّعَطِّلَ الْحُدُوْدَ ''امام کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ حدود کو معطل کرے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت:

علامہ زیلعی فرماتے ہیں: ابویعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں بایں سند ایک روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اسحاق بن اسرائیل نے بیان کیا ہمیں وکیع نے بیان کیا، مجھے ابراہیم بن فضل مخزومی نے سعید مقبری کے واسطہ سے ابو ہریرہؓ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ''حدود کو جہاں تک ممکن ہو دور رکھو!'' ابن ماجہ نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ ہمیں عبداللہ بن الجراح نے بیان کیا، ہمیں وکیع نے اسی سند سے مرفوعاً بیان کیا: اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُّمْ لَهَا مَدْفَعًا ''سزاؤں کو دفع کرو جہاں تک ان کو دفع کرنے کی گنجائش پاؤ''

یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے ابراہیم بن فضل مخزومی کو امام احمد، ابنِ معین، امام بخاری اور نسائی ازدی اور دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ناصر الدین البانی نے اپنی الارواء ج ۸/ کے ص ۲۶/ پر بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن عباس سے مروی روایت :

حارثی نے مسند ابی حنیفہ میں مقسم عن ابن عباس کے حوالہ سے اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، جہاں تک ممکن ہو حدود کو شبہات کی بنا پر دور رکھو۔ یہ روایت ابنِ عدی کے ہاں بھی اسی طرح ہے اور یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

(از مرتب)

شریعت کی رو سے قانون کا نفاذ کس صورت میں ہوتا ہے

۱۱۔ مَنْ اَتٰی شَیْئاً مِّنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ فَلْیَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ فَاِنْ اَبْدٰی لَنَا صَفْحَتَهٗ اَقَمْنَا عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ.

”تم میں سے جو شخص ان گندے کاموں میں سے کسی کا مرتکب ہو جائے تو اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے۔ لیکن اگر وہ ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا تو ہم اس پر کتاب اللہ کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔“

تخریج: ‹۱› قَالَ ﷺ: مَنْ اَتٰی شَیْئًا مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ فَلْیَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ، فَاِنَّ مَنْ اَبْدٰی لَنَا صَفْحَتَهٗ اَقَمْنَا عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ.(۱۶)

‹۲› حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلاً اعْتَرَفَ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالزِّنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ ﷺ بِسَوْطٍ، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مَکْسُوْرٍ، فَقَالَ: فَوْقَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ جَدِیْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهٗ فَقَالَ: دُوْنَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ قَدْ رُکِبَ بِهٖ وَلَانَ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! قَدْاٰنَ لَکُمْ اَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ مَنْ اَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَیْئًا فَلْیَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ یُبْدِلَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ.(۱۷)

ترجمہ: امام مالکؒ نے زید بن اسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک آدمی نے ارتکاب زنا کا اعتراف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوڑا لانے کا حکم ارشاد فرمایا کوڑا لایا گیا جو ٹوٹا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے ذرا اچھا ہو۔ پھر ایک نیا کوڑا پیش کیا گیا جس کے اطراف ابھی تک کاٹے نہیں گئے تھے۔ فرمایا اس سے ذرا گھٹیا ہو۔ پھر ایک ایسا کوڑا لایا گیا جسے ترکیب دے کر نرم کیا گیا تھا۔ اب اسے سزا دینے کا حکم دیا تو اسے کوڑے مارے گئے۔ فرمایا لوگو! اب وقت آن پہنچا ہے کہ تم حدود اللہ کو پائمال کرنے سے باز آ جاؤ (رک جاؤ) جس نے ان گندے کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اسے اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپے رہنا چاہیے۔ جس نے ہمارے روبرو اپنا راز فاش کیا تو اس پر ہم کتاب اللہ کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

عبداللہ بن عمر سے مروی روایت کے الفاظ:

‹۳› عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ بَعْدَ اَنْ رُجِمَ الْاَسْلَمِیُّ فَقَالَ: اجْتَنِبُوْا هٰذِهِ الْقَاذُوْرَةِ الَّتِیْ نَهَی اللّٰهُ عَنْهَا فَمَنْ اَلَمَّ فَلْیَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ، وَلْیَتُبْ اِلَی اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ یُبْدِلَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.(۱۸)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماعز اسلمی کے رجم کیے جانے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا جن گندے کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے ان سے اجتناب کرو، بچو۔ پس جو مرتکب ہوا سے اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپے رہنا چاہیے اور اللہ کی جناب میں توبہ کرنی چاہیے۔ پس جس نے ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کیا اس پر ہم کتاب کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

۱۲۔ لَوْ سَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْراً لَّكَ.

”کاش تم اس کا پردہ ڈھانک دیتے تو تمہارے لیے زیادہ اچھا تھا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيٰ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ مَاعِزًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَقَرَّ عِنْدَهٗ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: لَوْ سَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ.(۱۹)

۱۳۔ تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْ مَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ.

”ابوداؤد اور نسائی میں ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا حدود کو آپس میں ہی معاف کر دیا کرو مگر جس حد (جرم مستلزم حد) کا معاملہ مجھ تک پہنچ جائے گا پھر وہ واجب ہو جائے گی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْمَهْرِيُّ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ، فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ.(۲۰)

تشریح : اسلامی قانون یہ لازم نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے جرم کا خود اقرار کرے، یا جو لوگ کسی شخص کے جرم زنا پر مطلع ہوں وہ ضرور ہی اس کی خبر حکام تک پہنچائیں۔ البتہ جب حکام اس پر مطلع ہو جائیں تو پھر اس جرم کے لیے معافی کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔

(مندرجہ بالا دوسری حدیث ماعز بن مالک اسلمی کے بارے میں ہے کہ جب ان سے) زنا کا جرم سرزد ہوا تو ہزال بن نعیم نے ان سے کہا کہ جا کر نبی ﷺ کے سامنے اپنے اس جرم کا اقرار کرو چناں چہ انہوں نے جا کر حضورؐ سے اپنا جرم بیان کر دیا۔ اس پر حضورؐ نے ایک طرف تو انہیں رجم کی سزا دی اور دوسری طرف ہزال سے فرمایا لو سترتہٗ بثوبك كان خيراً لك۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

کیا حاکمِ وقت حدودِ الٰہی میں کمی وبیشی کا مجاز ہے

۱۴ ۔ یُؤْتٰی بِوَالٍ نَقَصَ مِنَ الْحَدِّ سَوْطاً فَیُقَالُ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَاکَ؟ فَیَقُوْلُ رَحْمَةً لِّعِبَادِکَ. فَیُقَالُ لَهُ اَنْتَ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنِّیْ؟ فَیُؤْمَرُ بِهٖ اِلَی النَّارِ. وَیُؤْتٰی بِمَنْ زَادَ سَوْطاً فَیُقَالُ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ؟ فَیَقُوْلُ لِیَنْتَهُوْا عَنْ مَعَاصِیْکَ. فَیَقُوْلُ اَنْتَ اَحْکَمُ بِهِمْ مِنِّیْ؟ فَیُؤْمَرُ بِهٖ اِلَی النَّارِ.

”قیامت کے روز ایک حاکم لایا جائے گا جس نے حد میں سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا۔ پوچھا جائے گا یہ حرکت تو نے کیوں کی تھی؟ وہ عرض کرے گا آپ کے بندوں پر رحم کھا کر۔ ارشاد ہو گا اچھا تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا! پھر حکم ہو گا لے جاؤ اسے دوزخ میں۔ ایک اور حاکم لایا جائے گا جس نے حد پر ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا۔ پوچھا جائے گا تو نے یہ کس لیے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا تا کہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز رہیں۔ ارشاد ہو گا اچھا تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ حکیم تھا! پھر حکم ہو گا لے جاؤ اسے دوزخ میں۔“ (تفسیر کبیر)

۱۵ ۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ میں فرمایا، ”لوگو تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ ہلاک ہو گئیں۔ اس لیے کہ جب ان میں کوئی عزت والا چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔

تخریج: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ قُرَیْشًا اَهَمَّتْهُمُ الْمَرْاَةُ الْمَخْزُوْمِیَّةُ الَّتِیْ سَرَقَتْ، قَالُوْا: مَنْ یُّکَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ یَّجْتَرِئُ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَکَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟ ثُمَّ قَامَ، فَخَطَبَ، فَقَالَ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَکُمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِیْفُ، تَرَکُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِیْفُ فِیْهِمْ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحُدُوْدَ وَایْمُ اللّٰهِ! لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ یَدَهَا. (۲۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کے ہاں ایک مخزومی خاتون، جس نے چوری کی تھی، کی بڑی اہمیت تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کون بات کرے گا (خود ہی کہنے لگے) رسول اللہ ﷺ کے پیارے لاڈلے اسامہ بن زید کے علاوہ کون ہے جو یہ جرأت کر سکے (انہوں نے اسامہ بن زید کو قائل کر کے آپ کی خدمت میں بھیجا) اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) گفتگو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کی بات سن کر فرمایا کیا تم حدود اللہ میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟ یہ فرما کر آپ کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا۔ لوگو! تم سے پہلی قومیں گمراہ ہوئیں، اس

وجہ سے کہ جب ان میں کوئی معزز و شریف آدمی چوری کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے (سزا دیے بغیر) چھوڑ دیتے اور جب کمزور و ضعیف حیثیت والا آدمی چوری کا ارتکاب کر بیٹھتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ اللہ کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کی مرتکب ہو جاتیں تو محمدؐ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

۱۶۔ حضورؐ نے فرمایا ''ایک حد جاری کرنا اہل زمین کے لیے چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: اَنْبَانَا اِسمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ عُبَیْدٍ، عَنْ جَرِیْرِ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: اِقَامَةُ حَدٍّ بِاَرْضٍ خَیْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً. (۲۲)

ابن ماجہ میں ابن عمر کی روایت:

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَیْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً فِیْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. (۲۳)

—— فِیْ اِسْنَادِہٖ سَعِیْدُ بْنُ سِنَانٍ، ضَعَّفَهٗ ابْنُ مُعِیْنٍ وَغَیْرُهٗ وَقَالَ الدَّارُ قُطْنِیْ: یَضَعُ الْحَدِیْثَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ میں سے ایک حد کا قائم و نافذ کرنا اللہ کے شہروں میں برسنے والی چالیس روزہ بارش سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

﴿۳﴾ اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عِیْسٰی بْنِ یَزِیْدَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ جَرِیْرُ بْنُ یَزِیْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ یُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَدٌّ یُعْمَلُ فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ یُمْطَرُوْا ثَلَاثِیْنَ صَبَاحًا. (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حد جو روئے زمین پر جاری کی جائے وہ اہل زمین کے لیے تیس ۳۰ روز کی برسنے والی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔

تشریح: اسلام میں فوجداری قانون کو دین اللہ فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہی دین نہیں ہیں بلکہ مملکت کا قانون بھی دین ہے۔ دین کو قائم کرنے کا مطلب صرف نماز ہی قائم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا قانون اور نظام شریعت قائم کرنا بھی ہے جہاں یہ چیز قائم نہ ہو وہاں نماز اگر قائم ہو بھی تو گویا ادھورا دین قائم ہوا۔ جہاں اس کو رد کر کے دوسرا کوئی قانون اختیار کیا جائے وہاں کچھ اور نہیں خود دین اللہ رد کر دیا گیا۔

دوسری چیز جو ان احادیث میں قابل توجہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی یہ تنبیہہ ہے کہ زانی اور زانیہ پر میری تجویز کردہ سزا نافذ کرنے میں مجرم کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ تمہارا ہاتھ نہ پکڑے۔

بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ مجرم کو جرم ثابت ہونے کے بعد چھوڑ نہ دیا جائے اور نہ سزا میں کمی کی جائے۔

بلکہ پورے سو کوڑے مارے جائیں۔ اور بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ ہلکی مار نہ ماری جائے جس کی کوئی تکلیف ہی مجرم محسوس نہ کرے۔ مزید برآں یہ مراد بھی ہے کہ زانی کو وہی سزا دی جائے جو اللہ نے تجویز فرمائی ہے۔ اسے کسی اور سزا سے نہ بدل دیا جائے۔ کوڑوں کے بجائے کوئی اور سزا دینا اگر رحم اور شفقت کی بنا پر ہو تو معصیت ہے، اور اگر اس خیال کی بنا پر ہو کہ کوڑوں کی سزا ایک وحشیانہ سزا ہے تو یہ قطعی کفر ہے جو ایک لمحہ کے لیے بھی ایمان کے ساتھ ایک سینے میں جمع نہیں ہو سکتا۔ خدا کو خدا بھی ماننا اور اس کو معاذ اللہ وحشی بھی کہنا صرف انہی لوگوں کے لیے ممکن ہے جو ذلیل ترین قسم کے منافق ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳)

ذمی اور مسلمان اسلامی عدالت کی نظر میں

۱۷۔ اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ۔

”نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کیا تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار میں ہوں۔“ (الجہاد فی الاسلام، باب پنجم، ۴: ذمیوں...)

تخریج: ⟨۱⟩ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ الصَّفَّارُ، نَا الرَّمَادِیُّ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْفَارِسِیُّ، نَااِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، قَالاَ: نَاعَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ، عَنْ رَبِیْعَۃَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَیْلَمَانِیِّ یَرْفَعُہٗ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَقَادَ مُسْلِمًا قَتَلَ یَھُوْدِیًّا وَقَالَ الرَّمَادِیُّ: اَقَادَ مُسْلِمًا بِذِمِّیٍّ، وَقَالَ: اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ. (۲۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن بیلمان مرفوع روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہودی کے قتل کا قصاص مسلمان سے لیا۔ اور رمادی کا بیان ہے کہ آپ نے ذمی کے بدلہ میں مسلمان سے قصاص لیا، اور فرمایا کہ میں اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔

دار قطنی نے عبدالرحمٰن بن البیلمانی کے حوالہ سے یہ بھی بیان کیا ہے:

⟨۲⟩ قَالَ: قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَجُلاً مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ بِرَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الذِّمَّۃِ، وَقَالَ: اَنَا اَحَقُّ مَنْ اَوْفٰی بِذِمَّتِہٖ. (۲۶)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن بیلمانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل قبلہ میں سے ایک آدمی کو اہل ذمہ کے ایک آدمی کے بدلہ میں قتل کیا اور فرمایا کہ اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ میں حقدار ہوں۔

شرح معانی الآثار للطحاوی میں عبدالرحمٰن بن البیلمانی سے مروی روایت:

⟨۳⟩ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ قَتَلَ مُعَاھِدًا مِنْ اَھْلِ الذِّمَّۃِ، فَاَمَرَ بِہٖ فَضُرِبَ عُنُقُہٗ وَقَالَ: اَنَا اَوْلٰی مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ. (۲۷)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن بیلمانی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس مسلمانوں میں سے ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے اہل ذمہ میں سے ایک معاہد کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اسے قتل کر دیا گیا اور فرمایا کہ میں اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ اولیٰ (حقدار) ہوں۔

مآخذ

(۱) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ ابوداؤد ج۲ کتاب الحدود باب فی المرأة التی امر النبی برجمها من جهینة۔☆ ترمذی ج۱ ابواب الحدود باب منه۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب الحدود باب الضرب بالجرید والنِّعَالِ۔

(۳) ابوداؤد ج٤۔ کتاب الحدود باب فی الحد فی الخمر۔

(٤) بخاری ج۲۔ کتاب الحدود، باب الرجم بالمصلی۔

(٥) دارقطنی ج۳۔ کتاب الحدود اور ابن کثیر ج۲ رواه الثوری عن یزید بن خصیفة مرسلا۔ قال الزیلعی: کذلك رواه ابوداؤد فی المراسیل عن الثوری به مرسلا ورواه عبد الرزاق فی مصنفه اخبرنا ابن جریج والثوری به مرسلا ورواه ابوعبید القاسم بن سلام فی غریب الحدیث: حدثنا اسماعیل ابن جعفر عن یزید بن خصیفة به ایضاً مرسلا وقال: لم یسمع بالحسم فی قطع السارق عن النبی ﷺ الا فی هذا الحدیث وقال ابن القطان فی کتابه: ویزید بن خصیفة هو منسوب الی جده فانه یزید بن عبد الله بن خصیفة وهو ثقة بلا خلاف۔ ☆دارقطنی ج۳۔ص۱۰۲ حاشیه علی دارقطنی عن شمس الحق عظیم آبادی۔☆ یه روایت السنن الکبریٰ للبیهقی نے ج۸۔ ص۲۷۱ پر نقل کی هے اور ص ۲۷٦ پر بهی هے وصله یعقوب عن عبد العزیز وتابعه علیه غیره وارسله عنه علی بن المدینی۔

(٦) ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۲٤ السارق یعترف۔☆ احکام القرآن للجصاص ج۲۔ سورة المائدة۔

(۷) تفسیر ابن کثیر ج۳ سورة الفرقان بحواله طبرانی۔

(۸) تفسیر ابن جریر ج۹۔ پ۱۹ سورة الفرقان۔

(۹) تفسیر ابن کثیر ج۳۔سورة الفرقان مطبع التجاریة الکبریٰ مصر۔

(۱۰) بخاری ج۲ کتاب الحدود، باب الحدود کفارة۔☆ مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاهلها۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها باب الحدود کفارات۔☆ دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حدیث نمبر ٤۰۰ عن عبادة۔☆ ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء ان الحدود کفارة لاهلها۔

(۱۱) ابن ماجه کتاب الحدود باب ۳۳ الحد کفارة۔ ☆ کنزالعمال ج٥ حدیث نمبر ۱۲۹٦٥۔☆دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆مسند احمد ج۱ ص۹۹ عن علی۔

(۱۲) شرح السنه بحواله مشکوة باب مالا یدعیٰ علی الحدود۔ ☆دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆کنز العمال ج٥۔

حدیث نمبر ۱۳۳٦۷ اور حدیث نمبر ۱۲۹٦٤۔☆مجمع الزوائد ج٦۔کتاب الحدود باب هل تكفر الحدود الذنوب ام لا۔

(۱۳) ابن ماجه کتاب الحدود باب ٥ الستر على المؤمنِ ودفع الحدود بالشبهات۔ ابراهیم بن فضل کے متعلق ابن ماجه کے اسی باب کے تحت فی الزوائد: فی اسناده ابراهیم بن فضل مخزومی، ضَعَّفَهٗ احمد وابن معین والبخاری وغیره بھی منقول هے۔☆ کنزالعمال ج٥۔ حدیث نمبر ۱۲۹۷٤۔

(۱٤) ترمذی ج۲۔ابواب الحدود باب فی درء الحدود۔☆سنن دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود مطبوعه نشر السنة ملتان دارقطنی میں فان وجدتم للمسلم مخرجاً کا اضافه بھی منقول هے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی۔کتاب الحدود، باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات، عن عائشة۔ وقال البیهقی فی السنن روایة وکیع اقرب الی الصواب۔ ☆کنزالعمال ج٥۔حدیث نمبر ۲۹۷۱۔ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الحدود، باب ان وجدتم لمسلم مخرجا فخلوا سبیله هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔☆فی اسناده یزید بن زیاد الدمشقی وهوضعیف۔ قد قال البخاری فیه: منکر الحدیث، وقال النسائی: متروك۔

(۱٥) دارقطنی ج۳، ص۸٤ پر التعنیق المغنی لعلامه شمس الحق عظیم آبادی☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الجنایات باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی قتلِ المؤمن بالکافر۔ ☆کنزالعمال ج٥۔حدیث نمبر ۱۲۹٥۷، نمبر ۱۲۹۷۲۔ ابومسلم الکجی عن عمر بن عبدالعزیز مرسلا بحواله ابن السمعانی عن عمر بن عبدالعزیز قال الحافظ ابن حجر: وفی سنده من لایعرف۔

(۱٦) احکام القرآن للجصاص ج۳۔سوره نور۔

(۱۷) مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن اعترف علی نفسه بالزنا۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها جماع ابواب صفة السوط، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔

(۱۸) المستدرك للحاکم ج٤۔کتاب التوبة والانابة من الم فلیستتر بستر الله اور ج٤۔کتاب الحدود باب تعافوا الحدود بینکم۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها۔☆کنز العمال ج٥۔حدیث نمبر۱۳٥٤۲ اور حدیث نمبر۱۳٥٥۷ اورحدیث نمبر ۱٤۰۰٦ اور قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ۔☆المصنف لعبد الرزاق ج۷ص۳۲۳ عن عبدالله بن دینار۔

(۱۹) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فی الستر علی اهل الحدود۔☆مؤطا امام مالك ج۲۔کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔☆مسند احمد ج٥۔ص۲۱۷ مؤطا نے بثوبك کی جگه بردائك نقل کیاهے۔☆کنزالعمال ج٥۔ حدیث نمبر۱۳٥٥۷۔☆المستدرك ج٤۔ کتاب الحدود۔

(۲۰) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود باب العفو عن الحدود مالم تبلغ السلطان۔☆نسائی ج۸کتاب قطع السارق باب مایکون حرزا وما لایکون۔☆المستدرك ج٤۔کتاب الحدود۔☆کنز العمال ج٥۔ حدیث ۱۲۹۷۹۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔ سورة النور۔

(۲۱) بخاری ج۲کتاب الحدود باب کراهیة الشفاعة فی الحد اذارفع الی السلطان۔☆مسلم ج ٤۔کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف والنهی عن الشفاعة فی الحدود۔☆دارمی ج۲۔کتاب الحدود باب الشفاعة فی الحدود دون السلطان۔

☆ السنن الکبریٰ ج۸۔ کتاب السرقة۔ باب جماع ابواب القطع فی السرقة۔

(۲۲) نسائی ج۸ کتاب قطع السرقة، باب الترغیب فی اقامة الحد۔

(۲۳) ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۳ اقامة الحدود۔

(۲٤) نسائی ج۸۔ کتاب قطع السرقة، باب الترغیب فی اقامة الحد۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب۳ اقامة الحدود۔ ☆مسند احمد ج۲۔ ص۳٦۲۔ ٤۰۲۔ عن ابی هریرة ص۳٦۲ پر حَدٌّ یُقَامُ فی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِّلنَّاسِ مِنْ اَنْ یُمْطَرُوْا الخ ہے۔

(۲۵) دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸۔ کتاب الجنایات باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی قتل المؤمن بالکفر۔

(۲٦) دارقطنی ج۳ ص۳۵ کتاب الحدود۔

(۲۷) شرح معانی الآثار للطحاوی ج۲، ص۱۲۵،۱۲٦۔امام بیهقی نے یه روایت السنن الکبریٰ ج۸ص۳۰ پر بیان کرکے کہا ہے: هذا هوالاصل فی هذا الباب وهو منقطع وقد روی عن ربیعة عن عبدالرحمن بن البیلمانی عن النبی ﷺ مرسلا۔ ☆بیهقی ج۸ص۳۱پر اخبرنا ابوبکر بن الحارث الفقیه قال : قال ابوالحسن علی بن عمر الدار قطنی الحافظ ابن البیلمانی ضعیف لاتقوم به حجةٌ اذا وصل الحدیث فکیف بما یرسله واللّٰه اعلم۔

فصل:۲

قطع ید کے متعلق احکام

خائن کے لیے قطع ید نہیں

۱۸۔ لاقَطْعَ عَلٰی خَائِنٍ.

''خائن کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔''

تخریج: 〈۱〉 رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لا قَطْعَ عَلٰی خَائِنٍ.(۱)

〈۲〉حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَلِیٍّ، اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ، ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ: قَالَ اَبُو الزُّبَیْرِ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَیْسَ عَلَی الْخَائِنِ قَطْعٌ.(۲)

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ، ثَنَا عِیْسٰی ابْنُ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ عَلٰی خَائِنٍ، وَلاَ مُنْتَھِبٍ، وَلاَ مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ.(۳) (ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا خیانت کرنے والے، لوٹنے والے اور اچک لینے والے پر قطع (ید) کی سزا نہیں ہے۔

ڈھال کی قیمت سے کم چوری پر قطع ید نہیں

۱۹۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ڈھال سے کم کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

تخریج: 〈۱〉 اَخْبَرَنَا اَبُوعَبْدِاللّٰہِ الْحَافِظُ، اَنْبَأَ عَلِیُّ بْنُ عِیْسٰی بْنِ اِبْرَاھِیْمَ، ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ، ثَنَا یُوْسُفُ ابْنُ مُوْسٰی، ثَنَا جَرِیْرٌ وَوَکِیْعٌ وَابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ ھِشَامِ ابْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ یَدَالسَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ اَدْنٰی مِنْ ثَمَنِ حَجَفَۃَ اَوْتُرْسٍ، وَکُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا ذُوْثَمَنٍ، وَاِنَّ یَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الشَّیْءِ التَّافِہِ.(٤)

ترجمہ: حضرت عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ڈھال کی قیمت سے کم قیمت کی چوری پر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ نیز چور کا ہاتھ آپ کے دور سعادت میں معمولی چیز کی چوری پر بھی نہیں کاٹا گیا۔

〈۲〉اَخبرَنااَبُوبَکرِ بنُ الحَارِثِ الاَصبَهَانِیُّ اَنبأَ اَبُومُحَمَّدِ ابنُ حَیَّانَ، ثَنا ابنُ صَاعِدٍ، ثَنا اَحمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ اَبِی رجَاءٍ ثَنَا وَکِیعٌ ثَنَا مَسرَّةُ بنُ مَعبَدٍ،قَالَ:سَمِعتُ اِسمَاعِیلَ بنَ عُبَیدِ اللّٰهِ ابنِ اَبِی الهَاجِرِ یُحَدِّثُ عَن رجَاءِ ابنِ حَیوَةَ عَن عَدِیٍّ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَطعَ یَدَ سَارِقٍ مِنَ المَفصِلِ.(۵)

—— قَالَ وَحَدَّثَنَا وَکِیعٌ، ثَنَا سُفیَانُ عَنِ ابنِ جُرَیجٍ عَن اَبِی الزُّبَیرِ عَن جَابِرٍ مِثلَهٗ۔

ترجمہ: حضرت عدی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے چور کا ہاتھ، ہاتھ اور بازو کے ملنے کی جگہ (گٹ) سے کاٹ دیا۔

〈۳〉حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ، اَخبرَنَا عَبدُ اللّٰهِ، قَالَ:اَخبَرَنَا هِشَامُ بنُ عُروَةَ، عَن اَبِیهِ، عَن عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَم تَکُن تُقطَعُ یَدُ السَّارِقِ فِی اَدنٰی مِن حَجفَةٍ اَوتُرسٍ کُلُّ وَاحِدٍ مِنهُمَا ذُوثَمنٍ.(۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ڈھال (چاہے چمڑے کی ہو یا لوہے کی دونوں قیمتی ہیں) کی قیمت سے کم کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں دی گئی۔

〈۴〉 ثَنا مُحَمَّدُ بنُ الحَسَنِ المُقرِئُ، نَااَحمَدُ بنُ العَبَّاسِ، نَااِسمَاعِیلُ بنُ سَعِیدٍ، اَنَاالوَاقِدِیُّ، عَنِ ابنِ اَبِی ذِئبٍ عَن اَبِی هُرَیرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا سَرقَ السَّارِقُ فَاقطَعُوا یَدَهٗ، فَاِن عَادَ فَاقطَعُوا رِجلَهٗ، فَاِن عَادَ فَاقطَعُوا یَدَهٗ، فَاِن عَادَ فَاقطَعُوا رِجلَهٗ.(۷)

—— کَذَا قَالَ خَالِدُ بنُ سَلَمَةَ، وَقَالَ غَیرُهٗ۔عَن خَالِدِ الحَارِثِ عَن اَبِی سَلَمَةَ، عَن اَبِی هُرَیرَةَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب چور چوری کرے تو اس کا پہلے ہاتھ کاٹ دو، پھر دوبارہ کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو۔ پھر سہ بار کرے تو اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو اور اگر چوتھی مرتبہ بھی کرے تو اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دو۔

پھل اور ترکاری کی چوری میں سزا

۲۰ ۔ لَاقَطعَ فِی ثَمرَةٍ وَلَا کَثَرٍ.

''پھل اور ترکاری کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔''

تخریج: حَدَّثَنَاعَبدُ اللّٰهِ بنُ مَسلَمَةَ، عَن مَالِکِ بنِ اَنَسٍ، عَن یَحیٰ بنِ سَعِیدٍ، عَن مُحَمَّدِ بنِ یَحیٰ بنِ حِبَّانَ، اَنَّ عَبدًا سَرقَ وَدِیًّا مِن حَائِطِ رَجُلٍ فَغرَسَهٗ فِی حَائِطِ سَیِّدِهٖ، فَخَرجَ صَاحِبُ الوَدِیِّ یَلتَمِسُ وَدِیَّهٗ، فَوَجَدَهٗ فَاستَعدیٰ عَلَی العَبدِ مَروَانَ بنَ الحَکَمِ وَهُوَ اَمِیرُالمَدِینَةِ یَومَئِذٍ،فَسَجَنَ مَروَانُ العَبدَ، وَاَرَادَ قَطعَ یَدِهٖ، فَانطَلَقَ سَیِّدُ العَبدِ اِلٰی رَافِعِ ابنِ خَدِیجٍ، فَسَأَلَهٗ عَن ذٰلِکَ، فَاَخبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: لَاقَطعَ فِی ثَمرٍ وَلَا کَثَرٍ. فَقَالَ الرَّجُلُ:اِنَّ مَروَانَ اَخذَ غُلَامِی وَهُوَ

يُرِيدُ قَطْعَ يَدِهِ. وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ اِلَيْهِ، فَتُخْبِرُهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَمَشٰى مَعَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ حَتّٰى اَتٰى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَاقَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَلَاكَثَرٍ، فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ. اَلْكَثَرُ الْجُمَّارُ.(۸)

ترجمہ: محمد بن یحییٰ بن حبّان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے کسی کے باغ میں سے کھجور کا پودا چوری کر کے اپنے مالک وآقا کے باغ میں لگایا۔ پودے کا مالک اس کی تلاش وکھوج میں نکلا تو اس پودے کو پالیا۔ اس شخص نے مروان بن حکم سے جوان دنوں مدینہ کا حاکم تھا غلام کے خلاف مقدمہ درج کرا کر مدد کی درخواست کی، مروان نے اس غلام کو قید کر دیا اور اس کے ہاتھ کاٹنے کا قصد کیا۔ غلام کا مالک رافع بن خدیج کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا۔ رافع نے ان کو بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پھل اور ترکاری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔ اس آدمی نے بتایا کہ مروان نے میرے غلام کو گرفتار کر لیا ہے اب وہ اس کو قطع ید کی سزا دینا چاہتا ہے۔ میری تمنا اور خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ مروان کے پاس تشریف لے چلیں اور جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ان کو سنا دیں۔ رافع اس کے ساتھ مروان کے پاس پہنچے اور مروان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے فرما رہے تھے کہ پھل اور ترکاری (کی چوری) میں قطع ید کی سزا نہیں ہے یہ سن کر مروان نے فرمان جاری کیا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ چناں چہ اسے چھوڑ دیا گیا۔

کھانے کی چوری میں سزا

۲۱۔ لَا قَطْعَ فِيْ طَعَامٍ.

”کھانے کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔“

تخریج: وَرَوَى الْحَسَنُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَاقَطْعَ فِيْ طَعَامٍ.(۹)

ترجمہ: کھانے کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔

حقیر اشیاء کی چوری میں سزا

۲۲۔ لَمْ يَكُنْ قَطْعُ السَّارِقِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ.

”عائشہؓ کی حدیث ہے، حقیر چیزوں کی چوری میں نبی ﷺ کے زمانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔“

تخریج: رَوَتْ عَائِشَةُ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ قَطْعُ السَّارِقِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد باسعادت میں معمولی چیزوں کی چوری پر قطع ید کی سزا نہیں دی جاتی تھی۔

پہلی چوری پر کون سا ہاتھ کاٹا جائے گا

چور کا ایک ہاتھ کاٹا جائے گا اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلی چوری پر سیدھا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

سرقہ کا اطلاق خیانت پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اس فعل پر ہوتا ہے کہ کسی کے مال کو اس کی حفاظت سے نکال کر اپنے قبضہ میں کر لے۔

ڈھال کی قیمت عہدِ نبوی میں

۲۳۔ ڈھال کی قیمت سے کم کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹنا چاہیے۔ ایک ڈھال کی قیمت نبی ﷺ کے زمانے میں بروایت عبداللہ بن عباس دس درہم، بروایت ابن عمر تین درہم، بروایت انس بن مالک ۵ر درہم، اور بروایت حضرت عائشہ ایک چوتھائی دینار ہوتی تھی۔ اس اختلاف کی بنا پر فقہاء کے درمیان کم سے کم نصاب سرقہ میں اختلاف ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سرقہ کا نصاب دس درہم ہے اور امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک چوتھائی دینار (اس زمانہ کے درہم میں تین ماشہ ۱/۵ ارتی چاندی ہوتی تھی اور ایک چوتھائی دینار ۳ر درہم کے برابر تھا)۔

تخریج: **〈۱〉 حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِکُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.** (۱۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹ دیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

ابن عمر کی روایت: قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ **پر امام ترمذی کا تبصرہ۔** وَفِی الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَيْمَنَ۔ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ، مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرِ نِالصِّدِّيْقُ قَطَعَ فِیْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ۔ وَرُوِیَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ اَنَّهُمَا قَطَعَا فِیْ رُبُعِ دِيْنَارٍ وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا: تُقْطَعُ الْيَدُ فِیْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ، وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ، وَالشَّافِعِیِّ، وَاَحْمَدَ، وَاِسْحَاقَ رَاَوُا الْقَطْعَ فِیْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِداً۔ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ: لَاتُقْطَعُ اِلَّافِیْ دِيْنَارٍ اَوْعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ، رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَالْقَاسِمُ لَمْ يَسْمَعْ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالُوْا: لَاقَطْعَ فِیْ اَقَلِّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔

〈۲〉 اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ. (۱۲)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی چوری میں قطع ید کی سزا دی، ان دنوں ڈھال کی قیمت پانچ درہم تھی۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِیْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ، اَنَّ نَافِعًا مَوْلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَآءِ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.(۱۳)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جس نے خواتین کے مخصوص چبوترے سے ڈھال چرائی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔

﴿۴﴾ اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ كَمْ تُقْطَعُ الْيَدُ؟ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِیْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ، فَاِذَا ضَمَّهُ الْجَرِيْنُ قُطِعَتْ فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنَّةِ، وَلَا تُقْطَعُ فِیْ حَرِيْسَةِ الْجَبَلِ، فَاِذَا اٰوَی الْمُرَاحُ قُطِعَتْ فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ.(۱٤)

ترجمہ : عمرو بن شعیب نے اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کتنی مقدار پر قطع ید کی سزا دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا درخت پر لٹکتے ہوئے پھل کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جب اسے جرین (گودام) میں محفوظ کرلیا جائے تو پھر ڈھال کی قیمت کے مساوی چوری پر قطع ید ہے اور نہ پہاڑوں میں چرتے ہوئے جانور کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جب اپنے باڑے میں پہنچ جائے تو پھر ڈھال کی قیمت کے مساوی چوری میں قطعِ ید ہے۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِیْ حَيْوَةُ ابْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ نِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ شُيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ وَيَزِيْدَ بْنِ صُبْحِ الْاَصْبَحِيِّ، عَنْ جُنَادَةَ ابْنِ اَبِیْ اُمَيَّةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ بُسْرِ بْنِ اَرْطَاةٍ فِی الْبَحْرِ، فَاُتِیَ بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهٗ مِصْدَرٌ سَرَقَ بُخْتِيَةً فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَاتُقْطَعُ الْاَيْدِیْ فِی السَّفَرِ، وَلَوْلَاذٰلِكَ لَقَطَعْتُهٗ.(۱۵)

ترمذی نے لکھا ہے:

—— والعمل علی هذا عند بعض اهل العمل، منهم الاوزاعی لایرون ان یقام الحد فی الغزو، وبحضرة العدو مخافة ان یلحق من یقام علیه الحد بالعدو،فاذا خرج الامام من ارض الحرب ورجع الی دارالسلام اقام علی من اصابه کذلك قال الاوزاعی۔

﴿٦﴾ حَدَّثَنَاقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ،

قَالَ: سَأَلْنَا فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِيْ عُنُقِهِ. (۱۶)

ترجمہ: ہم نے فضالہ بن عبید سے چور کے کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کے گلے میں لٹکانے کے بارے میں پوچھا کیا ایسا کرنا مسنون ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور پیش کیا گیا۔ اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس کے ہاتھ کے بارے میں آپؐ نے حکم دیا اور اس کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔

〈۷〉حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا. (۱۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ربع ۱/۴ دینار کی مالیت اور اس سے زائد پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

—— تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

〈۸〉حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ، ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيْمٍ، عَنْ مَيْمُوْنِ ابْنِ مَهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَقْطَعْهُ، وَقَالَ: مَالُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضًا. (۱۸)

ترجمہ: مال غنیمت کے خمس کے ایک غلام نے خمس کے مال میں چوری کر لی یہ مقدمہ نبی ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ قطع نہ فرمایا اور فرمایا اللہ کا مال تھا۔ ایک نے دوسرے کا مال چرالیا ہے۔

—— فِي الزَّوَائِدِ: فِيْ اِسْنَادِهِ جَبَّارَةُ وَهُوَ ضَعِيْفٌ۔

〈۹〉حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ، عَنِ الْمُشَعَّثِ ابْنِ طَرِيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اَبَا ذَرٍّ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: كَيْفَ اَنْتَ اِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُوْنُ الْبَيْتُ فِيْهِ بِالْوَصِيْفِ يعنى الْقَبْرِ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْلَمُ اَوْ مَا خَارَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ اَوْقَالَ: تَصْبِرُ. (۱۹)

—— قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ يُقْطَعُ النَّبَّاشُ لِاَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ۔

ترجمہ: ابوذرؓ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، ابوذر! میں نے عرض کیا حاضر جناب، بندہ حاضر ہے آپ نے فرمایا تیرا کیا حال ہوگا اس وقت جب لوگ موت کا شکار ہو رہے ہوں گے۔ اس وقت گھر قبر ہوگا۔ میں نے

عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں یا پھر جو ارشاد میرے لیے فرمائیں آپ نے ابوذر کو نصیحت فرمائی کہ ایسے موقع پر صبر کا دامن تھامے رکھنا۔

بیت المال کی چوری اور جنگل میں چرتے ہوئے جانور کی چوری کی سزا

پھر بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے گی۔ مثلاً نبی ﷺ کی ہدایت ہے کہ پھل اور ترکاری، کھانے اور حقیر چیزوں کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔ پرندے کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹنے پر حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا فیصلہ ہے۔ نیز سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہما نے بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا، اور اس معاملے میں صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے۔ ان مآخذ کی بنیاد پر مختلف ائمہ فقہ نے مختلف چیزوں کو قطع ید کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ترکاریاں، پھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہو، کھیل اور گانے بجانے کے آلات وہ چیزیں ہیں جن کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔ نیز جنگل میں چرتے ہوئے جانوروں کی چوری اور بیت المال کی چوری میں بھی وہ قطع ید کے قائل نہیں ہیں، اسی طرح دوسرے ائمہ نے بھی بعض چیزوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ان چوریوں پر سرے سے کوئی سزا ہی نہ دی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان جرائم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۶۰)

کیا حد سرقہ میں فدیہ لیا جا سکتا ہے؟

۲۴۔ بنی مخزوم کی عورت کے مقدمے (چوری) کا جب حضورؐ نے فیصلہ سنایا تو اس کی قوم نے کہا ''یا رسول اللہ ہم فدیہ دینے کو حاضر ہیں۔ مگر آپؐ نے فرمایا ''اس کا ہاتھ کاٹو'' انہوں نے عرض کیا ہم پانچ سو دینار اس کے ہاتھ کے بدلے میں دیتے ہیں، آپ نے فرمایا ''اس کا ہاتھ کاٹو'' جب ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو اس عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ خدا کے ہاں بھی میرے بچنے کی کوئی صورت ہے؟ آپؐ نے جواب دیا ''ہاں، اب تو اپنے گناہ سے اس طرح پاک ہو چکی ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو۔'' (تفہیمات دوم، ۲۳: قطع...)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدِ الْمَعْنٰى، قَالَا: ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ مَخْلَدٌ: عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ امْرَأَةً مَخْزُوْمِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهٗ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا. (۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلہ کی ایک عورت سامان ادھار لے کر اس سے انکار کر دیتی (کہ میں نے لیا ہی نہیں) نبی ﷺ نے اس کے بارے میں قطع ید کا حکم صادر فرمایا چناں چہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا حَسَنٌ، ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ. حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلٰى عَهْدِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجآءَ بِهَا الَّذِيْنَ سَرَقَتْهُمْ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ سَرَقَتْنَا، قَالَ قَوْمُهَا: فَنَحْنُ نَفْدِيْهَا يَعْنِيْ اَهْلَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْطَعُوْا يَدَهَا، فَقَالُوْا:نَحْنُ نَفْدِيْهَا بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ، قَالَ: اقْطَعُوْا يَدَهَا، قَالَ: فَقُطِعَتْ يَدُهَا الْيُمْنٰى، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ : هَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَنْتِ الْيَوْمَ مِنْ خَطِيْئَتِكِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْكِ اُمُّكِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ سُوْرَةِ الْمَآئِدَةِ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.(۲۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عہد رسالت مآب میں چوری کی۔جن لوگوں کی چوری کی تھی وہ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں لے آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اس عورت نے ہماری چوری کی ہے۔اس کی قوم (قبیلہ کے لوگوں) نے کہا کہ ہم اس کا فدیہ دیتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹو۔قبیلہ کے لوگوں نے پھر پیش کش کی کہ ہم اس کے ہاتھ کے عوض پانچ صد دینار دیتے ہیں۔آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹو۔راوی کا بیان ہے کہ پھر اس چور عورت کا سیدھا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔تو وہ بولی اے اللہ کے رسول کیا میرے لیے کسی توبہ کی صورت بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔آج تو اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگئی ہے جیسے تیری ماں نے تجھے ابھی جنم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان سورہ مائدہ میں فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ اِلٰى اٰخِرِ الآية ”جس نے اپنے اوپر ظلم کے بعد توبہ کی اور اپنے اعمال کی اصلاح کرلی الآیہ۔“

سزائے سرقہ کے بعد توبہ واستغفار

۲۵ ۔ قُلْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

”کہہ میں خدا سے معافی چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“

- اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ.

”خدایا اسے معاف فرمادے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلٰى اَبِيْ ذَرٍّ، عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوْجَدْ مَعَهٗ مَتَاعٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اِخَالُكَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلٰى، فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا، فَاَمَرَ بِهٖ، فَقُطِعَ، وَجِيْءَ بِهٖ، فَقَالَ:اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ، فَقَالَ:اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ. (۲۲)

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

ترجمہ : حضرت ابوامیہ مخزومی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ اس نے اعتراف کیا (کہ اس نے چوری کی ہے) مگر اس کے پاس کوئی مال ومتاع نہ پایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تو خیال نہیں کرتا کہ تو نے چوری کی ہوگی اس نے کہا کیوں نہیں۔ پھر اس نے دوتین مرتبہ اس کا اعادہ کیا تو آپ نے حد کے نافذ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر آپ کی خدمت میں اسے لایا گیا تو آپ نے اسے تلقین فرمائی کہ اللہ سے مغفرت و بخشش طلب کر اور اس کی جناب میں رجوع کر (توبہ کر) اس نے کہا میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔

تشریح : مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کٹنے کے بعد جو شخص توبہ کرلے اور اپنے نفس کو چوری سے پاک کر کے اللہ کا صالح بندہ بن جائے وہ اللہ کے غضب سے بچ جائے گا اور اللہ اس کے دامن سے اس داغ کو دھودے گا۔ لیکن اگر کسی شخص نے ہاتھ کٹوانے کے بعد بھی اپنے آپ کو بدنیتی سے پاک نہ کیا اور وہی گندے جذبات اپنے اندر پرورش کیے جن کی بنا پر اس نے چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہاتھ تو اس کے بدن سے جدا ہو گیا مگر چوری اس کے نفس میں بدستور موجود رہی اس وجہ سے وہ خدا کے غضب کا اسی طرح مستحق رہے گا جس طرح ہاتھ کٹنے سے پہلے تھا۔ اسی لیے قرآن وحدیث چور کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے معافی مانگے اور اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ کیوں کہ ہاتھ کاٹنا تو انتظام تمدن کے لیے ہے۔ اس سزا سے نفس پاک نہیں ہوسکتا۔ نفس کی پاکی صرف توبہ اور رجوع الی اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۶۱)

شرعی سزا جاری ہونے کے بعد آخرت میں آدمی کی معافی اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب کہ آدمی نے اس کے ساتھ خدا سے توبہ بھی کی ہو اور اپنے نفس کی اصلاح کرلی ہو۔ لیکن اگر بالفرض ایک شخص نے چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا، مگر اس نے گناہ پر اپنے خدا کے سامنے کوئی اعتراف ندامت نہ کیا، کوئی توبہ نہ کی، چوری چھوڑ دینے کا کوئی فیصلہ نہ کیا، بلکہ الٹا اپنے دل میں اس شریعت ہی کو کوستا رہا جس نے اس کا ہاتھ کٹوادیا ہے، تو خدا کے ہاں اس کے معاف کر دیئے جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: کفارہ...)

حدِ سرقہ میں سفارش

۲۶۔ ایک مرتبہ چوری کے جرم میں قریش کی ایک عورت فاطمہ نامی کا ہاتھ کاٹنے کا آپ نے حکم دیا۔ حضرت اُسامہ بن زید نے اس کے حق میں سفارش کی۔ اس پر آپ نے فرمایا ''خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ:اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا اِلٰى اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهٗ، قَالَ عُرْوَةُ، فَلَمَّا كَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فِيْهَا، تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فَقَالَ: اَتُكَلِّمُنِیْ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ اُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِیُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِیْبًا، فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّمَا اَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الشَّرِیْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَاسَرَقَ فِیْهِمُ الضَّعِیْفُ، اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ یَدَهَا، ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ یَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَاْتِیْنِیْ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (۲۳)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر نے بتایا کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک عورت نے چوری کی اس کے قبیلہ کے لوگ فریادرسی کے لیے حضرت اسامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے اس عورت کے متعلق سفارش کی استدعا کرنے لگے، عروہ کا بیان ہے کہ جب اسامہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو (سفارش) کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا فرمایا، اسامہ تم مجھ سے حدود اللہ میں سے ایک حد کے بارے میں گفتگو (سفارش) کرتے ہو؟ اسامہ نے عرض کیا، یارسول اللہ میرے لیے اللہ سے معافی کی درخواست فرمائیں۔ اسی روز دوپہر کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطاب فرمانے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وستایش جو اس کے لائق ہے فرمائی پھر فرمایا امابعد۔ تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو ہلاک کردیا اس نے کہ جب ان میں کا معزز وشریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ادنی اور کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کردیتے۔ اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے بہت اچھی اور عمدہ توبہ کی، اور شادی کرلی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ میرے پاس اپنی کسی ضرورت کے لیے آتی رہتی تھی۔ میں اس کی حاجت وضرورت کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچادیتی تھی۔

تشریح: اللہ کے اس بے لاگ دین میں جس طرح نبی کی ذات کے لیے کوئی رعایت نہیں، اسی طرح نبی کے خاندان اور اس کے قریب ترین عزیزوں کے لیے بھی کسی رعایت کی گنجایش نہیں ہے۔ یہاں جس کے ساتھ بھی کوئی معاملہ ہے اس کے اوصاف (Merits) کے لحاظ سے ہے۔ کسی کا نسب اور کسی کے ساتھ آدمی کا تعلق کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ گمراہی وبدعملی پر خدا کے عذاب کا خوف سب کے لیے یکساں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اور سب تو ان چیزوں پر پکڑے جائیں مگر نبی کے رشتہ دار بچے رہ جائیں۔

ثبوت جرم کے بعد مجرم پر ترس کھانا

۲۷۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا. (بخاری وابن ماجہ)

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔''

تخریج:〈۱〉 اَخبَرنَا عِمرَانُ بنُ بَکّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشرُ بنُ شُعَیبٍ، قَالَ: اَخبَرَنِی اَبِی عَنِ الزُّهرِیِّ، عَن عُروَۃَ، عَن عَائِشَۃَ، قَالَت: اِستَعَارَتِ امرَأَۃٌ عَلٰی اَلسِنَۃِ اُنَاسٍ یُعرَفُونَ وَھِیَ لَاتُعرَفُ حُلِیًّا، فَبَاعَتہُ وَاَخَذَت ثَمَنَہُ، فَاُتِیَ بِھَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَسَعٰی اَھلُھَا اِلٰی اُسَامَۃَ بنِ زَیدٍ، فَکَلَّمَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ فِیھَا، فَتَلَوَّنَ وَجہُ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ یُکَلِّمُہُ، ثُمَّ قَالَ لَہُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: أَتَشفَعُ اِلَیَّ فِی حَدٍّ مِن حُدُودِ اللّٰہِ؟ فَقَالَ اُسَامَۃُ: اِستَغفِرلِی یَارَسُولَ اللّٰہِ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عَشِیَّتَئِذٍ فَاَثنٰی عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا ھُوَاَھلُہُ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعدُ! فَاِنَّمَاھَلَکَ النَّاسُ قَبلَکُم اَنَّھُم کَانُوا اِذَا سَرَقَ الشَّرِیفُ فِیھِم تَرَکُوہُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِیفُ فِیھِم اَقَامُوا عَلَیہِ الحَدَّ، وَالَّذِی نَفسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ: لَوْاَنَّ فَاطِمَۃَ بِنتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَت لَقَطَعتُ یَدَھَا، ثُمَّ قَطَعَ تِلکَ المَرأَۃَ.(۲٤)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک غیر معروف عورت نے جانے پہچانے معروف لوگوں کے سامنے زیور ادھار لیا اور اسے بیچ کر کھا گئی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس کے خاندان والوں نے کوشش کی کہ اسامہ بن زید اس کی سفارش کریں۔ چناں چہ اسامہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی (سفارش کی) آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا (سرخ ہو گیا) اسامہ گفتگو کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ سے فرمایا کیا تو حدود اللہ میں سے ایک حد میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ یہ جواب سن کر اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے معافی کی درخواست فرمائیں پھر اسی روز بعد از دوپہر آپ کھڑے ہوئے۔ اللہ کی وہ حمد و ثنا فرمائی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا اَمَّا بَعدُ۔ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے کہ ان میں اگر معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ادنیٰ درجہ کا آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ، محمد کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بنُ یَحیٰ بنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَااَبُوصَالِحٍ، عَنِ اللَّیثِ، قَالَ: حَدَّثَنِی یُونُسُ، عَنِ ابنِ شِھَابٍ، قَالَ: کَانَ عُروَۃُ یُحَدِّثُ اَنَّ عَائِشَۃَؓ قَالَت: اِستَعَارَتِ امرَأَۃٌ تَعنِی حُلِیًّا عَلٰی اَلسِنَۃِ اُنَاسٍ یُعرَفُونَ وَلَاتُعرَفُ ھِیَ، فَبَاعَتہُ، فَاَخَذَت، فَاُتِیَ بِھَا النَّبِیَّ ﷺ، فَاَمَرَ بِقَطعِ یَدِھَا وَھِیَ الَّتِی شَفَعَ فِیھَا اُسَامَۃُ بنُ زَیدٍ، وَقَالَ فِیھَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَا قَالَ.(۲٥)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک غیر معروف عورت نے جانے پہچانے معروف لوگوں کے ذریعہ زیور عاریتاً لیا اور اسے بیچ کر کھا گئی۔ پس اسی جرم میں پکڑی گئی اور اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس کے قطع ید کا حکم صادر

فرمایا۔ یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں اسامہ بن زید نے سفارش کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق جو کچھ فرمایا، سوفرمایا۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، اَلْمَعْنٰى، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ مَخْلَدٌ: عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ امْرَاَةً مَخْزُوْمِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ، فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا.(٢٦)

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ جُوَيْرِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوْ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ، زَادَ فِيْهِ: وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ خَطِيْبًا، فَقَالَ:هَلْ مِنِ امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ فَلَمْ تَقُمْ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ، وَرَوَاهُ ابْنُ غَنْجٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ، قَالَ فِيْهِ: فَشَهِدَ عَلَيْهَا۔

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت سامان عاریتًا لے کر مکر جاتی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا فرمان جاری کیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تشریح: بنی مخزوم کے معزز گھرانے کی ایک عورت فاطمہ لوگوں کے زیور اور سامان عاریتاً منگواتی اور پھر مکر جایا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا، اور جرم ثابت ہو گیا۔قریش میں کھلبلی مچ گئی کہ کہیں اس کا بھی ہاتھ نہ کاٹ ڈالا جائے۔ مگر حضورؐ کے سامنے سفارش کی جرأت کسے تھی۔ آخر کار یہ مشورہ ہوا کہ اسامہ سے جو حضورؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے بیٹے تھے، سفارش کرائی جائے، کیوں کہ حضورؐ کو ان سے محبت تھی۔ اسامہ نے حاضر ہو کر سفارش کی۔ سنتے ہی آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ سہم گئے اور معافی مانگی۔ اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا ’’تم سے پہلے جو قومیں تباہ ہوئی ہیں ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان میں کوئی معزز آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب کوئی ادنیٰ درجے کا آدمی جرم کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ میں تو اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی، تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹے بغیر نہ چھوڑتا۔

(تفہیمات دوم،۲۳: قطع...)

غیر اسلامی نظام میں اجرائے حدود شرعیہ

اسلامی قانون فوجداری کی دفعات اس مملکت کے لیے ہیں جس میں پورا اسلامی نظام زندگی قائم ہو نہ کہ اس مملکت کے لیے جس میں سارا نظام کفر کے طریقوں پر چل رہا ہو اور صرف ایک چوری یا زنا کی سزا اسلام کے قانون سے لے لی جائے۔ چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا عین انصاف ہے اگر ملک کا معاشی نظام بھی اس کے ساتھ اسلامی احکام کے مطابق ہے، اور یہ قطعی ظلم ہے اگر ملک میں اسلام کے منشا کے خلاف سود حلال اور زکوٰۃ متروک ہو اور حاجت مند انسان کی دست گیری کا کوئی انتظام نہ ہو۔

(رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: غیر...)

دورِ جدید میں قطع ید کی سزا کے اثرات

جب چور کے ہاتھ کاٹنے کا طریقہ جاری ہوگا تو ان شاء اللہ چوری نہایت تھوڑے عرصے میں ختم ہوجائے گی، اور سینکڑوں ہاتھوں کے کٹنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ ایک چور یہ امید رکھتا ہے کہ میں دس ہزار روپیہ چرالوں گا، اگر پکڑا جاؤں گا تو کچھ مدت تک سرکار کی روٹیاں کھا کر واپس آجاؤں گا اور اس وقت بھی میرے پاس اچھا خاصا سرمایہ جمع ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص دوبارہ اولین موقع پاتے ہی پھر چوری کرے گا۔ اس طرح کے عادی مجرمین کی ہمارے ہاں کثرت ہے اور انہی کو جرائم سے باز رکھنا مشکل ترین مسئلہ ہے۔ لیکن اگر چور کو یہ معلوم ہوگیا کہ ایک مرتبہ پکڑے جانے کے بعد ایک ہاتھ اور دوسری مرتبہ پکڑے جانے کے بعد دوسرا ہاتھ کٹ جائے گا تو وہ چوری کرنے پر بآسانی آمادہ نہ ہوگا۔ پھر جس چور کا ہاتھ ایک مرتبہ کٹ جائے گا وہ جہاں جائے گا اس کا کٹا ہوا ہاتھ پکار پکار داستانِ حال بیان کرے گا اور موجودہ صورت حال باقی نہیں رہے گی۔ جس میں پیشہ ور چور اور ڈاکو مہذب انسانوں کے بھیس میں چارسو اپنے شکار تلاش کرتے پھرتے ہیں اور کوئی انہیں پہچان بھی نہیں سکتا۔ میری قطعی رائے یہ ہے کہ چوری کے انسداد کے لیے اس قانون کے نفاذ کی شدید ضرورت ہے تہذیب جدید کے بہت سے نقائص میں سے ایک نقص یہ بھی ہے کہ اس کی ساری ہمدردیاں مجرم کے ساتھ ہیں۔ اس سوسائٹی کے ساتھ نہیں ہیں، جس کے خلاف مجرم سرگرم کار ہے۔ مجرد یہ سننے پر کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس تہذیب کے فرزندوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لیکن ہولناک جرائم کو معاشرے میں پروان چڑھتے دیکھ کر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ آخر میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام صرف چور کا ہاتھ ہی نہیں کاٹتا بلکہ وہ زکوٰۃ وصدقات کا نظام بھی قائم کرتا ہے۔ ہر شخص کی بنیادی ضرورت بھی پوری کرتا ہے، وہ شہریوں کی اخلاقی تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو حلال اور جائز طریق پر کمانا اور خرچ کرنا بھی سکھاتا ہے۔ اس کے بعد اگر ایک شخص کی حلال کمائی کو کوئی دوسرا حرام طریقے سے چراتا ہے، تو اسے ہاتھ کاٹنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ (رسائل ومسائل چہارم سیاسی مسائل: اسلام میں...)

ماٰخذ

(۱) احکام القرآن للجصاص ج۲ ص۴۱۸ سورة المائدة اور ص۴۱۳ پر قال ابوبکر روی عن النبی ﷺ انه قال لاقطع علی خائن ولامختلس منقول ھے۔

(۲) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب القطع فی الخلسة والخیانة۔☆ نسائی ج۸ کتاب قطع السارق باب مالاقطع فیه عن جابر۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب الخائن والمنتھب والمختلس، عن جابر۔☆ابن ماجه نے لایقطع الخائن ولاالمنتھب ولا المختلس نقل کیاھے۔ کنزالعمال ج۵ حدیث ۱۳۳۵۳۔

(۳) ترمذی ج۱۔ ابواب الحدود، باب ماجاء فی الخائن والمختلس والمنتھب۔ نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب مالاقطع فیه عن جابر۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۸۔ کتاب السرقة باب لاقطع علی المختلس ولاعلی المنتھب

ولاعلی الخائن۔ عن جابر۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود، حدیث۳۱۰ عن جابر۔☆ سنن دارمی ج۲۔ کتاب الحدود، باب مالا یقطع من السرق۔

(٤) السنن الکبری للبیهقی ج۸۔کتاب السرقة باب مایجب فیه القطع۔

(٥) السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب السرقة باب السارق یسرق اولافتقطع یده الیمنی من مفصل الکف ثم یحسم بالنار۔☆عمرو بن دینار قال: کان عمر بن الخطابؓ عنه یقطع السارق من المفصل...اور حجیة بن عدی سے منقول هے: ان علیا رضی اللّٰه عنه قطع ایدیهم من المفصل وحسمها۔☆السنن الکبریٰ ج۸کتاب السرقة۔

(٦) بخاری ج۲کتاب الحدود، باب قول الله والسارق والسارقة۔☆مسلم ج۲کتاب الحدود، باب حدالسرقة ونصابها۔ مسلم میں فی ادنی کی جگه فی اقل هے۔☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذاسرقه السارق قطعت یده۔ نسائی میں دون کی جگه المجن کے الفاظ هیں۔

(٧) دارقطنی ج۳کتاب الحدود۔ حدیث نمبر۲۹۲۔☆مشکوٰة باب قطع السارق بحواله شرح السنة۔☆احکام القرآن للجصاص ج۱ المائده۔

(٨) ابوداؤد ج٤۔ کتاب الحدود باب ما لا قطع فیه۔☆ ترمذی ج۱ابواب الحدود، باب ماجاء لاقطع فی ثمرولاکثر۔ ☆نسائی ج۸۔کتاب قطع السارق، باب مالاقطع فیه۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب۲۷لایقطع فی ثمر ولاکثر۔ عن رافع بن خدیج۔ فی الزوائد: فی اسناده عبد الله بن سعید المقبری، وهو ضعیف۔☆مؤطا امام مالك ج۲کتاب الحدود باب مالاقطع فیه۔☆سنن دارمی ج۲کتاب الحدود باب مالایقطع فیه من الثمار۔ عن رافع بن خدیج۔☆السنن الکبری ج۸۔کتاب السرقة اورباب مایکون حرزا ومالایکون۔ عن رافع بن خدیج۔ ☆احکام القرآن للجصاص ج۲ سورة المائده۔☆ کنزالعمال ج٥ حدیث۱۳۳۳۲۔

(٩) احکام القرآن للجصاص ج۲۔ سورة المائدة۔

(١٠) احکام القرآن للجصاص ج۲۔ سورة المائده۔☆کنز العمال ج٥۔ حدیث نمبر۱۳۹۴٥۔

(١١) بخاری ج۲کتاب الحدود، باب قول اللّٰه والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما الخ۔☆مسلم ج۲کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده۔☆ابنِ ماجه کتاب الحدود، باب حد السارق۔☆مؤطا امام مالك ج۲کتاب السرقة، باب مایجب فیه القطع۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود۔☆دارمی ج۲۔ کتاب الحدود باب مایقطع فیه الید۔☆احکام القرآن للجصاص ج۲ سوره مائده۔

(١٢) نسائی ج۸کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده۔☆دارقطنی ج۲کتاب الحدود۔

(١٣) ابوداؤد ج٤کتاب الحدود، باب مایقطع فیه السارق۔☆نسائی ج۸کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده۔

(١٤) نسائی ج۸۔کتاب قطع السارق، باب الثمر المعلق یسرق۔☆مؤطا امام مالك ج۲کتاب الحدود، باب مایجب فیه القطع۔

(۱۵) ابوداؤدج ٤ کتاب الحدود، باب فی الرجل یسرق فی الغزو ایقطع؟☆ترمذی ج ۱ابواب الحدود، باب ماجاء ان لایقطع الایدی فی الغزو۔

(۱٦) ابوداؤد ج ٤ کتاب الحدود، باب فی تعلیق ید السارق☆ ترمذی ج ۱۔ ابواب الحددو۔ باب ماجاء فی تعلیق ید السارق۔☆نسائی ج۷ کتاب قطع السارق، باب تعلیق یدالسارق فی عنقه۔ ☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب تعلیق الید فی العنق۔☆دارقطنی ج ۲۔کتاب الحدود۔☆ ترمذی میں هذا حدیث حسن غریب لا نعرفه الا من حدیث عمر بن علی ا لمقدمی عن الحجاج بن ارطاة وعبد الرحمن بن محیریز هو اخو عبدالله ابن محیریز شامی۔ اور نسائی میں قال ابوعبد الرحمن الحجاج بن ارطاة ضعیف ولایحتج بحدیثه کها گیاهے۔ ☆السنن الکبری للبیهقی ج۸۔ کتاب السرقة باب ماجاء فی تعلیق الید فی عنق السارق۔ عن فضالة بن عبید۔

(۱۷) بخاری ج ۲ کتاب الحدود، باب قول الله والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما وفی کم تقطع۔ وقطع علی من الکفِّ وقال قتادة فی امرأةٍ سرقت فقطعت شمالها لیس الا ذلك۔ بخاری میں یقطع فی ربع دینار بهی مروی هے۔☆مسلم ج ۲ کتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها۔☆ابوداؤد ج ٤۔کتاب الحدود، باب مایقطع فیه السارق۔☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، حد السارق۔ ☆احکام القران للجصاص ج ۲ المائده۔☆ترمذی ج ۱۔ابواب الحدود باب ماجاء فی کم یقطع السارق۔حدیث عائشة حدیث حسن صحیح۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب السرقة باب مایجب فیه القطع نسائی کی ایك روایت میں قطع رسول الله ﷺ فی ربع دینار بهی مروی هے۔☆دارقطنی ج ۲ کتاب الحدود میں لاتقطع یدالسارق الا فی ربع دینار فصاعداً۔☆بخاری کتاب الحدود اور نسائی کتاب قطع السارق، السنن الکبریٰ نے کتاب السرقة میں حضرت عائشه کے حواله سے عن النبی ﷺ قال تقطع یدالسارق فی ربع دینار بهی روایت کیاهے۔☆نسائی نے کتاب قطع السارق باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده اور دارقطنی نے ج۳ کتاب الحدود میں عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال: لاتقطع الید الافی یعنی ثمن المجن ثلث دینار اونصف دینار فصاعداً بهی مروی هے۔☆حضرت عائشه سے مروی بخاری میں کتاب الفرائض میں منقول روایت میں ان ید السارق لم تقطع علی عهد النبی ﷺ الافی ثمن مجنٍ حَجَفةٍ اوتُرُس بهی مذکور هے۔☆بخاری کتاب الحدود باب قول الله والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما اور مسلم کتاب الحدود باب حد السرقة ونصابها اور ابن ماجه کتاب الحدود باب حد السارق نے حضرت ابوهریره سے قال رسول الله ﷺ لعن الله السارق یسرق البیضة فتقطع یده ویسرق الحبل فتقطع یده بیان کیاهے۔

(۱۸) ابن ماجه کتاب الحدود، باب العبد یسرق۔

(۱۹) ابوداؤد ج ٤۔کتاب الحدود، باب فی قطع النباش۔

(۲۰) ابوداؤد ج ٤۔کتاب الحدود، باب فی القطع فی العاریة اذا جَحَدَتُ۔☆احکام القرآن للجصاص ج ۲ المائده۔

(۲۱) مسند احمد ج۲ص۷۸۔۱۷۷۔☆تفسیر ابنِ جریر ج ٤ جز٦، سورة المائده۔ عن عبدالله بن عمرو۔

(۲۲) ابو داؤد ج ٤ ۔کتاب الحدود، باب فی التلقین فی الحد۔☆نسائی ج۸ کتاب السرقة، باب تلقین السارق۔ ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۲۹ تلقین السارق۔ ابن ماجه اور نسائی نے فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: قُلْ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ نقل کیاهے اور نسائی میں اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ جِیْئُوْا بِهٖ فَقَطَعُوْهُ ثُمَّ جَاؤُا به هے۔☆مسند احمد ج۵ ص۲۹۳۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب ٦ المعترف بالسرقة۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب السرقة، باب ماجاء فی الاقرار بالسرقة والرجوع عنه۔☆ احکام القرآن للجصاص ج۲ سورة المائدة۔

(۲۳) بخاری ج۲۔ کتاب المغازی کتاب الحدود، باب کراهیة الشفاعة فی الحد اذا رفع الی السلطان ، ج۱ کتاب الانبیاء ، ج۲اور ج۱میں المرأة المخزومیة کی وضاحت بهی هے۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب النهی عن الشفاعة فی الحدود۔☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب فی الحد یشفع فیه۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی کراهیة ان یشفع فی الحدود۔☆ نسائی ج۸ کتاب قطع السارق باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر الزهری فی المخزومیة التی سرقت۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب٦ الشفاعة فی الحدود۔ ☆ مسند احمد ج٦ ص۱٦۲ ۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸۔کتاب السرقة، باب السارق توهب له السرقة۔ عن عائشة۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب الشفاعة فی الحدود دون السلطان۔

(۲٤) نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب فی المخزومیة التی سرقت۔

(۲۵) ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب فی القطع فی العاریة اذا جحدت۔☆نسائی ج۸،کتاب قطع السارق، باب فی المخزومیة التی سرقت۔

(۲٦) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فی القطع فی العاریة اذا جحدت،☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب مایکون حرزا ومالایکون۔☆ابوداؤد نے حضرت عائشه سے بیان کیاهے ۔

شراب نوشی

شراب کے متعلق ارشادات نبوی

۲۸۔ شراب کے متعلق آخری حکم آنے سے پہلے نبی ﷺ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے، بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے، لہٰذا جن جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کردیں۔

تخریج: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ، قَالَ:نَاعَبْدُالْاَعْلٰی،ابْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی اَبُوْهَمَّامٍ، قَالَ:نَاسَعِیْد نِالْجُرَیْرِیُّ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْد نِالْخُدْرِیِّ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَخْطُبُ بِالْمَدِیْنَةِ، قَالَ:یَااَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَیُنْزِلُ فِیْهَا اَمْرًا، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَیْءٌ فَلْیَبِعْهُ،وَلْیَنْتَفِعْ بِهٖ، قَالَ:فَمَا لَبِثْنَا اِلَّایَسِیْرًا حَتّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ الْخَمْرَ، فَمَنْ اَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَیْءٌ فَلَا یَشْرَبْ، وَلَایَبِعْ (وَلَایَبِیْعُ) قَالَ:فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَاكَانَ عِنْدَهُمْ مِنْهَا فِیْ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَةِ فَسَفَكُوْهَا.(۱)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں خطاب فرماتے سنا، فرمایا لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ حرمتِ شراب کا اشارہ فرمارہا ہے ممکن ہے اس کے متعلق کوئی حکم نازل فرمادے پس جس کسی کے پاس تھوڑی بہت شراب موجود ہو اسے فروخت کردے اور فائدہ اٹھالے۔ حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ بس چند روز گزرے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کردیا ہے اب جسے حرمتِ شراب کی یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس کچھ شراب موجود ہو تو نہ اسے خود پیے اور نہ ہی آگے فروخت کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں کے پاس جتنی شراب تھی اسے لے کر مدینہ کے راستہ پر آگئے اور اسے زمین پر بہادیا۔

۲۹۔ آخری حکم کے بعد آپ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں، بلکہ وہ اسے ضائع کردیں۔

تخریج: حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ:نَاحَفْصُ بْنُ مَیْسَرَةَ وَغَیْرُهٗ عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

ابنِ وَعْلَةَ السَّبأيّ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ اَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّ رَجُلاً اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْحَرَّمَهَا، قَالَ: لاَ،فَسَارَّ اِنْسَانًا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِمَ سَارَرْتَهُ؟ فَقَالَ: اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا، فَقَالَ: اِنَّ الَّذِىْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا، قَالَ: فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتّٰى ذَهَبَ مَافِيْهَا.(۲)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن وعلہ سبائی جو مصر کا رہنے والا تھا سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس سے انگور سے نچوڑے ہوئے شیرے کے بارے میں پوچھا۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شراب کا مشکیزہ ہدیۃً پیش کیا آپ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے وہ بولا نہیں مجھے تو معلوم نہیں۔ یہ سن کر اس نے ایک دوسرے انسان سے ذرا سرگوشی کی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا اس سے تم نے کیا سرگوشی کی ہے؟ وہ بولا میں نے اسے شراب فروخت کرنے کا اشارہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جس ذات نے اسے پینا حرام قرار دیا ہے اسی نے اس کو فروخت کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے مشکیزے کا منہ کھول دیا کہ وہ ساری زمین پر بہہ گئی۔

۳۰۔ آپؐ نے فرمایا ’’جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفۃً دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا يَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ، فَقَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَدِيْقٌ مِنْ ثَقِيْفٍ اَوْدَوْسٍ، فَلَقِيَهُ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ بِرَاوِيَةٍ مِنْ خَمْرٍ يُهْدِيْهَا لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَافُلاَنُ! اَمَاعَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْحَرَّمَهَا؟ قَالَ: فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلٰى غُلاَمِهٖ، فَقَالَ: اذْهَبْ، فَبِعْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِمَا ذَااَمَرْتَهُ يَافُلاَنُ؟ قَالَ: اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الَّذِىْ حَرَّمَ شُرْبَهَا، حَرَّمَ بَيْعَهَا، فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ فِى الْبَطْحَاءِ.(۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن وعلہ سے روایت ہے اس نے خود بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے شراب کی فروخت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا قبیلہ ثقیف یا دوس کا ایک شخص دوست تھا فتح مکہ کے موقع پر وہ آپ سے ملا۔ وہ اپنے ساتھ شراب کا ایک مشکیزہ بھی لایا تھا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کرنا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا، اے فلاں! کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر وہ اپنے غلام کی جانب متوجہ ہوا اور اسے کہا کہ چلے جاؤ اور اسے فروخت کر دو۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے اپنے غلام کو کیا حکم دیا ہے۔ وہ بولا میں نے اسے شراب فروخت کرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا ہے۔ اسی نے اس کا فروخت کرنا بھی حرام کر دیا ہے اس نے اسے گرانے کا حکم دیا اور بطحاء میں انڈیل دی گئی۔

۳۱۔ شراب کو سرکے میں تبدیل کرنے سے بھی منع کیا، فرمایا ’’اسے بہادو۔‘‘

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی، قَالَ: اَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ، ح قَالَ وَحَدَّثَنَا زُهَیْرُبْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ، عَنِ السُّدِّیِّ، عَنْ یَحْیٰی بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا، فَقَالَ: لاَ. (٤)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا، فرمایا نہیں۔

ابوداؤد نے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:

﴿۲﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ اَبَاطَلْحَةَ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ اَیْتَامٍ وَرِثُوْا خَمْرًا، قَالَ: اَهْرِقْهَا، قَالَ: اَفَلاَ اَجْعَلُهَا خَلًّا؟ قَالَ: لاَ. (٥)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوطلحہ نے نبی ﷺ سے ان یتیموں کے بارے میں دریافت کیا جن کو وراثت میں شراب ملی ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے بہادو۔ دریافت کیا، میں اسے سرکہ میں تبدیل نہ کرلوں؟ فرمایا نہیں!

۳۲۔ فرمایا ’’وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُثَنّٰی قَالاَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاکِ ابْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ اَبِیْهِ وَائِلِ نِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ ابْنَ سُوَیْدِ نِ الْجُعْفِیَّ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ اَوْکَرِهَ اَنْ یَصْنَعَهَا، فَقَالَ: اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: اِنَّهٗ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰکِنَّهٗ دَاءٌ. (٦)

ترجمہ: طارق بن سوید جعفی نے نبی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے شراب سے منع فرمایا یا اس کے تیار کرنے کو ناپسند فرمایا۔ طارق نے عرض کیا میں تو اسے دوا کے طور پر تیار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں ہے یہ تو خود بیماری ہے۔

۳۳۔ سرد علاقے کے لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ جو چیز تم پیتے ہو وہ نشہ کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ’’ہاں! فرمایا ’’تو اس سے پرہیز کرو۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں مانیں گے فرمایا ’’اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ، ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ یَعْنِی ابْنَ اِسْحَاقَ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ مَرْثَدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْیَزَنِیِّ، عَنْ دَیْلَمِ الْحِمْیَرِیِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا بِاَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِیْهَا عَمَلاً شَدِیْدًا، وَاِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوّٰی بِهٖ عَلٰی

اَعْمَالِنَا وَعَلٰی بَرْدِ بِلَادِنَا، قَالَ: هَلْ يُسْكِرُ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَنِبُوْهُ، قَالَ: قُلْتُ: فَاِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيْهِ، قَالَ:فَاِنْ لَّمْ يَتْرُكُوْهُ، فَقَاتِلُوْهُمْ.(۷)

ترجمہ : دیلم حمیری سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول ہم سرد علاقہ کے باشندے ہیں۔ سخت محنت ومشقت ہمیں کرنی پڑتی ہے۔ اس گندم سے ہم شراب تیار کرتے ہیں جس سے ہم جسمانی قوت بحال کرتے ہیں اور سخت سردی جو ہمارے علاقوں میں پڑتی ہے اس سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نشہ آور ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں (نشہ آور تو ہے) آپ نے فرمایا تو پھر اس سے اجتناب کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا لوگ تو اسے چھوڑنے والے نہیں۔ فرمایا اگر وہ اسے نہ چھوڑیں تو ان سے جنگ کرو۔

۳۴۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ.

”اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور ڈھو کر لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے وہ ڈھو کر لے جائی گئی ہو۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، ثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِیْ عَلْقَمَةَ مَوْلَاهُمْ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْغَافِقِيِّ اَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ.(۸)

ترمذی نے نقل کیا ہے:

〈۲〉عَنْ اَنَسٍ، قَالَ:لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْخَمْرِ عَشَرَةً، عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا، وَالْمُشْتَرِی لَهَا وَالْمُشْتَرَاةَ لَهٗ.(۹)

تشریح: خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کے لیے استعمال ہوتا تھا، اور مجازاً گیہوں، جو، کشمش، کھجور اور شہد کی شرابوں کے لیے بھی یہ لفظ بولتے تھے مگر نبی ﷺ نے حرمت کے اس حکم کو تمام ان چیزوں پر عام قرار دیا جو نشہ پیدا کرنے والی ہیں۔

۳۵۔ نبی ﷺ نے اس دسترخوان پر کھانا کھانے سے منع فرمایا جس پر شراب پی جارہی ہو ابتداءً آپ نے ان برتنوں تک کے استعمال کو منع فرمادیا تھا جن میں شراب بنائی اور پی جاتی تھی۔

تخریج:〈۱〉اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَبِیْ جَعْفَرٍ، ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلَا يَقْعُدْ عَلٰی مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ.(۱۰)

ترجمہ : حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جارہی ہو۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَيْرِىُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الظُّرُوْفِ، فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّهُ لَابُدَّ لَنَا مِنْهَا، قَالَ: فَلَا اِذًا. (۱۱)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (بعض خاص) برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ انصار بولے، ان برتنوں کے استعمال کے بغیر تو ہمارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے تو آپ نے فرمایا اچھا تو پھر کوئی ممانعت نہیں۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِىْ مُسْلِمِ نِالْاَحْوَلِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ اَبِىْ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَمَّا نَهَى النَّبِىُّ ﷺ عَنِ الْاَسْقِيَةِ، قِيْلَ لِلنَّبِىِّ ﷺ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً، فَرَخَّصَ لَهُمْ فِى الْجَرِّ غَيْرَ الْمُزَفَّتِ. (۱۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے بعض مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس مشکیزہ تو نہیں ہے، تو آپ نے (ٹھلیا) ایسے گھڑی کی اجازت دے دی جس پر تارکول نہ ہو (جو لاکھی نہ ہو)۔

٣٦ـ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ الْعَتَكِىُّ وَاَبُوْكَامِلٍ، قَالَا: نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: نَااَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِى الدُّنْيَا، فَمَاتَ وَهُوَيُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِى الْاٰخِرَةِ. (۱۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے دنیا میں شراب نوش کی اور شراب نوشی کرتے کرتے ہی مر گیا اور توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں اسے نہیں پیے گا (اسے پینے کے لیے جنت کی شراب نہیں ملے گی)۔

ـــــ وفى الباب عن ابى هريرة وابى سعيد وعبد اللّٰه بن عمر وعباده، وابى مالك الاشعرى وابن عباس، حديث ابن عمر حديث حسن صحيح وقد روى من غير وجه عن نافع، عن ابن عمر، عن النبى ﷺ ورواه مالك بن انس عن نافع، عن ابن عمر موقوفا ولم يرفعه۔ (١٤)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِى الْاٰخِرَةِ. (۱۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے دنیا میں شراب نوشی کی اور پھر (مرنے سے پہلے) توبہ بھی نہ کی، آخرت میں اسے اس سے محروم رکھا جائے گا۔

۳۷۔ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ.

''ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ:اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ، فَقَالَ:کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ.(۱۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد سے تیار شدہ شراب کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہر مشروب جو نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

۳۸۔ وَاَنَا اَنْھٰی عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ.

''اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یُوْنُسُ، ثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ کَثِیْرٍ الْھَمْدَانِیِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ السَّرِیَّ ابْنَ اِسْمَاعِیْلَ الْکُوْفِیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ الشَّعْبِیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ، یَقُوْلُ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:اِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْراً، وَمِنَ الشَّعِیْرِ خَمْراً، وَمِنَ الزَّبِیْبِ خَمْراً، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا وَاَنَا اَنْھٰی عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ.(۱۷)

ترجمہ: نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گندم سے بھی شراب تیار ہوتی ہے، جو سے بھی اور کشمش سے بھی شراب بنائی جاتی ہے، خشک کھجور اور شہد سے بھی اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَامَالِکُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ(اَبُوغَسَّانَ)، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ:قَرَأْتُ عَلَی الْفُضَیْلِ (بْنِ مَیْسَرَةَ)، عَنْ اَبِیْ حُرَیْزٍ، اَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهٗ، اَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ:اِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِیْرِ، وَالزَّبِیْبِ، وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِیْرِ، وَالذُّرَّةِ، وَاِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ.(۱۸)

ترجمہ: نعمان بن بشیر نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ شراب، انگور، کشمش، خشک کھجور، گندم، جو، اور مکئی یا کنگنی سے تیار ہوتی ہے، اور میں تمہیں ہر قسم کی نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔

۳۹۔ مَااَسْکَرَ کَثِیْرُهٗ فَقَلِیْلُهٗ حَرَامٌ.

''جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثَنَا اِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنُ جَعْفَرٍ. عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِبْنِ اَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَااَسْكَرَ كَثِيْرُهُ، فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ. (۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

۴۰۔ مَااَسْكَرَ الْفَرْقُ مِنْهُ فَمِلأُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ.

''جس چیز کا ایک پورا فرق بہ نشہ پیدا کرتا ہو اس کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، قَالاَ: ثَنَامَهْدِيٌّ يَعْنِي ابْنُ مَيْمُوْنٍ. ثَنَااَبُوْعُثْمَانَ، قَالَ مُوْسٰى: (وَهُوَ) عَمْرُوبْنُ سَلْمٍ نِالْاَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا اَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ. (۲۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ جس چیز کا پورا فرق بہ نشہ پیدا کرتا ہو اس کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔

تشریح: شراب کی حرمت کے سلسلہ میں اس سے پہلے دو حکم آچکے تھے، جو سورہ بقرہ آیت ۲۱۹ اور سورۂ نساء آیت ۴۳ میں گزر چکے ہیں۔ اب اس آخری حکم آنے سے پہلے نبی ﷺ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے، بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے، لہٰذا جن جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کردیں۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الاية نازل ہوئی اور آپؐ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں، نہ بیچ سکتے ہیں، بلکہ وہ اسے ضائع کردیں۔ چناں چہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہادی گئی۔ بعض لوگوں نے پوچھا ہم یہودیوں کو تحفتہً کیوں نہ دے دیں؟ آپؐ نے فرمایا ''جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفتہً دینے سے بھی منع کردیا ہے۔'' بعض لوگوں نے پوچھا ہم شراب کو سرکے میں کیوں نہ تبدیل کردیں؟ آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا اور حکم دیا کہ ''نہیں، اسے بہادو'' ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر استعمال کی تو اجازت ہے؟ فرمایا ''نہیں، وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے'' ایک اور صاحب نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم ایک ایسے علاقے کے رہنے والے ہیں جو نہایت سرد ہے اور ہمیں محنت بھی بہت کرنی پڑتی ہے۔ ہم لوگ شراب سے تکان اور سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا جو چیز تم پیتے ہو وہ نشہ کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں! فرمایا تو اس سے پرہیز کرو۔ انہوں نے عرض کیا مگر ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں مانیں گے۔ فرمایا وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو !

شراب نوشی کی حد

نبی ﷺ کے زمانے میں شراب پینے والے کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہ تھی۔ جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے

جوتے، لات، مکے، بل دی ہوئی چادروں کے سونٹے اور کھجور کے سنٹے مارے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ۴۰ ضربیں آپؐ کے زمانہ میں اس جُرم پر لگائی گئی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ۴۰ کوڑے مارے جاتے تھے۔ حضرت عمر کے زمانے میں بھی ابتداءً ۴۰ کوڑوں ہی کی سزا رہی۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اس جرم سے باز نہیں آتے تو انہوں نے صحابۂ کرام کے مشورے سے ۸۰/کوڑے سزا مقرر کی۔ اسی سزا کو امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت کے بموجب امام شافعیؒ بھی، شراب کی حد قرار دیتے ہیں۔ مگر امام احمد بن حنبلؒ اور ایک دوسری روایت کے مطابق امام شافعیؒ ۴۰/کوڑوں کے قائل ہیں، اور حضرت علیؓ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔

شریعت کی رو سے یہ بات حکومت اسلامی کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس حکم کو بزورقوت نافذ کرے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بنی ثقیف کے ایک شخص رُوَیْشَد کی دوکان اس بنا پر جلوادی گئی کہ وہ خفیہ طور پر شراب بیچتا تھا ایک دوسرے موقع پر ایک پورا گاؤں حضرت عمرؓ کے حکم سے اس قصور پر جلا ڈالا گیا کہ وہاں خفیہ طریقے سے شراب کی کشید اور فروخت کا کاروبار ہورہا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ا، المائدہ، حاشیہ:۱۰۹)

تخریج:〈۱〉**حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اِيَاسٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ.**(۲۱)

—— مسلم نے جلد ابوبکر اربعین کے بعد فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ، وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيْفِ وَالْقُرٰى قَالَ: مَاتَرَوْنَ فِىْ جَلْدِ الْخَمْرِ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا كَاَخَفِّ الْحُدُوْدِ، قَالَ: فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِيْنَ کا اضافہ بھی نقل کیا ہے۔

〈۲〉**حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِىْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ اَوْبِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَاَمَرَالنَّبِىُّ ﷺ مَنْ كَانَ فِي الْبُيْتِ اَنْ يَّضْرِبُوْهُ، قَالَ: فَضَرَبُوْهُ. وَكُنْتُ اَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ.**(۲۲)

〈۳〉**حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ اَنَسٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اُتِىَ النَّبِىَّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْشَرِبَ، قَالَ: اِضْرِبُوْهُ، قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ، فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ: لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.**(۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا، مارواسے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ہم میں ہاتھ سے مارنے والے بھی تھے اور جوتوں سے مارنے

والے بھی اور کپڑے سے مارنے والے بھی۔ مار کھا کر وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا خدا تجھے ذلیل ورسوا کرے۔ آپ نے فرمایا اس طرح مت کہو۔ اس کے خلاف شیطان کی اعانت ومدد نہ کرو۔

﴿۴﴾حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْجُعَيْدِ، عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كُنَّا نُوْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِمْرَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْراً مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ، فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ. (۲۴)

ترجمہ : سائب بن یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہد خلافت میں، ہمیں شرابی کے پاس لایا جاتا تو ہم لوگ اسے ہاتھوں سے جوتوں اور چادروں سے مارتے تھے، تا آں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری دور آیا تو انہوں نے چالیس کوڑے مارے اور جب ان شراب نوشوں نے زیادہ سرکشی کی اور فسق کر کے حد سے تجاوز کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے اسّی کوڑے سے سزا دی۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِى اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ خَالِدُ ابْنُ يَزِيْدَ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِىْ هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّ رَجُلاً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَاراً، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَلَدَهٗ فِى الشَّرَابِ، فَاُتِىَ بِهٖ يَوْمًا، فَاَمَرَ بِهٖ، فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَااَكْثَرَ مَايُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَاتَلْعَنُوْهُ، فَوَاللّٰهِ! مَاعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (۲۵)

ترجمہ : حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے عہد میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا، اسے رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی کی سزا میں کوڑے بھی لگوائے تھے۔ ایک روز پھر حالت نشہ میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے پھر اسے کوڑے مارے جانے کا حکم دیا۔ اسے کوڑے لگائے گئے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا اللہ کی لعنت ہو اس پر کس قدر اسے نشہ کی حالت میں لایا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو! بخدا مجھے معلوم ہے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔

﴿۶﴾حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا اَبُوْحَصِيْنٍ، قَالَ : سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ نِ النَّخَعِيَّ، قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ، قَالَ: مَاكُنْتُ لِاُقِيْمَ حَدّاً عَلٰى اَحَدٍ فَيَمُوْتُ فَاَجِدُ فِىْ نَفْسِىْ اِلَّاصَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهٗ لَوْمَاتَ وَدِيْتُهٗ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهٗ. (۲۶)

ترجمہ : عمیر بن سعید نخعی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص پر میں حد قائم کروں اور وہ مرجائے تو مجھے رنج نہ ہوگا۔ البتہ شراب نوش اس سے مستثنٰی ہے کہ اگر وہ سزا کی وجہ سے مرجائے تو میں اس کی دیت دوں گا یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔

﴿۷﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُھَیْرُابْنُ حَرْبٍ وَعَلِیُّ ابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا:نَااِسْمَاعِیْلُ وَھُوَابْنُ عُلَیَّةَ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّانَاجِ قَالَ وَحَدَّثَنا اِسْحَاقُ ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ: اَنَا یَحْیٰ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ، نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ فَیْرُوْزَ مَوْلٰی ابْنِ عَامِرِ الدَّانَاجِ، قَالَ:نَاحُصَیْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ اَبُوْسَاسَانَ قَالَ:شَھِدْتُّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ اُتِیَ بِالْوَلِیْدِ، قَدْ صَلَّی الصُّبْحَ رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ قَالَ:اَزِیْدُکُمْ فَشَھِدَ عَلَیْهِ رَجُلَانِ، اَحَدُھُمَا حُمْرَانُ، اَنَّهٗ شَرِبَ الْخَمْرَ، وَشَھِدَ اٰخَرُ: اَنَّهٗ رَاٰهُ یَتَقَیَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ:اَنَّهٗ لَمْ یَتَقَیَّأْ، حَتّٰی شَرِبَھَا، فَقَالَ: یَاعَلِیُّ! قُمْ، فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ عَلِیٌّ: قُمْ یَاحَسَنُ، فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّھَا مَنْ تَوَلّٰی قَارَّھَا فَکَاَنَّهٗ وَجَدَ عَلَیْهِ.فَقَالَ: یَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ! قُمْ، فَاجْلِدْهُ، فَجَلَدَهٗ وَعَلِیٌّ یَعُدُّ حَتّٰی بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ، فَقَالَ:اَمْسِکْ، ثُمَّ قَالَ: جَلَدَ النَّبِیُّ ﷺ اَرْبَعِیْنَ وَاَبُوْبَکْرٍ اَرْبَعِیْنَ وَعُمَرُ ثَمَانِیْنَ وَکُلٌّ سُنَّةٌ وَھٰذَا اَحَبُّ اِلَیَّ. (۲۷)

—— زَادَ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ فِیْ رِوَایَتِهٖ، قَالَ اِسْمَاعِیْلُ: وَ قَدْ سَمِعْتُ حَدِیْثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ اَحْفَظْهُ۔

ترجمہ: ابوساسان حصین بن منذر سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں اس موقع پر عثمان بن عفانؓ کے پاس تھا۔ جب ولید کو ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ولید نے نماز صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں اور کہا کہ تمہیں مزید پڑھاؤں۔ دو آدمیوں نے ولید کے خلاف گواہی دی۔ ان میں سے ایک حمران تھا جس نے کہا کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے کہا کہ اس نے میرے سامنے شراب کی قے کی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اگر اس نے شراب نوشی نہ کی ہوتی تو شراب کی قے کیسے کرتا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اٹھو اور اسے حد لگاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ سے کہا اے حسن اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔ حضرت حسن نے کہا جس نے خلافت کے سرد کا مزا لوٹا ہے وہ گرم کی تکلیف بھی اٹھائے۔ حضرت علیؓ اس بات پر ناراض ہوئے حسن پر اور عبداللہ بن جعفر کو حکم دیا کہ اٹھ اور اسے کوڑے لگا۔ چناں چہ انہوں نے کھڑے ہو کر ولید کو کوڑے لگائے اور حضرت علیؓ شمار کرتے جاتے تھے۔ جب چالیس کوڑے لگ چکے تو حضرت علیؓ نے فرمایا بس اب رک جا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (شراب نوشی کی سزا میں) چالیس کوڑے لگائے اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی چالیس کوڑے لگائے اور حضرت عمرؓ نے اسّی ۸۰ لگوائے اور یہ سب مسنون ہیں البتہ میرے نزدیک چالیس لگانا بہتر ہے۔

﴿۸﴾حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، قَالَ: وَجَدْتُّ فِیْ کِتَابِ خَالِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِیْدِ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْاَزْھَرِ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ:اُتِیَ النَّبِیَّ ﷺ بِشَارِبٍ وَھُوَ بِحُنَیْنٍ، فَحَثٰی فِیْ وَجْھِهِ التُّرَابَ، ثُمَّ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ فَضَرَبُوْهُ بِنِعَالِھِمْ وَمَاکَانَ فِیْ اَیْدِیْھِمْ، حَتّٰی قَالَ لَھُمْ:ارْفَعُوْا،فَرَفَعُوْا فَتَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَلَدَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْخَمْرِ اَرْبَعِیْنَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ اَرْبَعِیْنَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَتِهٖ، ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِیْنَ فِیْ اٰخِرِ خِلَافَتِهٖ، ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّیْنِ کِلَیْھِمَا ثَمَانِیْنَ وَاَرْبَعِیْنَ، ثُمَّ اَثْبَتَ مُعَاوِیَةُ الْحَدَّ ثَمَانِیْنَ.(۲۸)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ازہر اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شرابی پیش کیا گیا اس وقت آپؐ حنین میں تھے۔ آپ نے اس کے چہرے پر خاک ڈال دی اور اپنے صحابہ سے فرمایا (کہا اسے مارو) چناں چہ انہوں نے اسے جوتوں سے پیٹا اور جو کچھ ان کے ہاتھ لگا اس سے اس کی پٹائی کی یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا بس ہاتھ اٹھالو تو لوگوں نے مار پیٹ سے اپنے ہاتھ اٹھالیے (مارنا بند کردیا)۔ پھر رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے۔ تو آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ شراب نوشی کی حد میں چالیس کوڑے ہی مارتے رہے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی اپنی ابتدائے خلافت میں چالیس کوڑے ہی لگائے مگر خلافت کے آخری وقت میں اسّی کوڑے لگوائے۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے کبھی اسّی اور کبھی چالیس کوڑے لگوائے۔ امیر معاویہ نے حد میں اسّی کوڑے ہی ضروری قرار دیے۔

(۹) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْفَتْحِ، وَاَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، فَأُتِيَ بِشَارِبٍ، فَاَمَرَهُمْ، فَضَرَبُوْهُ بِمَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ: فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهٗ بِالسَّوْطِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهٗ بِعَصًا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهٗ بِنَعْلِهٖ وَحَثٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ، فَلَمَّا كَانَ اَبُوْبَكْرٍ أُتِيَ بِشَارِبٍ، فَسَأَلَهُمْ عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ ضَرَبَهٗ، فَحَزَرُوْهُ اَرْبَعِيْنَ، فَضَرَبَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ كَتَبَ اِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: اِنَّ النَّاسَ قَدِ انْهَمَكُوْا فِي الشُّرْبِ، وَتَحَاقَرُوا الْحَدَّ وَالْعُقُوْبَةَ، قَالَ: هُمْ عِنْدَكَ فَسَلْهُمْ، وَعِنْدَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ، فَسَأَلَهُمْ، فَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنْ يُّضْرَبَ ثَمَانِيْنَ، قَالَ: وَقَالَ عَلِيٌّ: اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا شَرِبَ افْتَرٰى فَاَرٰى اَنْ يَجْعَلَهٗ كَحَدِّ الْفِرْيَةِ.(۲۹)

—— قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: اَدْخَلَ عَقِيْلُ بْنُ خَالِدٍ بَيْنَ الزُّهْرِيِّ وَبَيْنَ ابْنِ الْاَزْهَرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَزْهَرِ عَنْ اَبِيْهِ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ازہر سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے موقعہ پر صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سے نفوذ کرتے ہوئے دیکھا، میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔ آپ لوگوں سے خالد بن ولید کی قیام گاہ دریافت فرمارہے تھے۔ اتنے میں ایک شرابی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اسے ماریں پیٹیں۔ پس لوگوں نے اسے جوان کے ہاتھوں میں تھا اس سے مارا پیٹا، ان میں کوئی ایسا بھی تھا جس نے کوڑے سے پیٹا۔ اور کوئی ایسا تھا جس نے لاٹھی سے مارا، اور کوئی ایسا تھا جس نے اپنے جوتے سے مارا، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر خاک پھینک دی۔ جب حضرت ابوبکرؓ کا دور آیا تو ان کے پاس بھی ایک شراب نوش لایا گیا۔ آپ نے لوگوں سے نبی ﷺ کی سزائے تازیانہ کے متعلق اس سے پوچھا جس نے ضرب تازیانہ لگائی تھی۔ انہوں نے چالیس ضربیں شمار کیں تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی چالیس کوڑے مارے۔ جب دور فاروقی شروع ہوا تو خالد بن ولید نے حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجا کہ لوگ شراب نوشی میں بہت منہمک ہوگئے ہیں اور انہوں نے حد شراب نوشی اور اس کی سزا کو حقیر سمجھنا شروع کردیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے مشورہ دیا

کہ مہاجرین اولین آپ کے پاس موجود ہیں اس بارے میں ان سے مشورہ کرلیں۔ چناں چہ حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا تو وہ سب اس پر متفق ہوئے کہ اسے اسّی کوڑے مارے جائیں۔ حضرت علی کی دلیل یہ تھی کہ ایک شخص جب شراب نوشی کرتا ہے تو افترا پردازی کرتا ہے تو ان کی رائے کے مطابق اس سزا کو حدِ قذف قرار دے دیا جائے۔

﴿۱۰﴾حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَنْطَاكِيُّ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا سَكِرَ، فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ. (۳۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص نشے میں مدہوش ہو تو اسے کوڑے مارو، اگر پھر عالم مدہوشی میں غرق ہو تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر پھر مدہوشی ہو تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر چوتھی مرتبہ اس کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو۔

—— قَالَ اَبُوْدَاؤدَ، وَكَذَا حَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ۔ قَالَ اَبُوْدَاؤدَ: وَكَذَا حَدِيْثُ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنْ شَرِبُوا الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُمْ وَكَذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَذَا حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالشَّرِيْدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَفِیْ حَدِيْثِ الْجَدَلِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ۔ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، قَالَ: فَاِنْ عَادَ فِی الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ، فَاقْتُلُوْهُ۔

—— ابوداؤد نے کہا کہ عمر بن ابی سلمہ بھی ابوہریرہؓ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شراب نوشی کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر چوتھی مرتبہ بھی اس کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو! اور سہیل عن ابی صالح، عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ بھی اسی طرح ہے کہ اگر وہ چوتھی بار بھی اس کا اعادہ کرے تو اسے قتل کرو۔ اور ابْنُ اَبِیْ نُعْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ والی حدیث بھی اسی طرح ہے نیز عبداللہ بن عمرو عن النبی ﷺ والی حدیث بھی اسی طرح ہے۔ اور شرید کے حوالہ سے نبی ﷺ والی حدیث بھی اسی طرح ہے اور جَدَلی سے مروی حدیث جو معاویہ کے حوالہ سے منقول ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا، پھر اگر وہ (شرابی) تیسری یا چوتھی مرتبہ بھی اس عمل (شراب نوشی) کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو۔

امام ترمذی نے حضرت معاویہ کی روایت نقل کرکے لکھا ہے:

—— وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، وَالشَّرِيْدِ وَشَرَحْبِيْلَ بْنِ اَوْسٍ، وَجَرِيْرٍ، وَاَبِی الرَّمَدِ الْبَلَوِيِّ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ وَحَدِيْثُ مُعَاوِيَةَ هٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ اَيْضاً عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعْتُ مُحَمَّداً يَقُوْلُ: حَدِيْثُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِیْ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِیْ اَوَّلِ الْاَمْرِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ هٰكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبدِاللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمرَ فَاجلِدُوْہُ، فَاِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَۃِ فَاقْتُلُوْہُ قَالَ ثُمَّ اُوْتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِکَ بِرَجُلٍ قَدْشَرِبَ فِی الرَّابِعَۃِ فَضَرَبَہٗ وَلَمْ یَقْتُلْہُ۔ وَکَذَا رَوَی الزُّھْرِیُّ عَنْ قُبَیْصَۃَ بْنِ ذُوَیْبٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَ ھٰذَا، قَالَ: فَرُفِعَ الْقَتْلُ وَکَانَتْ رُخْصَۃً۔ وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ عَامَّۃِ اَھْلِ الْعِلْمِ لَانَعْلَمُ بَیْنَھُمْ اِخْتِلَافاً فِی ذٰلِکَ فِی الْقَدِیْمِ وَالْحَدِیْثِ وَمِمَّا یُقَوِّیْ ھٰذَا مَارُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ اَوْجُہٍ کَثِیْرَۃٍ اَنَّہٗ قَالَ: لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَشْھَدُ اَنْ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ، وَالتَّارِکُ لِدِیْنِہٖ.(۳۱)

﴿۱۱﴾حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ثَوْرِبْنِ زَیْدٍ الدِّیْلِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِی الْخَمْرِ یَشْرَبُھَا الرَّجُلُ، فَقَالَ لَہٗ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ نَرٰی اَنْ نَجْلِدَہٗ ثَمَانِیْنَ، فَاِنَّہٗ اِذَاشَرِبَ سَکِرَ، وَاِذَاسَکِرَ ھَذٰی، وَاِذَا ھَذٰی افْتَرٰی اَوْکَمَا قَالَ: فَجَلَدَ عُمَرُ فِی الْخَمْرِ ثَمَانِیْنَ.(۳۲)

ترجمہ : حضرت عمرؓ نے شرابی انسان کے بارے میں سزائے شراب کے متعلق مشورہ طلب فرمایا۔حضرت علیؓ بن ابی طالب نے رائے دی کہ ہمارا خیال ورائے یہ ہے کہ ہم ایسے آدمی کواسّی کوڑے لگائیں۔اس لیے کہ جب وہ شراب نوشی کرے گا تو مدہوش ہوگا جب مدہوش ہوگا تو ہذیان بکے گا، جب لغو باتیں کرے گا تو افترا پردازی کرے گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے شراب نوشی کی سزا میں اسّی کوڑے لگائے۔

ترکِ شراب

آپ نے سنا ہوگا کہ عرب میں شراب خوری کا کتنا زور تھا عورت اور مرد، جوان اور بوڑھے، شراب کے متوالے تھے۔ان کو دراصل اس چیز سے عشق تھا۔اس کی تعریفوں کے گیت گاتے تھے،اوراس پر جان دیتے تھے۔یہ بھی آپ کومعلوم ہوگا کہ شراب کی لت لگ جانے کے بعداس کا چھوٹنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔آدمی جان دینا قبول کرلیتا ہےمگرشراب چھوڑنا قبول نہیں کرسکتا۔ اگرشرابی کوشراب نہ ملے،تواس کی کیفیت بیمار سے بدتر ہوجاتی ہے۔لیکن آپ نے کبھی سنا ہے کہ جب قرآن شریف میں اس کی حرمت کاحکم آیاتو کیاہوا؟ وہی عرب جوشراب پر جان دیتے تھےاس حکم کوسنتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ سےشراب کے مٹکے توڑ ڈالے۔مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے بارش کا پانی بہتا ہے۔ایک مجلس میں کچھ لوگ بیٹھے شراب پی رہے تھے۔جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی آواز سنی کہ شراب حرام کردی گئی تو جس شخص کا ہاتھ جہاں تھا وہیں کا وہیں رہ گیا۔جس کے منہ سے پیالا لگا ہوا تھا،اس نے فوراً اس کو ہٹالیا،اور پھرایک قطرہ حلق میں نہ جانے دیا یہ ہے ایمان کی شان۔اس کو کہتے ہیں خدااور رسولؐ کی اطاعت۔ (خطبات،باب دوم،ایمان.....:ترکِ شراب)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَااَبُوالنُّعْمَانِ، قَالَ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ الْخَمْرَ

الَّتِیْ اُهْرِیْقَتْ الْفَضِیْخُ، وَزَادَنِیْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِی النُّعْمَانِ، قَالَ: کُنْتُ سَاقِی الْقَوْمِ فِیْ مَنْزِلِ اَبِیْ طَلْحَةَ فَنزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ. فَاَمَرَ مُنَادِیًا. فَنَادٰی. فَقَالَ: اَبُوْطَلْحَةَ فَاخْرُجْ، فَانْظُرْ مَاهٰذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَقُلْتُ: هٰذَا مُنَادٍ یُنَادِیْ اَلاَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْحُرِّمَتْ، فَقَالَ لِیْ: اِذْهَبْ، فَاَهْرِقْهَا، قَالَ: فَجَرَتْ فِیْ سِکَکِ الْمَدِیْنَةِ، وَقَالَ: وَکَانَتْ خَمْرُهُمْ یَوْمَئِذٍ الْفَضِیْخُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قُتِلَ قَوْمٌ وَهِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا.(۳۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جوشراب بہادی گئی تھی (اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا) کہ میں ابوطلحہؓ کے مکان پر لوگوں کوشراب پلانے کی ڈیوٹی ادا کرر ہا تھا کہ تحریم شراب کا حکم نازل ہوا آپ نے منادی کرنے والے کوحکم دیا (کہ اس کی منادی کردے) اس نے بآواز بلند اعلان کیا۔ ابوطلحہ نے انسؓ سے کہا جاؤ باہر نکل کرسنو یہ کیسی منادی ہے؟ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں باہر آیا (اور معلوم کرکے) میں نے کہا منادی کرنے والا یہ منادی کرر ہا ہے کہ سن لوشراب نوشی حرام کردی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے مجھے فرمایا جاؤ اسے بہادو، راوی کا بیان ہے کہ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہہ نکلی حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ان کی شراب کھجور سے تیار کردہ تھی۔ کچھ لوگ کہنے لگے جولوگ اس حالت میں مرگئے ہیں کہ ان کے پیٹوں میں یہ شراب تھی (ان کا کیا ہوگا) تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی لیس ... ''جولوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انہوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی...۔''

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ، قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ: مَاکَانَ لَنَا خَمْرٌ غَیْرَفَضِیْخِکُمْ هٰذَا الَّذِیْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِیْخَ، فَاِنِّیْ لَقَائِمٌ اَسْقِیْ اَبَاطَلْحَةَ وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا اِذْجَآءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: وَهَلْ بَلَغَکُمُ الْخَبَرُ؟ فَقَالُوْا: وَمَاذَاکَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالُوْا: اَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلاَلَ یَااَنَسُ! قَالَ: فَمَا سَاَلُوْا عَنْهَا، وَلاَ رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ.(۳۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ بن مالک نے بتایا کہ کھجور کی شراب کے علاوہ ہمارے لیے اور کوئی شراب نہیں تھی، یہ وہی ہے جسے تم فضیخ کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ میں کھڑا ابوطلحہ اور فلاں فلاں صاحب کوشراب پیش کرر ہا تھا کہ اچانک اس دوران میں ایک شخص آیا اور بولا، کیا تمہارے پاس خبر پہنچی؟ انہوں نے پوچھا کون سی خبر؟ اس نے کہا شراب تو حرام کردی گئی ہے۔ ان سب نے کہا، اے انس یہ سب مٹکے بہادو۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ انہوں نے شراب کے بارے میں پوچھا تک نہیں اور اس آدمی کی دی گئی خبر کے بعد اس کی طرف مراجعت نہیں کی۔

حضرت انس کا قول ہے:

﴿۳﴾ کُنْتُ اَسْقِیْ اَبَا عُبَیْدَةَ، وَاَبَاطَلْحَةَ، وَاُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ مِنْ فَضِیْخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ، فَجَآءَ هُمْ اٰتٍ، فَقَالَ: اِنَّ الْخَمْرَ قَدْحُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ: قُمْ یَااَنَسُ فَاهْرِقْهَا، فَاَهْرَقْتُهَا.(۳۵)

ترجمہ : حضرت انس کا بیان ہے کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور ابی بن کعب کو کچی اور پکی کھجوروں سے تیار شدہ شراب پیش کر رہا تھا کہ اچانک ایک آنے والا ان کے پاس آیا اور بولا کہ شراب بلاشبہ حرام کردی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے انس سے کہا کہ اٹھو اور اسے بہادو۔ میں اٹھا اور اسے بہادیا۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: اِنِّیْ لَاَسْقِیْ اَبَاطَلْحَةَ وَاَبَا دُجَانَةَ، وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ خَلِيْطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ اِذْحُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا، وَاَنَا سَاقِيْهِمْ وَاَصْغَرُهُمْ وَاِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ. (٣٦)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں ابوطلحہ، ابودُجانہ اور سہیل بن بیضاء کو کچی پکی کھجوروں سے تیار شدہ شراب پلارہا تھا کہ حرمت شراب کی اطلاع ملی۔ میں ساقی کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ میں ان میں کم عمر تھا اس زمانے میں ہم اسی کو شراب شمار کرتے تھے۔

﴿۵﴾ عَنْ اَنَسٍ كُنْتُ قَائِماً عَلَى الْحَيِّ اَسْقِيْهِمْ عُمُوْمَتِیْ وَاَنَا اَصْغَرُ هُمُ الْفَضِيْخَ، فَقِيْلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالُوْا: اِكْفَأْهَا فَكَفَأْنَا، قُلْتُ لِاَنَسٍ: مَاشَرَابُهُمْ، قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ.

ترجمہ: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں ایک قبیلہ کے ہاں کھڑا اپنے چچاؤں کو شراب پلارہا تھا۔ میں ان میں سب سے کم عمر تھا کہ آواز آئی کہ شراب حرام کردی گئی۔ انہوں نے کہا اسے پھینک دو چنانچہ ہم نے پھینک دیا۔ میں نے انس سے دریافت کیا ان کی شراب کس چیز کی تھی۔ اس نے جواب دیا کچی اور پکی کھجوروں کی۔

ضرب تازیانہ کے لیے کوڑا کیسا ہو

٤١ ۔ مار کے لیے خواہ کوڑا استعمال کیا جائے یا بید ہ دونوں صورتوں میں وہ اوسط درجے کا ہونا چاہیے، نہ بہت موٹا اور نہ سخت، اور نہ بہت پتلا اور نرم۔ مؤطا امام مالکؒ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ضرب تازیانہ کے لیے کوڑا طلب کیا اور وہ کثرت استعمال سے بہت کمزور ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا فوق ہذا (اس سے زیادہ سخت لاؤ) پھر ایک نیا کوڑا لایا گیا جو ابھی استعمال سے نرم نہیں پڑا تھا آپ نے فرمایا دونوں کے درمیان۔ پھر ایسا کوڑا لایا گیا جو سواری میں استعمال ہو چکا تھا۔ اس سے آپ نے ضرب لگوائی۔

تخریج : عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيٰ بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ، اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ جَدِيْدٍ عَلَيْهِ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ: لَا، سَوْطٌ دُوْنَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرِالْعِجْزِ، فَقَالَ: لَا، سَوْطٌ فَوْقَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَيْنَ السَّوْطَيْنِ فَاَمَرَ بِهٖ، فَجُلِدَ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِیْ وَجْهِهٖ، فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ

عَلَیْکُمُ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنهَا وَمَابَطَنَ، فَمَنْ اَصَابَ مِنهَا شَیْئًا فَلْیَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ یَرْفَعُ اِلَیْنَا مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا نُقِمْهُ.(۳۷)

ترجمہ : یحیٰ ابن ابی کثیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں حد کا مرتکب ہو گیا ہوں، لہٰذا مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کوڑا طلب فرمایا۔ نیا کوڑا جس پر گرہیں تھیں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ فرمایا یہ نہیں، اس سے ذرا ہلکا پھر ایک چابک پیش کیا گیا جو پیچھے سے ٹوٹا ہوا تھا آپ نے فرمایا یہ بھی نہیں اس سے ذرا سخت لاؤ۔ پھر ان دونوں کے درمیان کا چابک لایا گیا تو آپ نے ضرب تازیانہ کا حکم فرمایا اور ضرب تازیانہ ماری گئی۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اس وقت آپ کے رخ انور سے ناراضگی کے آثار ظاہر و نمایاں ہو رہے تھے۔ فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر فواحش کو خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ حرام کر دیا ہے۔ پس اب جو کوئی ان میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا تو اسے اللہ کے ڈالے ہوئے پردہ میں چھپے رہنا چاہیے ورنہ جو اس کا معاملہ ہمارے تک اٹھا لائے گا تو اس پر ہم حد الٰہی نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

۴۲ ۔ اِذَاضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ.

''جب تم میں سے کوئی مارے تو منہ پر نہ مارے۔''

تخریج: حَدَّثَنَااَبُوْکَامِلٍ، ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ. یَعْنِی ابْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ:اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ.(۳۸)

تشریح : ضرب تازیانہ کی کیفیت کے متعلق پہلا اشارہ خود قرآن کے لفظ فَاجْلِدُوْا میں ملتا ہے۔ جلد کا لفظ جلد یعنی (کھال) سے ماخوذ ہے۔ اس سے تمام اہل لغت اور علمائے تفسیر نے یہی معنی لیے ہیں کہ مار ایسی ہونی چاہیے جس کا اثر جلد تک رہے، گوشت تک نہ پہنچے۔ ایسی ضرب تازیانہ جس سے گوشت کے ٹکڑے اڑ جائیں، یا کھال پھٹ کر اندر تک زخم پڑ جائے، قرآن کے خلاف ہے۔

اسی مضمون سے ملتی جلتی روایت ابو عثمان النہدی نے حضرت عمرؓ کے متعلق بھی بیان کی ہے کہ وہ اوسط درجے کا کوڑا استعمال کرتے تھے۔ (احکام القرآن للجصاص ج ۳، ص:۳۲۲) گرہ لگا ہوا کوڑا یا دو شاخہ سہ شاخہ کوڑا بھی استعمال کرنا ممنوع ہے۔

مار کی کیفیت

مار بھی اوسط درجے کی ہونی چاہیے۔ حضرت عمرؓ مارنے والوں کو ہدایت کرتے تھے کہ لَاترفَعُ یا(لَاتُخرِجُ) اِبطَكَ ''اس طرح مار کہ تیری بغل نہ کھلے'' یعنی پوری طاقت سے ہاتھ کو تان کر نہ مار (احکام القرآن۔ ابن عربی ج ۲۔ ص ۸۴۔ احکام القرآن للجصاص، ج ۳، ص ۳۲۲) تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ ضرب مبرح نہیں ہونی چاہیے یعنی زخم ڈال دینے والی، ایک ہی جگہ نہیں مارنا چاہیے بلکہ تمام جسم پر مار کو پھیلا دینا چاہیے۔ صرف منہ اور شرمگاہ کو (اور حنفیہ کے نزدیک سر کو بھی) بچا لینا چاہیے، باقی ہر عضو پر کچھ نہ کچھ مار پڑنی چاہیے۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو کوڑے لگواتے وقت فرمایا ''ہر عضو کو اس کا حق دے اور صرف منہ اور

شرمگاہ کو بچالے۔'' دوسری روایت میں ہے ''صرف سر اور شرمگاہ بچالے۔'' (احکام القرآن للجصاص، ج ۳، ص ۳۲۱)

نبی علیہ ﷺ کا ارشاد ہے اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ ''جب تم میں سے کوئی مارے تو منہ پر نہ مارے۔'' (ابوداؤد)

تخریج: ﴿۱﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرِ نِالْاَرْدَسْتَانِیُّ، اَنْبَأَاَبُوْنَصْرِنِالْعِرَاقِیُّ بِبُخَارٰی ثَنَا سُفْیَانُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِیْدِ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا عَاصِمُ نِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ: اُتِیَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِؓ بِرَجُلٍ فِیْ حَدٍّ، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ فِیْهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ: اُرِیْدُ اَلْیَنَ مِنْ هٰذَا، ثُمَّ اُتِیَ بِسَوْطٍ فِیْهِ لِیْنٌ فَقَالَ اُرِیْدُ اَشَدَّ مِنْ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَیْنَ السَّوْطَیْنِ، فَقَالَ: اِضْرِبْ، وَلَایُرٰی اِبْطُکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ.(۳۹)

ترجمہ: عثمان نہدی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے پاس حد کے نفاذ کے سلسلہ میں ایک آدمی لایا گیا۔ حد لگانے کے لیے آپ کے پاس ایسا کوڑا لایا گیا جو سخت تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تو اس پر زیادہ نرم چاہتا ہوں۔ پھر ایک نرم کوڑا پیش کیا گیا تو آپ نے کہا میں اس سے سخت چاہتا ہوں پھر ان دونوں کے درمیان کا لایا گیا تو آپ نے فرمایا اب اس سے ضرب تازیانہ لگاؤ مگر تمہاری بغل کھلنے نہ پائے۔ ہر عضو کو اس کا حصہ ضرور دو۔

﴿۲﴾ اَخْبَرَنَااَبُوْحَازِمٍ، اَنْبَأَ اَبُوالْفَضْلِ بْنُ خُمَیْرَوَیْهِ، اَنْبَأَ اَحْمَدُ بْنُ نَجْدَةَ، ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا هُشَیْمٌ، اَنْبَأَ ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ هُنَیْدَةُ بْنُ خَالِدٍ، اَنَّهٗ شَهِدَ عَلِیًّاؓ اَقَامَ عَلٰی رَجُلٍ حَدًّا فَقَالَ لِلْجَالِدِ: اِضْرِبْ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ وَاتَّقِ وَجْهَهٗ وَمَذَاکِیْرَهٗ.(۴۰)

ترجمہ: ہنیدہ بن خالد کا بیان ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے پاس حاضر تھے جب انہوں نے ایک مجرم پر حد جاری کی، حد لگانے والے سے فرمایا ضرب تازیانہ لگاؤ، ہر عضو جسم کو اس کا حصہ دو، مگر چہرے اور شرم گاہ کو بچاؤ!

اسی طرح عبداللہ بن مسعود سے بھی احکام القرآن میں مذکور ہے:

﴿۳﴾ اَنَّهٗ ضَرَبَ رَجُلًاحَدًّا فَدَعَا بِسَوْطٍ فَاَمَرَفَدُقَّ بَیْنَ حَجَرَیْنِ حَتّٰی لَانَ ثُمَّ قَالَ: اِضْرِبْ وَلَاتُخْرِجْ اِبِطَکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ.(۴۱)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے ایک آدمی کو حد لگائی۔ انہوں نے کوڑا طلب کیا تو کوڑا پیش کیا گیا آپ نے حکم دیا پس اسے دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا یہاں تک کہ وہ نرم ہو گیا پھر فرمایا اب ضرب تازیانہ مارو بغل کھلنے نہ پائے اور ہر عضو جسم کو اس کا حصہ دو۔

سزا کی نوعیت

مرد کو کھڑا کر کے مارنا چاہیے اور عورت کو بٹھا کر۔ امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں کوفے کے قاضی ابن ابی لیلیٰ نے ایک عورت کو کھڑا کر کے پٹوایا۔ اس پر امام ابوحنیفہ نے سخت گرفت کی اور علانیہ ان کے فیصلے کو غلط ٹھیرایا (اس سے قانون توہین عدالت کے

معاملے میں بھی امام صاحب کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے) ضرب تازیانہ کے وقت عورت اپنے پورے کپڑے پہنے رہے گی، بلکہ اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیئے جائیں گے تاکہ اس کا جسم کھل نہ جائے صرف موٹے کپڑے اتروا دیے جائیں گے۔ مرد کے معاملے میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وہ صرف پاجامہ پہنے رہے گا، اور بعض کہتے ہیں کہ قمیص بھی نہ اتروایا جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ایک زانی کو سزائے تازیانہ کا حکم دیا۔ اس نے کہا اس گناہ گار جسم کو اچھی طرح مار کھانی چاہیے، اور یہ کہہ کر وہ قمیص اتارنے لگا حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا "اسے قمیص نہ اتارنے دو۔" (احکام القرآن للجصاص، ج ۳ ص ۳۲۲) حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص کو کوڑے لگوائے گئے اور وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔

سخت سردی اور سخت گرمی کے وقت مارنا ممنوع ہے۔ جاڑے میں گرم وقت اور گرمی میں ٹھنڈے وقت مارنے کا حکم ہے۔

باندھ کر مارنے کی ممانعت

باندھ کر مارنے کی بھی اجازت نہیں ہے، الا یہ کہ مجرم بھاگنے کی کوشش کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، لَا یَحِلُّ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ تَجْرِیْدٌ وَّ لَا مَدٌّ "اس امت میں ننگا کر کے اور ٹکٹکی پر باندھ کر مارنا حلال نہیں ہے۔"

فقہاء نے اس کو جائز رکھا ہے کہ روزانہ کم از کم بیس بیس کوڑے مارے جائیں۔ لیکن اولیٰ یہی ہے کہ بیک وقت پوری سزا دے دی جائے۔ مار کا کام اجڈ جلادوں سے نہیں لینا چاہیے بلکہ صاحب علم وبصیرت آدمیوں کو یہ خدمت انجام دینی چاہیے جو جانتے ہوں کہ شریعت کا تقاضا پورا کرنے کے لیے کس طرح مارنا مناسب ہے۔ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں حضرت علی، حضرت زبیر، مقداد بن عمرو، محمد بن مسلمہ، عاصم بن ثابت اور ضحاک بن سفیان جیسے صلحاء ومعززین سے جلادی کی خدمت لی جاتی تھی۔[1] (ج ۱، ص: ۴۴، ۴۵)

---

[1] ضرب تازیانہ کے قانون کی ان تفصیلات کو دیکھیے۔ اور پھر ان لوگوں کی جرأت کی داد دیجیے جو اسے تو وحشیانہ سزا کہتے ہیں، مگر وہ سزائے تازیانہ ان کے نزدیک بڑی مہذب سزا ہے جو آج جیلوں میں دی جارہی ہے۔ موجودہ قانون کی رو سے صرف عدالت ہی نہیں، جیل کا ایک معمولی سپرنٹنڈنٹ بھی ایک قیدی کو حکم عدولی یا گستاخی کے قصور میں ۳۰ ضرب بید تک کی سزا دینے کا مجاز ہے۔ یہ بید لگانے کے لیے ایک آدمی خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ اس کی مشق کرتا رہتا ہے۔ اس غرض کے لیے بید بھی خاص طور پر بھگو بھگو کر تیار کیے جاتے ہیں تاکہ جسم کو چھری کی طرح کاٹ دیں۔ مجرم کو ننگا کر کے ٹکٹکی سے باندھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ تڑپ بھی نہ سکے۔ صرف ایک پتلا سا کپڑا اس کی ستر کو چھپانے کے لیے رہنے دیا جاتا ہے اور وہ ٹنکچر آیوڈین سے بھگو دیا جاتا ہے۔ جلاد دور سے بھاگتا ہوا آتا ہے اور پوری طاقت سے مارتا ہے۔ ضرب ایک ہی مخصوص حصۂ جسم (یعنی سرین) پر مسلسل لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ گوشت قیمہ ہو کر اڑتا چلا جاتا ہے اور بسا اوقات ہڈی نظر آنے لگتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طاقتور آدمی بھی پورے تیس بید کھانے سے پہلے ہی بے ہوش ہو جاتا ہے اور اس کے زخم بھرنے میں ایک مدت لگ جاتی ہے۔ اس "مہذب" سزا کو جو لوگ آج جیلوں میں خود نافذ کر رہے ہیں۔ ان کا یہ منہ ہے کہ اسلام کی مقرر کی ہوئی سزائے تازیانہ کو "وحشیانہ" سزا کے نام سے یاد فرمائیں۔ پھر ان کی پولس ثابت شدہ مجرموں کو نہیں بلکہ محض مشتبہ لوگوں کو تفتیش کی خاطر (خصوصاً سیاسی جرائم کے شبہات میں) جیسے جیسے عذاب دیتی ہے وہ آج کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور حاشیہ: ۲)

۴۳۔ اگر مجرم مریض ہو، اور اس کی صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو، یا بہت بوڑھا ہو، تو سو شاخوں والی ایک ٹہنی، یا سو تیلیوں والی ایک جھاڑو لے کر صرف ایک دفعہ مار دینا چاہیے تا کہ قانون کا تقاضا پورا کر دیا جائے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک بوڑھا مریض زنا کے جرم میں پکڑا گیا تھا اور آپ نے اس کے لیے یہی سزا تجویز فرمائی تھی۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۴۴۔ حاملہ عورت کو سزائے تازیانہ دینی ہو تو وضع حمل کے بعد نفاس کا زمانہ گزر جانے تک انتظار کرنا ہو گا اور رجم کرنا ہو تو جب تک اس کے بچے کا دودھ نہ چھوٹ جائے، سزا نہیں دی جاسکتی۔

ضرب کی ابتدا کون کرے گا؟

اگر زنا شہادتوں سے ثابت ہو تو گواہ ضرب کی ابتدا کریں گے اور اگر اقرار کی بنا پر سزا دی جا رہی ہو تو قاضی خود ابتدا کرے گا، تا کہ گواہ اپنی گواہی کو اور جج اپنے فیصلوں کو کھیل نہ سمجھ بیٹھیں۔ شراحہ کے مقدمے میں جب حضرت علیؓ نے رجم کا فیصلہ کیا تو فرمایا ''اگر اس کے جرم کا کوئی گواہ ہوتا تو اسی کو مار کی ابتدا کرنی چاہیے تھی، مگر اس کو اقرار کی بنا پر سزا دی جا رہی ہے، اس لیے میں خود ابتدا کروں گا۔'' حنفیہ کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے۔ شافعیہ اس کو واجب نہیں مانتے، مگر سب کے نزدیک اولیٰ یہی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

الکوہل آمیز ادویہ کا استعمال

خمر اگرچہ انگوری شراب کو کہتے ہیں لیکن اس سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے۔ چناں چہ خمر کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

۴۵۔ **اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.**

''یعنی ہر چیز خمر ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیمَ الْحَنْظَلِیُّ، حَدَّثَنَا عِیْسٰی وَابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰی مِنْبَرِ النَّبِیِّ ﷺ، یَقُوْلُ: اَمَّا بَعْدُ، اَیُّهَا النَّاسُ! اَنَّهٗ نَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَهِیَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالْخَمْرُ مَاخَامَرَ الْعَقْلَ. (۴۲)

ترجمہ: ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر نبوی ﷺ پر کھڑے خطاب فرماتے سنا ہے انہوں نے کہا لوگو! اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت نازل فرمادی ہے اور وہ شراب پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی ہے انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے۔ اور خمر ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔

تشریح: شریعت میں اصول بیان کیا گیا ہے کہ مَااَسْکَرَ کَثِیْرُهٗ فَقَلِیْلُهٗ حَرَامٌ، ''یعنی جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔'' یہ کم مقدار کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ کم مقدار استعمال کر لینے سے نفس کے اندر کی وہ رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، یا کم از کم کمزور پڑ جاتی ہے، جو حرام چیز کے لیے نفس میں موجود ہوتی ہے۔

پھر یہ بات علمی طریقہ سے معلوم ہے کہ تمام شرابوں میں وہ اصل چیز جو نشہ پیدا کرنے والی ہے، الکوہل ہی ہے۔ اس لیے کسی صورت میں اس کا استعمال جائز نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایسے حالات میں جبکہ فن طب کی ترقی مسلمانوں کے ہاں ایک مدت سے بند ہو چکی ہے اور جدید زمانے میں اس فن کے تمام ترقیات ایسے لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہیں جو حرام وحلال کی تمیز سے خالی ہیں اور انہوں نے نئے زمانے کی بیشتر مؤثر دواؤں میں الکوہل کو ایک اچھا محلل پا کر دواسازی میں بکثرت استعمال کیا ہے، افراد کے لیے اضطرار کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ شریعت کسی انسان سے یہ مطالبہ نہیں کرتی کہ وہ اپنی صحت اور زندگی کی حفاظت کے صرف ان ذرائع پر انحصار کرے جو کسی خاص زمانہ تک دریافت ہوئے ہوں اور اس زمانہ کے بعد دریافت ہونے والے ذرائع خواہ کتنے ہی کارگر اور مفید ہوں، ان سے اجتناب کر کے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالے۔ اس لیے افراد تو اضطرار کی بنا پر ان ذرائع میں حرمت کا سبب موجود ہوتے ہوئے بھی، ان کو اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن تمام مسلمان بحیثیت مجموعی اس وقت تک اس گناہ کے ذمہ دار بنتے رہیں گے جب تک وہ فن طب اور دواسازی کی جدید ترقی کو مسلمان بنا لینے کی اجتماعی کوشش نہ کریں۔

جدید فن طب اور دواسازی کو مسلمان بنانے سے میری مراد یہ ہے کہ اس فن کی تمام موجودہ اور آیندہ ترقیات کو اسلام کے اصول کا پابند بنایا جائے اور دواسازی کے تمام موجودہ اور آیندہ ترقی پذیر ذرائع کو اسلامی حدود کے سانچے میں ڈھال لیا جائے۔ یہ کام جب تک اجتماعی سعی سے نہ ہو گا، افراد تو اضطرار کی وجہ سے معاف ہوتے رہیں گے، لیکن جماعت کے نامہ عمل میں مسلسل گناہ لکھا جاتا رہے گا۔ اجتماعی گناہوں کی یہی خاصیت ہے کہ ان کی وجہ سے افراد کے لیے انفرادی طور پر اضطرار کی حالت پیدا ہو جاتی ہے، مگر اجتماعی طور پر پوری جماعت گناہ گار قرار پاتی ہے۔ (رسائل ومسائل اوّل، فقہی مسائل: الکوہل...)

مآخذ

(۱) مسلم ج۲ کتاب المساقاۃ باب تحریم بیع الخمر۔

(۲) مسلم ج۲ کتاب المساقاۃ باب تحریم بیع الخمر۔☆نسائی ج۷ کتاب البیوع، باب بیع الخمر۔ عن ابن عباس۔ نسائی نے حتی ذھب مافیھما نقل کیاھے۔☆مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الاشربة، باب جامع تحریم الخمر۔ عن ابن عباس۔☆مسند احمد ج۱ ص ۲۴۴۔۳۵۸۔ عن ابن عباس۔

(۳) سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة، باب النھی عن الخمر وشرائھا۔☆مسند احمد ج۱ ص ۲۳۰۔۳۲۴۔ عن ابن عباس۔

(۴) مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم تخلیل الخمر۔☆ابو داؤد ج۳ کتاب الاشربة، باب ماجاء فی الخمر تخلل۔

(۵) ابو داؤد ج۳ کتاب الاشربة، باب النھی عن المسکر۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۸ کتاب الاشربة والحد فیھا باب ماجاء فی تفسیر الخمر الذی نزل تحریمھا۔

(٦) مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم التداوی بالخمر وبیان انها لیست بدواء۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الطب، باب فی الادویة المکروهة۔☆ترمذی ج۲۔ابواب الطب، باب ماجاء فی کراهیة التداوی بالمسکر۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة، باب لیس فی الخمر شفاء۔☆ مسند احمد ج٤ طارق بن سوید۔ اور ج٥ص۲۹۲۔دونوں صفحات پر ان ذاك لیس شفاء ولکنه داء هے۔

(۷) ترمذی ج۱ ابواب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر والنهی عن ذلك۔ عن انس هذا حدیث حسن صحیح۔ ☆سنن دارمی ج۲کتاب الاشربة، باب فی النهی ان یجعل الخمرخلا۔ عن انس۔☆مسند احمد ج۳ص۱۱۹۔ ۱۸۰۔ ۲٦۰۔ عن انس۔ مسند احمد کے مذکورہ بالا تینوں حواله جات پر ابوداؤد والی روایت هے۔

(۸) ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب العنب یعصر للخمر۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة باب ٦لعنت الخمر علی عشرة اوجه۔☆مسند احمد ج۲ص ۷۱ اورص۹۷ پر مروی روایت میں وآکل ثمنها بھی هے۔ ج۱ص۳۱٦۔ عن ابن عباس کی روایت کا آغاز اتانی جبریل، فقال: یامحمد! ان الله عزوجل لعن الخمر وعاصرها ومعتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة الیه، وبائعها ومبتاعها وساقیها ومستقیها۔

(۹) ترمذی ج۱ ص۲٤۲ کتاب البیوع باب ماجاء فی الخمر والنهی عن ذلك۔ عن انس ☆ابن ماجه نے کتاب الاشربة باب ٦لعنت الخمر علی عشرة اوجه میں بھی اس روایت کو نقل کیاهے الفاظ مختلف هیں۔

(۱۰) سنن دارمی ج۲کتاب الاشربة باب النهی عن القعود علی مائدة یدار علیها الخمر۔

(۱۱) بخاری ج۲کتاب الاشربة، باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیة والظروف بعد النهی۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الاشربة باب الرخصة فی الاوعیة بعد النهی۔☆ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة باب فی الاوعیة۔

(۱۲) بخاری ج۲کتاب الاشربة، باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیة والظروف بعد النهی۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب الاشربة، والحد فیها باب الرخصة فی الاوعیة بعد النهی۔

(۱۳) مسلم ج۲کتاب الاشربة، باب ان کل مسکر خمر، وکل خمر حرام، مسلم نے ایك روایت میں الاان یتوب بھی نقل کیاهے۔☆ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب النهی عن المسکر۔ عن ابن عمر۔☆ترمذی ج۲ ابواب الاشربة، باب ماجاء فی شارب الخمر۔

(۱٤) نسائی ج۸۔کتاب الاشربة، باب الروایة فی المد منین فی الخمر۔ عن ابن عمر۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب ۲من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الآخرة۔ ابن ماجه میں ابن عمر کی روایت کے آخر میں الا ان یتوب کے الفاظ هیں۔☆مسند احمدج۲ص۲۲۔ ۲۸صفحه پر ابن ماجه والی روایت هے۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب التشدید علی مدمن الخمر۔

(۱۵) بخاری ج۲کتاب الاشربة، باب وقول الله تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه۔☆مسلم ج۲کتاب الاشربة، باب عقوبة من شرب الخمر اذا لم یتب منها بمنعه ایاها فی الاٰخرة۔ عن ابن عمر۔☆ابنِ ماجه کتاب الاشربة، باب۲ من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الآخرة۔ ☆سنن دارمی ج۲کتاب الاشربة باب ۳ فی التشدید علی شارب الخمر۔ دارمی نے لم یسقها نقل کیاهے۔ مؤطا امام مالك ج۲کتاب

الاشربة، باب تحریم الخمر۔☆مسنداحمد ج۲ص۱۹۔۲۲۔۲۸۔ ☆مسند احمد نے ص۱۹ پر لم یسقھا اور ص۲۲۔۲۸ پر الا ان یتوب نقل کیاھے۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸ کتاب الاشربة باب ماجاء فی تحریم الخمر۔

(۱۶) بخاری ج۲ کتاب الاشربة، باب الخمر من العسل وھو البتع۔☆مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب ان کل مسکر حرام۔ عن عائشةؓ۔☆ابوداؤد ج۳ کتاب الاشربة، باب النھی عن المسکر۔ عن عائشةؓ۔☆ترمذی ج۲ابواب الاشربة، باب ماجاء کل مسکر حرام۔ عن عائشةؓ۔☆ نسائی ج۸ کتاب الاشربة، باب تحریم کل شراب اسکر عن عائشةؓ۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب کل مسکر حرام۔

(۱۷) مسند احمد ج٤ص۲۷۳ اورص٤۰۷ أَنْهَاکُمْ عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ ھے۔

(۱۸) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الاشربة، باب الخمر مما ھو۔☆مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر و کل خمر حرام۔ مسلم نے ابوبردہ عن ابیه کے واسطه سے مروی ایك روایت میں انھی عن کل مسکر اسکر عن الصلاة نقل کیاھے۔

(۱۹) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الاشربة، باب النھی عن المسکر۔☆ترمذی ج۲ابواب الاشربة، باب مااسکر کثیر، فقلیله حرام۔ عن جابر۔☆نسائی ج۸۔ کتاب الاشربة، باب تحریم کل شراب اسکر کثیرہ۔ عن عمرو بن شعیب۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب ۱۰ مااسکر کثیرہ فقلیله حرام۔ عن جابر۔☆ سنن دارمی ج۲۔ کتاب الاشربة، باب ماقیل فی المسکر عن سعد۔☆ دارمی نے عن سعد، عن رسول اللہ ﷺ قال: انھاکم عن قلیل مااسکر کثیرہٗ نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج۲ص۹۱۔۱٦۷۔۱۷۹۔ج۳ص۳٤۳۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیھا۔ باب مااسکر کثیرہ فقلیلهٗ حرام۔

(۲۰) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الاشربة باب النھی عن المسکر۔☆ترمذی ج۲ابواب الاشربة، باب مااسکر کثیرہ فقلیلهٗ حرام۔ ترمذی نے الحسوة منه حرام کے الفاظ بھی ایك روایت میں نقل کیے ھیں۔☆مسند احمد ج٦ ص۷۲۔۱۳۱ عن عائشة ص۷۱پر مااسکر الفرق منه اذا شربته فمل الکف منه حرام منقول ھے۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیھا باب مااسکر کثیرہ فقلیلهٗ حرام۔

(۲۱) بخاری ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی شارب الخمر۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب الخمر۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب حد السکران ☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب الحد فی الخمر، عن قتادة۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الحدود باب ماجاء فی حد السکران۔☆سنن دارمی ج۲۔ کتاب الحدود باب فی حد الخمر۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیھا، باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔☆کنزالعمال ج٥۔حدیث ۱۳٦۷٥۔

(۲۲) بخاری ج۲۔کتاب الحدود باب من امربضرب الحد فی البیت ایك دوسری روایت جو عقبه بن الحارث کے حواله سے مذکور میں ھے۔ أُتِیَ النُّعَیْمَانُ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ کَانَ فِی الْبَیْتِ اَنْ یَّضْرِبُوْہُ، قَالَ: فَضَرَبُوْہُ۔ وَکُنْتُ اَنَا فِیْمَنْ ضَرَبَهٗ بِالنِّعَالِ۔ص۱۰۰۲۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیھا باب ماجاء فی وجوب الحد علی من شرب خمرا اونبیذا مسکرا۔ عن عقبة بن حارث اور ص۳۱۷ باب ماجاء فی اقامة الحد فی

حال السکر اوحتی یذھب سکرہ۔

(۲۳) بخاری ج۲۔کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال بخاری میں حضرت ابوھریرہ سے مروی ایک اور روایت میں لاتکونوا عون الشیطان اور ایک روایت میں اعوان الشیطان علی اخیکم بھی ہے۔☆ابوداؤد ج٤۔ کتاب الحدود، باب الحد فی الخمر۔ عن ابی ھریرۃ۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸کتاب الاشربۃ والحد فیھا۔ باب ماجاء فی وجوب الحد علی من شرب خمرا او نبیذا مسکرا عن ابی ھریرۃ۔

(۲٤) بخاری ج۲۔کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۸کتاب الاشربۃ والحد فیھا، باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔

(۲٥) بخاری ج۲۔ کتاب الحدود، باب مایکرہ من لعن شارب الخمر وانہ لیس بخارج من الملۃ۔

(۲٦) بخاری ج۲۔کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال۔☆مسلم ج۲۔ کتاب الحدود، باب حدالخمر۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔کتاب الاشربۃ والحد فیھا باب الشارب یضرب زیادۃ علی الاربعین فیموت فی الزیادۃ الخ۔

(۲۷) مسلم ج۲۔کتاب الحدود، باب حد الخمر۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب الحد فی الخمر،☆ابن ماجہ کتاب الحدود باب حدالسکران۔☆ سنن دارمی ج۲۔کتاب الحدود، باب فی حد الخمر۔ (مختصر)☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔ کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔ ☆کنزالعمال ج٥۔حدیث نمبر۱۳٦۸٦۔ ☆سنن دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حدیث نمبر۳٦۷۔

(۲۸) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر۔☆کنزالعمال ج٥۔ حدیث نمبر۱۳٦۹٤۔

(۲۹) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔کتاب الاشربۃ والحد فیھا باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔☆کنزالعمال ج٥۔ حدیث ۱۳٦۸۰۔

(۳۰) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہ عن معاویۃ۔☆نسائی ج۸۔کتاب الاشربۃ، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، عن ابی ھریرۃ اور ابن عمر اور نفر من اصحاب النبی ص۳۱۳۔☆ابن ماجہ کتاب الحدود باب من شرب الخمر مرارا۔ عن ابی ھریرۃ۔☆سنن دارمی ج۲۔کتاب الحدود، باب فی شارب الخمر اذا اوتی بہ الرابعۃ عن عمرو بن الشرید عن ابیہ۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۸۔کتاب الاشربۃ والحد فیھا باب ماجاء فی وجوب الحد علی من شرب خمرا اونبیذا مسکرا۔

(۳۱) ترمذی ج۱۔ص۲٦۷۔

(۳۲) مؤطا امام مالک ج۲۔کتاب الاشربۃ باب الحد فی الخمر۔☆مؤطا امام مالک ج۲کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی تحریم الخمر۔☆سنن دارمی ج۲کتاب الاشربۃ، باب ماقیل فی المسکر۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۸ کتاب الاشربۃ والحد فیھا باب ماجاء فی تفسیر الخمر الذی نزل تحریمھا۔

(۳۳) بخاری ج۲۔ کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ باب قولہ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا

الخ۔☆مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم الخمر۔☆ابوداؤد ج۳ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی تحریم الخمر۔☆السنن الکبریٰ ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها۔ باب ماجاء فی تحریم الخمر۔

(۳٤) بخاری ج۲ کتاب التفسیر، باب قوله انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔☆بخاری ج۲۔کتاب الاشربة، باب نزل تحریم الخمر وهی من البُسر والتمر۔☆مسلم ج۲۔کتاب الاشربة باب تحریم الخمر۔

(۳۵) مسلم ج۲کتاب الاشربة، باب تحریم الخمر۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی تحریم الخمر۔

(۳٦) بخاری ج۲۔کتاب الاشربة، باب من رای ان لایخلط البُسر والتمر اذا کان مسکراً۔☆نسائی ج۸۔ کتاب الاشربة باب ذکر الشراب الذی اهریق بتحریم الخمر۔☆بخاری ج۲میں حضرت انس سے مندرجه ذیل الفاظ سے بھی ایك روایت منقول ھے۔ یھی روایت مسلم نے ج۲میں کتاب الاشربة باب تحریم الخمر کے تحت ذکر کی ھے۔ اسے نسائی نے ج۸ میں کتاب الاشربة باب ذکر الشراب الذی اهریق بتحریم الخمر کے تحت بیان کیاھے۔

(۳۷) المصنف لعبد الرزاق، ج۷ حدیث نمبر۱۳۵۱۵۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆کنزالعمال ج۵ص۵۷۲۔

(۳۸) ابوداؤد ج٤کتاب الحدود، باب فی ضرب الوجه فی الحد۔☆مسند احمد ج۲ص٤۳٤۔عن ابی هریرة۔ ☆السنن الکبریٰ ج۸۔کتاب الاشربة، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔ سورة النور باب مایضرب من اعضاء المحدود۔

(۳۹) السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳ص۲٦۲۔☆المصنف ج۷ص۳٦۹۔☆کنز العمال ج۵ حدیث نمبر۱۳٤۲۸۔

(٤۰) السنن الکبری ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳ص۲٦۱۔

(٤۱) کنز العمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳٤۲۱ عن عکرمة بن خالد اس میں واتَّقِ کے بجائے وَاجْتَنِبُ ھے۔

(٤۲) بخاری ج۲ کتاب التفسیر۔ سورة المائدة، باب قوله انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔☆بخاری ج۲کتاب الاشربة، باب ماجاء فی ان الخمر ماخامر العقل من الشراب۔☆ مسلم ج۲کتاب التفسیر۔☆ ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب فی تحریم الخمر۔☆نسائی ج۸کتاب الاشربة، باب ذکر انواع الاشیاء التی کانت منها الخمر حین نزل تحریمها۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب الاشربة، والحد فیها، باب الخلیطین۔

فصل:۴۰

زنا اور اس کی سزا

شادی شدہ مرد و زن کی سزا

٤٦ ـ خُذُوا عَنِّىْ خُذُوا عَنِّىْ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلاً، اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِأَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِأَةٍ وَالرَّجْمُ. اَوْرَمْىٌ بِالْحِجَارَةِ اَوْرَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ.

"مجھ سے لو، مجھ سے لو، اللہ نے زانیہ عورتوں کے لیے طریقہ مقرر کردیا، غیر شادی شدہ مرد کی غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد کی شادی شدہ عورت سے بدکاری کے لیے سو کوڑے اور سنگساری۔"

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى التَّمِيمِىُّ، قَالَ: اَنَاهُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّرَّقَاشِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خُذُوا عَنِّىْ، خُذُوا عَنِّىْ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلاً، اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِأَةٍ وَنَفْىُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِأَةٍ وَالرَّجْمُ.(۱)

ترمذی نے روایت نقل کر کے لکھا ہے:

هذا حديث صحيح: والعمل على هذا عند بعض اهل العلم من اصحاب النبى ﷺ منهم: على بن ابى طالب وابى بن كعب وعبد الله بن مسعود وغيرهم قال: الثيب يجلد ويرجم والى هذا ذهب بعض اهل العلم وهو قول اسحاق، وقال بعض اهل العلم من اصحاب النبى ﷺ، منهم: ابوبكر وعمر وغيرهما الثيب انما عليه الرجم ولايجلد، وقد روى عن النبى ﷺ مثل هذا فى غير حديث فى قصة ماعز وغيره انه امر بالرجم ولم يامران يجلد قبل ان يرجم والعمل على هذا عند بعض اهل العلم وهو قول سفيان الثورى وابن المبارك، والشافعى، واحمد۔

تشریح: یہ حدیث اگرچہ سنداً صحیح ہے مگر روایات صحیحہ کا ایک جم غفیر ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ اس پر نہ عہد نبوی میں کبھی عمل ہوا، نہ عہد خلفائے راشدین میں، اور نہ فقہاء میں سے کسی نے ٹھیک اس کے مضمون کے مطابق فتویٰ دیا۔ چناں چہ اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مختلف فقہاء کے مسلک اس باب میں حسب ذیل ہیں:

- شادی شدہ مرد وعورت کے لیے زنا کی سزا امام احمد، داؤد ظاہری اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک سو کوڑے لگانا اور اس کے بعد سنگسار کرنا ہے۔
- باقی تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی سزا صرف سنگساری ہے۔ رجم اور سزائے تازیانہ کو جمع نہیں کیا جائے گا۔ غیر شادی شدہ کی سزا، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، داؤد ظاہری، سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور حسن بن صالح کے نزدیک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی مرد وعورت ہر دو کے لیے۔
- امام مالک اور امام اوزاعی کے نزدیک مرد کے لیے ۱۰۰ کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور عورت کے لیے صرف سو کوڑے۔ (جلاوطنی سے مراد ان سب کے نزدیک یہ ہے کہ مجرم کو اس کی بستی سے نکال کر کم از کم اتنے فاصلے پر بھیج دیا جائے جس پر نماز میں قصر واجب ہوتا ہے۔ مگر زید بن علی اور امام جعفر صادق کے نزدیک قید کر دینے سے بھی جلاوطنی کا مقصد پورا ہو جاتا ہے)۔
- امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف، امام زفر اور امام محمد کہتے ہیں کہ حد زنا اس صورت میں مرد وعورت دونوں کے لیے صرف سو کوڑے ہیں۔ اس پر کسی اور سزا، مثلاً قید یا جلاوطنی کا اضافہ حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ قاضی اگر یہ دیکھے کہ مجرم بدچلن ہے، یا مجرم اور مجرمہ کے تعلقات بہت گہرے ہیں تو حسب ضرورت وہ انہیں قید بھی کر سکتا ہے اور خارج البلد بھی کر سکتا ہے۔ مختلف روایات درج ذیل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث بالا پر کبھی عمل نہ ہو سکا۔

۴۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد جہنی کی روایت جسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور امام احمد نے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ دو اعرابی نبی ﷺ کے پاس مقدمہ لائے۔ ایک نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں اجرت پر کام کرتا تھا، وہ اس کی بیوی سے ملوث ہو گیا۔ میں نے اس کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر راضی کیا، مگر اہل علم نے بتایا کہ یہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیں۔ دوسرے نے بھی کہا کہ آپ کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ فرما دیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تجھی کو واپس۔ تیرے بیٹے کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی۔ پھر آپ نے قبیلہ (اسلم کے ایک شخص سے فرمایا اے اُنَیس، تو جا کر اس کی بیوی سے پوچھ۔ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کر دے۔ چناں چہ اس نے اعتراف کیا اور رجم کر دی گئی۔ اس میں رجم سے پہلے کوڑے لگانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور غیر شادی شدہ مرد کو شادی شدہ عورت سے بدکاری کرنے پر تازیانے اور جلاوطنی کی سزا دی گئی ہے)۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ

اللّٰهِ وَأذَنْ لِىْ، قَالَ:قُلْ، قَالَ:اِنَّ ابْنِىْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِأَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالاًمِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ، فَاَخْبَرُوْنِىْ اَنَّ عَلٰى ابْنِىْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلٰى امْرَأَتِهِ الرَّجْمُ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ:وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ: لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، اَلْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَاغْدُيَا اُنَيْسُ عَلٰى امْرَأَةِ هٰذَا، فَاِنِ اعْتَرَفَتْ، فَارْجُمْهَا، فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. قُلْتُ لِسُفْيَانَ:لَمْ يَقُلْ فَاَخْبَرُوْنِىْ اَنَّ عَلٰى ابْنِى الرَّجْمَ، فَقَالَ:اَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِىِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ.(۲)

تشریح: ماعز اور غامد یہ کے مقدمات کی جتنی روداد یں احادیث کی مختلف کتابوں میں مروی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں ملتا کہ حضور نے رجم کرانے سے پہلے ان کو سوکوڑے بھی لگوائے ہوں۔

کوئی روایت کسی حدیث میں نہیں ملتی کہ نبی ﷺ نے کسی مقدمے میں رجم کے ساتھ سزائے تازیانہ کا بھی فیصلہ فرمایا ہو۔ زنا بعد احصان کے تمام مقدمات میں آپؐ نے صرف رجم کی سزا دی ہے۔

اسلامی قانون میں جرم زنا قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلامی قانون میں عصمتوں کا معاوضہ مالی تاوانوں کی شکل میں نہیں دلوایا جاسکتا۔ آبرو کی قیمت کا یہ دیوثانہ تصور مغربی قوانین ہی کو مبارک رہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ:۲)

زنا بالجبر کی سزا

فعل زنا کے مرتکب کو مجرم قرار دینے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے اپنی آزاد مرضی سے فعل کیا ہو جبر و اکراہ سے اگر کسی شخص کو اس فعل کے ارتکاب پر مجبور کیا گیا ہو تو وہ نہ مجرم ہے نہ سزا کا مستحق۔ اس معاملے پر شریعت کا صرف یہ عام قاعدہ ہی منطبق نہیں ہوتا کہ آدمی جبراً کرائے ہوئے کاموں کی ذمہ داری سے بری ہے بلکہ خود قرآن ان عورتوں کی معافی کا اعلان کرتا ہے جن کو زنا پر مجبور کیا گیا ہو۔ نیز متعدد احادیث میں تصریح ہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں صرف زانی جابر کو سزا دی گئی اور جس پر جبر کیا گیا تھا اسے چھوڑ دیا گیا۔ بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے ایک لڑکی سے زنا بالجبر کا ارتکاب کیا۔ آپ نے اسے کوڑے لگوائے اور لڑکی کو چھوڑ دیا۔ ان دلائل کی بنا پر عورت کے معاملے میں تو قانون متفق علیہ ہے۔ لیکن اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا مرد کے معاملے میں بھی جبر و اکراہ معتبر ہے یا نہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور امام حسن بن صالح کہتے ہیں کہ مرد بھی اگر زنا کرنے پر مجبور کیا گیا ہو تو معاف کیا جائے گا۔ امام زُفر کہتے ہیں کہ اسے معاف نہیں کیا جائے گا کیوں کہ وہ انتشار عضو کے بغیر اس فعل کا ارتکاب نہیں کرسکتا، اور انتشارِ عضو اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی اپنی شہوت اس کی محرک ہوئی تھی۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر

حکومت یا اس کے کسی حاکم نے آدمی کو زنا پر مجبور کیا ہو تو سزا نہیں دی جائے گی کیوں کہ جب خود حکومت ہی جرم پر مجبور کرنے والی ہو تو اسے سزا دینے کا حق نہیں رہتا۔ لیکن اگر حکومت کے سوا کسی اور نے مجبور کیا ہو تو زانی کو سزا دی جائے گی کیوں کہ ارتکاب زنا بہر حال وہ اپنی شہوت کے بغیر نہ کر سکتا تھا اور شہوت جبراً پیدا نہیں کی جا سکتی۔ ان تینوں اقوال میں سے پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انتشار عضو چاہے شہوت کی دلیل ہو مگر رضاء ورغبت کی لازمی دلیل نہیں ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک ظالم کسی شریف آدمی کو زبردستی پکڑ کر قید کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ایک جوان، خوبصورت عورت کو بھی برہنہ کر کے ایک ہی کمرے میں بند رکھتا ہے اور اسے اس وقت تک رہا نہیں کرتا جب تک کہ وہ زنا کا مرتکب نہ ہو جائے۔ اس حالت میں اگر یہ دونوں زنا کے مرتکب ہو جائیں اور وہ ظالم اس کے چار گواہ بنا کر انہیں عدالت میں پیش کر دے تو کیا یہ انصاف ہوگا کہ ان کے حالات کو نظر انداز کر کے انہیں سنگسار کر دیا جائے یا ان پر کوڑے برسائے جائیں؟ اس طرح کے حالات عقلاً یا عادتاً ممکن ہیں جن میں شہوت لاحق ہو سکتی ہے، بغیر اس کے کہ اس آدمی کی اپنی رضا ورغبت کا دخل ہو۔ اگر کسی شخص کو قید کر کے شراب کے سوا پینے کو کچھ نہ دیا جائے، اور اس حالت میں وہ شراب پی لے تو کیا محض اس دلیل سے اس کو سزا دی جا سکتی ہے کہ حالات تو واقعی اس کے لیے مجبوری کے تھے مگر حلق سے شراب کا گھونٹ وہ اپنے ارادے کے بغیر نہ اتار سکتا تھا؟ جرم کے متحقق ہونے کے لیے محض ارادے کا پایا جانا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے آزاد ارادہ ضروری ہے جو شخص زبردستی ایسے حالات میں مبتلا کیا گیا ہو کہ وہ جرم کا ارادہ کرنے پر مجبور ہو جائے وہ بعض صورتوں میں قطعی مجرم نہیں ہوتا اور بعض صورتوں میں اس کا جرم بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

کسی (مرد یا عورت) کو مجرم قرار دینے کے لیے صرف یہ امر کافی نہیں ہے کہ اس سے فعل زنا صادر ہوا ہے بلکہ اس کے لیے مجرم میں کچھ شرطیں پائی جانی چاہئیں۔ یہ شرطیں زنائے محض کے معاملے میں اور ہیں، اور زنا بعد احصان کے معاملہ میں اور۔

زنائے محض کے معاملے میں شرط یہ ہے کہ مجرم عاقل ہو اور بالغ ہو۔ اگر کسی مجنون یا کسی بچے سے یہ فعل سرزد ہو تو وہ حدِ زنا کا مستحق نہیں ہے۔

اور زنا بعدِ احصان کے لیے عقل اور بلوغ کے علاوہ چند مزید شرطیں بھی ہیں جن کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں:

- پہلی شرط یہ ہے کہ مجرم آزاد ہو، اس شرط پر سب کا اتفاق ہے، کیوں کہ قرآن خود اشارہ کرتا ہے کہ غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جائے گی۔ لونڈی اگر نکاح کے بعد زنا کی مرتکب ہو تو اسے غیر شادی شدہ آزاد عورت کی بہ نسبت آدھی سزا دینی چاہیے۔ فقہاء نے تسلیم کیا ہے کہ قرآن کا یہی قانون غلام پر بھی نافذ ہوگا۔

- دوسری شرط یہ ہے کہ مجرم باقاعدہ شادی شدہ ہو۔ یہ شرط بھی متفق علیہ ہے اور اس شرط کی رو سے کوئی ایسا شخص جو ملک یمین کی بنا پر تمتع کر چکا ہو، یا جس کا نکاح کسی فاسد طریقے سے ہوا ہو، شادی شدہ قرار نہیں دیا جائے گا، یعنی اس سے اگر زنا کا صدور ہو تو اس کو رجم کی نہیں بلکہ کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

• تیسری شرط یہ ہے کہ اس کا محض نکاح ہی نہ ہوا ہو بلکہ خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو۔ صرف عقد نکاح کسی مرد کو محصن، یا عورت کو محصنہ نہیں بنا دیتا کہ زنا کے ارتکاب کی صورت میں اس کو رجم کر دیا جائے۔ اس شرط پر اکثر فقہاء متفق ہیں۔ مگر امام ابوحنیفہ اور امام محمد اس میں اتنا اضافہ اور کرتے ہیں کہ ایک مرد یا ایک عورت کو محصن صرف اسی صورت میں قرار دیا جائے گا جب کہ نکاح اور خلوت صحیحہ کے وقت زوجین آزاد بالغ اور عاقل ہوں۔ اس مزید شرط سے جو فرق واقع ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک مرد کا نکاح ایسی عورت سے ہوا ہو جو لونڈی ہو، یا نابالغ ہو، یا مجنون ہو، تو خواہ وہ اس حالت میں اپنی بیوی سے لذت اندوز ہو بھی چکا ہو، پھر بھی وہ مرتکب زنا ہونے کی صورت میں رجم کا مستحق نہ ہوگا۔ یہی معاملہ عورت کا بھی ہے کہ اگر اس کو اپنے نابالغ یا مجنون یا غلام شوہر سے لذت اندوز ہونے کا موقع مل چکا ہو پھر بھی وہ مرتکب زنا ہونے کی صورت میں رجم کی مستحق نہ ہوگی۔ غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک بہت ہی معقول اضافہ ہے جو ان دونوں بالغ النظر بزرگوں نے کیا ہے۔

• چوتھی شرط یہ ہے کہ مجرم مسلمان ہو۔ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام احمدؒ اس کو نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک ذمی بھی اگر زنا بعد احصان کا مرتکب ہوگا تو رجم کیا جائے گا۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اس امر پر متفق ہیں کہ زنا بعد احصان کی سزا رجم صرف مسلمان کے لیے ہے اس کے دلائل میں سب سے زیادہ معقول اور وزنی دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی کو سنگساری جیسی خوفناک سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکمل احصان کی حالت میں ہو اور پھر بھی زنا کے ارتکاب سے باز نہ آئے۔ احصان کا مطلب ہے اخلاقی قلعہ بندی۔ اس کی تکمیل تین حصاروں سے ہوتی ہے۔ اولین حصار یہ ہے کہ آدمی خدا پر ایمان رکھتا ہو آخرت کی جواب دہی کا قائل ہو اور شریعت خداوندی کو تسلیم کرتا ہو۔ دوسرا حصار یہ ہے کہ وہ معاشرے کا آزاد فرد ہو کسی دوسرے کی غلامی میں نہ ہو جس کی پابندیاں اسے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے جائز تدابیر اختیار کرنے میں مانع ہوتی ہیں، اور لاچاری و مجبوری اس سے گناہ کرا سکتی ہے، اور کوئی خاندان اسے اپنے اخلاق اور اپنی عزت کی حفاظت میں مدد دینے والا نہیں ہوتا۔ تیسرا حصار یہ ہے کہ اس کا نکاح ہو چکا ہو اور اسے تسکین نفس کا جائز ذریعہ حاصل ہو یہ تینوں حصار جب پائے جاتے ہوں، تب ''قلعہ بندی'' مکمل ہوتی ہے۔ اور تب ہی وہ شخص بجا طور پر سنگساری کا مستحق قرار پا سکتا ہے جس نے ناجائز شہوت رانی کی خاطر تین تین حصار توڑ ڈالے۔ لیکن جہاں پہلا اور سب سے بڑا حصار یعنی خدا اور آخرت اور قانون خداوندی پر ایمان ہی موجود نہ ہو وہاں یقیناً قلعہ بندی مکمل نہیں ہے اور اس بنا پر فجور کا جرم بھی اس شدت کو پہنچا ہوا نہیں ہے جو اسے انتہائی سزا کا مستحق بنا دے۔ اس دلیل کی تائید ابن عمر کی وہ روایت کرتی ہے جسے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور دار قطنی[1] نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے کہ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ ''جس نے خدا کے ساتھ شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔'' اگرچہ اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا ابن عمر نے اس روایت میں نبی ﷺ کا قول نقل کیا ہے یا یہ ان کا اپنا فتویٰ ہے۔ لیکن اس کمزوری کے باوجود اس کا مضمون اپنے معنی کے لحاظ سے نہایت

---

[1] نَادَعْلَجُ نَا ابْنُ شَيْرَوَيْهِ نَا اِسْحَاقُ نَاعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ۔ وَلَمْ يَرْفَعْهُ غَيْرُ اِسْحَاقَ وَيُقَالُ اَنَّهٗ رَجَعَ عَنْهُ وَالصَّوَابُ مَوْقُوْفٌ۔ (دارقطنی، کتاب الحدود والدیات وغیرھا ص: ۳۵۰)

قوی ہے۔اس کے جواب میں اگر یہودیوں کے اس مقدمے سے استدلال کیا جائے جس میں نبی ﷺ نے رجم کا حکم نافذ فرمایا تھا تو ہم کہیں گے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔اس لیے کہ اس مقدمے کے متعلق تمام معتبر روایات کو جمع کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نبی ﷺ نے ان پر اسلام کا ملکی قانون (Law of the land) نہیں بلکہ ان کا اپنا مذہبی قانون (Personal law) نافذ فرمایا تھا۔ بخاری ومسلم کی متفقہ روایت ہے کہ جب یہ مقدمہ آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے یہودیوں سے پوچھا کہ مَاتَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاۃِ فِیْ شَاْنِ الرَّجْمِ یا مَاتَجِدُوْنَ فِیْ کِتَابِکُمْ ''یعنی تمہاری توراۃ میں اس کا کیا حکم ہے؟'' پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان کے ہاں رجم کا حکم ہے تو حضورؐ نے فرمایا فَاِنِّیْ اَحْکُمُ بِمَا فِی التَّوْرَاۃِ ''میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو توراۃ میں ہے۔'' اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ اِذَا اَمَاتُوْہُ ''خداوند، میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا ہے کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔'' (تفہیم القرآن ج۳، النور، حاشیہ:۲)

۴۸ ۔ جابر بن عبداللہ کی ایک روایت ہے جو ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے، یہ بتاتی ہے کہ ایک شخص زنا کا مرتکب ہوا اور نبی ﷺ نے اس کو صرف سزائے تازیانہ دی، پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ تھا، تب آپ نے اسے رجم کر دیا۔اس کے علاوہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر شادی شدہ زانیوں کو آپ نے صرف سزائے تازیانہ دی مثلاً ایک شخص جس نے نماز کے لیے جاتی ہوئی عورت سے زنا کی اور وہ شخص جس نے زنا کا اعتراف کیا اور عورت نے انکار کیا[1]

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: ثَنَاح وَثَنَا ابْنُ السَّرْحِ الْمَعْنٰی، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَجُلاً زَنٰی بِامْرَاَۃٍ، فَاَمَرَ بِہٖ النَّبِیُّ ﷺ فَجُلِدَ الْحَدَّ، ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّہٗ مُحْصِنٌ، فَاَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ.(۳)

—— قَالَ ابوداوٗد: رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ الْبُرْسَانِیُّ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، مَوْقُوْفاً عَلٰی جَابِرٍ، وَرَوَاہُ اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ۔ بِنَحْوِ ابْنِ وَھْبٍ، لَمْ یَذْکُرِ النَّبِیَّ ﷺ، قَالَ: اِنَّ رَجُلاً زَنٰی فَلَمْ یَعْلَمْ بِاِحْصَانِہٖ فَجُلِدَ، ثُمَّ عَلِمَ بِاِحْصَانِہٖ فَرُجِمَ۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کی، نبی ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا پس اس پر حد جاری کر دی گئی بعد میں اطلاع دی گئی کہ وہ تو شادی شدہ تھا تو آپ نے حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰ بْنِ فَارِسٍ، ثَنَا الْفِرْیَابِیُّ، ثَنَا اِسْرَائِیْلُ ثَنَا سِمَاکُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَۃَ

---

[1] ترمذی وابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک عورت اندھیرے میں نماز کے لیے نکلی۔راستے میں ایک شخص نے اس کو گرالیا اور زبردستی اس کی عصمت دری کر دی اس کے شور مچانے پر لوگ آگئے اور زانی پکڑا گیا۔نبی ﷺ نے اس کو رجم کرا دیا اور عورت کو چھوڑ دیا۔

ابْنِ وَائِلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ تُرِيْدُ الصَّلاَةَ، فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ، فَتَجَلَّلَهَا، فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا، فَصَاحَتْ، وَانْطَلَقَ، فَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ، فَقَالَتْ: اِنَّ ذَاکَ فَعَلَ بِیْ كَذَا وَكَذَا، وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ: اِنَّ ذٰلِکَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِیْ كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقُوْا، فَاَخَذُوْا (الرَّجُلَ) الَّذِیْ ظَنَّتْ اَنَّهٗ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَاَتَوْهَا بِهٖ فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هٰذَا، فَاَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا اَمَرَ بِهٖ، قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِیْ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: اِذْهَبِیْ فَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَکِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلاً حَسَنًا.(٤)

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: يَعْنِیْ اَلرَّجُلَ الْمَاْخُوْذَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِیْ وَقَعَ عَلَيْهَا اُرْجُمُوْهُ فَقَالَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً، لَوْتَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ۔ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ اَيْضاً عَنْ سِمَاكٍ۔

۴۹۔ حضرت عمرؓ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب نوشی کے جرم میں جلاوطن کیا تو وہ بھاگ کر رومیوں سے جاملا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آیندہ میں کسی کو جلاوطنی کی سزا نہیں دوں گا۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے غیر شادی شدہ مرد وعورت کو زنا کے جرم میں جلاوطن کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ (احکام القرآن للجصاص، ج۳،ص:۳۱۵)

۵۰۔ حضرت عمرؓ کا مشہور خطبہ جس میں انہوں نے پورے زور کے ساتھ زنا بعد احصان کی سزا رجم بیان کی ہے، بخاری ومسلم اور ترمذی ونسائی نے مختلف سندوں سے نقل کیا ہے اور امام احمد نے بھی اس کی متعدد روایتیں لی ہیں۔ مگر اس کی کسی روایت میں بھی رجم مع سزائے تازیانہ کا ذکر نہیں ہے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ عُمَرُ: لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ: لَانَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِيْضَةٍ، اَنْزَلَهَا اللّٰهُ، اَلاوَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ اَحْصَنَ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْكَانَ الْحَبَلُ، اَوِالْاِعْتِرَافُ، قَالَ سُفْيَانُ: كَذَا حَفِظْتُ اَلاوَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ.(٥)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ کہنے والا کہے گا کہ ہم کتاب میں رجم کا حکم نہیں پاتے۔ اس طرح وہ ایک فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہوں گے، جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ خبردار، سن لو! رجم واجب ہے برحق ہے ایسے ہر فرد پر جس نے زنا کی ہو اور شادی شدہ ہو اور اس پر گواہی قائم ہو جائے یا حمل ہو یا خود اس کا اپنا اقرار ہو۔ سفیان نے کہا میں نے اسی طرح یاد کیا ہے سن لو کہ رسول اللہ ﷺ نے سزائے رجم دی ہے اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کو نافذ کیا ہے۔

بخاری میں حضرت عمر کا خطبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں منقول ہے:

﴿۲﴾ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ، قَامَ، فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ قَائِلٌ لَّكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَلِیْ اَنْ اَقُوْلَهَا، لَاۤ اَدْرِیْ لَعَلَّ بَيْنَ يَدَیْ اَجَلِیْ، فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ وَمَنْ خَشِیَ اَنْ لَايَعْقِلَهَا فَلَاۤ اُحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَكْذِبَ عَلَیَّ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الرَّجْمِ. فَقَرَاْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، فَلِذَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ، فَاَخْشٰى اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ: وَاللّٰهِ مَانَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِی كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، اَوْكَانَ الْحَبَلُ، اَوِالْاِعْتِرَافُ، ثُمَّ اِنَّا كُنَّا نَقْرَاُ فِيْمَا نَقْرَاُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَنْ لَاتَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ. الحديث.(٦)

ترجمہ: چناں چہ حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے، جب مؤذن خاموش ہوئے تو آپ کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ مستحق ہے پھر اما بعد کہا اور فرمایا میں آج تم سے ایسی بات کہنے والا ہوں جسے کہنا میرے مقدر میں تھا مجھے اس کا علم نہیں کہ شاید یہ میری موت سے پہلے ہو۔ لہٰذا جو اسے سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ جہاں تک اس کی رسائی ہو دوسرے لوگوں سے اسے بیان کرے اور جسے یہ اندیشہ ہو کہ اسے اس کی سمجھ نہیں آئے گی تو میں کسی کے لیے بھی حلال نہیں سمجھتا کہ وہ میرے متعلق غلط بیانی کرے (جھوٹ بولے) بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور ان پر اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے خود اسے پڑھا اور سمجھا اور حافظوں میں محفوظ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کی سزا خود نافذ فرمائی اور ہم نے اس سزائے رجم کو نافذ کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر مدت دراز کے بعد ایک ایسا دور آئے گا کہ کہنے والا کہے گا کہ بخدا ہم تو آیت رجم کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ وہ اس فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اور رجم کتاب اللہ کی رو سے زنا کا ارتکاب کرنے والے شادی شدہ مرد وعورت پر واجب ہے بشرطیکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل پایا جائے یا خود ارتکاب زنا کا اعتراف کرے۔ پھر ہم کتاب اللہ میں جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ تم اپنے باپوں سے نفرت نہ کرو کیوں کہ اپنے آباء سے تمہارا نفرت کی روش اختیار کرنا کفر ہے یا یہ فرمایا کہ بے شک تمہارے لیے یہ کفر ہے کہ تم اپنے آباء سے نفرت کرو۔

ترمذی میں حضرت عمرؓ سے منقول ہے:

﴿۳﴾ قَالَ: رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمَ اَبُوْبَكْرٍ، وَرَجَمْتُ، وَلَوْلَاۤ اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اَزِيْدَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُهٗ فِی الْمُصْحَفِ فَاِنِّیْ قَدْخَشِيْتُ اَنْ يَجِیْءَ اَقْوَامٌ فَلَايَجِدُوْنَهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَكْفُرُوْنَ بِهٖ.(٧)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے، حضرت ابوبکر صدیق نے اور میں نے سزائے رجم نافذ کی اور اگر میں کتاب اللہ میں کچھ اضافہ کو برا و ناپسند نہ سمجھتا تو میں ضرور اس کو مصحف میں لکھ دیتا کیوں کہ مجھے اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ بعد میں ایسی اقوام آئیں اور کتاب میں اسے نہ پاکر اس کا انکار کر بیٹھیں۔

—— وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ۔ حَدِیْثُ عُمَرَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ، وَرُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنْ عُمَرَ۔

تشریح: ان تمام روایات پر مجموعی نظر ڈالنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا مسلک ہی صحیح ہے، یعنی زنا بعد احصان کی حد صرف رجم ہے، اور محض زنا کی حد صرف ۱۰۰ کوڑے۔ تازیانے اور رجم کو جمع کرنے پر تو عہد نبوی سے لے کر عہد عثمانی تک کبھی عمل ہی نہیں ہوا۔ رہا تازیانے اور جلاوطنی کو جمع کرنا تو اس پر کبھی عمل ہوا ہے اور کبھی نہیں ہوا۔ اس سے مسلک حنفی کی صحت صاف ثابت ہو جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور حاشیہ:۲)

ضعیف اور مریض زانی کی سزا

۵۱۔ خُذُوْا عِثْکَالاً فِیْہِ مِأَۃُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْہُ بِھَا ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً.

''قبیلہ بنی ساعدہ میں ایک شخص سے زنا کا ارتکاب ہوا اور وہ ایسا مریض تھا کہ بس ہڈی اور چمڑا رہ گیا تھا۔ اس پر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کا ایک ٹہنا لو جس میں سو شاخیں ہوں اور اس سے بیک وقت اس شخص کو مار دو۔'' (احکام القرآن)

تخریج: ‹۱› رَوَاہُ بُکَیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ بْنِ سَھْلٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سَعْدٍ[۱] وَقَالَ فِیْہِ: فَخُذُوْا عِثْکَالاً فِیْہِ مِائَۃُ شِمْرَاخٍ، فَاضْرِبُوْہُ بِھَا ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً، فَفَعَلُوْا.(۸)

ابوامامہ بن سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں:

‹۲› اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّہُ اشْتَکٰی رَجُلٌ مِنْھُمْ حَتّٰی اُضْنِیَ، فَعَادَ جِلْدَۃً عَلٰی عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ عَلَیْہِ جَارِیَۃٌ لِبَعْضِھِمْ، فَھَشَّ لَھَا فَوَقَعَ عَلَیْھَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ رِجَالُ قَوْمِہٖ یَعُوْدُوْنَہٗ، اَخْبَرَھُمْ بِذٰلِکَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوْا لِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاِنِّیْ قَدْ وَقَعْتُ عَلٰی جَارِیَۃٍ دَخَلَتْ عَلَیَّ، فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، وَقَالُوْا: مَارَأَیْنَا بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِیْ ھُوَبِہٖ، لَوْحَمَلْنَاہُ اِلَیْکَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُہٗ، مَاھُوَاِلاَّ جِلْدٌ عَلٰی عَظْمٍ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یَّاْخُذُوْا لَہٗ مِائَۃَ شِمْرَاخٍ فَیَضْرِبُوْہُ بِھَا ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً.(۹)

ترجمہ: ابوامامہ بن سہل کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انصاری صحابہ میں سے ایک صحابی نے آپ کو اطلاع دی کہ ان کا

---

[۱] سَعِیْدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ وَقَدْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ ﷺ وَاَبُوْاُمَامَۃَ بْنُ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ۔ ھٰذَا وُلِدَ فِیْ حَیَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔
(احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۸۳)

ایک آدمی بیمار پڑ گیا اور ہڈی چمڑے کا بس پنجر بن کر رہ گیا۔ اس وقت اس کے پاس کسی کی لونڈی چلی گئی۔ اس پر اس کا دل بھر بھرایا اور مباشرت کر بیٹھا۔ جب اس کی برادری وقبیلہ کے لوگ اس کی عیادت کے لیے آئے تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور درخواست کی کہ میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ میرے پاس آنے والی کسی کی لونڈی سے میں مباشرت کر بیٹھا ہوں۔ ان لوگوں نے اس صورت حال کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ وہ ایسا مریض ہے ہم نے ایسا مریض وضعیف آدمی کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر ہم اسے اٹھا کر آپ کی خدمت میں لائیں گے تو اس کی ہڈیاں پنجر سے الگ ہو جائیں گی بس وہ تو اب ہڈیوں پر چمڑا ہی رہ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایسا ایک ٹہنا لو جس میں سو شاخیں ہوں۔ بس اس کو اس پر ایک مرتبہ مار دو۔

تشریح : مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، عبدالرزاق اور دوسری کتب حدیث میں بھی اس کی تائید کرنے والی حدیثیں موجود ہیں جن سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ نبی ﷺ نے مریض اور ضعیف پر حد جاری کرنے کے لیے یہی طریقہ مقرر فرمایا تھا۔ البتہ فقہاء نے اس کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ ہر شاخ یا ہر تنکا کچھ نہ کچھ مجرم کو لگ جانا چاہیے اور ایک ہی ضرب سہی، مگر وہ کسی نہ کسی حد تک مجرم کو چوٹ لگانے والی بھی ہونی چاہیے، یعنی محض چھو دینا کافی نہیں ہے، بلکہ مارنا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے ملازم کو دس کوڑے مارنے کی قسم کھا بیٹھا ہو اور بعد میں دسوں کوڑے ملا کر اسے صرف ایک ضرب اس طرح لگا دے کہ ہر کوڑے کا کچھ نہ کچھ حصہ اس شخص کو ضرور لگ جائے، تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، حاشیہ: ۴۶)

حدزنا کس پر نافذ ہوگی

۵۲۔ ایک شخص نے آکر نبی ﷺ کے سامنے اقرار کیا کہ وہ فلاں عورت سے زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ نے عورت کو بلا کر پوچھا، اس نے انکار کیا۔ آپ نے اس پر حد جاری کی اور عورت کو چھوڑ دیا۔

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، ثَنَا اَبُوْحَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّ رَجُلاً اَتَاهُ فَاَقَرَّ عِنْدَهُ اَنَّهُ زَنٰی بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْمَرْأَةِ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِکَ فَاَنْکَرَتْ اَنْ تَکُوْنَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَکَهَا.(۱۰)

۵۳۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ پہلے اس کے اقرار پر آپ نے حد زنا جاری کی، پھر عورت سے پوچھا اور اس کے انکار پر اس شخص کو حد قذف کے کوڑے لگوائے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰ بْنِ فَارِسٍ، ثَنَا مُوْسٰی بْنُ هَارُوْنَ الْبَرْدِیُّ، ثَنَاهِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ فَیَّاضٍ الْاَبْنَاوِیِّ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ

رَجُلاً مِنۡ بَکۡرِ بۡنِ لَیۡثٍ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَقَرَّ اَنَّہٗ زَنٰی بِامۡرَأَۃٍ اَرۡبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَہٗ مِائَۃً، وَکَانَ بِکۡرًا ثُمَّ سَأَلَہُ الۡبَیِّنَۃَ عَلَی الۡمَرۡأَۃِ، فَقَالَتۡ: کَذَبَ، وَاللّٰہِ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ! فَجَلَدَہٗ حَدَّ الۡفِرۡیَۃِ ثَمَانِیۡنَ.(۱۱)

تشریح: اقراری مجرم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے کس سے زنا کا ارتکاب کیا ہے کیوں کہ اس طرح ایک کے بجائے دو کو سزا دینی پڑے گی، اور شریعت لوگوں کو سزا دینے کے لیے بے چین نہیں ہے۔ البتہ اگر مجرم خود یہ بتائے کہ اس فعل کا فریق ثانی فلاں ہے تو اس سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ بھی اعتراف کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ لیکن اگر وہ انکار کردے تو صرف اقراری مجرم ہی حد کا مستحق ہوگا۔ اس امر میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ اس صورت میں (جبکہ فریق ثانی اس کے ساتھ مرتکب زنا ہونے کو تسلیم نہ کرے) اس پر آیا حدِ زنا جاری کی جائے گی یا حدِ قذف۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک وہ حد زنا کا مستوجب ہے، کیوں کہ اسی جرم کا اس نے اقرار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کی رائے میں اس پر حدِ قذف جاری کی جائے گی، کیوں کہ فریق ثانی کے انکار نے اس کے جرم زنا کو مشکوک کر دیا ہے، البتہ اس کا جرم قذف بہر حال ثابت ہے اور امام محمد کا فتویٰ یہ ہے (امام شافعی کا بھی ایک قول اس کی تائید میں ہے) کہ اسے زنا کی سزا بھی دی جائے گی اور قذف کی بھی، کیوں کہ اپنے جرم زنا کا وہ خود معترف ہے، اور فریق ثانی پر اپنا الزام وہ ثابت نہیں کرسکا ہے۔ نبی ﷺ کی عدالت میں اس قسم کا ایک مقدمہ آیا تھا۔ اس کی ایک روایت جو مسند احمد اور ابوداؤد میں سہل بن سعد سے منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں "ایک شخص نے آکر نبی ﷺ کے سامنے اقرار کیا کہ وہ فلاں عورت سے زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر حد جاری کی اور عورت کو چھوڑ دیا۔" اس روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ کون سی حد جاری کی۔ دوسری روایت ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ پہلے اس کے اقرار پر آپؐ نے حد زنا جاری کی، پھر عورت سے پوچھا اور اس کے انکار پر اس شخص کو حد قذف کے کوڑے لگوائے۔ لیکن یہ روایت سند کے لحاظ سے بھی ضعیف ہے، کیوں کہ اس کے ایک راوی قاسم بن فیاض کو متعدد محدثین نے ساقط الاعتبار ٹھہرایا ہے، اور قیاس کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ آپؐ نے اسے کوڑے لگوانے کے بعد عورت سے پوچھا ہوگا۔ صریح عقل اور انصاف کا تقاضا، جسے حضورؐ نظر انداز نہیں فرماسکتے تھے، یہ تھا کہ جب اس نے عورت کا نام لے دیا تھا تو عورت سے پوچھے بغیر اس کے مقدمے کا فیصلہ نہ کیا جاتا۔ اسی کی تائید سہل بن سعد والی روایت بھی کررہی ہے۔ لہٰذا دوسری روایت لائق اعتماد نہیں ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ:۲)

ثبوت جرم کے بغیر سزائے رجم

۵۴۔ لَوۡ کُنۡتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَیۡرِ بَیِّنَۃٍ لَرَجَمۡتُھَا.

"اگر میں ثبوت کے بغیر رجم کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو ضرور رجم کرا دیتا۔"

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَمۡرٌو النَّاقِدُ وَابۡنُ اَبِیۡ عُمَرَ، وَاللَّفۡظُ لِعَمۡرٍو، وَقَالَا: نَاسُفۡیَانُ بۡنُ عُیَیۡنَۃَ عَنۡ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الۡقَاسِمِ بۡنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ شَدَّادٍ وَذُکِرَ الۡمُتَلَاعِنَانِ عِنۡدَ ابۡنِ عَبَّاسٍ،

فَقَالَ ابْنُ شَدَّادٍ أَهُمَا اللَّذَانِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا. (۱۲)

بخاری ومسلم نے اس طرح بھی نقل کیا ہے:

〈۲〉فَلاَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ، فَقَالَ: لاَ، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ. (۱۳)

〈۳〉حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عُبَيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، لَرَجَمْتُ فُلاَنَةَ، فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيْبَةُ فِيْ مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهَا. (۱٤)

تشریح: اسلامی حکومت کسی شخص کے خلاف زنا کے جرم میں کوئی کارروائی نہ کرے گی جب تک کہ اس کے جرم کا ثبوت نہ مل جائے۔ ثبوت جرم کے بغیر کسی کی بدکاری خواہ کتنے ہی ذرائع سے حکام کے علم میں ہو، وہ بہر حال اس پر حد جاری نہیں کر سکتے۔ مدینے میں ایک عورت تھی جس کے متعلق روایات ہیں کہ وہ کھلی کھلی فاحشہ تھی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ کَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ۔ دوسری روایت میں ہے کَانَتْ قَدْ اَعْلَنَتْ فِي الْاِسْلَامِ۔ ابن ماجہ کی روایت ہے فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيْبَةُ فِيْ مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا۔ لیکن چوں کہ اس کے خلاف بدکاری کا ثبوت نہ تھا اس لیے اسے کوئی سزا نہ دی گئی، حالاں کہ اس کے متعلق نبی ﷺ کی زبان مبارک سے ـــ لَوْ كُنْتُ رَاجِماً اَحَداً بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا الخ ـــ مندرجہ بالا الفاظ نکل گئے تھے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

ماخذ

(۱) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب فی الرجم۔☆ ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجم علی الثیب۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب فی حدالزنا۔☆ ابوداؤد میں خذوا دو مرتبه، ترمذی اور ابن ماجه میں ایك مرتبه۔ ابوداؤد اور ترمذی نے نفی عام اور مسلم میں تغریب عام اور ابن ماجه نے تغریب سنة نقل کیاهے۔☆السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ عن عبادة بن الصامت۔ ☆ کنزالعمال ج٥۔ باب حدالزنا۔ حدیث ۱۳۰۹۸ عن عبادة بن الصامت۔☆ سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب فی تفسیر قول الله تعالیٰ اویجعل اللّٰه لهن سبیلا۔ عن عبادة بن الصامت اس میں خذوا عنی دو مرتبه نقل هوا هے۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب المحار بین من اهل الکفر والردة باب الاعتراف بالزنی۔☆ مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب فی حد الزنا۔☆ابوداوٗد ج٤ کتاب الحدود، باب فی المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهینة۔☆ترمذی ج۱ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجم علی الثیب۔☆نسائی ج۸ کتاب آداب القاضی باب صون النساء عن مجلس الحکم۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۷حد الزنا۔☆مؤطا امام مالك ج۲کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان جلد المائة ثابت علی البکرین الخ۔ ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا۔☆کنزالعمال ج٥ حدیث نمبر ۱۳۱۰۲ باب حد الزنا۔

(۳) ابوداوٗد ج٤ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك۔

(٤) ابوداوٗد ج٤ کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیء فیقر۔☆ترمذی ج۱ابواب الحدود باب ماجاء فی المرأة اذا استکرهت علی الزنا۔

(٥) بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب الاعتراف بالزنٰی۔

(٦) بخاری ج۲کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب الاعتراف بالزنا۔☆مسلم ج۲کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ ابوداوٗد ج٤ کتاب الحدود، باب فی الرجم۔☆ابوداؤد میں وایم اللّٰهِ لَوْلَا اَنْ یَّقُوْلَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَکَتَبْتُهَا۔☆کنزالعمال ج٥ حدیث نمبر ۱۳٥۱۲ ۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی تحقیق الرجم۔ هذا حدیث صحیح۔

(۷) ابن ماجه کتاب الحدود باب ٦الرجم۔ ☆ابن ماجه میں حضرت عمر کا وَقَدْ قَرَأْتُهَا(الشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ) کا جمله بهی مذکور هے۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ عن عمر بن الخطاب۔☆السنن الکبری میں حضرت عمر کے علاوه حضرت ابی بن کعب سے بهی الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نکالاً من الله والله عزیز حکیم نقل کیاهے مزید برآں حضرت زید بن ثابت سے بهی اسے ذکر کیاهے فَقَالَ زَیْدٌ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: الشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نکالاً من اللّٰه ورسوله۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب فی حد المحصنین بالزنا۔ عن زید بن ثابت۔☆مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم (مختصر)☆مسند احمد ج۱ص۲۳۔ عمر بن خطاب۔

(۸) احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۸۳ مطبوعه بیروت لبنان۔

(۹) ابوداوٗد ج٤ کتاب الحدود، باب فی اقامة الحد علی المریض۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب الکبیر والمریض یجب علیه الحد۔☆مسند احمد ج٥ص۲۲۲عن سعید بن سعد بن عبادة۔☆ روح المعانی ج۱۱ سوره ص مختصر طورپر۔☆السنن الکبری ج۸کتاب الحدود، باب الضریر فی خلقته لامن مرضٍ یصیب الحد (الفاظ مختلف هیں)۔☆ دارقطنی ج۳کتاب الحدود حدیث نمبر ٦۷ مطبوعه ملتان نشر السنة۔

(۱۰) ابوداؤدج٤کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك۔☆ المستدرك للحاکم ج٤کتاب الحدود، عن سهل بن سعد(الفاظ مختلف هیں)۔

(١١) ابو داؤد ج ٤ کتاب الحدود، باب اذا اقرالرجل بالزنا ولم تقرالمرأة۔☆المستدرك ج ٤ کتاب الحدود۔ عن ابن عباس۔

(١٢) مسلم ج١ کتاب اللعان۔☆بخاری ج٢ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب من اظهر الفاحشة الخ ۔

(١٣) کنز العمال ج٥حدیث ١٣٠٩٩ ۔☆نسائی ج٦ کتاب الطلاق، کیف اللعان کے تحت، باب قول الامام اللّٰهم بین۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب١١ من اظهر الفاحشة۔☆مسند احمد ج١ص٣٣٦۔ ☆ نسائی نے تظهر فی الاسلام الشّرَّ نقل کیاهے۔

(١٤) ابن ماجه کتاب الحدود، باب١١ من اظهر الفاحشة۔ فی الزوائد۔ اسناده صحیح ورجاله ثقات۔

فصل: ۵

قذف اور اس کی سزا

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ج فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo
(النور: ٤، ٥)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسّی ۸۰ کوڑے مارو۔ اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور یہی فاسق ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو اس حرکت کے بعد تائب ہو جائیں اور اصلاح کر لیں کہ اللہ ضرور ان کے حق میں غفور و رحیم ہے۔''

حدِ قذف کے حکم کا منشا

اس حکم کا منشا یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کی آشنائیوں اور ناجائز تعلقات کے چرچے قطعی طور پر بند کر دیے جائیں، کیوں کہ اس سے بے شمار برائیاں پھیلتی ہیں، اور ان میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس طرح غیر محسوس طریقے پر ایک عام زناکارانہ ماحول بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص مزے لے لے کر کسی کے صحیح یا غلط گندے واقعات دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ دوسرے اس میں نمک مرچ لگا کر اور لوگوں تک انہیں پہنچاتے ہیں، اور ساتھ ساتھ کچھ مزید لوگوں کے متعلق بھی اپنی معلومات یا بدگمانیاں بیان کر دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ شہوانی جذبات کی ایک عام رو چل پڑتی ہے، بلکہ برے میلانات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں کہاں کہاں ان کے لیے قسمت آزمائی کے مواقع موجود ہیں۔ شریعت اس چیز کا سدِ باب پہلے ہی قدم پر کر دینا چاہتی ہے۔ ایک طرف وہ حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم پر نہیں دی جاتی۔ اور دوسری طرف وہ فیصلہ کرتی ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے اپنا الزام ثابت کرے، ورنہ اس پر اسّی ۸۰ کوڑے برسا دو تاکہ آئندہ کبھی وہ اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے۔ بالفرض اگر الزام لگانے والے نے کسی کو اپنی آنکھوں سے بھی بدکاری کرتے دیکھ لیا ہو تب بھی اسے خاموش رہنا چاہیے اور دوسروں تک اسے نہ پہنچانا چاہیے۔ تاکہ گندگی جہاں ہے وہیں پڑی رہے، آگے نہ پھیل سکے۔ البتہ اگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو معاشرے میں بے ہودہ چرچے کرنے کے بجائے معاملہ حکام کے پاس لے جائے اور عدالت میں ملزم کا جرم ثابت کر کے اسے سزا دلوا دے۔

احکامِ قذف

اس قانون کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تفصیلات نگاہ میں رہیں۔ اس لیے ہم ذیل میں ان کو نمبر وار بیان کرتے ہیں:۔

(۱) آیت میں الفاظ ''وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ'' استعمال ہوئے ہیں جن کے معنی ہیں ''وہ لوگ جو الزام لگائیں'' لیکن سیاق وسباق یہ بتاتا ہے کہ یہاں الزام سے مراد ہر قسم کا الزام نہیں، بلکہ مخصوص طور پر زنا کا الزام ہے۔ پہلے زنا کا حکم بیان ہوا ہے اور آگے لعان کا حکم آرہا ہے، ان دونوں کے درمیان اس حکم کا آنا صاف اشارہ کررہا ہے کہ یہاں ''الزام'' سے مراد کس نوعیت کا الزام ہے پھر الفاظ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ''الزام لگائیں پاک دامن عورتوں پر۔'' سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے کہ مراد وہ الزام ہے، جو پاک دامنی کے خلاف ہو۔ اس پر مزید یہ کہ الزام لگانے والوں سے اپنے الزام کے ثبوت میں چار گواہ لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جو پورے قانونِ اسلامی میں صرف زنا کا نصاب شہادت ہے۔ ان قرائن کی بنا پر تمام امت کے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت میں صرف الزام زنا کا حکم بیان ہوا ہے، جس کے لیے علماء نے ''قذف'' کی مستقل اصطلاح مقرر کردی ہے تاکہ دوسری تہمت تراشیاں (مثلاً کسی کو چور، یا شرابی، یا سودخوار، یا کافر کہہ دینا) اس حکم کی زد میں نہ آئیں۔ ''قذف'' کے سوا دوسری تہمتوں کی سزا قاضی خود تجویز کرسکتا ہے، یا مملکت کی مجلس شوریٰ حسب ضرورت ان کے لیے توہین اور ازالۂ حیثیت عرفی کا کوئی عام قانون بناسکتی ہے۔

(۲) آیت میں اگرچہ الفاظ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ''پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں۔'' استعمال ہوئے ہیں، لیکن فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ حکم صرف عورتوں ہی پر الزام لگانے تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ پاک دامن مردوں پر بھی الزام لگانے کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگرچہ الزام لگانے والوں کے لیے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ صرف مردوں ہی کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ عورتیں بھی اگر جرم قذف کی مرتکب ہوں تو وہ اسی حکم کی سزاوار ہوں گی۔ کیوں کہ جرم کی شناعت میں قاذِف یا مقذوف کے مرد یا عورت ہونے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ لہٰذا قانون کی شکل یہ ہوگی کہ جو مرد یا عورت بھی کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کا الزام لگائے اس کا یہ حکم ہے (واضح رہے کہ یہاں محصن اور محصنہ سے مراد شادی شدہ مرد وعورت نہیں بلکہ پاک دامن مرد وعورت ہیں)۔

(۳) یہ حکم صرف اسی صورت میں نافذ ہوگا جب کہ الزام لگانے والے نے محصنین یا محصنات پر الزام لگایا ہو، کسی غیر محصن پر الزام لگانے کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ غیر محصن اگر بدکاری میں معروف ہو تب تو اس پر ''الزام'' لگانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کے خلاف بلا ثبوت الزام لگانے والے کے لیے قاضی خود سزا تجویز کرسکتا ہے، یا ایسی صورتوں کے لیے مجلس شوریٰ حسبِ ضرورت قانون بناسکتی ہے۔

(۴) کسی فعلِ قذف کے مستلزم سزا ہونے کے لیے صرف یہ بات کافی نہیں ہے کہ کسی نے کسی پر بدکاری کا بلا ثبوت الزام لگایا ہے، بلکہ اس کے لیے کچھ شرطیں قاذِف (الزام لگانے والے) میں، اور کچھ مقذوف (الزام کے ہدف بنائے جانے والے) میں، اور کچھ خود فعلِ قذف میں پائی جانی ضروری ہیں۔

وہ شرائط جو قاذف میں پائی جانی چاہئیں

قاذِف میں جو شرطیں پائی جانی چاہئیں وہ یہ ہیں: اوّل یہ کہ وہ بالغ ہو۔ بچہ اگر قذف کا مرتکب ہو تو اسے تعزیر دی جاسکتی ہے مگر اس پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔ دوم یہ کہ وہ عاقل ہو۔ مجنون پر حد جاری نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح حرام نشے کے سوا کسی دوسری نوعیت کے نشے کی حالت میں، مثلاً کلوروفارم کے زیر اثر الزام لگانے والے کو بھی مجرم نہیں ٹھیرایا جاسکتا۔ سوم یہ کہ اس نے اپنے آزاد ارادے سے (فقہاء کی اصطلاح میں طائعاً) یہ حرکت کی ہو۔ کسی کے جبر سے قذف کا ارتکاب کرنے والا مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چہارم یہ کہ وہ مقذوف کا اپنا باپ یا دادا نہ ہو، کیوں کہ ان پر حد قذف جاری نہیں کی جاسکتی۔ ان کے علاوہ حنفیہ کے نزدیک ایک پانچویں شرط یہ بھی ہے کہ وہ ناطق ہو، گونگا اگر اشاروں میں الزام لگائے تو وہ حد قذف کا مستوجب نہ ہوگا۔ لیکن امام شافعیؒ کو اس سے اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر گونگے کا اشارہ بالکل صاف اور صریح ہو جسے دیکھ کر ہر شخص سمجھ لے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے تو وہ قاذِف ہے، کیوں کہ اس کا اشارہ ایک شخص کو بدنام و رسوا کردینے میں تصریح بالقول سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس کے برعکس حنفیہ کے نزدیک محض اشارے کی صراحت اتنی قوی نہیں ہے کہ اس کی بنا پر ایک آدمی کو ۸۰ کوڑوں کی سزا دے ڈالی جائے۔ وہ اس پر صرف تعزیر دیتے ہیں۔

وہ شرطیں جو مقذوف میں پائی جانی چاہئیں

مقذوف میں جو شرطیں پائی جانی چاہئیں وہ یہ ہیں: پہلی شرط یہ کہ وہ عاقل ہو یعنی اس پر بحالت عقل زنا کرنے کا الزام لگایا گیا ہو۔ مجنون پر (خواہ وہ بعد میں عاقل ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو) الزام لگانے والا حدِ قذف کا مستحق نہیں ہے۔ کیوں کہ مجنون اپنی عصمت کے تحفظ کا اہتمام نہیں کرسکتا، اور اس پر اگر زنا کی شہادت قائم بھی ہوجائے تو نہ وہ حدِ زنا کا مستحق ہوتا ہے نہ اس کی عزت پر حرف آتا ہے۔ لہٰذا اس پر الزام لگانے والا بھی حد قذف کا مستحق نہ ہونا چاہیے۔ لیکن امام مالک اور امام لیث بن سعد کہتے ہیں کہ مجنون کا قاذف، حد کا مستحق ہے کیوں کہ بہرحال وہ ایک بے ثبوت الزام لگا رہا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو یعنی اس پر بحالت بلوغ زنا کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو۔ بچے پر الزام لگانا، یا جوان پر اس امر کا الزام لگانا کہ وہ بچپن میں اس فعل کا مرتکب ہوا تھا، حد قذف کا موجب نہیں ہے، کیوں کہ مجنون کی طرح بچہ بھی اپنی عصمت کے تحفظ کا اہتمام نہیں کرسکتا، نہ وہ حد زنا کا مستوجب ہوتا ہے، اور نہ اس کی عزت مجروح ہوتی ہے۔ لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ سن بلوغ کے قریب عمر کے لڑکے پر اگر زنا کے ارتکاب کا الزام لگایا جائے تب تو قاذف، حد کا مستحق نہیں ہے، لیکن اگر ایسی عمر کی لڑکی پر زنا کرانے کا الزام لگایا جائے جس کے ساتھ مباشرت ممکن ہو، تو اس کا قاذف، حد کا مستحق ہے، کیوں کہ اس سے نہ صرف لڑکی بلکہ اس کے خاندان تک کی عزت مجروح ہوجاتی ہے اور لڑکی کا مستقبل خراب ہوجاتا ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، یعنی اس پر بحالت اسلام زنا کرنے کا الزام لگایا گیا ہو۔ کافر پر الزام یا مسلم پر یہ الزام کہ وہ بحالت کفر اس فعل کا مرتکب ہوا تھا موجب حد

نہیں ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ آزاد ہو۔ لونڈی یا غلام پر الزام، یا آزاد پر یہ الزام کہ وہ بحالت غلامی اس کا مرتکب ہوا تھا، موجب حد نہیں ہے۔ کیوں کہ غلام کی بے بسی اور کمزوری یہ امکان پیدا کر دیتی ہے کہ وہ اپنی عصمت کا اہتمام نہ کر سکے۔ خود قرآن میں بھی غلامی کی حالت کو احصان کی حالت قرار نہیں دیا گیا ہے، چناں چہ سورہ نساء میں محصنات کا لفظ لونڈی کے بالمقابل استعمال ہوا ہے۔ لیکن داؤد ظاہری اس دلیل کو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ لونڈی اور غلام کا قاذف بھی حد کا مستحق ہے

پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ عفیف ہو یعنی اس کا دامن زنا اور شبہ زنا سے پاک ہو۔ زنا سے پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر پہلے کبھی جرم زنا ثابت نہ ہو چکا ہو۔ شبہ زنا سے پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نکاح فاسد، یا خفیہ نکاح، یا مشتبہ ملکیت، یا شبہ نکاح میں مباشرت نہ کر چکا ہو، نہ اس کے حالات زندگی ایسے ہوں جن میں اس پر بد چلنی اور آبرو باختگی کا الزام چسپاں ہو سکتا ہو، اور نہ زنا سے کم تر درجہ کی بداخلاقیوں کا الزام اس پر پہلے کبھی ثابت ہو چکا ہو کیوں کہ ان سب صورتوں میں اس کی عفت مجروح ہو جاتی ہے، اور ایسی مجروح عفت پر الزام لگانے والا ۸۰ کوڑوں کی سزا کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ اگر حدِ قذف جاری ہونے سے پہلے مقذوف کے خلاف کسی جرم زنا کی شہادت قائم ہو جائے، تب بھی قاذف چھوڑ دیا جائے گا کیوں کہ وہ شخص پاک دامن نہ رہا جس پر اس نے الزام لگایا تھا۔

مگر ان پانچوں صورتوں میں حد نہ ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مجنون، یا بچے، یا کافر، یا غلام، یا غیر عفیف آدمی پر بلا ثبوت الزام زنا لگا دینے والا مستحق تعزیر بھی نہیں ہے۔

فعلِ قذف میں پائی جانے والی شرطیں

اب وہ شرطیں لیجیے جو خود فعل قذف میں پائی جانی چاہئیں۔ ایک الزام کو دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز قذف بنا سکتی ہے۔ یا تو قاذف نے مقذوف پر ایسی وطی کا الزام لگایا ہو جو اگر شہادتوں سے ثابت ہو جائے تو مقذوف پر حد واجب ہو جائے۔ یا پھر اس نے مقذوف کو ولد الزنا قرار دیا ہو۔ لیکن دونوں صورتوں میں الزام صاف اور صریح ہونا چاہیے۔ کنایات کا اعتبار نہیں ہے جن سے زنا یا طعن فی النسب مراد ہونے کا انحصار قاذف کی نیت پر ہے۔ مثلاً کسی کو فاسق، فاجر، بدکار، بدچلن وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا، یا کسی عورت کو رنڈی، کسبن، یا چھنال کہنا، یا کسی سید کو پٹھان کہہ دینا کنایہ ہے جس سے صریح قذف لازم نہیں آتا۔ اسی طرح جو الفاظ محض گالی کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، مثلاً حرامی یا حرام زادہ وغیرہ ان کو بھی صریح قذف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ تعریض کے معاملے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا وہ بھی قذف ہے یا نہیں۔ مثلاً کہنے والا کسی کو مخاطب کر کے یوں کہے کہ "ہاں، مگر میں تو زانی نہیں ہوں" یا "میری ماں نے تو زنا کرا کے مجھے نہیں جنا ہے۔" امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اس طرح کی تعریض جس سے صاف سمجھ میں آ جائے کہ قائل کی مراد مخاطب کو زانی یا ولد الزنا قرار دینا ہے، قذف ہے جس پر حد واجب ہو جاتی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب اور امام شافعیؒ، سفیان ثوریؒ، ابن شبرمہ، اور حسن بن صالح اس بات کے قائل ہیں کہ تعریض میں بہر حال شک کی گنجایش ہے، اور شک کے ساتھ حد جاری نہیں کی جا سکتی۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ

کہتے ہیں کہ تعریض اگر لڑائی جھگڑے میں ہو تو قذف ہے اور ہنسی مذاق میں ہو تو قذف نہیں ہے۔ خلفاء میں سے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے تعریض پر حد جاری کی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دو آدمیوں کے درمیان گالم گلوچ ہوگئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا ''نہ میرا باپ زانی تھا نہ میری ماں زانیہ تھی۔'' معاملہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ آپ نے حاضرین سے پوچھا آپ لوگ اس سے کیا سمجھتے ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا اس نے اپنے باپ اور ماں کی تعریف کی ہے، اس کے ماں باپ پر تو حملہ نہیں کیا۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا اس کے لیے اپنے ماں باپ کی تعریف کرنے کے لیے کیا یہی الفاظ رہ گئے تھے؟ ان خاص الفاظ کو اس موقع پر استعمال کرنے سے صاف مراد یہی ہے کہ اس کے ماں باپ زانی تھے۔ حضرت عمرؓ نے دوسرے گروہ سے اتفاق کیا اور حد جاری کر دی (جصاص ج ۳، ص: ۳۳۰) اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ کسی پر عمل قوم لوط کے ارتکاب کا الزام لگانا قذف ہے یا نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اس کو قذف نہیں مانتے۔ امام ابو یوسف امام محمد، امام مالک اور امام شافعی اسے قذف قرار دیتے ہیں اور حد کا حکم لگاتے ہیں۔

کیا یہ جرم قابل دست اندازئ سرکار ہے؟

جرمِ قذف قابل دست اندازی سرکار (Cognizable Offence) ہے یا نہیں، اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ یہ حق اللہ ہے اس لیے قاذف پر بہرحال حد جاری کی جائے گی خواہ مقذوف مطالبہ کرے یا نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ اس معنی میں تو حق اللہ ضرور ہے کہ جب جرم ثابت ہو جائے تو حد جاری کرنا واجب ہے، لیکن اس پر مقدمہ چلانا مقذوف کے مطالبے پر موقوف ہے، اور اس لحاظ سے یہ حق آدمی ہے۔ یہی رائے امام شافعی اور امام اوزاعی کی بھی ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس میں تفصیل ہے۔ اگر حاکم کے سامنے قذف کا ارتکاب کیا جائے تو یہ جرم قابل دست اندازی سرکار ہے، ورنہ اس پر کارروائی کرنا مقذوف کے مطالبے پر منحصر ہے۔

کیا یہ جرم قابل راضی نامہ ہے؟

جرم قذف قابل راضی نامہ (Compoundable offence) نہیں ہے۔ مقذوف عدالت میں دعویٰ لے کر نہ آئے تو یہ دوسری بات ہے، لیکن عدالت میں معاملہ آجانے کے بعد قاذف کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنا الزام ثابت کرے، اور ثابت نہ ہونے کی صورت میں اس پر حد جاری کی جائے گی۔ نہ عدالت اس کو معاف کر سکتی ہے اور نہ خود مقذوف۔ نہ کسی مالی تاوان پر معاملہ ختم ہو سکتا ہے۔ نہ توبہ کر کے یا معافی مانگ کر وہ سزا سے بچ سکتا ہے۔ نبی ﷺ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے کہ تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِیْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ ''حدود کو آپس ہی میں معاف کر دو، مگر جس حد کا معاملہ میرے پاس پہنچ گیا وہ پھر واجب ہوگئی۔''

حدقذف کا مطالبہ کون کرے؟

حنفیہ کے نزدیک حدقذف کا مطالبہ یا تو خود مقذوف کرسکتا ہے، یا پھر وہ جس کے نسب پر اس سے حرف آتا ہو اور مطالبہ کرنے کے لیے خود مقذوف موجود نہ ہو، مثلاً باپ، ماں، اولاد، اور اولاد کی اولاد۔ مگر امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک یہ حق قابل توریث ہے۔ مقذوف مرجائے تو اس کا ہر شرعی وارث حد کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ البتہ یہ عجیب بات ہے کہ امام شافعی بیوی اور شوہر کو اس سے مستثنٰی قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ موت کے ساتھ رشتہ زوجیت ختم ہو جاتا ہے اور بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک پر الزام آنے سے دوسرے کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔ حالاں کہ یہ دونوں ہی دلیلیں کم زور ہیں۔ مطالبۂ حد کو قابلِ توریث ماننے کے بعد یہ کہنا کہ یہ حق بیوی اور شوہر کو اس لیے نہیں پہنچتا کہ موت کے ساتھ رشتہ زوجیت ختم ہو جاتا ہے۔ خود قرآن کے خلاف ہے، کیوں کہ قرآن نے ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو اس کا وارث قرار دیا ہے۔ رہی یہ بات کہ زوجین میں سے کسی ایک پر الزام آنے سے دوسرے کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا، تو یہ شوہر کے معاملہ میں چاہے صحیح ہو مگر بیوی کے معاملے میں تو قطعاً غلط ہے۔ جس کی بیوی پر الزام رکھا جائے اس کی تو پوری اولاد کا نسب مشتبہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے کہ حدِ قذف صرف نسب پر حرف آنے کی وجہ سے واجب قرار دی گئی ہے۔ نسب کے ساتھ عزت پر حرف آنا بھی اس کی ایک اہم وجہ ہے۔ اور ایک شریف مرد یا عورت کے لیے یہ کچھ کم بے عزتی نہیں ہے کہ اس کی بیوی یا اس کے شوہر کو بدکار قرار دیا جائے۔ لہٰذا اگر حدقذف کا مطالبہ قابل توریث ہو تو زوجین کو اس سے مستثنٰی کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

حدقذف سے بچنے کی صرف ایک صورت

یہ بات ثابت ہو جانے کے بعد کہ ایک شخص نے قذف کا ارتکاب کیا ہے، جو چیز اسے حد سے بچا سکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ وہ چار گواہ ایسے لائے جو عدالت میں یہ شہادت دیں کہ انہوں نے مقذوف کو فلاں مرد یا عورت کے ساتھ بالفعل زنا کرتے دیکھا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہ چاروں گواہ بیک وقت عدالت میں آنے چاہئیں اور انہیں بیک وقت شہادت دینی چاہیے، کیوں کہ اگر وہ یکے بعد دیگرے آئیں تو ان میں سے ہر ایک قاذف ہوتا چلا جائے گا اور اس کے لیے پھر چار گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ لیکن یہ ایک کم زور بات ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو امام شافعی اور عثمان البتی نے کہی ہے کہ گواہوں کے بیک وقت آنے اور یکے بعد دیگر آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ دوسرے مقدمات کی طرح گواہ ایک کے بعد ایک آئے اور شہادت دے۔ حنفیہ کے نزدیک ان گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہے اگر قاذف چار فاسق گواہ بھی لے آئے تو وہ حد قذف سے بچ جائے گا اور ساتھ ہی مقذوف بھی حد زنا سے محفوظ رہے گا کیوں کہ گواہ عادل نہیں ہیں۔ البتہ کافر، یا اندھے، یا غلام، یا قذف کے جرم میں پہلے کے سزا یافتہ گواہ پیش کر کے قاذف سزا سے نہیں بچ سکتا۔ مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ قاذف اگر فاسق گواہ پیش کرے تو وہ اور اس کے گواہ سب حد کے مستحق ہوں گے۔ اور یہی رائے امام مالک کی بھی ہے اس معاملے میں حنفیہ کا مسلک ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ گواہ اگر عادل ہوں تو قاذف جرم قذف سے بری ہو جائے گا اور

مقذوف پر جرم زنا ثابت ہو جائے گا۔لیکن اگر گواہ عادل نہ ہوں تو قاذف کا قذف، اور مقذوف کا فعل زنا اور گواہوں کا صدق وکذب، ساری ہی چیزیں مشکوک قرار پائیں گی اور شک کی بنا پر کسی کو بھی حد کا مستوجب قرار نہ دیا جا سکے گا۔

جو شخص ایسی شہادت پیش نہ کر سکے

جو شخص ایسی شہادت پیش نہ کر سکے جو اسے جرم قذف سے بری کر سکتی ہو، اس کے لیے قرآن نے تین حکم ثابت کیے ہیں: ایک یہ کہ اسے ۸۰ رکوڑے لگائے جائیں۔ دوسرے یہ کہ اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے۔ تیسرے یہ کہ وہ فاسق ہے۔اس کے بعد قرآن کہتا ہے اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ’’سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کریں اور اصلاح کریں، کہ اللہ غفور اور رحیم ہے۔‘‘ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فقرے میں توبہ اور اصلاح سے جس معافی کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تعلق ان تینوں احکام میں سے کس کے ساتھ ہے۔فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلے حکم سے اس کا تعلق نہیں ہے۔یعنی توبہ سے حد ساقط نہ ہوگی اور مجرم کو سزائے تازیانہ بہر حال دی جائے گی۔فقہاء اس پر بھی متفق ہیں کہ اس معافی کا تعلق آخری حکم سے ہے،یعنی توبہ اور اصلاح کے بعد مجرم فاسق نہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔(اس میں اختلاف صرف اس پہلو سے ہے کہ آیا مجرم نفس قذف سے فاسق ہوتا ہے یا عدالتی فیصلہ صادر ہونے کے بعد فاسق قرار پاتا ہے۔امام شافعی اور لیث بن سعد کے نزدیک وہ نفس قذف سے فاسق ہو جاتا ہے اس لیے وہ اسی وقت سے اس کو مردود الشہادت قرار دیتے ہیں۔اس کے برعکس امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام مالک کہتے ہیں کہ وہ عدالتی فیصلہ نافذ ہو جانے کے بعد فاسق ہوتا ہے،اس لیے وہ نفاذِ حکم سے پہلے تک اس کو مقبول الشہادت سمجھتے ہیں۔لیکن حق یہ ہے کہ مجرم کا عنداللہ فاسق ہونا نفس قذف کا نتیجہ اور عندالناس فاسق ہونا اس پر موقوف ہے کہ عدالت میں اس کا جرم ثابت ہو اور سزا پائے۔اب رہ جاتا ہے بیچ کا حکم، یعنی یہ کہ ’’قاذف کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے۔‘‘فقہاء کے درمیان اس پر بڑا اختلاف واقع ہو گیا ہے کہ آیا اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا کے فقرے کا تعلق اس حکم سے بھی ہے یا نہیں۔ایک گروہ کہتا ہے کہ اس فقرے کا تعلق صرف آخری حکم سے ہے یعنی جو شخص توبہ اور اصلاح کر لے گا وہ عنداللہ اور عندالناس فاسق نہ رہے گا،لیکن پہلے دونوں حکم اس کے باوجود برقرار رہیں گے،یعنی مجرم پر حد بھی جاری کی جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لیے مردود الشہادت بھی رہے گا۔اس گروہ میں قاضی شریح،سعید بن مسیّب،سعید بن جبیر،حسن بصری، ابراہیم نخعی، ابن سیرین،مکحول،عبدالرحمٰن بن زید، ابوحنیفہ، ابو یوسف، زفر،محمد،سفیان ثوری اور حسن بن صالح جیسے اکابر شامل ہیں۔دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا کا تعلق پہلے حکم سے تو نہیں ہے مگر آخری دونوں حکموں سے ہے،یعنی توبہ کے بعد قذف کے سزا یافتہ مجرم کی شہادت بھی قبول کی جائے گی اور وہ فاسق بھی نہ شمار ہوگا۔اس گروہ میں عطاء، طاؤس،مجاہد،شعبی، قاسم بن محمد، سالم، زہری،عکرمہ،عمر بن عبدالعزیز، ابن ابی نجیح،سلیمان بن یسار،مسروق،ضحّاک، مالک بن انس،عثمان البتّی،لیث بن سعد،شافعی،احمد بن حنبل اور ابن جریر طبری جیسے بزرگ شامل ہیں۔یہ لوگ اپنی تائید میں دوسرے دلائل کے ساتھ حضرت عمرؓ کے اس فیصلے کو بھی پیش کرتے ہیں جو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کے مقدمے میں کیا

تھا، کیوں کہ اس کی بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ حد جاری کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ اور ان کے دونوں ساتھیوں سے کہا، اگر تم توبہ کرلو (یا ''اپنے جھوٹ پر اقرار کرلو'') تو میں آیندہ تمھاری شہادت قبول کروں گا ورنہ نہیں۔ دونوں ساتھیوں نے اقرار کرلیا، مگر ابوبکرہ اپنے قول پر قائم رہے۔ بظاہر یہ ایک بڑی قوی تائید معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مغیرہ بن شعبہ کے مقدمے کی جو روداد ہم پہلے درج کر چکے ہیں اس پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس نظیر سے اس مسئلے میں استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ وہاں نفس فعل متفق علیہ تھا اور خود مغیرہ بن شعبہ کو بھی اس سے انکار نہ تھا۔ بحث اس میں تھی کہ عورت کون تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے تھے کہ وہ ان کی اپنی بیوی تھیں جنھیں یہ لوگ ام جمیل سمجھ بیٹھے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہوگئی تھی کہ حضرت مغیرہ کی بیوی اور ام جمیل باہم اس حد تک مشابہ تھیں کہ واقعہ جتنی روشنی میں جتنے فاصلے سے دیکھا گیا اس سے غلط فہمی ہوسکتی تھی کہ عورت ام جمیل ہے۔ مگر قرائن سارے کے سارے مغیرہ بن شعبہ کے حق میں تھے اور خود استغاثے کا بھی ایک گواہ اقرار کر چکا تھا کہ عورت صاف نظر نہ آتی تھی۔ اسی بنا پر حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے حق میں فیصلہ دیا اور ابوبکرہ کو سزا دینے کے بعد وہ بات کہی جو مذکورہ روایتوں میں منقول ہوئی ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا منشا دراصل یہ تھا کہ تم لوگ مان لو کہ تم نے بدگمانی کی تھی اور آیندہ کے لیے ایسی بدگمانیوں کی بنا پر لوگوں کے خلاف الزامات عاید کرنے سے توبہ کرو، ورنہ آیندہ تمھاری شہادت کبھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ جو شخص صریح جھوٹا ثابت ہوجائے وہ بھی حضرت عمرؓ کے نزدیک توبہ کرکے مقبول الشہادت ہوسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ میں پہلے گروہ ہی کی رائے زیادہ وزنی ہے۔ آدمی کی توبہ کا حال خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ ہمارے سامنے جو شخص توبہ کرے گا ہم اسے اس حد تک تو رعایت دے سکتے ہیں کہ اسے فاسق کے نام سے یاد نہ کریں۔ لیکن اس حد تک رعایت نہیں دے سکتے کہ جس کی زبان کا اعتبار ایک دفعہ جاتا رہا ہے اس پر پھر محض اس لیے اعتبار کرنے لگیں کہ وہ ہمارے سامنے توبہ کر رہا ہے۔ علاوہ بریں خود قرآن کی عبارت کا انداز بیان بھی یہی بتا رہا ہے کہ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا کا تعلق صرف اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ سے ہے۔ اس لیے کہ عبارت میں پہلی دو باتیں حکم کے الفاظ میں فرمائی گئی ہیں: ''ان کو اسّی کوڑے مارو'' ''اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔'' اور تیسری بات خبر کے الفاظ میں ارشاد ہوئی ہے ''وہ خود ہی فاسق ہیں۔'' اس تیسری بات کے بعد متصلاً یہ فرمایا کہ ''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کرلیں'' خود ظاہر کردیتا ہے کہ یہ استثناء آخری فقرۂ خبریہ سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ پہلے دو حکمی فقروں سے۔ تاہم اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ استثناء آخری فقرے تک محدود نہیں ہے، تو پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ''شہادت قبول نہ کرو'' کے فقرے تک پہنچ کر رک کیسے گیا ''اسّی کوڑے مارو'' کے فقرے تک بھی کیوں نہ پہنچ گیا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال کیا جاسکتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا کا استثناء آخر پہلے حکم سے بھی متعلق کیوں نہ مان لیا جائے؟ قذف آخر ایک قسم کی توہین ہی تو ہے۔ ایک آدمی اس کے بعد اپنا قصور مان لے، مقذوف سے معافی مانگ لے اور آیندہ کے لیے اس حرکت سے توبہ

کرلے تو آخر کیوں نہ اسے چھوڑ دیا جائے جب کہ اللہ تعالیٰ خود حکم بیان کرنے کے بعد فرمارہا ہے اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا...فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ، یہ تو ایک عجیب بات ہوگی کہ خدا معاف کردے اور بندے معاف نہ کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ توبہ دراصل ''ت وب ہ'' کے تلفظ کا نام نہیں ہے بلکہ دل کے احساس ندامت اور عزم اصلاح اور رجوع الی الخیر کا نام ہے، اور اس چیز کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے توبہ سے دنیوی سزائیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ صرف اُخروی سزا معاف ہوتی ہے، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اگر وہ توبہ کرلیں تو تم انہیں چھوڑ دو، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ توبہ کرلیں گے میں ان کے حق میں غفور ورحیم ہوں۔ اگر توبہ سے دنیوی سزائیں بھی معاف ہونے لگیں تو آخر وہ کون سا مجرم ہے جو سزا سے بچنے کے لیے توبہ نہ کرلے گا؟

کیا شہادت نہ لاسکنا اس کے لازمی جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے؟

یہ بھی سوال کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص کا اپنے الزام کے ثبوت میں شہادت نہ لاسکنا لازماً یہی معنی تو نہیں رکھتا کہ وہ جھوٹا ہو۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کا الزام واقعی صحیح ہو اور وہ ثبوت مہیا کرنے میں ناکام رہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ اسے صرف ثبوت نہ دے سکنے کی بنا پر فاسق ٹھیرایا جائے، اور وہ بھی عندالناس ہی نہیں عنداللہ بھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک شخص نے اگر اپنی آنکھوں سے بھی کسی کو بدکاری کرتے دیکھ لیا ہو پھر بھی وہ اس کا چرچا کرنے اور شہادت کے بغیر اس پر الزام عائد کرنے میں گنہ گار ہے۔ شریعت الٰہی یہ نہیں چاہتی کہ ایک شخص اگر ایک گوشے میں نجاست لیے بیٹھا ہو تو دوسرا شخص اسے اٹھا کر سارے معاشرے میں پھیلانا شروع کردے۔ اس نجاست کی موجودگی کا اگر اس کو علم ہے تو اس کے لیے دو ہی راستے ہیں۔ یا اس کو جہاں وہ پڑی ہے وہیں پڑا رہنے دے، یا پھر اس کی موجودگی کا ثبوت دے تاکہ حکومت اسلامی کے حکام اسے صاف کردیں۔ ان دو راستوں کے سوا کوئی تیسرا راستہ اس کے لیے نہیں ہے۔ اگر وہ پبلک میں چرچا کرے گا تو محدود گندگی کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کا مجرم ہوگا۔ اور اگر وہ قابل اطمینان شہادت کے بغیر حکام تک معاملہ لے جائے گا تو حکام اس گندگی کو صاف نہ کرسکیں گے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ اس مقدمے کی ناکامی گندگی کی اشاعت کا سبب بھی بنے گی اور بدکاروں میں جرأت بھی پیدا کردے گی۔ اسی لیے ثبوت اور شہادت کے بغیر قذف کا ارتکاب کرنے والا بہرحال فاسق ہے خواہ وہ اپنی جگہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔

حد قذف کے بارے میں فقہاءِ حنفیہ کی رائے

حدِّ قذف کے بارے میں فقہاءِ حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ قاذف کو زانی کی بہ نسبت ہلکی مار ماری جائے۔ یعنی تازیانے تو ۸۰ ہی ہوں، مگر ضرب اتنی سخت نہ ہونی چاہیے جتنی زانی کو لگائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ جس الزام کے قصور میں اسے سزا دی جارہی ہے اس میں اس کا جھوٹا ہونا بہرحال یقینی نہیں ہے۔

تکرار قذف کے بارے میں حنفیہ اور جمہور فقہاء کا مسلک

تکرار قذف کے بارے میں حنفیہ اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ قاذف نے سزا پانے سے پہلے یا سزا کے دوران میں خواہ

کتنی ہی مرتبہ ایک شخص پر الزام لگایا ہو، اس پر ایک ہی حد جاری کی جائے گی اور اگر اجرائے حد کے بعد وہ اپنے سابق الزام ہی کی تکرار کرتا رہے تو جو حد اسے لگائی جا چکی ہے وہی کافی ہوگی۔ البتہ اگر اجرائے حد کے بعد وہ اس شخص پر ایک نیا الزام زنا عائد کردے تو پھر نئے سرے سے مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ مغیرہ بن شعبہ کے مقدمہ میں سزا پانے کے بعد ابوبکرہ کھلے بندوں کہتے رہے کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ مغیرہ نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔'' حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ ان پر پھر مقدمہ قائم کریں، مگر چوں کہ وہ سابق الزام ہی کو دہرا رہے تھے اس لیے حضرت علیؓ نے رائے دی کہ اس پر دوسرا مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا، اور حضرت عمرؓ نے ان کی رائے قبول کرلی۔ اس کے بعد فقہاء میں اس بات پر قریب قریب اتفاق ہوگیا کہ سزا یافتہ قاذف کو صرف نئے الزام ہی پر پکڑا جاسکتا ہے، سابق الزام کے اعادے پر نہیں۔

قذف جماعت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف

قذفِ جماعت کے معاملے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص بہت سے لوگوں پر بھی الزام لگائے، خواہ ایک لفظ میں یا الگ الگ الفاظ میں، تو اس پر ایک ہی حد لگائی جائے گی اِلّا یہ کہ حد لگنے کے بعد وہ پھر کسی نئے قذف کا ارتکاب کرے۔ اس لیے کہ آیت کے الفاظ یہ ہیں ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ ایک فرد ہی نہیں ایک جماعت پر الزام لگانے والا بھی صرف ایک ہی حد کا مستحق ہوتا ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ زنا کا کوئی الزام ایسا نہیں ہوسکتا جو کم از کم دو شخصوں پر نہ لگتا ہو، مگر اس کے باوجود شارع نے ایک ہی حد کا حکم دیا، عورت پر الزام کے لیے الگ اور مرد پر الزام کے لیے الگ حد کا حکم نہیں دیا، بخلاف اس کے امام شافعی کہتے ہیں کہ ایک جماعت پر الزام لگانے والا خواہ ایک لفظ میں الزام لگائے یا الگ الگ الفاظ میں، اس پر ہر شخص کے لیے الگ الگ پوری حد لگائی جائے گی۔ یہی رائے عثمان البتی کی بھی ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ کا قول، جس میں شعبی اور اوزاعی بھی ان کے ہم نوا ہیں، یہ ہے کہ ایک لفظ میں پوری جماعت کو زانی کہنے والا ایک حد کا مستحق ہے اور الگ الگ الفاظ میں ہر ایک کو کہنے والا ہر ایک کے لیے الگ حد کا مستحق ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۶)

گواہوں میں اختلاف ہو جائے تو کیا عدالت ان پر قذف کا مقدمہ چلائے گی؟

اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ اگر زنا کے گواہوں میں اختلاف ہو جائے، یا اور کسی وجہ سے ان کی شہادتوں سے جرم ثابت نہ ہو تو کیا الٹے گواہ جھوٹے الزام کی سزا پائیں گے؟ فقہاء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ اس صورت میں وہ قاذف قرار پائیں گے اور انہیں ۸۰ کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ان کو سزا نہیں دی جائے گی کیوں کہ وہ گواہ کی حیثیت سے آئے ہیں نہ کہ مدعی کی حیثیت سے۔ اور اگر اس طرح گواہوں کو سزا دی جائے تو پھر زنا کی شہادت بہم پہنچنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ آخر کس کی شامت نے دھکا دیا ہے کہ سزا کا خطرہ مول لے کر شہادت دینے آئے جب کہ اس امر کا یقین کسی کو بھی نہیں ہوسکتا کہ چاروں گواہوں میں سے کوئی ٹوٹ نہ جائے گا۔ ہمارے نزدیک یہی دوسری رائے معقول ہے، کیوں کہ شبہ کا فائدہ جس

طرح ملزم کو ملنا چاہیے اسی طرح گواہوں کو بھی ملنا چاہیے۔ اگر ان کی شہادت کی کمزوری اس بات کے لیے کافی نہیں ہے کہ ملزم کو زنا کی خوفناک سزا دے ڈالی جائے، تو اسے اس بات کے لیے بھی کافی نہ ہونا چاہیے کہ گواہوں پر قذف کی خوفناک سزا برسا دی جائے، الا یہ کہ ان کا صریح جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ پہلے قول کی تائید میں دو بڑی دلیلیں دی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ قرآن زنا کی جھوٹی تہمت کو مستوجب سزا قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ دلیل اس لیے غلط ہے کہ قرآن خود قاذف (تہمت لگانے والے) اور شاہد کے درمیان فرق کر رہا ہے۔ اور شاہد محض اس بنا پر قاذف قرار نہیں پا سکتا کہ عدالت نے اس کی شہادت کو ثبوت جرم کے لیے کافی نہیں پایا۔ دوسری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کے مقدمے میں حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ اور ان کے دو ساتھی شاہدوں کو قذف کی سزا دی تھی۔ لیکن اس مقدمے کی پوری تفصیلات دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نظیر ہر اس مقدمے پر چسپاں نہیں ہوتی جس میں ثبوت جرم کے لیے شہادتیں ناکافی پائی جائیں۔ مقدمے کے واقعات یہ ہیں کہ بصرے کے گورنر مغیرہ بن شعبہ سے ابوبکرہ کے تعلقات پہلے سے خراب تھے۔ دونوں کے مکان ایک ہی سڑک پر آمنے سامنے واقع تھے۔ ایک روز یکایک ہوا کے زور سے دونوں کے کمروں کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ ابوبکرہ اپنی کھڑکی بند کرنے کے لیے اٹھے تو ان کی نگاہ سامنے کے کمرے پر پڑی اور انہوں نے حضرت مغیرہ کو مباشرت میں مشغول دیکھا۔ ابوبکرہ کے پاس ان کے تین دوست (نافع بن کلدہ، زیاد اور شبل بن معبد) بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آؤ، دیکھو اور گواہ رہو کہ مغیرہ کیا کر رہے ہیں۔ دوستوں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ ابوبکرہ نے کہا امِّ جمیل۔ دوسرے روز اس کی شکایت حضرت عمرؓ کے پاس بھیجی گئی۔ انہوں نے فوراً حضرت مغیرہ کو معطل کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بصرے کا گورنر مقرر کیا اور ملزم کو گواہوں سمیت مدینے طلب کر لیا۔ پیشی پر ابوبکرہ اور دو گواہوں نے کہا کہ ہم نے مغیرہ کو امّ جمیل کے ساتھ بالفعل مباشرت کرتے دیکھا ہے۔ مگر زیاد نے کہا کہ عورت صاف نظر نہیں آتی تھی اور میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ امّ جمیل تھی۔ مغیرہ بن شعبہ نے جرح میں یہ ثابت کر دیا کہ جس رخ سے یہ لوگ انہیں دیکھ رہے تھے اس سے دیکھنے والا عورت کو اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ ان کی بیوی اور امّ جمیل باہم بہت مشابہ ہیں۔ قرائن خود بتا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کی حکومت میں ایک صوبے کا گورنر، خود اپنے سرکاری مکان میں، جہاں اس کی بیوی اس کے ساتھ رہتی تھی، ایک غیر عورت کو بلا کر زنا نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے ابوبکرہ اور ان کے ساتھیوں کا یہ سمجھنا کہ مغیرہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے بجائے امِّ جمیل سے مباشرت کر رہے ہیں، ایک نہایت بے جا بد گمانی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے صرف ملزم کو بری کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ابوبکرہ نافع اور شبل پر حد قذف بھی جاری فرمائی۔ یہ فیصلہ اس مقدمے کے مخصوص حالات کی بنا پر تھا نہ کہ اس قاعدہ کلیہ کی بنا پر کہ جب کبھی شہادتوں سے جرم زنا ثابت نہ ہو تو گواہ ضرور پیٹ ڈالے جائیں۔ مقدمے کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو احکام القرآن لابن العربی ج ۲۔ ص ۸۸، ۸۹۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

قذف سو برس کے اعمال غارت کر دیتی ہے

۵۵۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو ''موبقات'' (تباہ کن) ہیں۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، ثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، عَنْ ثَوْرِبْنِ زَیْدٍ، عَنْ اَبِی الْغَیْثِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَمَاھُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْکُ بِاللّٰہِ، وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَکْلُ الرِّبٰو، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُوْمِنَاتِ الْغَافِلاَتِ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سات تباہ کن چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ سات چیزیں کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو، اس جان کا قتل جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، سودخوری، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے معرکہ آرائی کے دن فرار اختیار کرنا اور پاک دامن مومن وسادہ لوح عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگانا۔

۵۶ ۔ قَذْفُ الْمُحْصَنَۃِ یَھْدِمُ عَمَلَ مِأۃِ سَنَۃٍ.

’’حضورؐ نے فرمایا ایک پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، سو برس کے اعمال کو غارت کردینے کے لیے کافی ہے۔‘‘

(تفہیم القرآن، ج۳، النور، حاشیہ:۲۱)

تخریج: وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُو الْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ اَبِیْ خَالِدٍ الطَّائِیِّ الْحَرْبِیِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْشُعَیْبِ نِ الْحَرَّانِیُّ، حَدَّثَنَا جَدِّیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ، حَدَّثَنِیْ مُوْسٰی ابْنُ اَعْیَنَ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ صِلَۃَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَیْفَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: قَذْفُ الْمُحْصَنَۃِ یَھْدِمُ عَمَلَ مِائَۃِ سَنَۃٍ.(۲)

معیارشہادت

۵۷ ۔ اِذَا رَأَیْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ فَاشْھَدْ وَاِلَّافَدَعْ. (احکام القرآن للجصاص)

’’اگر تو نے واقعہ کو خود اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جیسے تو سورج کو دیکھ رہا ہے تو گواہی دے ورنہ رہنے دے۔‘‘

تخریج: ﴿۱﴾ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: اِذَا رَأَیْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ، فَاشْھَدْ، وَاِلَّا، فَدَعْ.(۳)

السنن الکبریٰ میں مروی ایک روایت:

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ذُکِرَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الرَّجُلُ یَشْھَدُ بِشَھَادَۃٍ، فَقَالَ: اَمَا اَنْتَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَلاَتَشْھَدْ اِلَّاعَلٰی اَمْرٍ یُضِیْءُ لَکَ کَضِیَاءِ ھٰذِہِ الشَّمْسِ وَاَوْمَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ اِلَی الشَّمْسِ.(۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو گواہی دیتا تھا (ہر قسم کی گواہی)۔ آپ نے ابن عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا ابن عباس تم اس وقت تک گواہی نہ دو جب تک معاملہ کا ہر پہلو تمہارے سامنے اس طرح روشن نہ ہو جس طرح یہ آفتاب روشن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سورج کی جانب اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا۔

تشریح: اس حدیث سے قانون شہادت کا یہ قاعدہ نکلتا ہے کہ گواہی کے لیے علم شرط ہے۔ گواہ جس واقعہ کی گواہی دے رہا ہو اس کا اگر اسے علم نہیں ہے تو اس کی گواہی بے معنی ہے۔ اور یہ کہ علم کے بغیر حق کی شہادت دینا چاہے دنیا میں معتبر ہو، مگر اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الزخرف، حاشیہ: ۶۸)

جھوٹی شہادت اور شرک باللہ برابر ہیں

۵۸۔ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ.

''جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر رکھی گئی ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيٰ بْنُ مُوْسٰى الْبَلَخِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ يَعْنِي الْعَصْفَرِيُّ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ.(۵)

تشریح: جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت بھی اسی حکم کے ضمن میں آتی ہے۔ اسلامی قانون میں یہ جرم مستلزم تعزیر ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص عدالت میں جھوٹا گواہ ثابت ہو جائے اس کی تشہیر کی جائے اور لمبی قید کی سزا دی جائے۔ یہی حضرت عمرؓ کا قول اور فعل بھی ہے۔ مکحول کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا يُضْرَبُ ظَهْرُهٗ وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ وَيُسَخَّمُ وَجْهُهٗ وَيُطَالُ حَبْسُهٗ۔ ''اس کی پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں، اس کا سر مونڈا جائے اور منہ کالا کیا جائے اور لمبی قید کی سزا دی جائے۔'' عبداللہ بن عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں ایک شخص کی گواہی جھوٹی ثابت ہو گئی تو انہوں نے اس کو ایک دن برسر عام کھڑا رکھ کر اعلان کرایا کہ ''یہ فلاں بن فلاں جھوٹا گواہ ہے اسے پہچان لو، پھر اس کو قید کر دیا۔'' موجودہ زمانے میں ایسے شخص کا نام اخبارات میں نکال دینا تشہیر کا مقصد پورا کر سکتا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، الحج، حاشیہ: ۵۸)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۱ کتاب الوصایا باب قول الله تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا۔ ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب فی المحصنات والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة الی غفور رحیم ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات الاٰیة۔☆ مسلم ج۱ کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرها۔ ☆ابوداؤد ج۳ کتاب الوصایا باب ماجاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم۔☆نسائی ج٦ کتاب الوصایا باب اجتناب اکل مال الیتیم۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب ماجاء فی تحریم القذف۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ج۳۔سورة النور بحواله ابن ابی حاتم۔☆ المستدرک للحاکم ج٤ کتاب الاهوال مستدرک نے وان قذف المحصنة لَیَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ نقل کیاهے اور وقد اخرجه مسلم شاهدا بهی نقل کیاهے۔

(۳) احکام القرآن للجصاص ج۳ الزخرف۔

(٤) السنن الکبری ج۱۰ کتاب الشهادات، باب التحفظ فی الشهادة والعلم بها۔☆ اس روایت کی سند میں محمد بن سلیمان بن مسمول المکی نامی راوی کے بارے میں حمیدی نے کلام کیاهے اور تکلم فیه الحمیدی ولم یرو من وجه یعتمد علیه والله اعلم۔

(٥) ابوداؤد ج۳ کتاب الاقضیة، باب فی شهادة الزور۔☆ابنِ ماجه کتاب الاحکام باب ۳۲ شهادة الزور۔ عن خریم بن فاتک۔☆ترمذی ج۲ ابواب الشهادات، عن ایمن بن خُریم۔ ترمذی نے اَیُّهَا النَّاسُ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاکاً بِاللّٰهِ الخ نقل کرکے لکھا هے هذا حدیث انما نعرفه من حدیث سفیان بن زیاد وقد اختلفوا فی روایة هذا الحدیث عن سفیان بن زیاد ولانعرفه لایمن بن خریم سماعا من النبی ﷺ۔ مسند احمد ج٤ص۱۷۸۔۲۳۳ عن ایمن بن خریم۔ اورص ۳۲۱۔۳۲۲۔ عن خریم بن فاتک۔

فصل:٦

تعزیرات

تعزیر کی مقدار

۵۹ ۔ لَایُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرَ جَلْدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ.

"اللہ کی مقرر کردہ حدود کے سوا کسی اور جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ: لَایُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ اِلَّافِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ.(۱)

—— حضرت جابر سے مروی ایک دوسری روایت میں لَاعُقُوْبَۃَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرْبَاتٍ الخ اور ایک روایت میں لَایُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرَۃِ اَسْوَاطٍ الخ منقول ہے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ یَحْیٰ وَقُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ وَاَبُوْبَکْرِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰ، قَالَ یَحْیٰ: اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: نَااَبُوْالْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاکٍ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ عَالَجْتُ امْرَأَۃً فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ، وَاِنِّیْ اَصَبْتُ مِنْھَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّھَا، فَاَنَا ھٰذَا فَاقْضِ فِیَّ مَاشِئْتَ، فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَکَ اللّٰہُ لَوْسَتَرْتَ نَفْسَکَ فَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْہِ شَیْئًا، فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَہُ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلاً، فَدَعَاہُ وَتَلاَ عَلَیْہِ ھٰذِہٖ الْاٰیَۃَ اَقِمِ الصَّلَاۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّیْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! ھٰذَا لَہٗ خَاصَّۃً؟ قَالَ: بَلْ لِلنَّاسِ کَآفَّۃً.(۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمِ نِ الْکِلَابِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ھَمَّامُ ابْنُ یَحْیٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ،

فَجَاءَ هُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ، وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ، قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَامَ اِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، قَالَ: اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْقَالَ، حَدَّكَ. (۳)

تشریح: محض ایک بستر پر یکجا پایا جانا، ملاعبت کرتے ہوئے دیکھا جانا، یا برہنہ پایا جانا کسی کو زانی قرار دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اور اسلامی شریعت اس حد تک بھی نہیں جاتی کہ کوئی جوڑا ایسی حالت میں پایا جائے تو اس کا ڈاکٹری معائنہ کرا کے زنا کا ثبوت بہم پہنچایا جائے اور پھر اس پر حدِ زنا جاری کی جائے۔ جو لوگ اس طرح کی بے حیائی میں مبتلا پائے جائیں ان پر صرف تعزیر[۱] ہے جس کا فیصلہ حالات کے لحاظ سے حاکم عدالت خود کرے گا، یا جس کے لیے اسلامی حکومت کی مجلس شوریٰ کوئی سزا تجویز کرنے کی مجاز ہوگی۔ یہ تعزیر اگر کوڑوں کی شکل میں ہو تو دس کوڑوں سے زیادہ نہیں لگائے جاسکتے۔

اور اگر کوئی شخص پکڑا نہ گیا ہو بلکہ خود نادم ہو کر ایسے کسی قصور کا اعتراف کرے تو اس کے لیے صرف توبہ کی تلقین کافی ہے۔ عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ''شہر کے باہر میں ایک عورت سے سب کچھ کر گزرا بجز جماع کے۔ اب حضورؐ جو چاہیں مجھے سزا دیں'' حضرت عمرؓ نے کہا ''جب خدا نے پردہ ڈال دیا تھا تو تو بھی پردہ پڑا رہنے دیتا'' نبی ﷺ خاموش رہے اور وہ شخص چلا گیا۔ پھر آپ نے اسے واپس بلایا اور یہ آیت پڑھی اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ''نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر، نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔'' (ہود رکوع: ۱۰) ایک شخص نے پوچھا ''کیا یہ اسی کے لیے خاص ہے؟'' حضورؐ نے فرمایا ''نہیں سب کے لیے ہے'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) یہی نہیں بلکہ شریعت اس کو بھی جائز نہیں رکھتی کہ کوئی شخص اگر جرم کی تصریح کے بغیر اپنے مجرم ہونے کا اعتراف کرے تو کھوج لگا کر اس سے پوچھا جائے کہ تو نے کون سا جرم کیا ہے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا ''یارسول اللہ میں حد کا مستحق ہو گیا ہوں، مجھ پر حد جاری فرمائیے'' مگر آپ نے اس سے نہیں پوچھا کہ تو کس حد کا مستحق ہوا ہے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر وہ شخص پھر اٹھا اور کہنے لگا کہ ''میں مجرم ہوں مجھے سزا دیجیے'' آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے ابھی ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے؟ اس نے کہا ''جی ہاں'' فرمایا ''بس تو اللہ نے تیرا قصور معاف کر دیا۔'' (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

---

[۱] حد اور تعزیر میں فرق یہ ہے کہ حد ایک مقرر سزا ہے جو ثبوت جرم کی شرائط پوری ہونے کے بعد لازماً دی جائے گی اور تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو قانون میں بلحاظ مقدار و نوعیت بالکل مقرر نہ کر دی گئی ہو، بلکہ جس میں عدالت حالاتِ مقدمہ کے لحاظ سے کمی بیشی کر سکتی ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲۲)

ماخذ

(۱) بخاری ج۲۔کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب کم التعزیر والادب؟☆مسلم ج۲۔کتاب الحدود، باب قدر اسواط التعزیر مسلم نے فوق عشرة اسواط روایت کیاھے۔☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب ماجاء فی التعزیر۔☆ترمذی ج۱ابواب الحدود، باب ماجاء فی التعزیر۔ترمذی نے لایجلد فوق عشر جلدات الخ نقل کیاھے، اور هذا حدیث غریب لانعرفه الا من حدیث بکیر ابن الاشج کها هے۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۳۲ التعزیر۔ ☆سنن دارمی ج۲کتاب الحدود، باب التعزیر فی الذنوب اس میں فوق عشرة اسواط الخ هے۔☆دارقطنی ج۳کتاب الحدود، دارقطنی میں لایجلد فوق عشرة اسواط هے۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی التعزیر وانه لایبلغ به اربعین۔☆کنزالعمال ج٥ حدیث ١٣٤٠٥۔

(۲) مسلم ج۲کتاب التوبة، باب قوله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیات۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فی الرجل یصیب من المرأة دون الجماع فیتوب قبل ان یاخذه الامام۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر سوره هود۔ هذا حدیث حسن صحیح۔

(۳) بخاری ج۲۔کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب اذا اقر بالحد ولم یبین هل للامام ان یستر علیه؟☆ مسلم ج۲کتاب الحدود، باب قوله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات۔☆ ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فی الرجل یعترف بحدٍ لایسمیه (مختصر)☆مسند احمد ج۳۔ص٤٩۱۔ عن واثلة بن اسقع۔ اس مقام پر ولم یسأله عنه مروی نهیں هے۔

فصل: ۷

سزائے رجم کے دو اہم واقعات

ماعز بن مالک اسلمیؓ کا واقعہ

۶۰۔ ماعز بن مالک اسلمی قبیلۂ اسلم کا ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس نے حضرت ہزّال کے ہاں پرورش پائی تھی۔ یہاں وہ ایک آزاد کردہ لونڈی سے زنا کر بیٹھا۔ حضرت ہزال نے کہا کہ جا کر نبی ﷺ کو اپنے اس گناہ کی خبر کر دے، شاید کہ آپ تیرے لیے دعائے مغفرت فرما دیں۔ اس نے جا کر مسجد نبویؐ میں حضورؐ سے کہا یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجیے میں نے زنا کی ہے۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا وَیُحکَ، اِرُجعُ فَاسْتَغفِرِ اللّٰہِ وَتُبُ اِلَیْہِ ''ارے چلا جا اور اللہ سے توبہ و استغفار کر۔'' مگر اس نے پھر سامنے آ کر وہی بات کہی اور آپؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر وہی بات کہی اور آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس کو متنبہ کیا کہ دیکھ، اب چوتھی بار اگر تو نے اقرار کیا تو رسول اللہ تجھے رجم کرا دیں گے۔ مگر وہ نہ مانا اور پھر اس نے اپنی بات دہرائی۔ اب حضورؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا لَعَلَّکَ قَبَّلْتَ اَوُ غَمَزُتَ اَوُ نَظَرُتَ ''شاید تو نے بوس و کنار کیا ہو گا یا چھیڑ چھاڑ کی ہو گی یا نظر بد ڈالی ہو گی (اور تو سمجھ بیٹھا ہو گا کہ تو نے زنا کا ارتکاب کیا)'' اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا ''کیا تو اس سے ہم بستر ہوا؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا ''کیا تو نے اس سے مباشرت کی؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا ''کیا تو نے اس سے مجامعت کی؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے وہ لفظ استعمال کیا جو عربی زبان میں خاص فعل مباشرت ہی کے لیے بولا جاتا ہے، اور یہ فحش لفظ حضورؐ کی زبان سے نہ پہلے کبھی سنا گیا اور نہ اس کے بعد کسی نے سنا۔ اگر ایک شخص کی جان کا معاملہ نہ ہوتا تو زبان مبارک سے کبھی ایسا لفظ نہ نکل سکتا تھا۔ مگر اس نے اس کے جواب میں بھی ہاں کہہ دیا۔ آپ نے پوچھا حَتّٰی غَابَ ذٰلِکَ مِنکَ فِیُ ذٰلِکَ مِنھَا؟ ''کیا اس حد تک کہ تیری وہ چیز اس کی اس چیز میں غائب ہو گئی؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کَمَا یَغِیبُ الْمِیلُ فِی الْمُکْحَلَۃِ وَالرِّشَاءُ فِی الْبِئرِ ''کیا اس طرح جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور کنوئیں میں رسی۔'' اس نے کہا ہاں۔ ''کیا تو جانتا ہے کہ زنا کسے کہتے ہیں؟'' اس نے کہا جی ہاں، میں نے اس کے ساتھ حرام طریقے سے وہ کام کیا جو شوہر حلال طریقے سے اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے آپ نے پوچھا ''کیا تیری شادی ہو چکی ہے؟'' اس نے کہا ''جی ہاں'' آپ نے پوچھا ''تو نے شراب تو نہیں پی لی ہے؟'' اس نے کہا نہیں۔ ایک شخص نے اٹھ کر اس کا منہ سونگھا اور تصدیق کی۔ پھر آپ نے اس کے محلّہ والوں سے دریافت کیا کہ یہ دیوانہ تو نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہم

نے اس کی عقل میں کوئی خرابی نہیں دیکھی۔ آپ نے ہزال سے فرمایا لَوْ سَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ'' کاش تم نے اس کا پردہ ڈھانک دیا ہوتا تو تمہارے لیے بہتر تھا۔'' پھر آپ نے ماعز کو رجم کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیا اور اسے شہر کے باہر لے جا کر سنگسار کر دیا گیا۔ جب پتھر پڑنے شروع ہوئے تو ماعز بھاگا اور اس نے کہا، ''لوگو مجھے رسول اللہ کے پاس واپس لے چلو، میرے قبیلے کے لوگوں نے مجھے مروا دیا۔ انہوں نے مجھے دھوکا دیا کہ رسول اللہ مجھے قتل نہیں کرائیں گے'' مگر مارنے والوں نے اسے مار ڈالا۔ بعد میں جب حضورؐ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ میرے پاس لے آئے ہوتے شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

تحریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ نَعِيْمِ بْنِ هَزَّالٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ مَاعِزُبْنُ مَالِكٍ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِاَبِيْ، فَاَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ، فَقَالَ لَهُ(اَبِيْ): اِئْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبِرْهُ بِمَاصَنَعْتَ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُلَكَ، وَاِنَّمَا يُرِيْدُ بِذَالِكَ رَجَآءَ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مَخْرَجًا، فَاَتَاهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَعَادَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ حَتّٰى قَالَهَا اَرْبَعَ مِرَارٍ، قَالَ ﷺ: اِنَّكَ قَدْقُلْتَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَبِمَنْ؟ قَالَ: بِفُلَانَةَ، قَالَ: هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ بَاشَرْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ جَامَعْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّرْجَمَ فَاُخْرِجَ بِهٖ اِلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّارُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ (جَزِعَ). فَخَرَجَ يَشْتَدُّ، فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُنَيْسٍ، وَقَدْعَجَزَ اَصْحَابُهٗ فَنَزَعَ لَهٗ بِوَظِيْفِ بَعِيْرٍ، فَرَمَاهُ بِهٖ، فَقَتَلَهٗ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ: هَلَّاتَرَكْتُمُوْهَا لَعَلَّهٗ اَنْ يَّتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(۱)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ نِالْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا اَتٰى مَاعِزُ بْنُ مَالِكِ نِالنَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهٗ: لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ، اَوْغَمَزْتَ، اَوْنَظَرْتَ؟ قَالَ: لَاَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَنِكْتَهَا؟ لَايَكْنِيْ قَالَ: نَعَمْ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ.(۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: اَبِكَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ: لَاَ، قَالَ: فَهَلْ اَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ.(۳)

ـــــ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ، فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰی، فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ، فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، (وَتَقَارَبَا فِیْ لَفْظِ الْحَدِيْثِ) حَدَّثَنَا اَبِیْ، حَدَّثَنَا بُشَيْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ نِالْاَسْلَمِیَّ، اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ قَدْظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَزَنَيْتُ وَاِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِیْ، فَرَدَّهٗ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَاهُ. فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْزَنَيْتُ، فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ، فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی قَوْمِهٖ، فَقَالَ: اَتَعْلَمُوْنَ بِعَقْلِهٖ بَاسًا تُنْكِرُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا؟ فَقَالُوْا: مَانَعْلَمُهٗ اِلَّاوَفِیَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِيْنَا فِيْمَا نُرٰی فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمْ اَيْضًا، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهٗ لَابَاْسَ بِهٖ وَلَابِعَقْلِهٖ، فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حفرلَهٗ حُفْرَةً ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ.(٤)

۶۱۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی کو جب زنا کے جرم میں رجم کی سزا دے دی گئی تو نبی ﷺ نے راہ چلتے ایک صاحب کو اپنے دوسرے ساتھی سے یہ کہتے سن لیا کہ ''اس شخص کو دیکھو، اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا، مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا۔'' کچھ دور آگے جا کر راستے میں ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی۔ حضورؐ رک گئے اور ان دونوں اصحاب کو بلا کر فرمایا ''اتریے اور اس گدھے کی لاش تناول فرمائیے۔'' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اسے کون کھائے گا؟ فرمایا فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِيْكُمَا انِفاً اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِّنْهُ ''ابھی ابھی آپ لوگ اپنے بھائی کی عزت پر جو حرف زنی کر رہے تھے وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بہت زیادہ بری تھی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوالزُّبَيْرِ، اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الصَّامِتِ ابْنِ عَمِّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: جَاءَ الْاَسْلَمِیُّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَشَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَنَّهٗ اَصَابَ امْرَاَةً حَرَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِیُّ ﷺ، فَاَقْبَلَ فِی الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: أَنِكْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَتّٰی غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِیْ ذٰلِكَ مِنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَمَا يَغِيْبُ الْمِرْوَدُ فِی الْمُكْحَلَةِ، وَالرِّشَاءُ فِی الْبِئْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَدْرِیْ مَاالزِّنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَايَاْتِی الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهٖ حَلَالاً، قَالَ: فَمَا تُرِيْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟ قَالَ: اُرِيْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِیْ، فَاَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: اُنْظُرْاِلٰی هٰذَاالَّذِیْ سَتَرَاللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰی رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰی مَرَّبِجِيْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهٖ، فَقَالَ: اَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟، فَقَالَا: نَحْنُ ذَانِ يَارَسُوْلَ

اللّٰہِ! قَالَ: اِنْزِلاَ، فَکُلاَمِنْ جِیْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ، فَقَالاَ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ مَنْ یَاْکُلُ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِیْکُمَا اٰنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَکْلٍ مِّنْهُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِیْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ یَنْقَمِسُ فِیْهَا.(۵)

غامدیہ کا واقعہ

۶۲۔ غامدیہ قبیلہ غامد کی ایک عورت تھی اس نے بھی آ کر چار مرتبہ اقرار کیا کہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور اسے ناجائز حمل ہے۔ آپ نے اسے بھی پہلے اقرار پر فرمایا وَیْحَكِ، اِرْجِعِیْ فَاسْتَغْفِرِیْ اللّٰہَ وَتُوْبِیْ اِلَیْہِ۔ مگر اس نے کہا ”یارسول اللہ کیا آپ مجھے ماعز کی طرح ٹالنا چاہتے ہیں، میں زنا سے حاملہ ہوں۔“ یہاں چوں کہ اقرار کے ساتھ حمل بھی موجود تھا، اس لیے آپ نے اس قدر مفصل جرح نہ فرمائی۔ جو ماعز کے ساتھ کی تھی۔ آپ نے فرمایا، ”اچھا نہیں مانتی تو جا وضع حمل کے بعد آئیو“ وضع حمل کے بعد وہ بچے کو لے کر آئی اور کہا اب مجھے پاک کر دیجیے آپ نے فرمایا ”جا اور اس کو دودھ پلا۔ دودھ چھوٹنے کے بعد آئیو۔ پھر وہ دودھ چھڑانے کے بعد آئی اور ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی لیتی آئی۔ بچے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا کر حضورؐ کو دکھایا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اب اس کا دودھ چھوٹ چکا ہے اور دیکھیے یہ روٹی کھانے لگا ہے۔ تب آپ نے بچے کو پرورش کے لیے ایک شخص کے حوالے کیا اور اس کے رجم کا حکم دیا۔

تشریح: ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد دوسری چیز جس سے جرم زنا ثابت ہوسکتا ہے وہ مجرم کا اپنا اقرار ہے۔ یہ اقرار صاف اور صریح الفاظ میں فعل زنا کے ارتکاب کا ہونا چاہیے، یعنی اسے یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ اس نے ایک ایسی عورت سے جو اس کے لیے حرام تھی کَالْمِیْلِ فِی الْمُکْحَلَةِ یہ فعل کیا ہے۔ اور عدالت کو پوری طرح یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ مجرم کسی خارجی دباؤ کے بغیر بطور خود بحالت ہوش وحواس یہ اقرار کر رہا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ایک اقرار کافی نہیں ہے بلکہ مجرم کو چار مرتبہ الگ الگ اقرار کرنا چاہیے (یہ امام ابوحنیفہ، امام احمد، ابن ابی لیلیٰ، اسحاق بن راہویہ اور حسن بن صالح کا مسلک ہے) اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہی اقرار کافی ہے (امام مالک، امام شافعی، عثمان البتی اور حسن بصری وغیرہ اس کے قائل ہیں) پھر ایسی صورت میں جب کہ کسی دوسرے تائیدی ثبوت کے بغیر صرف مجرم کے اپنے ہی اقرار پر فیصلہ کیا گیا ہو اگر عین سزا کے دوران میں بھی مجرم اپنے اقرار سے پھر جائے، تو سزا کو روک دینا چاہیے۔ خواہ یہ بات صریحاً ہی کیوں نہ ظاہر ہو رہی ہو کہ وہ مار کی تکلیف سے بچنے کے لیے اقرار سے رجوع کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں واقعات میں بصراحت چار اقراروں کا ذکر ہے اور ابوداؤد میں حضرت بریدہ کی روایت ہے کہ صحابہ کرام کا عام خیال یہی تھا کہ اگر ماعز اور غامدیہ چار مرتبہ اقرار نہ کرتے تو انہیں رجم نہ کیا جاتا۔ البتہ ایک واقعہ میں صرف یہ الفاظ ملتے ہیں کہ جا کر اس کی بیوی سے پوچھ اور اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دے اس میں چار اعترافوں کا ذکر نہیں ہے، اور اسی سے فقہاء کے ایک گروہ نے استدلال کیا ہے کہ ایک ہی اعتراف کافی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

ماعز اور غامدیہ کے لیے دعاء مغفرت

۶۳ ۔ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ.

''ماعز بن مالک کے حق میں دعائے مغفرت کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک پوری امت پر تقسیم کر دی جائے تو سب کے لیے کافی ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: نَايَحْيٰ بْنُ يَعْلٰى وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ غَيْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَامِعِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: جَآءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! طَهِّرْنِيْ، فَقَالَ: وَيْحَكَ اِرْجِعْ، فَاسْتَغْفِرِاللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ، قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَبَعِيْدٍ، ثُمَّ جَآءَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! طَهِّرْنِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَاكَانَتِ الرَّابِعَةُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فِيْمَ اُطَهِّرُكَ؟ فَقَالَ: مِنَ الزِّنَا، فَسَأَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، أَبِهٖ جُنُوْنٌ؟ فَاُخْبِرَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ. فَقَالَ: أَشَرِبَ خَمْراً؟ فَقَامَ رَجُلٌ، فَاسْتَنْكَهَهٗ، فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ. قَالَ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَزَنَيْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَاَمَرَبِهٖ، فَرُجِمَ، فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ. قَائِلٌ يَقُوْلُ: لَقَدْ هَلَكَ، لَقَدْ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ، وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: مَاتَوْبَةٌ اَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ، اَنَّهٗ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ: اُقْتُلْنِيْ بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ اَوْثَلَاثَةً، ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوْسٌ. فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ. فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِبْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالُوْا: غَفَرَاللّٰهُ لِمَاعِزِبْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً، لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ.(٦)

ترجمہ: حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ ماعز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا ارے واپس چل اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔ تھوڑی سی دور جا کر واپس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجیے۔ نبی ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا۔ مگر جب چوتھی بار آیا تو آپ نے پوچھا کس سے پاک کروں میں تجھے؟ بولا زنا سے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسے جنون تو نہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ اسے جنون قسم کی کوئی چیز لاحق نہیں ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس کا منہ سونگھا۔ اس نے منہ میں شراب کی بو نہیں پائی۔ پھر آپ نے ماعز سے دریافت فرمایا کیا تو نے زنا کی ہے؟ وہ بولا ہاں اس پر آپ نے حکم صادر فرمایا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔ اب اس کے بارے میں لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ماعز کو گناہوں نے گھیر لیا اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ دوسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ اچھی نہیں۔ وہ خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور عرض کیا کہ مجھے سنگسار کر دیجیے لوگ دو تین روز تک ایسی باتیں کرتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ ماعز کے

لیے مغفرت کی دعا کرو۔لوگوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ماعز کو معاف فرمادے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک امت کے لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہوجائے۔

٦٤ ـ مَهْلاً يَاخَالِدُ، فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ.

''خالد، اپنی زبان کو روکو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی تھی کہ اگر ظالمانہ محصول وصول کرنے والا بھی وہ توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ الْاَهْوَازِىُّ، ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ، ثَنَا بَشِيْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَتَحَدَّثُ: اَنَّ الْغَامِدِيَّةَ وَمَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْرَجَعَابَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا، اَوْقَالَ: لَوْلَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا، لَمْ يُطْلَبْهُمَا، وَاِنَّمَا رُجِمَهُمَا عِنْدَالرَّابِعَةِ.(۷)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ(وَتَقَارَبَا فِىْ لَفْظِ الْحَدِيْثِ) حَدَّثَنَا اَبِىْ، حَدَّثَنَا بُشَيْرُبْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: فَجَآءَ تِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِىْ وَاِنَّهٗ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ تَرُدَّنِىْ؟ لَعَلَّكَ اَنْ تَرُدَّنِىْ كَمَارَدَدْتَّ مَاعِزًا، فَوَاللّٰهِ! اِنِّىْ لَحُبْلٰى، قَالَ: اِمَّالاَ، فَاذْهَبِىْ حَتّٰى تَلِدِىْ، قَالَ: فَلَمَّا وَلَدَتْ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِىْ خِرْقَةٍ، قَالَتْ: هٰذَا قَدْ وَلَدْتُّهٗ، قَالَ: اذْهَبِىْ، فَارْضِعِيْهِ، حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ، اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ، فِىْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هٰذَا يَانَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْفَطَمْتُهٗ، وَقَدْاَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، ثُمَّ اَمَرَبِهَا، فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَاَمَرَالنَّاسَ فَرَجَمُوْهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ، فَرَمٰى رَأْسَهَا، فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ، فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهٗ اِيَّاهَا، فَقَالَ، مَهْلاً يَاخَالِدُ! فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ، ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ.(۸)

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ پھر غامدیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے زنا کی ہے لہٰذا مجھے پاک کردیجیے۔آپ نے اسے واپس بھیج دیا۔دوسرے روز وہ پھر آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مجھے واپس کس لیے بھیج دیتے ہیں؟ شاید آپ ماعز کی طرح مجھے واپس کرنا چاہتے ہیں۔خدا کی قسم میں تو حاملہ ہوں (اب بھی زنا میں شک ہے؟) آپ نے فرمایا اچھا نہیں مانتی تو جا بچے کی پیدائش کے بعد آنا۔جب بچہ پیدا

ہو گیا تو اس بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور بولی یہ بچہ ہے جسے میں نے جنم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ چلی جا اور اسے دودھ پلا۔ جب اس کا دودھ چھٹے تو پھر آنا۔ جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر پھر حاضر ہوئی اور بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے اب یہ کھانے بھی لگا ہے۔ آپ نے اس کو پرورش کے لیے ایک مسلمان کے سپرد کیا۔ پھر آپ نے حکم دیا اور ایک گڑھا کھودا گیا اس میں سینے تک اس عورت کو گاڑ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے سنگسار کر دیں، لوگوں نے سنگسار کیا۔ خالد بن ولید ایک پتھر لے کر آگے بڑھے اور اس کے سر پر زور سے مارا جس سے خون اڑ کر خالد کے منہ پر گرا۔ خالد نے اسے برا بھلا کہا نبی ﷺ نے خالد کا اسے برا بھلا کہنا سن لیا۔ فرمایا خالد رک جاؤ ذرا۔ ایسا مت کہو قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ ناجائز محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کو بھی معاف کر دیا جاتا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا (کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے) چناں چہ اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفن کیا گیا۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ اَبُوْغَسَّانَ، مَالِکُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِیُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (یَعْنِیْ ابْنُ هِشَامٍ) حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یَحْیٰ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْقِلَابَةَ اَنَّ اَبَا الْمُهَلَّبِ حَدَّثَهٗ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ: اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَیْنَةَ، اَتَتْ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی فَقَالَتْ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَّهَا، فَقَالَ: اَحْسِنْ اِلَیْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ، فَاْتِنِیْ بِهَا، فَفَعَلَ، فَاَمَرَبِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُکَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَانَبِیَّ اللّٰهِ! وَقَدْزَنَتْ؟ قَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ. هَلْ وَجَدْتَّ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی.(۹)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ زنا سے اسے حمل تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسا جرم کیا ہے جس سے مجھ پر حد واجب ہوگئی ہے لہٰذا آپ مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سرپرست (ولی) کو بلایا اور اسے فرمایا کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ جب بچہ پیدا ہو جائے تو پھر اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کے کپڑے بدن کے ساتھ ذرا مضبوطی سے باندھے گئے (کہ ستر نہ کھل جائے) پھر حکم دیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا پھر آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (اس موقعہ پر) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس نے تو زنا کی تھی۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر وہ توبہ مدینے کے ستر ۷۰ آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ تو نے اس سے بہتر اور عمدہ توبہ کون سی دیکھی ہے کہ اس نے اپنی جان خدا کے واسطے دے دی؟

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی درء الحد عن المعترف اذا رجع۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب۹ الرجم۔ عن ابی هريرة (مختصر هے) ☆ السنن الکبری ج۸ کتاب الحدود، باب المعترف بالزنا يرجع عن اقراره فيترك۔ عن ابی هريرة (مختصر) ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب المعترف يرجع عن اعترافه اس ميں صرف فهلاتركتموه هی هے۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب الحدودباب هل يقول الإمام للمُقِرّ لعلّك لمست أوغمزت☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب الحدود، باب من قال لايقام عليه الحد حتی يعترف اربع مرات۔ عن ابن عباس۔☆سنن دارقطنی ج۳۔حديث نمبر۱۳۲۔☆المستدرك للحاكم ج٤ ص ۳٦۱ عن ابن عباس۔

(۳) بخاری ج۲ کتاب المحاربين من اهل الکفر والردةِ باب لايرجم المجنون والمجنونة الخ باب سوال الامام المقرّ هل احصنت۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔ عن ابی هريرة۔☆ السنن الکبری للبيهقی ج۸ کتاب الحدود باب من قال لايقام عليه الحد حتی يعترف اربع مرات۔

(٤) مسلم ج۲ کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی۔☆ابوداؤدج٤ کتاب الحدود، باب المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهينة۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب الحامل اذا اعترفت بالزنا۔☆مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم عن عبدالله بن ابی مليكة۔ (مختصر)☆السنن الکبری للبيهقی ج۸ کتاب الحدود، باب الحبلی لاترجم حتی تضع ويكفل ولدها۔ عبد الله بن بريده عن ابيه اور باب ماجاء فی الحفر والمرجومة کے تحت بهی منقول هے۔

(۵) ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك۔☆کنزالعمال ج۵ حديث نمبر ۱۳۵۵۳۔☆سنن دارقطنی ج۳ص۱۹۷۔ کتاب الحدود حديث نمبر ۳۳۸۔☆السنن الکبری للبيهقی ج۸ص۲۲۷ کتاب الحدود، باب من قال لايقام عليه الحد حتّٰی يعترف اربع مرات۔

(٦) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔ ☆سنن دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حديث نمبر۳۹۔☆السنن الکبری للبيهقی ج۸۔ کتاب الحدود، باب من قال لايقام عليه الحد حتی يعترف اربع مرات۔

(۷) ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك۔

(۸) مسلم ج۲ کتاب الحدود باب حد الزنا۔☆ابوداؤدج٤ کتاب الحدود باب المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهينة۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب الحامل اذا اعترفت بالزنا۔☆مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم (مختصر)☆السنن الکبری للبيهقی ج۸ کتاب الحدود، باب الحبلی۔

(۹) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی۔☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها۔ من جهينة۔☆ترمذی ج۱۔ابواب الحدود، باب منه۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب الرجم (بهت مختصر)☆السنن الکبری ج۸ کتاب الحدود باب اقامة الحد علی من اعترف بالزنا وثبت عليها۔☆سنن دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حديث نمبر٦۸۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب الحامل اذا اعترف بالزنا۔

فصل:۸

شادی شدہ یہودی مرد اور عورت کے لیے حدِ رجم

٦٥ ۔ خیبر کے معزز یہودی خاندانوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ناجائز تعلق پایا گیا۔ تو راۃ کی رو سے ان کی سزا رجم تھی یعنی یہ کہ دونوں کو سنگسار کیا جائے (استثناء، باب ۲۲، آیت ۲۳، ۲۴)۔ لیکن یہودی اس سزا کو نافذ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس مقدمہ میں محمد ﷺ کو پنچ بنایا جائے۔ اگر وہ رجم کے سوا کوئی اور حکم دیں تو قبول کر لیا جائے اور رجم ہی کا حکم دیں تو قبول نہ کیا جائے۔ چناں چہ مقدمہ آپؐ کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے رجم کا حکم دیا۔ انہوں نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ اس پر آپ نے پوچھا تمہارے مذہب میں اس کی کیا سزا ہے؟ انہوں نے کہا کوڑے مارنا اور منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرنا۔ آپ نے ان کے علماء کو قسم دے کر ان سے پوچھا، کیا تو راۃ میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کی یہی سزا ہے؟ انہوں نے پھر وہی جھوٹا جواب دیا۔ لیکن ان میں سے ایک شخص ابن صوریا جو خود یہودیوں کے بیان کے مطابق اپنے وقت میں تو راۃ کا سب سے بڑا عالم تھا، خاموش رہا۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تم لوگوں کو فرعون سے بچایا اور طور پر تمہیں شریعت عطا کی، کیا واقعی تو راۃ میں زنا کی یہی سزا لکھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ''اگر آپ مجھے ایسی بھاری قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا۔ واقعہ یہ ہے کہ زنا کی سزا تو رجم ہی ہے۔ مگر ہمارے ہاں جب زنا کی کثرت ہوئی تو ہمارے حکام نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ بڑے لوگ زنا کرتے تو انہیں چھوڑ دیا جاتا اور چھوٹے لوگوں سے یہی حرکت سرزد ہوتی تو انہیں رجم کر دیا جاتا۔ پھر جب اس سے عوام میں ناراضی پیدا ہونے لگی تو ہم نے تو راۃ کے قانون کو بدل کر یہ قاعدہ بنا لیا کہ زانی اور زانیہ کو کوڑے لگائے جائیں اور انہیں منہ کالا کر کے گدھے پر الٹے منہ سوار کیا جائے۔ اس کے بعد یہودیوں کے لیے کچھ بولنے کی گنجایش نہ رہی اور آپ کے حکم سے زانی اور زانیہ کو سنگسار کر دیا گیا۔

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ یَحْیٰ وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ کِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ، قَالَ یَحْیٰ: اَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مُرَّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، بِیَهُوْدِیٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُوْدًا، فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ: هٰکَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِیْ فِیْ کِتَابِکُمْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلاً مِنْ عُلَمَائِهِمْ، فَقَالَ: اَنْشُدُکَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰی مُوْسٰی، اَهٰکَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِیِّ فِیْ کِتَابِکُمْ؟ قَالَ: لَا، وَلَوْلَا اَنَّکَ نَشَدْتَنِیْ بِهٰذَا لَمْ اُخْبِرْکَ. نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلٰکِنَّهُ کَثُرَ

فِیْ اَشْرَافِنَا، فَکُنَّا اِذَا اَخَذْنَا الشَّرِیْفَ تَرَکْنَاہُ. وَاِذَا اَخَذْنَا الضَّعِیْفَ اَقَمْنَا عَلَیْہِ الْحَدَّ. قُلْنَا: تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلٰی شَیْءٍ نُقِیْمُہٗ عَلَی الشَّرِیْفِ وَالْوَضِیْعِ، فَجَعَلْنَا التَّحْمِیْمَ وَالْجَلْدَ مَکَانَ الرَّجْمِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیٰ اَمْرَکَ اِذْ اَمَاتُوْا، فَاَمَرَبِہٖ فَرُجِمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: یٰٓاَیُّھَاالرَّسُوْلُ لَایَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ اِلٰی قَوْلِہٖ اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْہُ یَقُوْلُ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَاِنْ اَمَرَکُمْ بِالتَّحْمِیْمِ وَالْجَلْدِ، فَخُذُوْہُ، وَاِنْ اَفْتَاکُمْ بِالرَّجْمِ فَاحْذَرُوْا، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظَّالِمُوْنَ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ. فِی الْکُفَّارِ کُلُّھَا. (۱)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک یہودی گزرا جس کا منہ کالا کیا ہوا تھا اور کوڑے کھایا ہوا۔ آپ نے یہودیوں کو بلایا اور پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ پھر آپ نے ان کے علماء میں سے ایک عالم آدمی کو بلایا اور فرمایا میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اتاری، کیا تمہاری کتاب میں زنا کی یہی سزا ہے؟ وہ بولا نہیں اگر تم مجھے اتنی بڑی قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زنا کی حد تو رجم ہے۔ لیکن ہمارے اشراف میں زنا کی کثرت ہوگئی۔ جب ہم اشراف کو جرم زنا میں پکڑتے تو انہیں چھوڑ دیتے اور جب غریب وادنیٰ آدمی کو اس جرم میں گرفتار کرتے تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ آخر ہم نے سوچا کہ ایک جگہ جمع ہو کر فیصلہ کریں کہ ایسی سزا تجویز کریں جو سب پر یکساں لاگو ہو۔ چناں چہ اس کے بعد ہم نے منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کی سزا مقرر کردی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ میں سب سے پہلے تیرے فرمان کو زندہ کرتا ہوں جسے انہوں نے مردہ کر دیا تھا۔ پھر آپ نے حکم دیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ... (المائدہ: ۴۱) ''اے پیغمبرؐ! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں... اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو...'' یہود کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے پاس چلو اگر وہ تمہیں منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرو اور اگر وہ رجم کرنے کا فیصلہ سنائیں تو بچے رہو (تسلیم نہ کرو) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ ... ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ: ۴۴،۴۵،۴۷) ـــــ ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں... اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں... اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں... ـــــ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔ ان تمام آیات کا نزول کافروں کے حق میں ہوا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، ثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَیْنَۃَ، ح وَثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَنْبَسَۃُ، ثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَیْنَۃَ مِمَّنْ

يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، فَحَدَّثَنَا عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، وَهٰذَا حَدِيْثُ مَعْمَرٍ وَهُوَ اَتَمُّ، قَالَ: زَنٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَامْرَأَةٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اِذْهَبُوْا بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيْفِ، فَاِنْ اَفْتَانَا بِفُتْيَا دُوْنَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ اَنْبِيَائِكَ، قَالَ: فَاَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِىْ اَصْحَابِهٖ، فَقَالُوْا: يَا اَبَا الْقَاسِمِ، مَاتَرٰى فِىْ رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا؟ فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى اَتٰى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ: اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِىْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى مَاتَجِدُوْنَ فِى التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ؟ قَالُوْا: يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ، وَالتَّجْبِيَةُ اَنْ يُّحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلٰى حِمَارٍ وَتَقَابَلَ اَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافَ بِهِمَا، قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِىُّ ﷺ سَكَتَ اَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِذْ نَشَدْتَّنَا فَاِنَّا نَجِدُ فِى التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: فَمَا اَوَّلُ مَاارْتَخَصْتُمْ اَمْرَاللّٰهِ، قَالَ: زَنٰى ذُوْقَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُّلُوْكِنَا فَاُخِّرَ عَنْهُ الرَّجْمُ. ثُمَّ زَنٰى رَجُلٌ فِىْ اُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ رَجْمَهٗ فَحَالَ قَوْمُهٗ دُوْنَهٗ وَقَالُوْا: لَايُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِيْءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمُهٗ، فَاصْطَلَحُوْا عَلٰى هٰذِهِ الْعُقُوْبَةِ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ”فَاِنِّىْ اَحْكُمُ بِمَا فِى التَّوْرَاةِ،“ فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا. (۲)

—— قَالَ الزُّهْرِىُّ: فَبَلَغَنَا اَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِمْ ”اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا، كَانَ النَّبِىُّ ﷺ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہود میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کی۔ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو جسے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اگر اس نے رجم سے کم تر سزا دی تو ہم اسے قبول کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس فیصلہ کو بطور دلیل پیش کردیں گے کہ تیرے انبیاء میں سے ایک نبی کا یہ فیصلہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم تمہارا کیا فیصلہ ہے اس مرد اور عورت کے بارے میں جنہوں نے زنا کی ہو؟ آپ سن کر فی الفور کوئی جواب دیئے بغیر ان کی عبادت گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی۔ تم اپنی کتاب میں اس شخص کے بارے میں کیا حکم پاتے ہو جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کی ہو؟ یہودی بولے اسے منہ کالا کرکے، گدھے پر سوار کرکے گھمایا پھرایا جائے گا اور کوڑے مارے جائیں گے (تجبیہ کہتے ہیں دونوں زانیوں کو گدھے پر الٹے منہ سوار کرکے گھمایا پھرایا جائے) ایک نوجوان ان میں خاموش رہا۔ جب نبی ﷺ نے اسے خاموش دیکھا تو آپ نے اسے سخت قسم دے کر پوچھا تو وہ بولا، آپ

نے اتنی سخت قسم دی ہے اس لیے میں بتاتا ہوں، ہم تورات میں رجم کا حکم پاتے ہیں نبی ﷺ نے دریافت فرمایا پھر تم نے کب حکم الٰہی کو آسان سمجھ کر چھوڑا۔ اس نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہوں میں سے کسی کے قریبی عزیز نے زنا کی تو بادشاہ نے اسے سزائے رجم نہ دی۔ پھر رعایا میں سے کسی عام آدمی نے زنا کی تو بادشاہ نے اسے سزائے رجم دینا چاہی تو اس کے قبیلہ کے لوگ درمیان میں حائل ہو گئے اور بولے پہلے اپنے عزیز کو رجم کرو ورنہ ہمارے آدمی کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ آخر سب نے اتفاق کر کے اس سزا کو تسلیم کر لیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو وہی حکم دیتا ہوں جو تورات میں مذکور ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے رجم کا فیصلہ فرمایا اور دونوں رجم کر دیے گئے۔ امام زہری کا قول ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰاۃَ الخ ''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبیؑ، جو مسلم تھے اسی کے مطابق اِن یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے ...... انہی لوگوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔

〈۳〉اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِیَهُوْدِیٍّ وَیَهُوْدِیَّةٍ قَدْزَنَیَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی جَآءَ یَهُوْدَ، فَقَالَ: مَاتَجِدُوْنَ فِی التَّوْرٰاةِ عَلٰی مَنْ زَنَا؟ قَالُوْا نُسَوِّدُ وُجُوْهَهُمَا وَنَحْمِلُهُمَا وَنُخَالِفُ بَیْنَ وُجُوْهِهِمَا وَیُطَافُ بِهِمَا، قَالَ: فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ، فَجَآؤُا بِهَا فَقَرَءُ وْهَا حَتّٰی اِذَا مَرُّوْا بِاٰیَةِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَى الَّذِیْ یَقْرَأُ یَدَهٗ عَلٰی اٰیَةِ الرَّجْمِ وَقَرَءَ مَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا وَرَاءَ هَا، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْیَرْفَعْ یَدَهٗ، فَرَفَعَهَا، فَاِذَا تَحْتَهَاآیَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ فِیْمَنْ رَجَمَهُمَا فَلَقَدْ رَأَیْتُهٗ یَقِیْهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بِنَفْسِهٖ.(۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی مرد اور ایک عورت پیش کیے گئے جنہوں نے زنا کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس یہود کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا زانی کے متعلق تم لوگ تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ وہ بولے ہم دونوں کے منہ کالا کر کے الٹے رخ دونوں کو سوار کر کے چکر لگواتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تورات لاؤ اگر تم اپنے بیان میں سچے ہو۔ وہ تورات لے آئے اور پڑھنا شروع کیا تا آں کہ جب رجم کی آیت آئی تو پڑھنے والے نوجوان نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور آگے پیچھے سے پڑھا۔ عبداللہ بن سلام جو نبی ﷺ کے ساتھ ہی تھے عرض کیا یارسول اللہ! اسے کہیے کہ اپنا ہاتھ ذرا اٹھائے اس نے ہاتھ اٹھایا تو نیچے آیت رجم موجود تھی پس رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو رجم کرنے کا حکم فرمایا چناں چہ دونوں کو رجم کر دیا گیا۔ عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں ان کو رجم کرنے والوں میں شامل تھا۔ میں نے اس یہودی کو دیکھا اپنے آپ کو ڈھال یا آڑ بنا کر عورت کو سنگساری سے بچا رہا تھا۔

ابوداؤد الطیالسی کی روایت:

〈۴〉عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، اُتِیَ بِیَهُوْدِیٍّ وَیَهُوْدِیَّةٍ قَدْزَنَیَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاتَجِدُوْنَ فِیْ كِتَابِكُمْ؟ قَالُوْا: لَانَجِدُ الرَّجْمَ، فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَذَبُوْا، الرَّجْمُ فِی كِتَابِهِمْ، قَالَ: فَدُعِیَ

ابْنُ صُوْرِیَا فَجَعَلَ یَقْرَأُ حَتّٰی اِذَا انْتَهٰی اِلٰی مَوْضِعِ الرَّجْمِ، وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی مَوْضِعِ الرَّجْمِ، فَقَالَ ابْنُ سَلامٍ: اِرْفَعْ یَدَکَ، فَرَفَعَهَا، فَاِذَا آیَةُ الرَّجْمِ فَقَالَ: یَامُحَمَّدُ الرَّجْمُ فِیْ کِتَابِنَا، فَرَجَمَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَلاطِ، قَالَ: فَجَعَلَ الْیَهُوْدِیُّ یَقِیْهَا بِنَفْسِهٖ.(٤)

عبداللہ بن عمر سے مروی روایت:

⟨۵⟩عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اَتٰی نَفَرٌ مِنْ یَهُوْدَ، فَدَعَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْقُفِّ، فَاَتَاهُمْ فِیْ بَیْتِ الْمِدْرَاسِ، فَقَالُوْا: یَااَبَاالْقَاسِمِ اِنَّ رَجُلاً مِّنَّا زَنٰی بِامْرَاَةٍ، فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ، فَوَضَعُوْالِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِسَادَةً، فَجَلَسَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: ائْتُوْنِیْ بِالتَّوْرٰةِ، فَاُتِیَ بِهَا، فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهٖ وَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَیْهَا ثُمَّ قَالَ: اٰمَنْتُ بِکَ وَبِمَنْ اَنْزَلَکَ ثُمَّ قَالَ، ائْتُوْنِیْ بِاَعْلَمِکُمْ، فَاُتِیَ بِفَتًی شَابٍّ ثُمَّ ذَکَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ نَحْوَحَدِیْثِ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ.(٥)

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ چند یہود آئے اور رسول اللہ ﷺ کو قف کی طرف بلا کر لے گئے۔ آپ بیت المدراس (تورات پڑھنے کی جگہ) میں ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ہم میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کی ہے، ان کے درمیان آپ فیصلہ فرمادیں۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تکیہ پیش کیا کہ آپ اس پر تشریف رکھیں۔ آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تورات میرے پاس لاؤ، تورات لائی گئی۔ آپ نے اپنے نیچے سے تکیہ نکالا اور تورات اس پر رکھی اور فرمایا میں تجھ پر ایمان لایا اور اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے نازل فرمایا۔ پھر فرمایا اپنے میں سے سب سے زیادہ علم والے آدمی کو بلاؤ تو ایک نوجوان لایا گیا (اس کے بعد رجم کا قصہ بیان کیا جیسا کہ مالک نے نافع سے روایت کی ہے)۔

⟨۶⟩حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّ الْیَهُوْدَ جَاؤُا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرُوْا لَهٗ: اَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَیَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاتَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِیْ شَاْنِ الرَّجْمِ؟ فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَیُجْلَدُوْنَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: کَذَبْتُمْ، اِنَّ فِیْهَا الرَّجْمَ، فَاَتَوْا بِالتَّوْرٰةِ فَنَشَرُوْهَا، فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ یَدَهٗ عَلٰی اٰیَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَاقَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: اِرْفَعْ یَدَکَ، فَرَفَعَ یَدَهٗ، فَاِذَا فِیْهَا اٰیَةُ الرَّجْمِ، قَالُوْا: صَدَقَ یَامُحَمَّدُ! فِیْهَا اٰیَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا، فَرَأَیْتُ الرَّجُلَ یَحْنَأُ عَلَی الْمَرْأَةِ یَقِیْهَا الْحِجَارَةَ.(٦)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کی ہے آں حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم تورات میں رجم کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور انھیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ ابن سلام بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تورات میں تو رجم کرنے کا حکم ہے۔ چناں چہ وہ تورات لائے اور کھول کر رکھ دیا۔ ان میں سے ایک صاحب نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ کر چھپا لیا اور آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کیا۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ ذرا یہاں سے اٹھاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ وہاں سے اٹھایا تو وہیں آیت رجم تھی یہودی فوراً بول اٹھے کہ اے محمد ﷺ عبداللہ بن سلام نے ٹھیک کہا ہے تورات میں آیت رجم ہے۔ آپ نے ان دونوں کو سنگسار کیے جانے کا حکم فرمایا، ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھکا پڑتا تھا کہ اسے پتھر لگنے سے بچائے۔

﴿۷﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَهُوْدِیٍّ وَیَهُوْدِیَّةٍ قَدْ اَحْدَثَا جَمِیْعًا، فَقَالَ لَهُمْ: مَاتَجِدُوْنَ فِیْ كِتَابِكُمْ؟ قَالُوْا: اِنَّ اَحْبَارَنَا اَحْدَثُوْا تَحْمِیْمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِیَةِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: اُدْعُهُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ، فَاُتِیَ بِهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ یَدَهٗ عَلٰی اٰیَةِ الرَّجْمِ، وَجَعَلَ یَقْرَاُ مَاقَبْلَهَا وَمَابَعْدَهَا، فَقَالَ لَهٗ ابْنُ سَلَامٍ: اِرْفَعْ یَدَكَ، فَاِذَا اٰیَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ یَدِهٖ، وَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ، فَرَأَیْتُ الْیَهُوْدِیَّ اَجْنَأَ عَلَیْهَا. (۷)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں ایک یہودی مرد اور عورت کو پیش کیا گیا جنہوں نے زنا کی تھی۔ آپ نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ وہ بولے ہمارے احبار (علماء) نے منہ کالا کرنا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کو تورات پیش کرنے کا حکم فرمائیں! چناں چہ تورات لا کر پیش کی گئی۔ ان میں سے ایک آدمی نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ کر چھپا لیا اور آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کیا۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ اوپر اٹھاؤ وہیں ہاتھ کے نیچے آیت رجم تھی۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا اور دونوں سنگسار کر دیئے گئے۔ ابن عمرؓ نے بتایا کہ ان کو بلاط میں رجم کیا گیا۔ میں نے اس یہودی کو دیکھا کہ عورت پر جھکا پڑتا تھا (کہ کسی طرح سنگساری سے بچ جائے)۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ مُوْسٰی الْبَلْخِیُّ، ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ، قَالَ مُجَالِدٌ: اَخْبَرَنَا عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِابْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ تِ الْیَهُوْدُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَیَا، فَقَالَ: اِئْتُوْنِیْ بِاَعْلَمِ رَجُلَیْنِ مِنْكُمْ، فَاَتَوْهُ بِابْنَیْ صُوْرِیَا فَنَشَدَهُمَا كَیْفَ تَجِدَانِ اَمْرَ هٰذَیْنِ فِی التَّوْرٰةِ؟ قَالَا: نَجِدُ فِی التَّوْرٰةِ اِذَا شَهِدَ اَرْبَعَةٌ اَنَّهُمْ رَاَوْذَكَرَهٗ فِیْ فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِیْلِ فِی الْمُكْحَلَةِ رُجِمَا، قَالَ: فَمَا یَمْنَعُكُمَا اَنْ تَرْجُمُوْهُمَا؟ قَالَا ذَهَبَ سُلْطَانُنَا فَكَرِهْنَا الْقَتْلَ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّهُوْدِ، فَجَاؤُا بِاَرْبَعَةٍ، فَشَهِدُوْا اَنَّهُمْ رَاَوْاذَكَرَهٗ فِیْ فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِیْلِ فِی الْمُكْحَلَةِ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجْمِهِمَا. (۸)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ یہود ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کی تھی۔ آپ نے فرمایا تم اپنے میں سے سب سے بڑے دو عالم میرے پاس لاؤ۔ وہ صوریا کے دونوں بیٹوں کو لے کر آئے۔ آپ نے ان دونوں کو قسم دی اور پوچھا کہ ان دونوں کے متعلق تم تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ تورات میں تو ہم یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار آدمی اس بات کی گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کی شرم گاہ کو عورت کی شرم گاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا جیسا کہ سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے، تو ان دونوں کو رجم کیا جائے۔ آپ نے ان سے پوچھا پھر تم کو کس چیز نے ان کو رجم کرنے سے باز رکھا؟ دونوں بولے، ہماری سلطنت تو چلی گئی تو ہمیں قتل کرنا ناپسند معلوم ہوا۔ پھر آپ نے گواہ طلب فرمائے، وہ چار گواہ لے کر آئے۔ انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے مرد کی شرم گاہ کو عورت کی شرم گاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں۔ آپ نے حکم دیا دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔

﴿۹﴾عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: زَنٰی رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْیَهُوْدِ وَقَدْ اُحْصِنَا حِیْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ، وَقَدْ كَانَ الرَّجْمُ مَكْتُوْبًا عَلَیْهِمْ فِی التَّوْرٰةِ فَتَرَكُوْهُ وَاَخَذُوْا بِالتَّجْبِیَةِ، یُضْرَبُ مِائَةٌ بِحَبْلٍ مَطْلِیٍّ بِقَارٍ وَیُحْمَلُ عَلٰی حِمَارٍ وَجْهُهُ مِمَّا یَلِیْ دُبُرَالْحِمَارِ، فَاجْتَمَعَ اَحْبَارٌ مِنْ اَحْبَارِهِمْ فَبَعَثُوْا قَوْمًا آخَرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: سَلُوْهُ عَنْ حَدِّ الزَّانِیِّ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ.(۹)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ایک یہودی مرد اور عورت نے زنا کی، وہ دونوں شادی شدہ تھے اور تورات میں ان کے لیے رجم لکھا ہوا تھا۔ لیکن یہود نے اس سزا کو چھوڑ دیا اور اس کی جگہ گدھے پر الٹے رخ گدھے سوار کرنے اور تارکول سے لتھڑی ہوئی رسی سے سو دفعہ مارنے کو اختیار کر لیا۔ یہودی علماء جمع ہوئے اور کچھ لوگوں کو آپؐ کے پاس اس جرم کی سزا پوچھنے کے لیے بھیجا۔ الحدیث۔

تشریح : یہودی اس وقت تک اسلامی حکومت کی باقاعدہ رعایا نہیں بنے تھے بلکہ اسلامی حکومت کے ساتھ ان کے تعلقات معاہدات پر مبنی تھے۔ ان معاہدات کی رو سے یہودیوں کو اپنے اندرونی معاملات میں آزادی حاصل تھی اور ان کے مقدمات کے فیصلے انہی کے قوانین کے مطابق ان کے اپنے جج کرتے تھے۔ نبی ﷺ کے پاس یا آپ کے مقرر کردہ قاضیوں کے پاس اپنے مقدمات لانے کے لیے وہ از روئے قانون مجبور نہ تھے لیکن یہ لوگ جن معاملات میں خود اپنے مذہبی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا نہ چاہتے تھے۔ ان کا فیصلہ کرانے کے لیے نبی ﷺ کے پاس اس امید پر آ جاتے تھے کہ شاید آپ کی شریعت میں ان کے لیے کوئی دوسرا حکم ہو اور اس طرح وہ اپنے مذہبی قانون کی پیروی سے بچ جائیں۔ (تفہیم القرآن، ج۱، المائدہ، حاشیہ: ۷۰)

ماٰخذ

(١) مسلم ج٢ کتاب الحدود، باب رجم الیهود، اهل الذمة فی الزنٰی۔ براء بن عازب کی ایك دوسری روایت میں اللهم انی اول من احیا ماامانوا من کتابك کے الفاظ بهی مسلم اور ابوداؤد دونوں نے روایت کیے هیں۔ ☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب رجم الیهودی والیهودیة۔ ☆ السنن الکبری للبیهقی ج٨۔ کتاب الحدود باب ماجاء فی حد الذمیین الخ عن براء بن عازب۔

(٢) ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین حدیث ٤٤٤٩۔☆کنزالعمال ج٥ حدیث نمبر ١٣٥٥٢۔

(٣) مسلم ج٢ کتاب الحدود، باب رجم الیهود، اهل الذمة فی الزنٰی۔☆ دارمی ج٢ کتاب الحدود باب فی الحکم بین اهل الکتاب الخ حدیث ٢٣٢٦۔☆مؤطا امام مالك کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم۔ عن ابن عمر۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٨۔کتاب الحدود باب ماجاء فی حد الذمیین الخ عن ابن عمر۔

(٤) ابوداؤد الطیالسی ج٨۔ص٢٥٣۔٢٥٤۔ عن ابن عمر۔

(٥) ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ترمذی ابواب الحدود، باب ماجاء فی رجم اهل الکتاب۔ ترمذی نے تفصیل بیان نهیں کی صرف ان النبی ﷺ رجم یهودیا ویهودیة وفی الحدیث قصة۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب رجم الیهودی والیهودیة بهت مختصر۔☆نصب الرایة للزیلعی ج٣۔ حدیث١٧۔

(٦) بخاری ج٢ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب احکام اهل الذمة واحصانهم اذا زنوا ورفعوا الی الامام۔

(٧) بخاری ج٢۔ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب الرجم بالبلاط۔☆مجمع الزوائد ج٦ ص٢٧١۔ عن ابن عباس۔

(٨) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین۔

(٩) ابوداؤد۔ج٤۔کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٨۔کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد الذمیین۔

فصل:۹

آیت رجم کے بارے میں تحقیق

٦٦۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ بَعْدَ اِذْ اَمَاتُوْہُ.

''خدایا! میں پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں، جب کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔''

پس منظر: یہودیوں کے ہاں زنا کا جو مقدمہ پیش ہوا تھا، اس کا فیصلہ کرتے ہوئے حضورؐ نے توراۃ منگوائی تھی اور اس کی آیت کو فیصلہ رجم کی بنا قرار دیا تھا۔ مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ نے اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

تشریح: بلاشبہ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے کہ آیت رجم قرآن کی آیت تھی۔ لیکن مجھے اس بات کو قبول کرنے میں جن وجوہ سے تامل ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ جن روایات میں اس آیت کا ذکر آیا ہے ان کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے الفاظ میں نمایاں اختلاف ہے۔ کسی میں... اَلْبَتَّۃ کا لفظ ہے اور کسی میں نہیں ہے۔ کسی میں اَلْبَتَّۃ پر آیت ختم ہوگئی ہے، اور کسی میں اَلْبَتَّۃ کے بعد نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کے الفاظ ہیں۔ اور کسی میں اس کے بجائے بِمَا قَضَیَا مِنَ اللَّذَّۃِ کے الفاظ۔ اگر یہ واقعی قرآن کی آیت تھی، لوگوں کو یاد تھی، اور سزائے رجم کے حق میں نص کی حیثیت رکھتی تھی تو اس کے الفاظ نقل کرنے میں یہ اختلاف کیسا ہے؟

۲۔ سنت سے جو حکم بتواتر معنی ثابت ہے وہ کچھ اور ہے اور آیت کے صریح الفاظ سے جو حکم نکلتا ہے وہ کچھ اور۔ سنت سے جو چیز ثابت ہے وہ تو یہ ہے کہ شادی شدہ مرد ہو یا عورت جب زنا کا ارتکاب کرے تو اسے رجم کیا جائے خواہ وہ جوان ہو یا سن رسیدہ۔ بخلاف اس کے آیت سے جو حکم نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت سے جب زنا کا صدور ہو تو اس کو رجم کیا جائے، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔ اس طرح یہ روایات سنت ثابتہ قطعیہ کے خلاف پڑتی ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لیے بعض بزرگوں نے شیخ کو ثیب اور شیخہ کو ثیبہ کا ہم معنی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ قطعاً ایک من مانی تاویل ہے۔ عربی زبان کی لغت، محاورات، استعمالات حتیٰ کہ استعارات وکنایات تک میں اس امر کی کوئی گنجایش نہیں ہے کہ شیخ اور شیخہ کے الفاظ سے ثیب اور ثیبہ مراد لیے جاسکیں۔

۳۔ خود آیت کے الفاظ اَلشَّیُخُ وَالشَّیُخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارُجُمُوُھَا الُبَتَّۃَ قرآن کے معیارِ فصاحت سے اس قدر فروتر ہیں کہ ذوقِ زبان یہ باور نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ قرآن میں نازل فرمائے ہوں گے۔

۴۔ کوئی مرفوع روایت ایسی موجود نہیں ہے کہ جو یہ بتاتی ہو کہ نبی ﷺ نے اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور مصحف سے اس کو خارج کر دینے یا اس میں درج نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔

۵۔ یہودیوں کے ہاں زنا کا جو مقدمہ پیش ہوا تھا اس کا فیصلہ کرتے ہوئے حضورؐ نے توراۃ منگوائی تھی اور اس کی آیت کو فیصلہ رجم کی بنا قرار دیا تھا۔ مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ نے اس مقدمہ میں رجم کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیُ اَوَّلُ مَنُ اَحُیَا اَمُرَکَ اَذُ اَمَاتُوُہُ ''خدایا میں پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں جب کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔''

۶۔ جس مقدمہ میں حضورؐ نے یہ فرما کر رجم کا فیصلہ صادر کیا تھا کہ ''بخدا میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا'' اس میں کہیں یہ مذکور نہیں ہے کہ حضورؐ نے آیت اَلشَّیُخُ وَالشَّیُخَۃُ کا حوالہ دیا ہو اور فرمایا ہو کہ یہ ہے کتاب اللہ کا فیصلہ، اور اس کی تلاوت اگرچہ منسوخ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے۔ لہٰذا حضورؐ کا مذکورہ بالا ارشاد لازماً اس آیت کی طرف اشارہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے آپ چونکہ حاکم مجاز تھے، اس لیے آپؐ کا فیصلہ کتاب اللہ ہی کا فیصلہ ہے۔ اور اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ یہودیوں کے مقدمہ میں آپؐ نے توراۃ کے مطابق رجم کا جو حکم دیا تھا اس کی توثیق بعد میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرما دی تھی۔ براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ اسی مقدمہ کے متعلق سورہ مائدہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جو یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوُلُ لَا یَحُزُنُکَ الَّذِیُنَ یُسَارِعُوُنَ فِی الُکُفُرِ سے لے کر وَمَنُ لَّمُ یَحُکُمُ بِمَآ اَنُزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الُفَاسِقُوُنَ۔ (آیت:۴۱-۴۷) پر تمام ہوتی ہیں ملاحظہ ہو۔ (مسند احمد، مسلم اور ابوداؤد حوالہ سابقہ)

۷۔ زنا بعد احصان کے لیے رجم کا قانون اپنے ثبوت کے لیے اس آیت کا محتاج نہیں ہے۔ اسے ثابت کرنے کے لیے بجائے خود یہ بات ہی کافی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ حکم بیان فرمایا اور متعدد مقدمات میں اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ پھر آپؐ کے بعد خلفائے راشدین اسی پر عمل کرتے رہے۔ اور ان کے بعد تمام فقہاء اور محدثین اس پر متفق رہے۔ یہ چیز جب ایک قانون کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے تو پھر ایک منسوخ التلاوت آیت سے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے جو اگر ثابت ہو بھی جائے تو اس قانون کے لیے حجت نہیں بن سکتی۔ اس لیے کہ یہ آیت رجم کی علت بڑھاپے میں زنا کے ارتکاب کو قرار دے رہی ہے اور جس قانون کے لیے اس کو حجت ٹھیرایا جاتا ہے اس میں علتِ رجم شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔

۸۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ اس آیت کی صرف تلاوت منسوخ ہوئی ہے اور اس کا حکم باقی رہ گیا ہے۔ کیوں کہ جو حکم باقی رہا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ بوڑھا اور بوڑھی اگر غیر شادی شدہ بھی ہوں تو رجم کیے جائیں۔ بل کہ باقی رہنے والا حکم اس

کے بالکل برعکس یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مجرم اگر بوڑھا بھی ہو تو کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے اور شادی شدہ مجرم اگر جوان بھی ہو تو اسے رجم کرنا چاہیے۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن ہمام کی یہ رائے بھی قابل غور ہے جسے علامہ آلوسی نے نقل کیا ہے:

''یہ کہنا (کہ زانی محصن کے حق میں سورہ نور کی آیت اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ کے حکم کو) منسوخ کرنے والی چیز سنت قطعیہ ہے، زیادہ صحیح ہے بہ نسبت اس کے کہ آیت مذکورہ (اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ) کو اس کا ناسخ قرار دیا جائے۔ اس لیے کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہے کہ یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ اگر حضرت عمرؓ نے خطبہ میں اس کا ذکر کیا اور لوگ خاموش رہے (جیسا کہ روایات میں بیان کیا جاتا ہے) تو یہ اس کا قطعی ثبوت نہیں ہے۔ کیوں کہ اجماع سکوتی کا حجت ہونا مختلف فیہ ہے اور وہ حجت ہو بھی تو ہم قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمام مجتہد صحابہ اس موقع پر موجود تھے۔ پھر اس امر میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کی طرف اس روایت کی نسبت بھی ظنی ہے۔ اور یہی وجہ ہے واللہ اعلم، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب شراحہ کو جلد اور رجم کی سزا دی تو کہا کہ میں نے اس کو کتاب اللہ کے مطابق کوڑے لگوائے ہیں اور سنت رسول اللہ کے مطابق رجم کرایا ہے۔ اس قول میں حضرت علیؓ نے رجم کے لیے منسوخ التلاوۃ آیت قرآنی کو حجت میں پیش نہیں فرمایا۔''

(روح المعانی جلد ۱۸، ص: ۷۱)

رہا نسخ تلاوت مع بقاء الحکم کا مسئلہ، تو اس میں شک نہیں کہ علماء اصول نسخ کی اس قسم کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ انتہائی غور کرنے پر بھی میں اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکا ہوں۔ نسخ تلاوت کے لیے اگر موزوں ہو سکتی تھیں تو وہ آیتیں جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہو نہ کہ کوئی ایسی آیت جس کا حکم باقی ہو۔ (رسائل ومسائل سوم، تاویل...: کیا...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: کُنْتُ اُقْرِیءُ رِجَالاً مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ مِنْھُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَیْنَمَا اَنَا فِیْ مَنْزِلِہٖ بِمِنٰی وَھُوَعِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ اٰخِرِحَجَّۃٍ حَجَّھَا... فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَی الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ، قَامَ، فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ قَائِلٌ لَّکُمْ مَقَالَۃً قَدْ قُدِّرَلِیْ اَنْ اَقُوْلَھَا، لاَ اَدْرِیْ لَعَلَّھَا بَیْنَ یَدَیْ اَجَلِیْ فَمَنْ عَقَلَھَا وَوَعَاھَا فَلْیُحَدِّثْ بِھَا حَیْثُ انْتَھَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ، وَمَنْ خَشِیَ اَنْ لَّایَعْقِلَھَا فَلاَ اُحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَکْذِبَ عَلَیَّ، اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ فَکَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃَ الرَّجْمِ، فَقَرَاْنَاھَا وَعَقَلْنَاھَا وَوَعَیْنَاھَا فَلِذَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ فَاَخْشٰی اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ یَقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰہِ! مَانَجِدُ اٰیَۃَ الرَّجْمِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَیَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِیْضَۃٍ اَنْزَلَھَا اللّٰہُ، وَالرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْکَانَ الْحَبَلُ اَوِالْاِعْتِرَافُ الخ. (۱)

ابن عباس سے منقول ہے:

〈۲〉 قَالَ عُمَرُ: لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ: لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى.(۲)

〈۳〉 حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ: لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِّنًى اَنَاخَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ، ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهٗ وَاسْتَلْقٰى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ كَبُرَتْ سِنِّىْ، وَضَعُفَتْ قُوَّتِىْ، وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِىْ، فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ، وَلَا مُفَرِّطٍ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ، وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ اِلَّا اَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، وَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى ثُمَّ قَالَ: اِيَّاكُمْ اَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ يَقُوْلُ قَائِلٌ: لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا، وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ! لَوْلَا اَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَكَتَبْتُهَا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ فَاِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا. قَالَ مَالِكٌ، قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا انْسَلَخَ ذُوالْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ يَحْيٰى، سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ قَوْلَهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِى الثَّيِّبُ وَالثَّيِّبَةُ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ.(۳)

〈۴〉 اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ فُوْرَكٍ اَنْبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ حَبِيْبٍ، ثَنَا اَبُوْدَاوُدَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ يُوْنُسَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ، اِنَّهُمْ كَانُوْا يَكْتُبُوْنَ الْمَصَاحِفَ عِنْدَ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ فَاَتَوْا عَلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَقَالَ زَيْدٌ: سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ: اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.(٤)

〈۵〉 حَدَّثَنَا اَبُوْمُحَمَّدٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الْاَصْبَهَانِىُّ اِمْلَاءً، اَنْبَأَ اَبُوْسَعِيْدِ بْنُ الْاَعْرَابِىِّ، اَنْبَأَ الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الزَّعْفَرَانِىُّ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ قَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ: مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْكَانَ الْحَمَلُ اَوِالْاِعْتِرَافُ فَقَدْ قَرَأْنَاهَا، اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ. وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ. (۵)

—— رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ فِى الصَّحِيْحِ عَنْ عَلِىِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ وَغَيْرِهٖ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

⟨۶⟩ اَخبَرَنَااَبُونَصرِبنُ قَتَادَةَ، اَنبَأَ اَبُومَنصُورِ نِالعَبَّاسُ بنُ الفَضلِ النَّضرَوِیُّ، ثَنَا اَحمَدُ بنُ نَجدَةَ، ثنا سَعِیدُ بنُ مَنصُورٍ، ثَنَا حَمَّادُ بنُ زَیدٍ، عَن عَاصِمِ بنِ بَهدَلَةَ، عَن زِرِّ بنِ حُبَیشٍ، قَالَ: قَالَ لِی اُبَیُّ بنُ کَعبٍؓ کَأَیِّن تعُدُّوا اَوکَأَیِّن تقرَأُ سُورَةَ الاَحزَابِ، قُلتُ: ثَلاثٌ وَّسَبعِینَ آیَةً قَالَ:اَقَطُّ لَقَد رَأَیتُهَا وَاِنَّهَا لَتَعدِلُ سُورَةَ البَقَرَةِ، وَاِنَّ فِیهَا اَلشَّیخُ وَالشَّیخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارجُمُوهُمَا البَتَّةَ نَکَالاً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیزٌ حَکِیمٌ.(٦)

⟨۷⟩ اَخبَرَنَااَبُوالحَسَنِ المُقرِی، اَنبَأَ الحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ اِسحَاقَ، ثَنَا یُوسُفُ بنُ یَعقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنّٰی، ثَنَا ابنُ اَبِی عَدِیٍّ عَنِ ابنِ عَونٍ، عَن مُحَمَّدٍ،قَالَ:نُبِّئتُ عَنِ ابنِ اَخِی کَثِیرِ بنِ الصَّلتِ، قَالَ:کُنَّا عِندَمَروَانَ وَفِینَا زَیدُ بنُ ثَابِتٍ، قَالَ زَیدٌ:کُنَّا نَقرَأُ اَلشَّیخُ وَالشَّیخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارجُمُوهُمَا اَلبَتَّةَ، قَالَ:فَقَالَ مَروَانُ:اَفَلاَ نَجعَلُهٗ فِی المُصحَفِ، قَالَ:لَااَلَاتَرٰی الشَّابَّینِ الثَّیِّبَینِ یُرجَمَانِ، قَالَ:وَقَالَ ذَکَرُوا ذٰلِکَ، وَفِینَا عُمَرُ بنُ الخَطَّابِؓ قَالَ:اَنَا اَشفِیکُم مِن ذَاکَ، قَالَ: قُلنَا:کَیفَ؟ قَالَ: اٰتِی النَّبِیَّ ﷺ، فَاَذکُرُکَذَا وَکَذَا فَاِذَا ذَکَرَالرَّجمَ اَقُولُ:یَارَسُولَ اللّٰهِ!اُکتُبنِی آیَةَ الرَّجمِ، قَالَ: فَاٰتِیهِ، فَذَکَرتُهٗ،قَالَ:فَذَکَرَ آیَةَ الرَّجمِ قَالَ:فَقَالَ:یَارَسُولَ اللّٰهِ اُکتُبنِی آیَةَ الرَّجمِ، قَالَ: لَااَستَطِیعُ ذَاکَ.(٧)

—— فِی هٰذَا وَمَاقَبلَهٗ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ آیَةَ الرَّجمِ حُکمُهَا ثَابِتٌ وَتِلَاوَتُهَا مَنسُوخَةٌ۔وَهٰذَا مِمَّا لَااَعلَمُ فِیهِ خِلَافًا۔

⟨۸⟩ حَدَّثَنَا اَبُوالعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بنُ یَعقُوبَ، اَنبَأَ مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ اللّٰهِ ابنِ عَبدِ الحَکَمِ، اَنبَأَ ابنُ وَهبٍ، اَخبَرَنِی اللَّیثُ بنُ سَعدٍ عَن سَعِیدِ بنِ اَبِی هِلَالٍ، عَن مَروَانَ بنِ عُثمَانَ، عَن اَبِی اُمَامَةَ بنِ سَهلِ ابنِ حُنَیفٍ اَنَّ خَالَتَهٗ اَخبَرَتهُ قَالَت:لَقَد اَقرَأَنَارَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اٰیَةَ الرَّجمِ اَلشَّیخُ وَالشَّیخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارجُمُوهُمَا البَتَّةَ بِمَا قَضَیَا مِنَ اللَّذَّةِ .(٨)

—— هٰذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الاِسنَادِ وَلَم یُخرِجَاهُ بِهٰذِهِ السِّیَاقَةِ۔

⟨۹⟩ اَخبَرَنَااَبُوالعَبَّاسِ القَاسِمُ بنُ القَاسِمِ السَّیَّارِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُوسٰی البَاشَانِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بنُ الحَسَنِ ابنِ شَقِیقٍ، اَنبَأَ الحُسَینُ بنُ وَاقِدٍ، ثَنَا یَزِیدُ النَّحوِیُّ، عَن عِکرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ:مَن کَفَرَ بِالرَّجمِ فَقَد کَفَرَ بِالقُرآنِ مِن حَیثُ لَایَحتَسِبُ قَولَهٗ عَزَّوَجَلَّ: یَا اَهلَ الکِتَابِ قَد جَاءَکُم رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُم کَثِیرًا مِّمَّاکُنتُم تُخفُونَ مِنَ الکِتَابِ(المائدہ:۱۵) فَکَانَ الرَّجمُ مِمَّا اَخفَوا.(٩)

—— هٰذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الاِسنَادِ وَلَم یُخرِجَاهُ۔

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲ کتاب الحدود باب رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود باب حد الزنا۔ (باب رجم الیهود، اهل الذمة فی الزنیٰ)۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر۱۳۵۱۲۔

(۲) بخاری ج۲۔☆ابوداؤد ج۴۔ کتاب الحدود، باب فی الرجم۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود باب ماجاء فی تحقیق الرجم۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب ۹الرجم۔ابن ماجه میں وقد قراتها کے بعد (اَلشَّیُخُ وَالشَّیُخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارُجُمُوُهُمَا الُبَتَّةَ) بهی منقول هے۔☆ السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب فی حد المحصنین بالزنا۔

(۳) مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۵۱۶اور۱۳۵۲۳۔

(٤) السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب فی حد المحصنین بالزنا۔☆المستدرك للحاکم ج٤ کتاب الحدود، باب من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن مستدرك کی اس روایت میں البتة تك هے نکالا من الله ورسوله وغیره نهیں هے۔

(٥) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ ☆ مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم (او الاعتراف) تك۔

(٦) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ حدیث ١٦٩١١۔ ☆المستدرك للحاکم ج٤ کتاب الحدود، باب من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔

(۷) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب حدیث ١٦٩٣١۔ کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر۱۳٤۸۲۔

(۸) المستدرك للحاکم ج٤۔ کتاب الحدود، باب من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن۔

(۹) المستدرك للحاکم ج٤ کتاب الحدود، باب من کفربالرجم فقد کفر بالقرآن حدیث ٤٦/٨٠٦٩۔

فصل: ۱۰

قتلِ خطا

قتلِ خطا کا خون بہا اور عاقلہ

٦٧۔ احادیث سے یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ قتل خطا کے لیے نبی ﷺ نے سو اونٹ خون بہا مقرر فرمادیا تھا جن کی قیمت اُس زمانے میں دس ہزار درہم کے برابر تھی (۱۰ ہزار درہم = ۲۲ سیر ۱/۲ ۱۲ چھٹانک چاندی)۔

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، ح وَثَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِى الزَّرْقَاءِ، ثَنَا اَبِىْ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى اَنَّ مَنْ قَتَلَ خَطأً فَدِيَتُهٗ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ: ثَلَاثُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ، وَثَلَاثُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ، وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةٌ، وَعَشَرَةٌ بَنِىْ لَبُوْنٍ ذَكَرٍ. (۱)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا میں فیصلہ فرمایا کہ اس کی دیت میں سو اونٹ دیے جائیں (ان کی تفصیل اس طرح ہوگی) تیس اونٹنیاں ایک برس کی عمر والی۔ تیس ہی دو برس کی اور تیس تین سالہ اور دس نر اونٹ جو دو سال مکمل کر کے تیسرے میں داخل ہوئے ہوں۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، اَلْمَعْنٰى قَالَا: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ، فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَحَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اِلٰى هٰهُنَا حَفِظْتُهٗ عَنْ مُسَدَّدٍ ثُمَّ اتَّفَقَا... اَلَا اِنَّ دِيَةَ الْخَطَاءِ شِبْهُ الْعَمَدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْاِبِلِ. مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا وَحَدِيْثُ مُسَدَّدٍ اَتَمُّ. (۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز خطاب (خطبہ) فرمایا: پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور لشکروں

کو شکست سے دو چار کیا... فرمایا سن لو قتل خطا، شبہ العمد کے مشابہ ہے جو کوڑے یا لاٹھی سے قتل کیا گیا ہو سو اونٹ دیت ہے ان میں چالیس تو وہ ہوں گی جن کے پیٹ میں بچے ہوں (حاملہ یا گابھن) اور مسدد سے مروی حدیث مکمل ہے۔

تشریح : یہ خون بہا کا معاملہ اس لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کا حکم دیا گیا ہے اور صاف ارشاد ہوا ہے کہ اللہ سے قتل خطا کی معافی حاصل کرنے کے لیے کفارے کے ساتھ اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اب اگر ہمارا ملکی قانون قتل خطا کی کوئی دوسری سزا دے، خواہ وہ قید ہو یا جرمانہ تو یقیناً وہ اس کفارے اور تاوان کا بدل نہیں ہو سکتی جو آخرت میں ایک مسلمان کو خدا کے حضور بری الذمہ کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے ہم ذرا وضاحت کے ساتھ خون بہا کے قاعدے کو یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے ٹھیک واقفیت ہو جائے۔

۱۔ خون بہا ادا کرنے کی ذمہ داری شریعت نے صرف قاتل پر نہیں ڈالی ہے، بلکہ اس کے ''عاقلہ'' کو اس کے ساتھ برابر کا شریک کیا ہے۔

۲۔ ''عاقلہ'' سے مراد فقہائے حنفیہ کی تحقیق کے مطابق ایک شخص کے اعوان و انصار ہیں۔ اگر وہ شخص کسی سرکاری محکمہ کا آدمی ہو تو اس محکمے کے تمام ملازم اس کے عاقلہ ہیں۔ ورنہ بدرجۂ آخر خزانہ سرکار اس کی دیت ادا کرے گا۔

۳۔ عاقلہ پر قتل خطا کی دیت کا یہ بار اس لیے نہیں ڈالا گیا ہے کہ ایک شخص کے گناہ کی سزا سب کو دی جائے، بلکہ اس لیے ڈالا گیا ہے کہ ایک بھائی پر احیاناً جو بار گناہ آ پڑا ہے، اس کی ذمہ داری ادا کرنے میں اس سے قریبی تعلق رکھنے والے سب لوگ اس کا ہاتھ بٹائیں، اور تنہا اس پر اتنا بوجھ نہ پڑ جائے کہ اس کی کمر توڑ دے۔ نیز جس خاندان کو اس کی غلطی کی وجہ سے جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کی تلافی بھی آسانی سے ہو جائے یہ ایک طرح کا صدقہ یا فی سبیل اللہ چندہ ہے جو ہر اس شخص کی مدد کے لیے اس کے وسیع حلقۂ اقارب سے حاصل کیا جاتا ہے جس سے کوئی مہلک غلطی سرزد ہو جائے۔ ہم اس کو اخلاقی انشورنس سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

۴۔ عاقلہ سے پورا خون بہا بیک وقت وصول نہیں کیا جائے گا بل کہ تین سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے لیا جائے گا۔ اگر عاقلہ کی وسعت کو پیش نظر رکھا جائے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فی کس دو تین آنے ماہوار سے زیادہ چندے کا بار کسی شخص پر نہیں پڑ سکتا۔

۵۔ یہ چندہ صرف مردوں سے لیا جائے گا۔ عاقلہ میں عورتیں شامل نہیں ہیں۔

۶۔ خون بہا لینے کے حق دار مقتول کے وارث ہوتے ہیں۔ جس قاعدے سے میراث تقسیم ہوتی ہے اسی قاعدے سے یہ رقم بھی وارثوں میں تقسیم کی جائے گی۔

۷۔ مقتول کے وارث ہی خون بہا معاف کرنے کے حق دار ہیں۔ اور یہ معافی قرآن کی زبان میں ان کی طرف سے قاتل پر صدقہ ہے۔

ان احکام پر اگر کوئی شخص غور کرے تو وہ بلا تامل یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ یہ طریقہ اخلاقی وتمدنی حیثیت سے موجودہ ملکی قانون کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔ اس میں ایک طرف ۶۰ روزوں کا کفارہ اس شخص کے دل کو پاک کر دیتا ہے جس کی غفلت یا غلطی سے ایک جان ضائع ہوئی۔ دوسری طرف یہی کفارہ آس پاس کے سب لوگوں کو چوکنا کر دیتا ہے کہ وہ ایسی غلطیوں اور غفلتوں میں مبتلا ہونے سے بچیں۔ اس میں ایک طرف خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس خاندان کے آنسو پونچھے جائیں جس کا ایک فرد قاتل کی غلطی کا شکار ہوا ہے۔ دوسری طرف اس خوں بہا کا بار عاقلہ پر ڈال کر اس کی ادائیگی کو آسان کر دیا گیا ہے۔ پھر یہ ادائے دیت کی مشترک ذمہ داری ایک طرف عاقلہ کو چوکنا کرتی ہے کہ وہ اپنے افراد کی نگرانی کریں، تو دوسری طرف یہ ہر ہر فرد میں یہ احساس بھی پیدا کرتی ہے کہ وہ ایک ہمدرد اور شریک رنج وراحت برادری سے تعلق رکھتا ہے، نہ کہ ایسی برادری سے جس میں ''کسے را باکسے کارے نباشد۔'' (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: قتل...)

خون بہا کی مقدار

۶۸۔ نبی ﷺ نے خون بہا کی مقدار سو اونٹ، یا دو سو گائیں، یا دو ہزار بکریاں مقرر فرمائی ہے۔

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی فِی الدِّيَةِ عَلٰی اَهْلِ الْاِبِلِ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ وَعَلٰی اَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَةٍ، وَعَلٰی اَهْلِ الشَّاةِ اَلْفَیْ شَاةٍ، وَعَلٰی اَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَیْ حُلَّةٍ وَعَلٰی اَهْلِ الْقَمْحِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ مُحَمَّدٌ.(۳)

ترجمہ : حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت کے سلسلہ میں اونٹ کے مالکوں پر سو اونٹ، گائے بیل کے مالکوں پر دو سو گائیں اور بکریوں کے مالکوں پر دو ہزار بکریاں اور حلوں (جوڑوں) کے مالکوں پر دو سو جوڑے اور گندم کے مالکوں پر اتنی گندم جس کی صحیح مقدار محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی۔

﴿۲﴾ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنْبَاَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰی، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهٗ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ، ثَلَاثُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَثَلَاثُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةٌ وَعَشْرَةٌ بَنِیْ لَبُوْنٍ ذُكُوْرٍ. قَالَ. وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَوِّمُهَا عَلٰی اَهْلِ الْقُرٰی اَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ اَوْعِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، وَيُقَوِّمُهَا عَلٰی اَهْلِ الْاِبِلِ اِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِیْ قِيْمَتِهَا، وَاِذَاهَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِيْمَتِهَا عَلٰی نَحْوِالزَّمَانِ مَاكَانَ فَبَلَغَ قِيْمَتُهَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَابَيْنَ الْاَرْبَعِ مِائَةِ دِيْنَارٍ اِلٰی ثَمَانِ مِائَةِ دِيْنَارٍ اَوْعِدْلَهَا

مِنَ الْوَرِقِ. قَالَ: وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَّ مَنْ کَانَ عَقْلُهٗ فِی الْبَقَرِ عَلٰی اَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَةٍ، وَمَنْ کَانَ عَقْلُهٗ فِی الشَّاةِ اَلْفَیْ شَاةٍ الخ.(٤)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو غلطی سے قتل کیا گیا اس کی دیت سو اونٹ ہے (وہ اس طرح) کہ تیس یک سالہ اونٹ اور تیس ہی دو سالہ اور تیس سہ سالہ جو چوتھے سال میں قدم رکھ چکا ہو اور دس دو سالہ نر اونٹ، اور رسول اللہ ﷺ نے دیہاتیوں کے لیے چار سو دینار یا اس کے مساوی چاندی، اور اونٹ کے مالکوں کے لیے جیسے وقت کے اعتبار سے قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا اسی طرح مقرر فرما دیتے۔ آپ اپنے عہد میں چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک قیمت مقرر فرماتے یا اس کے مساوی چاندی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جس کے ذمہ دیت گائے کی صورت میں دینی ہوتی تھی ان کے لیے دو سو گائیں اور جس کے ذمہ دیت بکریوں کی صورت میں دینی ہوتی تھی اس کے لیے دو ہزار بکریاں مقرر فرمائیں۔

(۳) حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ حَکِیْمٍ، نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ، نَاحُسَیْنُ نِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عن جَدِّهٖ، قَالَ: کَانَتْ قِیْمَةُ الدِّیَةِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثَمَانَ مِائَةِ دِیْنَارٍ اَوْثَمَانِیَةَ اٰلافِ دِرْهَمٍ. وَدِیَةُ اَهْلِ الْکِتَابِ یَوْمَئِذ نِالنِّصْفُ مِنْ دِیَةِ الْمُسْلِمِیْنَ، قَالَ: فَکَانَ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ حَتّٰی اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَقَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ: اَلَا اِنَّ الْاِبِلَ قَدْغَلَتْ، قَالَ: فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلٰی اَهْلِ الذَّهَبِ اَلْفَ دِیْنَارٍ، وَعَلٰی اَهْلِ الْوَرَقِ اثْنَی عَشَرَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَعَلٰی اَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَةٍ وَعَلٰی اَهْلِ الشَّاةِ اَلْفَیْ شَاةٍ وَعَلٰی اَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَیْ حُلَّةٍ الحدیث.(٥)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دیت کی مقدار (سکوں میں) آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار درہم تھی۔ اور اہل کتاب کی اس وقت مسلمانوں سے آدھی تھی۔ یہ حکم اسی طرح جاری رہا کہ حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور آپ خطاب کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب اونٹ کی قیمت گراں ہو چکی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے سونے کے مالکوں پر ہزار دینار اور چاندی والوں کے لیے بارہ ہزار درہم دیت قرار دے دی، نیز گائے بیل والوں کے لیے دو سو گائیں اور بکریوں کے مالک پر دو ہزار بکریاں اور حلہ والوں پر دو سو حلہ دیت مقرر کی الخ۔

تشریح: اگر دوسری کسی شکل میں کوئی شخص خون بہا دینا چاہے تو اس کی مقدار انہی چیزوں کی بازاری قیمت کے لحاظ سے معین کی جائے گی۔ مثلاً نبی ﷺ کے زمانے میں نقد خون بہا دینے والوں کے لیے ۸/سو دینار یا ۸/ہزار درہم مقرر تھے۔ جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اونٹوں کی قیمت اب چڑھ گئی ہے۔ لہٰذا اب سونے کے سکے میں ایک ہزار دینار یا چاندی کے سکے میں ۱۲/ہزار درہم خون بہا دلایا جائے گا۔ مگر واضح رہے کہ خون بہا کی یہ مقدار جو مقرر کی گئی ہے قتل عمد کی صورت کے لیے نہیں ہے بل کہ قتلِ خطا کی صورت کے لیے ہے۔ (تفہیم القرآن ج۱، النساء، حاشیہ:۱۲۲)

لاوارث قاتل کی دیت کون ادا کرے گا؟

٦٩ ـ مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَإِلَیَّ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَهٗ، اَعْقِلُ لَهٗ وَاَرِثُهٗ. (ابوداؤد)

''اگر کوئی شخص بے سہارا اہل وعیال چھوڑے تو ان کی کفالت میرے ذمے ہے، اور اگر کوئی مال ودولت چھوڑے تو وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ اور میں لاوارث کا وارث ہوں، میں اس کی طرف سے دیت بھی دوں گا اور اس کا ورثہ بھی لوں گا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ (اَلْهُوْذَنِيِّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ لُحَيِّ) عَنِ الْمِقْدَامِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَإِلَیَّ، وَرُبَّمَا قَالَ: اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ'' وَمَنْ تَرَکَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ، وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَهٗ، اَعْقِلُ لَهٗ، وَاَرِثُهٗ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَهٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهٗ. (٦)

ترجمہ: حضرت مقدام سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے بے سہارا اہل وعیال چھوڑا تو ان کی کفالت میرے ذمہ ہے اور بسا اوقات یہ بھی فرمایا کہ ان کی کفالت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمہ ہے، اور جو کوئی مال ودولت چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور میں لاوارث کا وارث ہوں۔ میں اس کی جانب سے دیت بھی دوں گا اور اس کا ورثہ بھی لوں گا۔ اور ماموں بھی لاوارث کا وارث ہے، اس کی طرف سے دیت بھی دے گا اور اس کا ورثہ بھی لے گا۔

تشریح: اگر قاتل ایک لاوارث آدمی ہو یا اس کا قریب تر حلقہ اولیاء دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ اس کی دیت کا بوجھ وسیع تر حلقہ اولیاء پر ڈالا جائے حتیٰ کہ بالآخر اس کا بوجھ ریاست کے خزانے پر پڑنا چاہیے۔ اس قول کا ماخذ یہی حدیث ہے جس میں نبی ﷺ نے رئیس مملکت ہونے کی حیثیت سے فرمایا ہے: مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَإِلَیَّ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَهٗ، اَعْقِلُ لَهٗ وَاَرِثُهٗ۔

اس حدیث کی رو سے ریاست ہر اس شہری کی وارث ہے جو لاوارث مر گیا ہو اور ہر اس شہری کی عاقلہ ہے جس کی دیت ادا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ خود عقل کی رو سے ایسا ہی ہونا چاہیے، کیوں کہ ریاست ملک میں امن کی ذمہ دار ہے، اگر وہ قتل کو روکنے میں ناکام رہی ہے تو مقتول کے وارثوں کے نقصان کی تلافی یا تو اسے قاتل کے وارثوں اور حامیوں سے کرانی چاہیے یا پھر خود کرنی چاہیے۔ (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: قصاص...)

قاتل کے ساتھ اس کے اولیاء بھی دیت ادا کریں

۷۰۔ قُوْمُوْا فَدُوْا.

''اٹھو اور دیت ادا کرو۔''

شرح ہدایہ فتح القدیر میں منقول ہے:

تخریج: وَالْاَصْلُ فِیْ وُجُوْبِهَا عَلَی الْعَاقِلَةِ قَوْلُهٗ عَلَیْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ فِیْ حَدِیْثِ حَمْلِ بْنِ مَالِکؓ لِلْاَوْلِیَاءِ قُوْمُوْا فَدُوْهُ.[1]

پس منظر: حمل بن مالک والی روایت میں صاف مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے اولیاء قاتل کو خطاب کر کے فرمایا، اٹھو اور دیت ادا کرو۔

تشریح: قاضی یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ قاتل کے اولیاء کو دیت ادا کرنے پر مجبور کرے۔ اس حدیث سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ دیت ادا کرنے کی ذمہ داری میں قاتل کے ساتھ اس کے اولیاء بھی شریک ہیں۔ البتہ اس امر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ دیت ادا کرنے کے معاملے میں قاتل کے اولیاء (یا عاقلہ) کن لوگوں کو قرار دیا جائے گا؟ شافعیہ کے نزدیک ''عاقلہ سے مراد'' ورثہ یا عصبہ ہیں، اور حنفیوں کے نزدیک وہ تمام لوگ عاقلہ ہیں جو زندگی کے معاملات میں ایک شخص کے پشت پناہ اور سہارا بنتے ہوں، خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا ہم پیشہ برادری والے یا وہ لوگ جو عہد و پیمان کی بنا پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کے پابند ہوں۔ شافعیہ نے جو رائے دی ہے وہ صرف اس معاشرے کے لیے موزوں ہے جس میں قبائلی سسٹم رائج ہو۔ لیکن حنفیہ کی رائے ان معاشروں میں بھی چل سکتی ہے جن میں قبیلے کے بجائے دوسرے نسبی یا معاشی یا تمدنی روابط کی بنا پر لوگ ایک دوسرے کے پشت پناہ بنتے ہوں۔ حنفیہ کی رائے کے مطابق ایک سیاسی پارٹی بھی اپنے ایک فرد کی عاقلہ بن سکتی ہے، کیوں کہ اس کے ارکان زندگی کے اہم معاملات میں ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہوتے ہیں، اور بڑی حد تک ایک دوسرے کی ذمہ داریوں میں شریک سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب معاشرے کی بنیادیں قبائلی نظام کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہوگئیں تو حضرت عمرؓ نے ایک فوجی کی دیت کا ذمہ دار اس کے پورے لشکر کو ٹھہرایا۔ چناں چہ فتح القدیر میں ہے: فَاِنَّهٗ لَمَّا دَوَّنَ الدَّوَاوِیْنَ جَعَلَ الْعَقْلَ عَلٰی اَهْلِ الدِّیْوَانِ وَکَانَ ذٰلِکَ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ مِّنْهُمْ۔ (ج ۸ ص: ۴۲) ''حضرت عمرؓ نے جب عسکری نظام قائم کیا تو دیت کو پورے اہل لشکر پر عائد کیا۔ آپ کا یہ فعل صحابہ کی ایک مجلس میں انجام دیا گیا اور انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔''

رہا یہ سوال، کہ اولیاء یا عاقلہ پر دیت عائد کرنا، گناہ گار کی سزا بے گناہوں کو دینے کا ہم معنی تو نہیں ہے؟ تو اس کا

---

[1] علامہ ابن الہمام کی شرح ہدایہ فتح القدیر، تکملہ ج ۱۰، کتاب المعاقل۔

جواب آپ خود پالیتے اگر اس امر پر غور فرماتے کہ ایک شخص اجتماعی زندگی کے اندر رہتے ہوئے قتل جیسے اجتماع کش فعل کا ارتکاب بالعموم اپنے حمایتیوں کے بل بوتے پر ہی کیا کرتا ہے۔ اگر وہ لوگ جن کی حمایت اور پشتیبانی پر وہ بھروسہ رکھتا ہے، یہ جان لیں کہ اس کی ایسی حرکات کی ذمہ داری میں وہ بھی شریک ہوں گے تو اسے قابو میں رکھنے کی خود کوشش کریں گے اور اسے ایسی چھوٹ نہ دیں گے کہ وہ دوسروں کی جانیں لیتا پھرے۔ کیا عجب کہ دیت کے ذمہ دار اولیاء کے لیے ''عاقلہ'' کا لفظ اسی رعایت سے اختیار کیا گیا ہو۔ عقل کے معنی روکنے اور باندھنے کے ہیں شاید ابتداءً اس لفظ کو اختیار کرنے میں یہی مناسبت پیش نظر ہو کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا کام یہ ہے کہ آدمی کو قابو میں رکھیں اور ایسا بے قابو نہ ہونے دیں کہ وہ قتل و غارت کا ارتکاب کرنے لگے۔ (رسائل و مسائل دوم، فقہی مسائل: قصاص...)

صدقہ کی نیت سے قصاص کی معافی کا ثواب

۷۱۔ مَنْ جُرِحَ فِیْ جَسَدِہٖ جَرَاحَةً فَتَصَدَّقَ بِهَا كُفِّرَ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ بِمِثْلِ مَاتَصَدَّقَ بِهٖ.

''یعنی جس کے جسم میں کوئی زخم لگایا گیا اور اس نے معاف کر دیا تو جس درجے کی یہ معافی ہوگی اس کے بقدر اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

تخریج: **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ جُرِحَ فِیْ جَسَدِهٖ جَرَاحَةً، فَتَصَدَّقَ بِهَا كَفَّرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ بِمِثْلِ مَاتَصَدَّقَ بِهٖ.** (۷)

تشریح: یعنی جو شخص صدقہ کی نیت سے قصاص معاف کر دے اس کے حق میں یہ نیکی اس کے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۷۵)

ماٰخذ

(۱) ابوداوٗد ج ٤ کتاب الدیات، باب الدیة کم ھی؟ ☆نسائی ج۸ کتاب القسامة والدیات، باب کم دیة شبه العمد الخ۔☆ابن ماجه کتاب الدیات باب دیة الخطأ۔☆ السنن الکبری ج۸ کتاب الدیات باب من قال ھی ارباع علی اختلاف بینھم فی الاوصاف۔ قال علی : محمد بن راشد ضعیف عند اھل الحدیث۔

(۲) ابوداوٗد ج ٤، کتاب الدیات، باب فی دیة الخطاء شبه العمد۔☆نسائی ج۸ کتاب القسامة باب کم دیة شبه العمد۔☆ ابن ماجه کتاب الدیات، باب دیة شبه العمد۔☆ دارقطنی ج ۳۔ کتاب الحدود عن ابن عمر۔☆نسائی اور دارقطنی دونوں نے مائة من الابل کے بعد مغلظة بھی بیان کیاھے۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۳ ابن عمر۔☆سنن

دارمی ج۲ کتاب الدیات، باب الدیة فی شبه العمد دارمی میں روایت کا آخری حصه هے۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب الدیات باب دیة النفس اورباب اسنان الابل المغلظة فی شبه العمد۔

(۳) ابوداوٗد ج٤۔کتاب الدیات، باب الدیة کم هی؟

(٤) نسائی ج۸ کتاب القسامة، باب کم دیة شبه العمد۔☆ ابوداوٗد ج٤ کتاب الدیات، باب فی الخطأ شبه العمد۔ ☆ابن ماجه کتاب الدیات باب دیة الخطأ۔

(٥) ابوداوٗد ج٤۔کتاب الدیات، باب الدیة کم هی؟

(٦) ابوداوٗد ج۳ کتاب الفرائض، باب فی میراث ذوی الارحام۔☆ ابن ماجه کتاب الفرائض باب۹ ذوی الارحام۔

(۷) مسند احمد ج٥ص۳۲۹۔ انهی عباده بن صامت سے ص۳۱٦ پر مامن رجل یجرح فی جسده جراحة بهی مروی هے اور مجمع الزوائد ج٥ص۳۰۲ پر بهی کتاب الحدود باب ماجاء فی العفو عن الجانی والقاتل کے تحت منقول هے۔ عن عبادة بن الصامت۔☆ترمذی ج۱ابواب الدیات، باب ماجاء فی العفو، اور ابن ماجه نے کتاب الدیات میں باب العفو فی القصاص کے تحت ابوالدرداء سے مامن رجل یصاب بشیء من جسده فیتصدق به الارفعه اللّٰه به درجة الخ بهی مذکورهے۔

مرتد کی سزا

حکم قتل مرتد کا ثبوت حدیث سے

۷۲۔ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

''جو شخص (مسلمان) اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ:اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْكُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لاتُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ، وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.(۱)

ترجمہ : حضرت عکرمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیق لوگ لائے گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کو جلوا دیا۔ حضرت ابن عباس کو جب یہ اطلاع ملی تو فرمایا کہ اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو ان کو نہ جلواتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے عذاب کی طرح عذاب نہ دو فرما کر اس سے منع فرمایا ہے بل کہ میں تو ان کو قتل کرتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا دین بدل ڈالا ہو اسے قتل کر دو۔

تشریح : یہ حدیث حضرت ابو بکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور متعدد دوسرے صحابہؓ سے مروی ہے۔ اور تمام معتبر کتب حدیث میں موجود ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں:

۷۳۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلٰثٍ:النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ،وَالْمُفَارِقُ لِدِيْنِهٖ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ. (بخاری، مسلم، ابوداوٗد)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمان ہو اور شہادت دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون تین جرائم کے سوا کسی صورت میں حلال نہیں: ایک یہ کہ اس نے کسی کی جان لی ہو اور قصاص کا مستحق

ہو گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرے، تیسرے یہ کہ اپنے دین کو چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُرَّۃَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ، اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ، وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِہٖ التَّارِکُ الْجَمَاعَۃَ (لِلْجَمَاعَۃِ).(۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

۷۴۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَایَحِلُّ دَمَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانِہٖ، اَوْ کَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِہٖ اَوِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ. (نسائی)

''رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں الا یہ کہ اس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کی ہو، یا مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کیا ہو، یا کسی کی جان لی ہو۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ: ثَنَا یَحْیٰ، قَالَ: ثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَۃُ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانِہٖ، اَوْ کَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِہٖ، اَوِ النَّفْسِ بِالنَّفْسِ، وَقَّفَہُ زُھَیْرٌ.(۳)

حضرت عثمانؓ کی روایت ہے:

۷۵۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ، رَجُلٌ کَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِہٖ اَوْ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانِہٖ اَوْقَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ. (نسائی)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے بجز تین صورتوں کے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا ہو، دوسرے یہ کہ شادی شدہ ہونے کے بعد اس نے زنا کی ہو، تیسرے یہ کہ وہ قتل کا مرتکب ہو بغیر اس کے کہ اسے جان کے بدلے جان لینے کا حق حاصل ہوا ہو۔''

نسائی نے عثمان کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

تخریج: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّابِاِحْدٰی ثَلَاثٍ، کَفَرَ بَعْدَ اِیْمَانٍ، اَوْزَنٰی بَعْدَ اِحْصَانٍ، اَوْیَقْتُلُ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ فَیُقْتَلُ.(۴)

حضرت عثمانؓ ہی سے دوسری روایت ہے:

۷۶۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ

اِحْصَانِهٖ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ اَوْقَتَلَ عَمَدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ اَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ. (نسائی)

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین جرائم کی پاداش میں۔ایک یہ کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کی ہو،اس کی سزا سنگساری ہے۔دوسرے یہ کہ کسی نے عمداً قتل کا ارتکاب کیا ہو،اس پر قصاص ہے۔تیسرے یہ کہ کوئی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو،اس کی سزا قتل ہے۔''

تخریج:〈۱〉اَخْبَرَنَا اَبُوالْاَزْهَرِ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ:حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، قَالَ:اَنْبَأَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مَطَرِ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّابِاِحْدٰى ثَلَاثٍ، رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ اَوْقَتَلَ عَمَدًا، فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ اَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ، فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ.(٥)

〈۲〉 اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ،قَالَ:حَدَّثَنِيْ اَبُوْاُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ، قَالَا :كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ، وَكُنَّا اِذَا دَخَلْنَا مَدْخَلًا نَسْمَعُ كَلَامَ مَنْ بِالْبَلَاطِ.فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ:اِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُوْنِيْ بِالْقَتْلِ، قُلْنَا:يَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ، قَالَ:فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّابِاِحْدٰى ثَلَاثٍ،رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ، اَوْزَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ، اَوْقَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، فَوَاللّٰهِ! مَازَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَااِسْلَامٍ، وَلَا تَمَنَّيْتُ اَنَّ لِيْ بِدِيْنِيْ بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللّٰهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ.(٦)

ترجمہ : ابوامامہؓ اور عبداللہ بن عامر کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ بلوائیوں کی وجہ سے جب محصور تھے ہم اس وقت ان کے ساتھ تھے۔ہم جب گھر میں داخل ہوتے تو باہر میدان میں موجود لوگوں کی باتیں سن رہے ہوتے۔پس ایک روز حضرت عثمانؓ داخل ہوئے اور باہر نکل گئے اور فرمایا یہ بلوائی لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں ہم نے کہا آپ کو ان کے مقابلہ میں اللہ کافی ہے،حضرت عثمانؓ نے کہا پس مجھے یہ لوگ کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین جرائم کی پاداش میں ایک یہ کہ کوئی آدمی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کی ہو یا بغیر کسی قصاص میں قتل کرنے کے اس نے قتل کیا ہو۔واللہ! میں نے تو نہ دور جاہلیت میں زنا کی ہے اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد، نہ میں نے دین کو جس کی ہدایت مجھے اللہ نے فرمائی ہے تبدیل کرنے کی خواہش کی ہے اور نہ میں نے کسی کو قتل کیا ہے پھر وہ مجھے قتل کیوں کرتے ہیں؟

تشریح: تاریخ کی تمام معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ یہ حدیث حضرت عثمانؓ نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر ہزاروں آدمیوں کے سامنے اس وقت بیان کی تھی، جب کہ باغی آپ کے مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور آپ کے قتل کے

درپے تھے۔ باغیوں کے مقابلے میں آپ کے استدلال کی بنا یہ تھی کہ اس حدیث کی رو سے تین جرائم کے سوا کسی چوتھے جرم میں ایک مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور میں نے ان میں سے کوئی جرم نہیں کیا ہے، لہٰذا مجھے قتل کر کے تم لوگ خود مجرم قرار پاؤ گے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح یہ حدیث حضرت عثمان کے حق میں باغیوں پر صریح حجت بن رہی تھی۔ اگر یہ امر ذرہ برابر بھی مشتبہ ہوتا کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، تو سینکڑوں آوازیں بلند ہو جاتیں کہ آپ کا بیان غلط ہے یا مشکوک ہے، لیکن باغیوں کے پورے مجمع میں سے کوئی ایک شخص بھی اس حدیث کی صحت پر اعتراض نہ کر سکا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے:

۷۷۔ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهٗ اِلَی الْیَمَنِ ثُمَّ اَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اَنِّیْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ فَاَلْقٰی لَهٗ اَبُوْمُوْسٰی وِسَادَةً لِیَجْلِسَ اِلَیْهَا فَاُتِیَ رَجُلٌ کَانَ یَهُوْدِیًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ کَفَرَ فَقَالَ مُعَاذٌ لَااَجْلِسُ حَتّٰی یُقْتَلَ قَضَاءَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ. (نسائی، بخاری، ابوداؤد)

''نبی ﷺ نے ان (حضرت ابوموسیٰؓ) کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ پھر اس کے بعد معاذ بن جبل کو ان کے معاون کی حیثیت سے روانہ کیا جب معاذ وہاں پہنچے تو انہوں نے اعلان کیا کہ لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا فرستادہ ہوں۔ ابوموسیٰ نے ان کے لیے تکیہ رکھا تا کہ اس سے ٹیک لگا کر بیٹھیں۔ اتنے میں ایک شخص پیش ہوا جو پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا، پھر یہودی ہو گیا۔ معاذؓ نے کہا میں ہرگز نہ بیٹھوں گا جب تک یہ شخص قتل نہ کر دیا جائے، اللہ اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے، معاذؓ نے یہ بات تین دفعہ کہی۔ آخر کار جب وہ قتل کر دیا گیا تو معاذ بیٹھ گئے۔''

تخریج: **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَحَدَّثَنِیْ حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَیْدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهٗ اِلَی الْیَمَنِ، ثُمَّ اَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذَالِکَ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! اِنِّیْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ، فَاَلْقٰی لَهٗ اَبُوْمُوْسٰی وِسَادَةً لِیَجْلِسَ عَلَیْهَا، فَاُتِیَ بِرَجُلٍ کَانَ یَهُوْدِیًّا، فَاَسْلَمَ ثُمَّ کَفَرَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: لَآاَجْلِسُ حَتّٰی یُقْتَلَ. قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ.** (۷)

تشریح: خیال رہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں پیش آیا۔ اس وقت حضرت ابوموسیٰ آنحضرت ﷺ کے گورنر کی حیثیت میں اور حضرت معاذ وائس گورنر کی حیثیت میں تھے۔ اگر ان کا یہ فعل واقعی اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر مبنی نہ ہوتا تو یقیناً نبی ﷺ اس پر باز پرس فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

۷۸۔ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ یَکْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَزَلَّهُ الشَّیْطَانُ فَلَحِقَ بِالْکُفَّارِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّقْتَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ. فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ. (ابوداؤد)

''عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کسی زمانے میں رسول اللہ ﷺ کا کاتب (سکریٹری) تھا۔ پھر شیطان نے اس کو پھسلا دیا اور کفار سے جاملا۔ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر بعد میں حضرت عثمان نے اس کے لیے پناہ مانگی، رسول اللہؐ نے اس کو پناہ دے دی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ نِالْمَرْوَزِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ یَزِیْدَ النَّحْوِیِّ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ سَرْحٍ، یَکْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَزَلَّهُ الشَّیْطَانُ، فَلَحِقَ بِالْکُفَّارِ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. اَنْ یُّقْتَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (۸)

اس آخری واقعہ کی تشریح حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت میں ہم کو یہ ملتی ہے:

۷۹۔ لَمَّا کَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَکَّةَ اِخْتَبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰی اَوْقَفَهٗ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَایِعْ عَبْدَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَنَظَرَ اِلَیْهِ ثَلٰثًا کُلُّ ذٰلِکَ یَاْبٰی فَبَایَعَهٗ بَعْدَ ثَلٰثٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَمَا کَانَ فِیْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْدٌ یَقُوْمُ اِلٰی هٰذَا حِیْنَ رَاٰنِیْ کَفَفْتُ یَدِیْ عَنْ بَیْعَتِهٖ فَیَقْتُلَهٗ فَقَالُوْا مَانَدْرِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَافِیْ نَفْسِکَ اِلَّا اَوْ مَأْتَ اِلَیْنَا بِعَیْنِکَ؟ فَقَالَ اَنَّهٗ لَایَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ.

''جب مکہ فتح ہوا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے عثمان بن عفان کے دامن میں پناہ لی، عثمانؓ اس کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ کی بیعت قبول فرمالیجیے۔ حضورؐ نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا اور چپ رہے۔ تین دفعہ یہی ہوا اور آپ اس کی طرف بس دیکھ دیکھ کر رہ جاتے تھے۔ آخر تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کو بیعت میں لے لیا۔ پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی ایسا بھلا آدمی موجود نہ تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ میں نے بیعت سے ہاتھ روک رکھا ہے تو آگے بڑھتا اور اس شخص کو قتل کر دیتا؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں، آپ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ فرما دیا؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ ایک نبی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھوں کی چوری کرے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ، ثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: زَعَمَ السُّدِّیُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَکَّةَ، اِخْتَبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰی اَوْقَفَهٗ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَایِعْ عَبْدَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهٗ، فَنَظَرَ اِلَیْهِ، ثَلَاثًا، کُلَّ ذٰلِکَ یَاْبٰی، فَبَایَعَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اَمَا کَانَ فِیْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْدٌ یَقُوْمُ اِلٰی هٰذَا حَیْثُ رَاٰنِیْ کَفَفْتُ یَدِیْ عَنْ بَیْعَتِهٖ فَیَقْتُلَهٗ؟ فَقَالُوْا: مَانَدْرِیْ یَارَسُوْلَ

اللّٰہِ مَافِیْ نَفْسِکَ، اَلاَّ اَوْمَأتَ اِلَیْنَا بِعَیْنِکَ؟ قَالَ: اِنَّہٗ لاَیَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ خَائِنَۃُ الْاَعْیُنِ.(۹)

حضرت عائشہؓ سے روایت:

۸۰۔ اِنَّ امْرَأَۃً اِرْتَدَّتْ یَوْمَ اُحُدٍ فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تُسْتَابَ فَاِنْ تَابَتْ وَاِلاَّ قُتِلَتْ. (بیہقی)

''جنگ احد کے موقع پر (جب کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی) ایک عورت مرتد ہوگئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس سے توبہ کرائی جائے، اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردی جائے۔''

تخریج: نَامُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ حَاتِمِ الطَّوِیْلُ، نَامُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ یُوْنُسَ السِّرَاجُ، نَامُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ، نَا اَبِیْ، نَامُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ الْاَنْصَارِیُّ عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ عُرْوَۃَ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: ارْتَدَّتْ امْرَأَۃٌ یَوْمَ اُحُدٍ، فَاَمَرَالنَّبِیُّ ﷺ اَنْ تُسْتَتَابَ، فَاِنْ تَابَتْ، وَاِلاَّقُتِلَتْ.(۱۰)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے:

۸۱۔ اِنَّ امْرَأَۃً اُمَّ رُوْمَانَ اِرْتَدَّتْ فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِاَنْ یُّعْرَضَ عَلَیْھَا الْاِسْلَامُ فَاِنْ تَابَ وَاِلاَّقُتِلَتْ.

(دارقطنی، بیہقی)

''ایک عورت ام رومان (یا ام مروان) نامی مرتد ہوگئی تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے سامنے پھر اسلام پیش کیا جائے، پھر وہ توبہ کرلے تو بہتر ورنہ قتل کردی جائے۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ الْفَقِیْہُ، اَنْبَأَ عَلِیُّ بْنُ عُمَرَ، الْحَافِظُ، ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ بَطْحَا، ثَنَا نَجِیْحُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الزُّھْرِیُّ، ثَنَا مَعْمَرُ بْنُ بَکَّارٍ السَّعْدِیُّ، ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ امْرَأَۃً یُقَالُ لَھَا اُمُّ مَرْوَانَ، ارْتَدَّتْ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَاَمَرَالنَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُعْرَضَ عَلَیْھَا الْاِسْلَامُ، فَاِنْ رَّجَعَتْ، وَاِلاَّقُتِلَتْ.(۱۱)

____ بیہقی کی دوسری روایت اس سلسلے میں یہ ہے کہ فَاَبَتْ اَنْ تُسْلِمَ فَقُتِلَتْ، ''اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، اس بنا پر قتل کردی گئی۔''

خلافت راشدہ کے نظائر

اس کے بعد دور خلافت راشدہ کے نظائر ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ایک عورت جس کا نام ام قرفہ تھا، اسلام لانے کے بعد کافر ہوگئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا، مگر اس نے توبہ نہ کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے قتل کرادیا۔ (دارقطنی، بیہقی)

(۲) عمرو بن عاص حاکم مصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ایک شخص اسلام لایا تھا، پھر کافر ہو گیا، پھر اسلام لایا پھر کافر ہو گیا۔ یہ فعل وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے۔ اب اس کا اسلام قبول کیا جائے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جب تک اللہ اس سے اسلام قبول کرتا ہے تم بھی کیے جاؤ۔ اس کے سامنے اسلام پیش کرو، مان لے تو چھوڑ دو ورنہ گردن مار دو۔

(کنز العمال)

(۳) سعد بن ابی وقاص اور ابوموسیٰ اشعری نے تستر کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ قاصد نے حضرت عمرؓ کے سامنے حالات کی رپورٹ پیش کی۔ آخر میں حضرت عمرؓ نے پوچھا کوئی اور غیر معمولی بات؟ اس نے عرض کیا ہاں اے امیر المومنین! ہم نے ایک عرب کو پکڑا جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا پھر تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا، ''تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ اسے ایک کمرے میں بند کر کے دروازہ کا تیغہ لگا دیتے پھر تین دن تک روزانہ ایک روٹی اس کے پاس پھینکتے رہتے، شاید کہ وہ اس دوران میں توبہ کر لیتا۔ خدایا یہ کام میرے حکم سے نہیں ہوا، نہ میرے سامنے ہوا، نہ میں اسے سن کر راضی ہوا۔'' لیکن حضرت عمرؓ نے اس پر حضرت سعدؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے کوئی باز پرس نہیں کی اور نہ کوئی سزا تجویز کی۔[1] (طحاوی، نیز موطا، بیہقی، و کتاب الام للشافعی)

(۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود کو اطلاع ملی کہ بنی حنیفہ کی ایک مسجد میں کچھ لوگ شہادت دے رہے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے یہ سن کر حضرت عبداللہ نے پولس بھیجی اور ان کو گرفتار کر کے بلا لیا۔ جب وہ لوگ ان کے سامنے پیش ہوئے تو سب نے توبہ کر لی اور اقرار کیا کہ ہم آیندہ ایسا نہ کریں گے۔ حضرت عبداللہ نے اوروں کو تو چھوڑ دیا، مگر ان میں سے ایک شخص عبداللہ ابن النواحہ کو موت کی سزا دی۔ لوگوں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ نے ایک ہی مقدمہ میں دو مختلف فیصلے کیے۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ یہ ابن النّواحہ وہ شخص ہے جو مسیلمہ کی طرف سے نبی ﷺ کے پاس سفیر بن کر آیا تھا، میں اس وقت حاضر تھا۔ ایک دوسرا شخص حجر بن دثال بھی اس کے ساتھ سفارت میں شریک تھا۔ آں حضرت نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے جواب دیا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر سفارتی وفد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت عبداللہ نے کہا میں نے اسی وجہ سے ابن النواحہ کو سزائے موت دی ہے۔[2] (طحاوی)

---

[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سعد اور ابوموسیٰ کا فعل تھا تو قانون کی حدود کے اندر، لیکن حضرت عمرؓ کی رائے میں قتل سے پہلے اس شخص کو توبہ کا موقع دینا زیادہ بہتر تھا۔

[2] اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ بنی حنیفہ کا قبیلہ ابن النواحہ اور حجر بن دثال سمیت پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ پھر مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ لوگ اس کی نبوت کے قائل ہو گئے۔ اس بنا پر جب نبی ﷺ نے عبداللہ بن النواحہ اور حجر بن دثال سے فرمایا کہ ''اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمھیں قتل کر دیتا''، تو اس کا صریح مطلب یہ تھا کہ اس ارتداد کی وجہ سے تو واجب القتل ہو چکا ہے، لیکن چونکہ اس وقت تو سفیر بن کر آیا ہے اس لیے تجھ پر شریعت کا یہ حکم نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

واضح رہے کہ یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے زمانے کا ہے جب کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ان کے ماتحت کوفہ کے چیف جج تھے۔

(۵) کوفہ میں چند آدمی پکڑے گئے جو مسیلمہ کی دعوت پھیلا رہے تھے، حضرت عثمانؓ کو اس باب میں لکھا گیا۔ آپ نے جواب میں لکھا، ان کے سامنے دین حق اور شہادت لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پیش کی جائے، جو اسے قبول کرے اور مسیلمہ سے براءت کا اظہار کر دے اسے چھوڑ دیا جائے اور جو دین مسیلمہ پر قائم رہے اسے قتل کر دیا جائے۔ (طحاوی)

(۶) حضرت علیؓ کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا جو پہلے عیسائی تھا، پھر مسلمان ہوا پھر عیسائی ہو گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تیری اس روش کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے عیسائیوں کے دین کو تمہارے دین سے بہتر پایا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا عیسیٰؑ کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ اس نے کہا وہ میرے رب ہیں، یا یہ کہا کہ وہ علی کے رب ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (طحاوی)

(۷) حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی کہ ایک گروہ عیسائی سے مسلمان ہوا پھر عیسائی ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کے اپنے سامنے بلوایا اور حقیقت حال دریافت کی۔ انہوں نے کہا ہم عیسائی تھے، پھر ہمیں اختیار دیا گیا کہ عیسائی رہیں یا مسلمان ہو جائیں، ہم نے اسلام کو اختیار کر لیا، مگر اب ہماری رائے یہ ہے کہ ہمارے سابق دین سے افضل کوئی دین نہیں ہے، لہٰذا اب ہم عیسائی ہو گئے۔ اس پر حضرت علیؓ کے حکم سے یہ لوگ قتل کر دیئے گئے اور ان کے بال بچے غلام بنا لیے گئے۔ (طحاوی)

(۸) حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی کہ کچھ لوگ آپ کو اپنا رب قرار دیتے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے خالق و رازق ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، تمہاری حالت پر افسوس ہے، میں تو تم جیسا ایک بندہ ہوں، تمہاری طرح کھاتا اور پیتا ہوں، اگر اللہ کی اطاعت کروں گا تو وہ مجھے اجر دے گا اور اس کی نافرمانی کروں تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے سزا دے گا۔ لہٰذا تم خدا سے ڈرو اور اپنے اس عقیدے کو چھوڑ دو مگر انہوں نے انکار کیا۔ دوسرے دن قنبر نے آ کر عرض کیا کہ وہ لوگ پھر وہی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر دریافت کیا اور انہوں نے وہی سب باتیں دہرادیں۔ تیسرے روز حضرت علیؓ نے انہیں بلا کر دھمکی دی کہ اگر اب تم نے وہ بات کہی تو میں تم کو بدترین طریقہ سے قتل کروں گا، مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ آخر کار حضرت علیؓ نے ایک گڑھا کھدوایا، اس میں آگ جلوائی، پھر ان سے کہا، دیکھو اب بھی اپنے اس قول سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمہیں اس گڑھے میں پھینک دوں گا، مگر وہ اپنے اسی عقیدے پر قائم رہے۔ تب حضرت علیؓ کے حکم سے وہ سب اس گڑھے میں پھینک دیئے گئے۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص: ۲۳۸)

(۹) حضرت علیؓ رحبہ کے مقام پر تھے کہ آپ کو ایک شخص نے آ کر اطلاع دی کہ یہاں ایک گھر کے لوگوں نے اپنے ہاں ایک بت رکھ چھوڑا ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ خود وہاں تشریف لے گئے۔ تلاشی لینے پر بت نکل آیا۔ حضرت علیؓ نے اس گھر میں آگ لگادی اور وہ گھر والوں سمیت جل گیا۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص: ۲۳۹)

(۱۰) حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص پکڑا ہوا آیا جو مسلمان تھا پھر کافر ہوگیا۔ آپ نے اسے ایک مہینہ تک توبہ کی مہلت دی، پھر اس سے پوچھا، مگر اس نے توبہ سے انکار کر دیا۔ آخر کار آپ نے اسے قتل کرادیا۔

(کنز العمال ج ۱، ص: ۳۱۳)

تشریح: یہ دس نظیریں پورے دور خلافت راشدہ کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چاروں خلفاء کے زمانہ میں جب بھی ارتداد کا واقعہ پیش آیا ہے اس کی سزا قتل ہی دی گئی ہے، اور ان میں سے کسی واقعہ میں بھی نفس ارتداد کے سوا کسی دوسرے جرم کی شمولیت ثابت نہیں ہے، جس کی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ قتل کی سزا دراصل اس جرم پر دی گئی تھی نہ کی ارتداد پر۔

تخریج:〈۱〉 اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ الْاَصَمُّ ثنا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِىْ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ التَّنُوْخِيِّ، اَنَّ امْرَاَةً يُقَالُ لَهَا اُمُّ قُرْفَةَ، كَفَرَتْ بَعْدَ اِسْلَامِهَا، فَاسْتَتَابَهَا اَبُوْبَكْرِ ٍالصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ تَتُبْ، فَقَتَلَهَا.(۱۲)

〈۲〉 حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ ٍالْقَارِىْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ اَبِىْ مُوْسىٰ الْاَشْعَرِىِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ، فَاَخْبَرَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: هَلْ كَانَ فِيْكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ: نَعَمْ، رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهِ. قَالَ: فَمَا فَعَلْتُمْ بِهٖ؟ قَالَ: قَرَّبْنَاهُ، فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا، وَاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ يَتُوْبُ وَيُرَاجِعُ اَمْرَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ لَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَرْضِ اِذْبَلَغَنِىْ.(۱۳)

مرتدوں کے خلاف خلیفہ اول کا جہاد

مگر ان سب نظیروں سے بڑھ کر وزنی نظیر اہل ردّہ کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جہاد ہے اس میں صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت شریک تھی۔ اس سے اگر ابتدا میں کسی نے اختلاف کیا بھی تھا تو بعد میں وہ اختلاف اتفاق سے بدل گیا۔ لہٰذا یہ معاملہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ جن لوگوں نے براہ راست نبی ﷺ سے دین کی تعلیم و تربیت پائی تھی، ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ جو گروہ اسلام سے پھر جائے اس کے خلاف اسلامی حکومت کو جنگ کرنی چاہیے۔

بعض لوگ اس جہاد کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ مرتدین کی حیثیت دراصل باغیوں کی تھی کیوں کہ انہوں نے حکومت کا ٹیکس (زکوٰۃ) دینا بند کر دیا تھا اور وہ حکومت کے عاملوں کو الگ کر کے خود اپنی حکومتیں قائم کرنے لگے تھے۔ لیکن یہ توجیہہ چار وجوہ سے قطعی غلط ہے:

(۱) جہاد جن لوگوں کے خلاف کیا گیا تھا۔ وہ سارے کے سارے مانعین زکوٰۃ ہی نہیں تھے بلکہ ان میں مختلف قسم کے مرتدین شامل تھے۔ کچھ لوگ ان مدعیان نبوت پر ایمان لے آئے تھے، جنہوں نے عرب کے مختلف گوشوں میں اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا۔ کچھ کو محمد ﷺ کی نبوت کا یقین نہ رہا تھا اور وہ کہتے تھے کہ لَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا مَا مَاتَ

"اگر محمد نبی ہوتے تو مرتے نہیں" کچھ لوگ تمام ضروریات دین کے قائل تھے اور زکوٰۃ بھی ادا کرنے کے لیے تیار تھے، مگر ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم اپنی زکوٰۃ بطورِ خود جمع اور خرچ کریں گے، ابوبکر کے عاملوں کو نہیں دیں گے۔ کچھ اور لوگ کہتے تھے۔ اَطَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا كَانَ بَيْنَنَا فَوَاعَجباً مَا بَالُ مُلْكِ اَبِیْ بَكْرٍ "ہم نے خدا کے رسول کی پیروی کر لی جب کہ وہ ہمارے درمیان تھے، مگر مقامِ حیرت ہے کہ یہ ابوبکر کی حکومت ہم پر کیوں مسلط ہوئی۔"[1]

(۲) ان سب مختلف قسم کے لوگوں کے لیے صحابہؓ نے باغی کے بجائے "مرتد" کا لفظ، اور اس ہنگامے کے لیے بغاوت کے بجائے "ارتداد" کا لفظ استعمال کیا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں وہ اصل جرم جس کے یہ لوگ مرتکب ہوئے تھے، ارتداد تھا نہ کہ بغاوت۔ جنوب عرب میں جن لوگوں نے لقیط بن مالک الازدی کی نبوت تسلیم کر لی تھی ان کے خلاف حضرت ابوبکرؓ نے عِکْرِمہ بن ابی جہل کو جہاد کے لیے روانہ کرتے وقت یہ ہدایت کی تھی کہ وَمَنْ لَقِيْتَهٗ مِنَ الْمُرْتَدَّةِ بَيْنَ عُمَانَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ وَالْيَمَنِ فَنَكِّلْ بِهٖ "عمان سے حضر موت اور یمن تک جہاں مرتدوں کو پاؤ، کچل ڈالو۔"

(۳) جن لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، ان کے معاملہ میں جب یہ شبہ ظاہر کیا گیا کہ ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کرنا جائز بھی ہے یا نہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا تھا کہ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ "خدا کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، میں اس سے جنگ کروں گا" اس کے صاف معنیٰ یہ ہیں کہ خلیفہ اول کی نگاہ میں ان کا اصل جرم ٹیکس نہ دینا نہیں تھا بلکہ دین اسلام کے دو ارکان میں سے ایک کو ماننا اور دوسرے کو نہ ماننا تھا۔ اور آخر کار جس بنا پر صحابہ کرام نے ان مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے معاملے میں خلیفہ سے اتفاق کیا وہ یہی تھی کہ خلیفہ برحق کے دلائل سے انہیں اس امر کا پورا اطمینان ہو گیا کہ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرنے کی وجہ سے یہ لوگ دائرہ دین سے باہر نکل چکے ہیں۔

(۴) ان سب سے بڑھ کر فیصلہ کن چیز سیدنا ابوبکرؓ صدیق کا وہ فرمان عام (Proclamation) ہے جو آپ نے عرب کے مختلف گوشوں میں مرتدین کے خلاف جہاد کے لیے ۱۱ فوجیں روانہ کرتے وقت ہر فوج کے کمانڈر کو لکھ کر دیا تھا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص: ۳۱۶) میں پورا فرمان نقل کیا ہے۔ اس کے حسب ذیل فقرے خاص طور پر قابلِ غور ہیں:

> "تم میں سے جن لوگوں نے شیطان کی پیروی قبول کی ہے اور جو اللہ سے بے خوف ہو کر اسلام سے کفر کی طرف پھر گئے ہیں، ان کی اس حرکت کا حال مجھے معلوم ہوا، اب میں نے فلاں شخص کو مہاجرین وانصار اور نیک نہاد تابعین کی ایک فوج کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اور اسے ہدایت کر دی ہے کہ ایمان کے سوا کسی سے کچھ قبول نہ کرے، اور اللہ عزوجل

---

[1] گویا انہیں اعتراض اس بات پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو اور سب مسلمانوں کو اسی طرح اس مرکز سے وابستہ رہنے پر مجبور کیا جائے جس طرح وہ رسول اللہ کی شخصیت سے وابستہ تھے۔

کی طرف دعوت دیئے بغیر کسی کو قتل نہ کرے۔ پس جو کوئی اس کی دعوت الی اللہ کو قبول کرے گا اور اقرار کرنے کے بعد اپنے عمل کو درست رکھے گا، اس کے اقرار کو وہ قبول کرلے گا اور اسے راہ راست پر چلنے میں مدد دے گا۔ اور جو انکار کرے گا اس سے وہ لڑے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ اس کو حکم دے دیا گیا ہے کہ انکار کرنے والوں میں سے جس پر وہ قابو پائے، اسے جیتا نہ چھوڑے۔ ان کی بستیوں کو وہ جلا دے، ان کو نیست و نابود کردے، ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالے اور اسلام کے سوا کسی سے کچھ قبول نہ کرے۔ پس جو اس کی بات مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اللہ کو عاجز نہ کر سکے گا۔ میں نے اپنے فرستادہ امیر کو یہ بھی ہدایت کردی ہے کہ میری اس تجویز کو تمہارے ہر مجمع میں سنا دے اور یہ کہ اسلام قبول کرنے کی علامت اذان ہے۔ جہاں سے اذان کی آواز آئے، اس بستی سے تعرض نہ کرو اور جہاں سے یہ آواز نہ آئے وہاں کے لوگوں سے پوچھو کہ وہ کیوں اذان نہیں دیتے۔ اگر وہ انکار کریں تو ان پر ٹوٹ پڑو، اور اگر اقرار کریں تو ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جس کے وہ مستحق ہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْیٰ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِیُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ: يَا اَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّاللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلاَّبِحَقِّهٖ، وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ، قَالَ اَبُوبَكْرٍ: وَاللّٰهِ! لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ! لَوْمَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَاهُوَ اِلاَّ اَنْ رَاَيْتُ اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.(١٤)

ائمہ مجتہدین کا اتفاق

اب بحث طویل ہو جائے گی اگر ہم پہلی صدی ہجری سے لے کر اس چودھویں صدی تک کے فقہاء کی تحریریں مسلسل نقل کریں۔ لیکن ہم اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسئلہ کے جزئیات میں مذاہب اربعہ کے درمیان خواہ کتنا ہی اختلاف ہو، بہر حال بجائے خود یہ مسئلہ کہ ''مرتد کی سزا قتل ہے'' فقہ کے چاروں مذاہب میں متفق علیہ ہے:

امام مالکؒ کا مذہب ان کی کتاب مؤطا میں یوں لکھا ہے:

''زید بن اسلم سے مالک نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنا دین بدلے اس کی گردن ماردو۔ اس حدیث کے متعلق مالک نے کہا جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں نبی ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلام سے نکل کر کسی دوسرے طریقے کا پیرو ہو جائے مگر اپنے کفر کو چھپا کر اسلام کا اظہار کرتا رہے جیسا کہ زندیقوں اور اسی طرح کے دوسرے لوگوں کا ڈھنگ ہے۔ تو اس کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد اُسے قتل کردیا جائے اور توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے کیوں کہ ایسے لوگوں کی توبہ کا بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور جو شخص اسلام سے نکل کر علانیہ کسی دوسرے طریقے کی پیروی اختیار

کرے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، توبہ کرلے تو خیر ورنہ قتل کیا جائے۔" (باب القضاء فی من ارتد عن الاسلام)

حنابلہ کا مذہب ان کی مستند ترین کتاب "المغنی" میں اس طرح بیان ہوا ہے:

"امام احمد بن حنبلؒ کی رائے یہ ہے کہ جو عاقل و بالغ مرد وعورت اسلام کے بعد کفر اختیار کرے اسے تین دن تک توبہ کی مہلت دی جائے، اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ یہی رائے حسن بصری، زہری، ابراہیم نخعی، مکحول، حماد، لیث، اوزاعی، شافعی اور اسحاق بن راہویہ کی ہے۔" (جلد ۱۰،ص:۷۴)

مذہب حنفی کی تصریح امام طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں اس طرح بیان کی ہے:

"اسلام سے مرتد ہونے والے شخص کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف اس امر میں ہے کہ آیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے یا نہیں؟ ایک گروہ کہتا ہے کہ اگر امام اس سے توبہ کا مطالبہ کرے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر اگر وہ شخص توبہ کرلے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے یہ رائے اختیار کی ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ توبہ کا مطالبہ کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ ان کے نزدیک مرتد کی حیثیت حربی کافر کی سی ہے، جن حربی کافروں تک ہماری دعوت پہنچ چکی ہے، ان کو جنگ شروع کرنے سے پیشتر اسلام کی طرف دعوت دینا غیر ضروری ہے، البتہ جنہیں دعوت نہ پہنچی ہو ان پر حملہ آور ہونے سے پہلے حجت تمام کرنی چاہیے۔ اسی طرح جو شخص اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر مرتد ہوا ہو اس کو تو پہلے سمجھا کر اسلام کی طرف واپس لانے کی کوشش کر لینی چاہیے۔ مگر جو شخص سوچ سمجھ کر اسلام سے نکلا ہو، اسے توبہ کی دعوت دیئے بغیر قتل کر دیا جائے۔ امام ابو یوسف کا بھی ایک قول اسی رائے کی تائید میں ہے، چناں چہ وہ کتاب الاملاء میں فرماتے ہیں کہ میں مرتد کو قتل کروں گا اور توبہ کا مطالبہ نہ کروں گا، ہاں اگر وہ خود ہی جلدی کر کے توبہ کرلے تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے کروں گا۔" (کتاب السیر بحث استتابۃ المرتد)

مذہب حنفی کی مزید تصریح ہدایہ میں اس طرح ہے:

"جب کوئی شخص اسلام سے پھر جائے (العیاذ باللہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے۔ اگر اسے کوئی شبہ ہو تو اسے صاف کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیوں کہ بہت ممکن ہے وہ کسی شبہ میں مبتلا ہو اور ہم اس کا شبہ دور کر دیں تو اس کا شر ایک بدتر صورت (قتل) کے بجائے ایک بہتر صورت (دوبارہ قبول اسلام) سے دفع ہو جائے۔ مگر مشائخ فقہاء کے قول کے مطابق اس کے سامنے اسلام پیش کرنا واجب نہیں ہے کیوں کہ اسلام کی دعوت تو اس کو پہنچ چکی۔"

(باب احکام المرتدین)

افسوس ہے کہ فقہ شافعی کی کوئی معتبر کتاب اس وقت میرے پاس نہیں ہے، مگر ہدایہ میں ان کا جو مذہب نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

"شافعیؒ سے منقول ہے کہ امام کو لازم ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دے اور اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس سے پہلے اسے قتل کر دے۔ کیوں کہ ایک مسلمان کا ارتداد بظاہر کسی شبہ ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مدت ضرور ہونی

چاہیے۔جس میں اس کے لیے غور وتامل کا موقع ہو اور ہم اس غرض کے لیے تین دن کافی سمجھتے ہیں۔''

(باب احکام المرتدین)

غالبًا ان شہادتوں کے بعد کسی شخص کے لیے اس امر میں شبہ کرنے کی کوئی گنجایش باقی نہیں رہتی کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، اور یہ سزا نفس ارتداد کی ہے نہ کہ کسی اور جرم کی جو ارتداد کے ساتھ شامل ہو گیا ہو۔

بعض لوگ حدیث اور فقہ کی باتیں سن کر یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں یہ سزا کہاں لکھی ہے؟ ایسے لوگوں کی تسلی کے لیے اگرچہ ہم نے اس بحث کی ابتدا میں قرآن کا حکم بھی بیان کر دیا ہے، لیکن اگر بالفرض یہ حکم قرآن میں نہ بھی ہوتا تو حدیث کی کثیر التعداد روایات، خلفائے راشدین کے فیصلوں کی نظیریں اور فقہاء کی متفقہ رائیں اس حکم کو ثابت کرنے کے لیے بالکل کافی تھیں۔ ثبوت حکم کے لیے ان چیزوں کو نا کافی سمجھ کر جو لوگ اس کا حوالہ قرآن سے مانگتے ہیں ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ تمہاری رائے میں کیا اسلام کا پورا قانون تعزیرات وہی ہے جو قرآن میں بیان ہوا ہے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو گویا تم کہتے ہو کہ قرآن میں جن افعال کو جرم قرار دے کر سزا تجویز کر دی گئی ہے، ان کے ماسوا کوئی فعل اسلامی حکومت میں جرم مستلزم سزا نہ ہوگا۔ پھر ایک مرتبہ غور کر لو، کیا اس قاعدے پر تم دنیا کی کوئی حکومت ایک دن بھی کامیابی کے ساتھ چلا سکتے ہو؟ اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور تم خود بھی تسلیم کرتے ہو کہ قرآن کے بیان کردہ جرائم اور سزاؤں کے علاوہ اسلامی نظام حکومت میں دوسرے جرائم بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے لیے تفصیلی قانون تعزیرات کی ضرورت ہے، تو ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ جو قانون نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کی حکومت میں رائج تھا اور جس کو مسلسل تیرہ سو برس تک تمام امت کے جج، مجسٹریٹ اور علماء قانون بالاتفاق تسلیم کرتے رہے ہیں، آیا وہ اسلامی قانون کہلانے کا زیادہ مستحق ہے یا وہ قانون جسے آج چند ایسے لوگ تجویز کریں جو غیر اسلامی علوم اور غیر اسلامی تہذیب و تمدن سے مغلوب و متاثر ہیں اور جن کو اسلامی علوم کی ادھوری تعلیم بھی میسر نہیں آئی ہے؟ (مرتد کی سزا،۲:ائمہ...)

اقامت حدود الٰہی

۸۲۔ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

''اللہ کی حدود میں سے ایک حد قائم کرنے کی برکت ۴۰ دن کی بارش سے زیادہ ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ سِنَانٍ، عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ اَبِيْ شَجَرَةَ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. (۱۵)

—— فِي الزَّوَائِدِ: فِيْ اِسْنَادِهٖ سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، ضَعَّفَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ وَغَيْرُهُ، وَقَالَ الدَّارُ قُطْنِيْ : يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، اَنْبَأَنَا عِيْسَى بْنُ يَزِيْدَ (اَظُنُّهٗ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ

يَزِيْدَ) عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَدٌّ يُعْ فِى الْاَرْضِ، خَيْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا.(١٦)

تشریح: بارش کی برکت یہ ہے کہ اس سے زمین سیراب ہوتی ہے، فصلیں خوب تیار ہوتی ہیں، خوش حالی بڑھتی ہے، اقامت حدود کی برکت اس سے بڑھ کر ہے کہ اس سے فتنہ وفساد اور ظلم و بدامنی کی جڑ کٹتی ہے، خدا کی مخلوق کو امن چین سے زندگی بسر کرنا نصیب ہوتا ہے اور قیام امن سے وہ طمانیت میسر آتی ہے جو تمدن کی جان اور ترقی کی روح ہے۔

(الجہاد فی الاسلام، باب اول: قتل بالحق)

ماخذ

(١) بخاری ج٢ کتاب استتابة المعاندین والمرتدین وقتالهم باب حکم المرتد اور ج١ کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب اللّٰه، اور کتاب الاعتصام، باب قول اللّٰه وامرهم شوریٰ بینهم۔☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆ترمذی ج١ ابواب الحدود، باب ماجاء فی المرتد۔☆نسائی ج٧ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆ابن ماجه، کتاب الحدود، باب المرتد عن دینه۔☆مسند احمد ج١ص٢۔ ٧۔٢٨٢۔٢٨٣۔٣٢٣ وغیره۔☆دارقطنی ج٢ کتاب الحدود۔☆مؤطا امام مالك ج٢ کتاب الاقضية، باب القضاء فیمن ارتد عن الاسلام۔☆نیل الاوطار ج٧ابواب احکام الردة والاسلام، باب قتل المرتد۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٨ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام اور باب قتل من ارتد عن الاسلام اذا ثبت علیه رجلا کان او امرأة۔

(٢) بخاری ج٢ کتاب الدیات، باب قول اللّٰه ان النفس بالنفس الآیة۔☆مسلم ج٢ کتاب القسامة باب مایباح به دم المسلم۔☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆ترمذی ج١ ابواب الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه۔☆نسائی ج٧ کتاب تحریم الدم، باب ذکر مایحل به دم المسلم۔☆دارقطنی ج٣ کتاب الحدود۔☆سنن دارمی ج٢ کتاب السیر باب لایحل دم رجل یشهد ان لااله الا اللّٰه۔☆مسنداحمد ج١ص٦١۔٦٣۔٦٥۔٧٠۔ ١٦٣۔ ٣٨٢۔ ٤٢٨۔٤٤٤۔٤٦٥وغیره ج٦ص١٨١۔٢١٤۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج٨ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٨ص٢٠٢۔ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام اذاثبت علیه رجلاً کان اوامرأة۔

(٣) نسائی ج٧ کتاب المحاربة، باب ذکر مایحل به دم المسلم۔

(٤) نسائی ج٧ کتاب المحاربة، باب ذکر مایحل به دم المسلم۔اسی عثمان کے حواله سے سنن دارمی نے ج٢ کتاب الحدود باب مایحل به دم المسلم کے تحت متذکره روایت بیان کی هے۔☆ابوداؤد نے ج٤ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد کے ضمن میں حضرت عائشه سے قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی هے۔ اور السنن

، نے ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام کے تحت اس روایت کو ذکر کیاھے۔

ی ج۷ کتاب تحریم الدم باب الحکم فی المرتد۔

سائی ج۷ کتاب تحریم الدم۔ باب ذکرمایحل به دم المسلم۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸ کتاب المرتد، باب قتل من ارتد عن الاسلام۔

) نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆بخاری ج۲ کتاب الاستتابة المعاندین والمرتدین باب حکم المرتد والمرتدة اور مسلم ج۲ کتاب الامارة باب النهی عن طلب الامارة۔☆ابوداوٗد ج٤ کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام۔

(۸) ابوداوٗدج٤ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم باب توبة المرتد۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب المرتد، باب مایحرم الدم من الاسلام زندیقا کان اوغیره۔ عن ابن عباس۔

(۹) ابوداوٗدج٤ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد اور ابوداوٗد نے کتاب الجهاد میں بھی اسے نقل کیاھے۔ ☆نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد باب من قال فی المرتد یستتاب مکانه، فان تاب والا قتل۔

(۱۰) سنن دارقطنی ج۲ کتاب الحدود۔

(۱۱) السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام اذا ثبت علیه رجلا کان اومرأة۔ ☆سنن دارقطنی ج۲ کتاب الحدود۔☆دراقطنی نے ج۲ ص۳۳۷ پر حضرت جابر سے فعرض علیها فابت ان تسلم، فقتلت کے الفاظ بیان کیے ھیں۔

(۱۲) السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد، باب قتل من ارتد عن الاسلام اذا ثبت علیه رجلا کان اوامرأة۔ ☆سنن دارقطنی ج۲☆دارقطنی نے ان ابابکر قتل ام قرفة الفزارية فی ردتها قتلة مثلة۔ شد رجلیها بفرسین ثم صاح بهما فشقاها۔ نقل کیاھے۔

(۱۳) مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الاقضية، باب القضاء فیمن ارتد عن الاسلام۔

(۱٤) بخاری ج۲ کتاب استتابة المعاندین والمرتدین الخ باب قتل من ابی قبول الفرائض، وما نسبوا الی الردة۔

(۱۵) ابن ماجه ج۲۔ کتاب الحدود، باب اقامة الحدود۔☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامة الحد۔ ☆نسائی میں عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: اِقَامَةُ حَدٍّ بِاَرْضٍ خَیْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً هے۔

(۱٦) ابن ماجه ج۲ کتاب الحدود، باب اقامة الحدود،☆نسائی ج۸۔ کتاب قطع السارق باب الترغیب فی اقامة الحد۔ نسائی نے ثلاثین نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج۲ عن ابی هریرة، نسائی والی روایت کے الفاظ اور ص۳٦۲ پرحَدٌّ یُقَامُ فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِلنَّاسِ مِنْ اَنْ یُمْطَرُوْا ثَلَاثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا منقول هے۔☆مجمع الزوائد ج٦۔ کتاب الحدود، باب اقامة الحدود۔ عن ابن عباس۔ اس میں وَحَدٌّ یُقَامُ فِی الْاَرْضِ بِحَقِّهٖ اَزْکیٰ مِنْ مَّطَرِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا منقول هے۔ وَقَالَ:لایروی عن ابن عباس الابهذا الاسناد، وفیه زریق بن السخت ولم اعرفه۔
